

سالانہ رپورٹ

2020-2021ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان

بورڈ آف ڈائریکٹرز

گورنر و چیئرمین

ڈاکٹر رضا باقر

سیکرٹری فنانس

جناب یوسف خان

رکن

جناب محمد سلیم سیٹھی

رکن

جناب علی جمیل

رکن

ڈاکٹر طارق حسن

کارپوریٹ سیکریٹری

جناب محمد منصور علی

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
24 نومبر 2021ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2) 9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 2020-21ء جس میں مالی سال 2020-21ء کی چوتھی سہ ماہی کا جائزہ شامل ہے، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

رمنا ہاتھ

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرائی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

24 نومبر 2021ء

جناب اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2) 9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 2020-21ء جس میں مالی سال 2020-21ء کی چوتھی سہ ماہی کا جائزہ شامل ہے، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

رمنا ہاتھ

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

اسد قیصر

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

تجزیہ کار

ابواب:

1. معاشی جائزہ عمر فاروق ثاقب؛ سید خرم جعفری
2. اقتصادی نمو محمد مظہر خان؛ خرم اشفاق بلوچ؛ طلحہ ندیم؛ سرمد الہی
3. زرعی پالیسی اور مہنگائی سجاول خان؛ فاطمہ خالق؛ جنید کمال؛ عمر مشہود
4. مالیاتی پالیسی سید خرم جعفری؛ حرا غفار؛ محمد اجلال خان
5. ملکی اور بیرونی قرضہ سید خرم جعفری؛ سید ذوالقرنین حسین
6. بیرونی شعبہ محمد عمر؛ سید علی رضا مہدی؛ محمد فرحان اکبر؛ افسح خالد
7. پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی کی تجربہ گاہیں؟ صہیب جمالی؛ صباحت؛ رومیل احمد خان؛ عطا اللہ عباسی

سرورق صنعت و زراعت II (1986ء) از صادقین، اسٹیٹ بینک میوزیم

عمر فاروق ثاقب؛ سید خرم جعفری

منتظم مطبوعہ

عمر فاروق ثاقب

ڈائریکٹر

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

مرتنقی سید (چیئرمین)؛ محمد علی چوہدری؛ عنایت حسین؛ سید عرفان علی؛ محمد علی ملک؛ سید شمر حسین؛

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

محمد جاوید اسماعیل؛ عزیز اللہ حنک؛ محمد فاروق عاربی؛ اور عمر فاروق ثاقب

محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)؛ اعظم فاروق

بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زرعی پالیسی، تحقیق، شہاریات؛ ملکی بازار وزری انتظام اور ترقیاتی مالیات گروپ؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبہ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم



1	1	معاشی جائزہ
3	1.1	عمومی جائزہ
11	1.2	معاشی منظر نامہ
13	2	اقتصادی نمو
15	2.1	خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی نمو
18	2.2	زراعت
27	2.3	صنعت
36	2.4	خدمات
44	2.5	لیبر مارکیٹ
51	3	زری پالیسی اور مہنگائی
53	3.1	پالیسی جائزہ
57	3.2	زری مجموعے
62	3.3	نئی شعبے کو قرضہ
67	3.4	مہنگائی
77	4	مالیاتی پالیسی
79	4.1	مالیاتی پالیسی جائزہ
82	4.2	محاصل
87	4.3	نان ٹیکس محاصل
89	4.4	وفاقی مصارف
93	4.5	صوبائی مالیاتی سرگرمیاں
97	5	ملکی اور بیرونی قرضہ
99	5.1	سرکاری قرضہ
102	5.2	ملکی قرضہ
108	5.3	سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات
111	5.4	بیرونی قرضے کی پائیداری

113	6	بیرونی شعبہ
115	6.1	عالمی معاشی رجحانات
117	6.2	پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن
130	6.3	شرح مبادلہ اور ذخائر
131	6.4	تجارتی کھاتہ

151	7	پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟
153	7.1	تعارف
155	7.2	اصول درجہ بندی، ارتقا اور کامیابی کے عوامل
161	7.3	اقتصادی زونز: پاکستان کے تجربے کا جائزہ
170	7.4	پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کی نمو کو درپیش چیلنج
179	7.5	مستقبل کے لیے پالیسی کی راہیں
186	7.6	اختتامی تبصرہ

191 ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

فرہنگ

باکسز

17	باکس 2.1:	معاشی نمو اور پیداواری صلاحیت پر سرمایہ کاری میں کمی کے رجحان کے مضمرات
55	باکس 3.1:	پینگی رجنائی کے استعمال سے شرح سود کی توقعات کا انتظام
74	باکس 3.2:	کووڈ 19 کے بعد عالمی مہنگائی کا رویہ
85	باکس 4.1:	کووڈ وبا کے تناظر میں اضافی محاصل جمع کرنے کے لیے ٹیکس پالیسی اصلاحات
91	باکس 4.2:	بجلی کے شعبے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس این) کا مالیاتی بوجھ
93	باکس 4.3:	پاکستان میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) پر عملدرآمد میں تاخیر
101	باکس 5.1:	کووڈ سے متعلق اخراجات کے حوالے سے قرضے کے مضمرات، پاکستان، مقابلہ ہم پلہ ممالک
120	باکس 6.1:	بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو پاکستان کے بینکاری نظام سے منسلک کرنا - روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس
138	باکس 6.2:	برآمدات میں مستحکم نمو پر اثر انداز عوامل، پاکستان، بعض ہمسر ملکوں سے پیچھے کیوں ہے
173	باکس 7.1:	ون اسٹاپ شاپ کے تین ماڈل
	باکس 7.2:	پنجاب میں تجارتی عدالتوں کا قیام، ایک حالیہ پیش رفت

تصویروں اور سوالات کے لیے: annual.report@srb.org.pk

باب 1

معاشی جائزہ

1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہارے

م 19ء	م 20ء	م 21ء	شرح نمو* (فیصد)
2.1	-0.5	3.9	حقیقی جی ڈی پی الف
0.6	3.3	2.8	زراعت
-1.6	-3.8	3.6	صنعت
-2.3	-9.8	14.9	جس میں: ایل ایس ایم
3.8	-0.6	4.4	خدمات
6.8	10.7	8.9	مساق (مدنی اوسط) الف
11.6	2.9	11.2	نئی شعبے کا قرض ۳
11.3	17.5	16.2	رہساز (ایم ٹی) ۳
-2.1	-7.1	13.7	برآمدات ۳
-6.8	-15.9	23.3	درآمدات ۳
-0.3	4.4	18.4	ٹیکس حاصل - ایف بی آر ۳
-24.1	-4.8	6.7	شرح مبادلہ (+ اضافہ -) کی فیصد ۳
12.25	7.0	7.0	پالیسی ریٹ ۳
ارب ڈالر			
7.3	12.1	17.3	اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ختم مدت) ۳
21.7	23.1	29.4	کارکنوں کی ترسیلات زر ۳
-13.4	-4.4	-1.9	جاری کھاتے کا توازن ۳
فیصد جی ڈی پی			
-9	-8.1	-7.1	مالیاتی توازن ۳
-4.8	-1.7	-0.6	جاری کھاتے کا توازن
15.6	15.3	15.2	سرمایہ کاری الف

* مالی سال 19ء، مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزائے متعلق اعداد و شمار بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات؛ ب اسٹیٹ بینک؛ ج فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ وزارت خزانہ

مارچ 2020ء میں وبا پھیلنے کے بعد پالیسی تحریک کے سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے مختلف پالیسی طریقوں کے ذریعے سیالیت کی بھرپور معاونت فراہم کی جو مالی سال 21ء کے آخر تک جی ڈی پی کا لگ بھگ 5 فیصد تھی۔ روزگار اور نظام صحت کو بہتر بنانے اور معیشت میں طویل مدتی سرمایہ کاری کو تحریک دینے کے لیے نو ما کار ای اسکیمیں متعارف کرائی گئیں (شکل 1.3)۔ خاص طور پر روزگار اسکیم نے کاروباری اداروں کو پے رول معاونت مہیا کی تاکہ وہ اپنے ملازمین کو

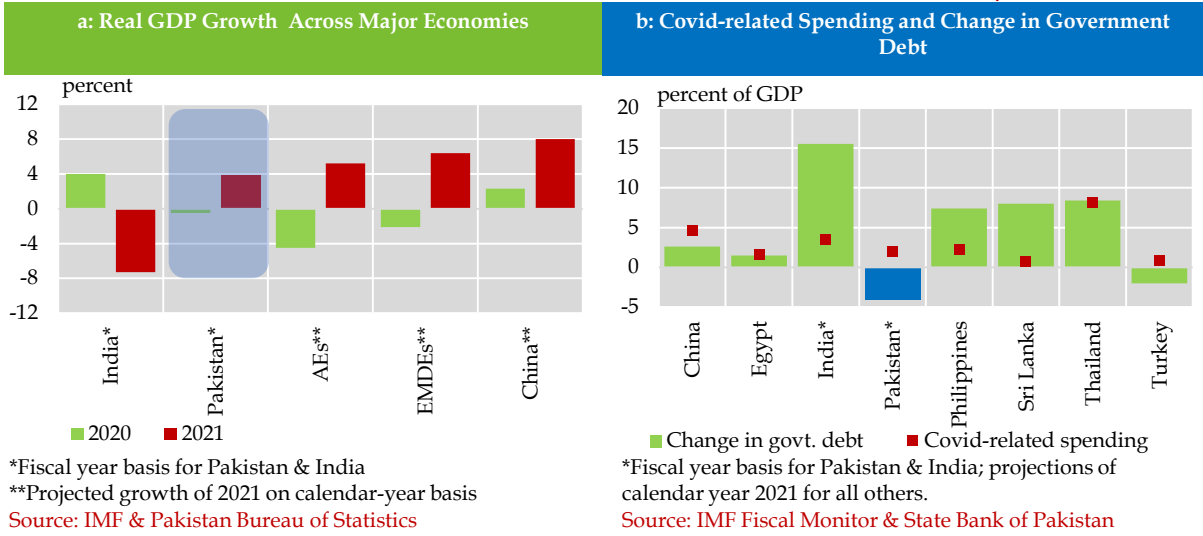
مالی سال 20ء میں کووڈ کی بنا پر سست روی کے بعد مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کی معیشت میں بحالی آئی اور حقیقی جی ڈی پی نمو بڑھ کر 3.9 فیصد ہو گئی (جدول 1.1)۔ یہ نمو جڑواں خساروں میں اضافے کے بغیر حاصل کی گئی۔ جاری کھاتے کا خسارہ دس سال کی پست ترین سطح تک گر گیا اور اس نے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ کووڈ سے متعلق اخراجات کے باوجود مالیاتی خسارہ کچھ کم ہوا جس سے سرکاری تاجی ڈی پی میں کمی آئی۔ مستحکم توڑی مہنگائی کی بنا پر عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں بھی کچھ نرمی دیکھی گئی، گو کہ قیمتوں کی مجموعی سطح، خصوصاً غذائی اشیاء کی قیمتوں کے حوالے سے، رسدی مشکلات کی بنا پر بلند رہی۔

جولائی 2020ء سے جون 2021ء کے دوران حقیقی معاشی سرگرمیوں، برآمدات اور سرکاری قرض اکٹھا ہونے کے لحاظ سے بھی پاکستان کی کارکردگی پیشتر دیگر ممالک سے بہتر رہی (شکل 1.1)۔ یہ کارکردگی دو اہم عوامل کی بنا پر ممکن ہوئی: (i) نقل و حرکت پر مخصوص پابندیوں کے ساتھ کووڈ 19 کی کئی لہروں سے نبرد آزما ہونے میں ملک کی کامیابی؛ اور (ii) ایک فوری، مربوط اور تیز بہد زری اور مالیاتی اقدام، جس کا مقصد معاشی نمو اور لوگوں کے روزگار پر کووڈ کے اثر کا مقابلہ کرنا تھا۔

مالی سال 21ء کے دوران پاکستان وبا کی دو لہروں سے کامیابی سے نکل آیا اور صنعتوں اور خدمات کی سہولتوں پر بڑے پیمانے پر بندشیں عائد نہیں کی گئیں۔ ایس او پیز کی سخت پابندیوں پر حکام کے زور دینے، اسمارٹ لاک ڈاؤن اور کنٹیکٹ ٹریسنگ سے خصوصاً تیسری لہر کے دوران بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد ملی (شکل 1.2)۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ کووڈ 19 سے مؤثر طور پر نمٹنے کے حوالے سے پاکستان بہترین کارکردگی دکھانے والے ممالک میں شامل تھا۔ 1 مزید برآں، مارچ 2021ء اور اس کے بعد سے کووڈ ویکسین اور اس کی رفتار اور کوریج میں تدریج تیزی نے مددگار معاشی پالیسیوں کے ہمراہ معاشی رفتار کو قائم رکھنے میں مدد دی۔

1 گلوبل نارملسی انڈیکس، اکانومسٹ (www.economist.com)۔

شکل 1.1: کووڈ کے دوران جی ڈی پی میں عوامی قرض میں اضافہ



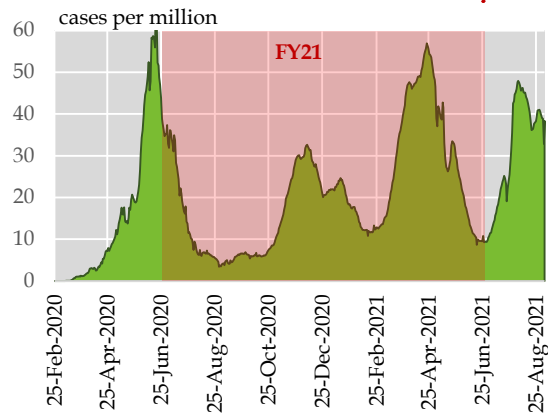
کے پیکیج اور روزگار اسکیم میں اسٹیٹ بینک کی منظور کردہ کل درخواستوں میں مائیکرو فنانس اداروں کا تقریباً 94.1 فیصد اور 74.4 فیصد حصہ تھا اور ان اسکیموں سے کاروباری اداروں کے حاصل کردہ اصل فوائد میں ان کا لگ بھگ پانچواں حصہ تھا۔

زری تحریک کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے معاشی سرگرمیوں کو بڑھانے کے لیے دیگر پالیسی اقدامات بھی کیے۔ ان میں مندرجہ ذیل شامل تھے: (i) کووڈ کی بنا پر نقل و حرکت کی پابندیوں میں معیشت کی ڈیجیٹائزیشن بڑھانے کے اقدامات؛ (ii) برآمد کنندگان اور درآمد کنندگان کے لیے قرضے کی شرائط میں نرمی؛ (iii) ہاؤسنگ اور تعمیرات فنانس کی ترغیبات؛ اور (iv) مستقبل کے زری پالیسی موقف کے ابلاغ کے طور پر بیٹنگی رہنمائی کا طریقہ اختیار کرنا تاکہ کووڈ کی بنا پر پیدا ہونے والی غیر یقینی کیفیت سے نمٹا جاسکے اور معاشی فیصلہ سازی میں آسانی ہو۔

اسی طرح حکومت نے معاشی تحریک پیکیج کے ذریعے ضرورت مند لوگوں کو جی ڈی پی کے لگ بھگ 2 فیصد کے مساوی مالیاتی اعانت فراہم کی جس میں نقد کی ہنگامی منتقلی کے ذریعے ڈیڑھ کروڑ سے زائد کنبوں کا احاطہ کیا گیا۔ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کی اس ہنگامی نقد امداد کو عالمی طور پر کامیاب تسلیم کیا گیا اور لوگوں کی تعداد کے لحاظ سے چوتھا اور آبادی کے حصے کے لحاظ سے تیسرا درجہ دیا گیا۔² معاشی تحریک پیکیج میں مالی سال 2021ء کے دوران زراعت، اشیاء سازی

برقرار رکھ سکیں اور یہ اسکیم فرموں کو معیشت کے دوبارہ کھلنے کے فوراً بعد اپنے کام کا دوبارہ آغاز کرنے میں مدد دینے کے لیے بہت اہم ثابت ہوئی۔ اسی طرح قرضوں کے مؤخر کیے جانے اور ان کی تشکیل نو سے فرموں اور صارفین کی سیالیت کی صورت حال مضبوط ہوئی جس سے ناندہنگی کو روکنے میں مدد ملی۔ اس دوران عارضی معاشی ریلیف سہولت (ٹی ای آر ایف) سے معیشت میں طویل مدتی پیداواری استعداد کو فائدہ پہنچا۔ اسٹیٹ بینک نے ایک گنجائشی زری موقف قائم رکھا اور مالی سال 2021ء کے دوران پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا جبکہ مارچ تا جون 2020ء کے دوران 625 بی پی ایس کی کمی کی گئی تھی۔

شکل 1.2: پاکستان، کووڈ کے نئے کیسز

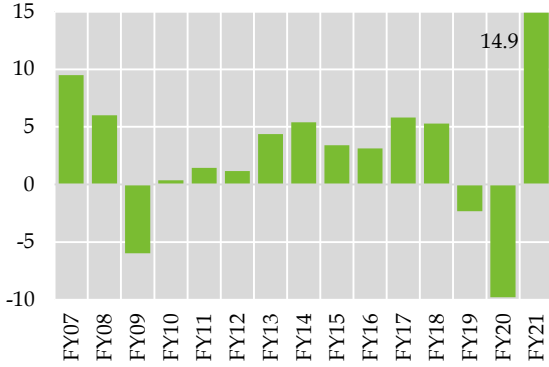


اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی سیالیت کی امداد سے چھوٹے اور بڑے کاروباری اداروں دونوں کو تحفظ ملا۔ خاص طور پر قرضے کے التوا اور تشکیل نو

² تخفیف غربت اور سماجی تحفظ ڈویژن:

ہوئیں۔ یہ نمو و وسیع البنیاد تھی جس میں صنعت اور تھوک اور خوردہ تجارت کی خدمات کا بڑا حصہ تھا۔ سازگار طلبی اور رسدی حرکیات نیز کوڈ کی بنا پر ہونے والے پچھلے سال کے سکڑاؤ کی پست اساس کے نتیجے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں 14.9 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا اور بعض کلیدی صنعتوں جیسے ٹیکسٹائل، غذا، سینٹ، کھاد اور کیمیکلز کی پیداوار بلند نمو کے برسوں مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کے ریکارڈ سے بھی تجاوز کر گئی (شکل 1.4)۔ تعمیراتی سرگرمیوں کو پالیسی کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں نیز گذشتہ برسوں کی جمع شدہ طلب سے فائدہ پہنچا۔ سازگار پالیسی ماحول نے بھی مال سال 21ء کے دوران کاروباری اعتماد کو بڑھایا (شکل 1.5)۔ پالیسی تعاون کے علاوہ کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافے اور اہم فصلوں کی پیداوار میں نمایاں اضافے نے بھی دیہی آمدنی کو بڑھایا جس سے صارفین کی طلب کو مزید تحریک ملی۔

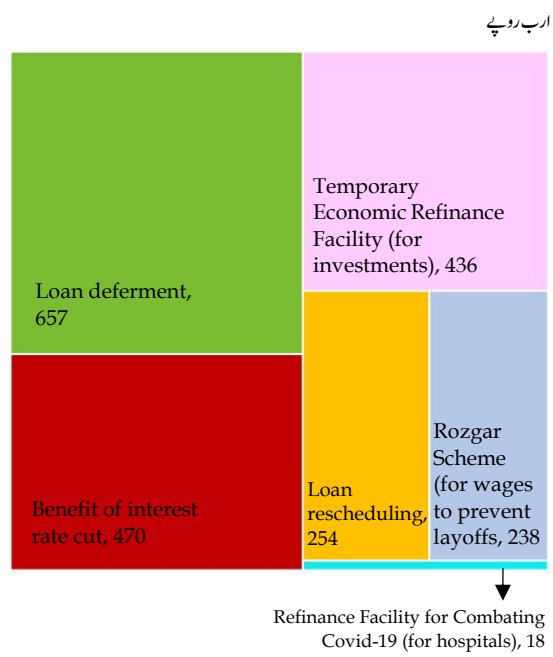
شکل 1.4: پاکستان میں سالانہ ایل ایس ایم نمو
فیصد تبدیلی سال بہ سال



Source: Pakistan Bureau of Statistics

اگرچہ زراعت کی نمو پچھلے سال سے تھوڑی کم تھی تاہم سال کے لیے طے کردہ ہدف کے مطابق رہی۔ خاص طور پر گندم، چاول اور مکئی کی پیداوار مالی سال 21ء کے دوران تاریخی سطح تک پہنچ گئی جبکہ گنا اپنی دوسری بلند ترین سطح پر پہنچا۔ ان فصلوں میں مجموعی اضافے نے کپاس کی پیداوار میں بڑی کمی کی تلافی کر دی۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں بہتری اور درآمدات میں تیزی نے تھوک اور خوردہ خدمات کی نمو کو مالی سال 21ء میں 14 سال کی بلند ترین سطح تک پہنچا دیا۔

شکل 1.3: اسٹیٹ بینک کے اہم امدادی اقدامات کے سیالیتی اثر کا
تخمینہ (30 جون 2021ء تک)*



* The overall size of SBP support is Rs 2,073 billion.
Source: State Bank of Pakistan estimates

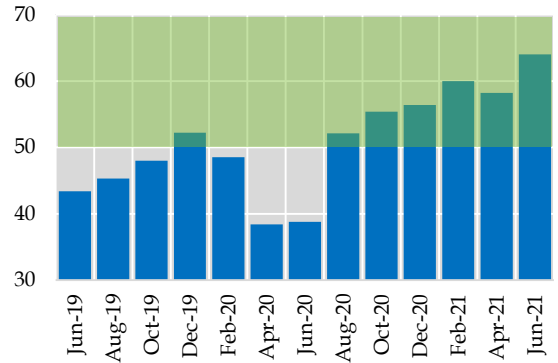
اور برآمدی شعبوں کی سرگرمیوں میں اضافہ کرنے کی ہدفی ترغیبات بھی شامل تھیں۔

گندم کی کم از کم امدادی قیمت میں نمایاں اضافے نیز خام مال اور مشینری کی رعایتی نرخوں پر دستیابی سے شعبہ زراعت کو مزید فائدہ پہنچا۔ مزید یہ کہ درآمد شدہ خام مال پر ڈیوٹی میں کمی اور بجلی کے نرخوں کی پیک اور شرح کے خاتمے سے اشیا ساز فرموں خصوصاً برآمدی یونٹوں کی پیداواری لاگت کم ہو گئی۔ جی ایس ٹی ری فنڈز کی فاسٹ ٹریڈنگ سے برآمدی شعبے کو مزید فائدہ ہوا۔ تعمیراتی سرگرمیوں کو تحریک دینے کے لیے حکومت نے ایمپنسٹی اسکیم کے تحت فوائد حاصل کرنے کی تاریخ میں جون 2021ء تک توسیع کر دی جبکہ اسٹیٹ بینک نے تعمیراتی مالکاری کی فراہمی کے لیے بینکوں کے لازمی اہداف نافذ کر دیے۔

مالی سال 21ء میں حقیقی جی ڈی پی کی تیزی سے بحالی میں پالیسی کے حوالے سے کی جانے والی یہ کوششیں بہت اہم ثابت اور توقع سے بڑھ کر ثمر آور ثابت

جنوری 2021ء کے زری پالیسی بیان میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے پیشگی رہنمائی کے اجرا سے قرضے اور مالی بازار کے مجموعی حالات مزید سازگار ہو گئے۔ اس رہنمائی سے یہ تشفی ہوئی کہ اگر کوئی نادیدہ منفی حالات رونما نہ ہوئے تو مستقبل قریب میں موجودہ زری پالیسی کیفیت کا تسلسل رہے گا۔ اس رہنمائی کو اس کے بعد ہونے والے ایم پی سی کے اجلاسوں میں تقویت دی گئی جس سے ثانوی بازار کی یافتوں میں نرمی لانے میں مدد ملی اور اس کے نتیجے میں وسط مدت اور طویل مدت آلات کی نیلامیوں میں شرکت بڑھ گئی۔ خاص طور پر مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں معینہ شرح پی آئی بی میں مارکیٹ کی شرکت بڑھی جبکہ تیسری سہ ماہی تک پست رہی تھی۔

شکل 1.5: پاکستان میں اعتماد کاروبار کارخانہ
انڈیکس پوائنٹس



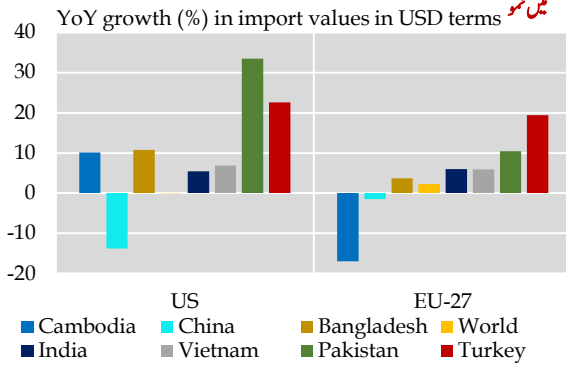
Source: State Bank of Pakistan

یہ دور اندیشی پر مبنی پالیسی سازی تھی جو اقتصادی عدم توازن کو بدتر کیے بغیر معاشی بحالی پر منتج ہوئی۔ اول، مالی سال 21ء کے دوران بیرونی کھاتہ خاصا بہتر ہوا کیونکہ جاری کھاتے کا خسارہ دس سال کی پست ترین سطح 1.9 ارب ڈالر تک گر گیا اور اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ ذخائر دوران سال 5.2 ارب ڈالر بڑھ گئے۔ یہ حوصلہ افزا نتیجہ کارکنوں کی ترسیلات زر اور بیرونی وصولیوں میں اضافے کے ہمراہ آئی ایم ایف اور دیگر قرض گاروں سے بیرونی مالکاری کی دستیابی، روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ میں آنے والی رقوم اور تین سال کے وقفے کے بعد یورو بانڈ کے اجرا کے باعث حاصل ہوا۔ بعض کاروباری حریف ممالک میں کووڈ سے متعلق لاک ڈاؤن کے سبب ان سے چھوٹے ہوئے کچھ آرڈرز حاصل ہونے کے علاوہ پالیسی میں توجہ کا مرکز یہ تھا کہ مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ نظام پر بدستور منسلک رہ کر؛ بجلی کے نرخوں میں کمی اور درآمد شدہ خام مال پر پست ڈیوٹیوں اور رعایتی قرضے کے ذریعے سستے خام مال کی فراہمی؛ اور جی ایس ٹی ری فنڈز کی فاسٹ ٹریڈنگ کی مدد سے پائیدار بنیادوں پر برآمدی مسابقت بہتر بنائی جائے۔ جولائی 2020ء سے جون 2021ء کے دوران پاکستان کی برآمدی کارکردگی دیگر بڑے عالمی برآمد کنندگان کے مقابلے میں کافی نمایاں تھی (شکل 1.6 الف)۔ یہ حقیقت خاص طور پر بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل میں عیاں تھی جن میں پاکستانی برآمد کنندگان اہم ممالک میں اپنا مارکیٹ کا حصہ بڑھانے میں کامیاب رہے (شکل 1.6 ب)۔

معاشی سرگرمی کی اس بحالی کو نجی شعبے کی جانب سے قرضے کے استعمال میں خاطر خواہ اضافے سے سہولت ملی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی طلب بلند تھی اور یہ قرضے اس سطح کے قریب پہنچ گئے جو بلند نمو کے برسوں مالی سال 17-18ء میں دیکھی گئی تھی۔ اسٹیٹ بینک کی رعایتی نو مالکاری اسکیموں خصوصاً معارضی معاشی نو مالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) کے تحت طویل مدتی سرمایہ کاری نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اسکیم کا سب سے زیادہ فائدہ ٹیکسٹائل کے شعبے کو ہوا جس کے بعد غذائی صنعت نے فائدہ اٹھایا۔ مزید برآں، مالی سال 21ء میں مالکاری کی کم لاگت نے صارفین نو مالکاری بڑھادی اور گاڑیوں کے قرضوں میں بڑا اضافہ ہوا جسے نئی کاروں کے ماڈلز کے باعث بلند طلب، پچھلے برس کی ملتی کی ہوئی خریداریوں اور ٹریڈرز پر سبسڈی سے تقویت ملی۔ مالی سال 21ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضے بحال ہوئے اور غیر ایشیاز شعبے، زراعت، بجلی اور تھوک اور خردہ تجارت کی جانب سے کافی طلب دیکھی گئی۔ اس دوران اسٹیٹ بینک کی جانب سے لازمی اہداف اور مالکاری کی کم لاگت نے ہاؤسنگ اور تعمیرات کے قرضوں کو تحریک دی۔

مالی سال 21ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کی بحالی کے ساتھ رسد زر کی نمو بھی بلند رہی، گو کہ وہ پچھلے سال سے تھوڑی کم تھی۔ بیرونی مالکاری کی بہتر دستیابی کے باعث بینکاری نظام سے حکومت کی قرض گیری کچھ کم ہوئی۔ حکومت اسٹیٹ بینک سے صفر قرض گیری کے عزم پر قائم رہی اور اپنی مالکاری کی ضروریات کمرشل بینکوں کی جانب منتقل کر دیں۔ دوسری جانب بیرونی کھاتے کی سازگار صورت حال اور زر مبادلہ کے ذخائر بڑھنے کے پیش نظر خالص بیرونی اثاثے تیزی سے بڑھے۔

شکل 1.6 ب: جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں امریکہ، یورپی یونین کی بلوسات کی درآمد میں نمو

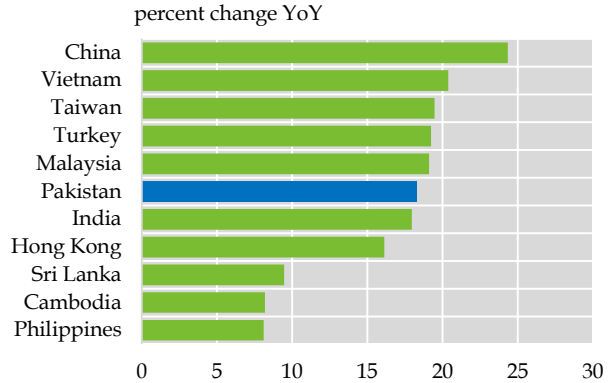


Source: OTEXA (US Dept. of Commerce), Eurostat & Haver Analytics

تحریک بیکیج اور معیشت کے مختلف شعبوں کی اعانت کے اخراجات کی ترجیحات تبدیل ہوئیں اور غیر سودی جاری اخراجات محدود کیے گئے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس ردوبدل کا ترقیاتی اخراجات پر اثر نہیں پڑا جو گذشتہ تین برسوں کے دوران مسلسل گھٹنے کے بعد کسی قدر بحال ہو گئے۔ تاہم حکومت کو سرکلر ڈیٹ مینجمنٹ پلان کے تحت بجلی کے خود مختار اداروں (آئی پی پی) اور پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) کے گردشی قرضے کو جزو اچکٹا کرنے کے لیے بجلی کے شعبے کو زر اعانت دینا پڑا۔ اسی طرح گھائے میں جانے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ای) کا مالیاتی بوجھ مالیاتی کھاتے پر دباؤ ڈالتا رہا۔ محاصل کے حوالے سے دیکھیں تو درآمدات میں اضافے کے ہمراہ معاشی سرگرمی میں تیزی آنے اور ٹیکس انتظام کو ہموار کرنے کی کوششوں سے ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کافی بڑھ گئی۔

سوم، بنیادی توازن میں بہتری کے باعث مالی سال 21ء میں سرکاری قرضے کی حرکیات بہتر ہوئیں۔ قرض جمع ہونے کا عمل تین سال کی پست ترین سطح تک گر گیا؛ قرضے کا خا کہ عرصیت مزید بہتر ہوا جس کے قرضے کی پائیداری کے لیے سازگار مضمرات تھے اور مالکاری ذرائع میں تنوع لانا ممکن ہوا۔ قرضے کے بوجھ میں کمی جڑواں خساروں میں بہتری اور ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر بڑھنے کی وجہ سے آئی۔ سرکاری قرض تاجی ڈی پی کا تناسب مالی سال 21ء میں کم ہو کر 83.5 فیصد رہ گیا جبکہ پچھلے برس 87.6 فیصد تھا۔ تاہم سودی ادائیگیاں تا ٹیکس محاصل تناسب، جو گذشتہ سال 65.5 فیصد سے گھٹ کر 57.7 فیصد ہو گیا، میں کمی کے باوجود سودی اخراجات ٹیکس محاصل کا بڑا حصہ

شکل 1.6 الف: جولائی 2020ء تا جون 2021ء کے دوران اہم ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی نمو

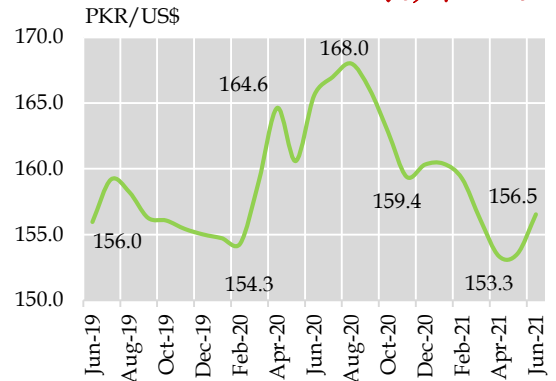


Source: Haver Analytics

عملاً ان ذرائع سے آنے والی زر مبادلہ وصولیوں نے درآمدی ادائیگیوں میں نمایاں اضافے کی جزو اتلائی کر دی۔ معاشی سرگرمی میں تیزی، گندم، چینی اور کپاس میں رسدی دشواریوں اور اجناس کی بلند عالمی قیمتوں، سب نے درآمدات بڑھانے میں حصہ ڈالا۔ سال کے آخر میں یہ دباؤ اور زیادہ نمایاں ہو گیا اور اس کی عکاسی شرح مبادلہ کے اتار چڑھاؤ میں ہوئی: جولائی تا مارچ کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپیہ 10 فیصد بڑھنے کے بعد چوتھی سہ ماہی کے دوران 3 فیصد کم ہو گیا۔ لہذا روپیہ کی حرکت منظم انداز میں دونوں سمتوں میں ہے اور وہ تجارتی خسارے میں ردوبدل کے مطابق عمل کرتے ہوئے دھچکے کو جذب کرنے کا کام انجام دے رہا ہے (شکل 1.7)۔

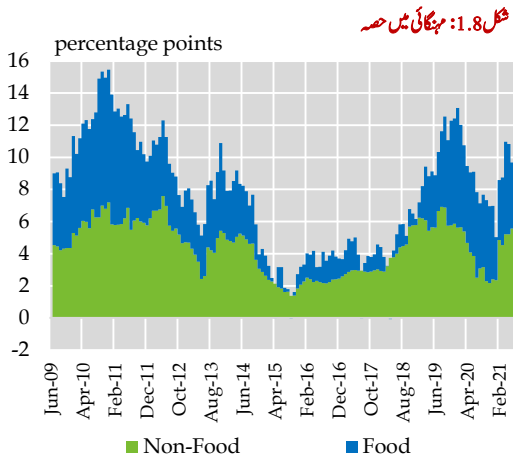
دوم، مالی سال 21ء کے دوران مالیاتی یکجائی کی کوششیں جاری رہیں جن کے نتیجے میں مالیاتی خسارے میں جی ڈی پی کے 7.1 فیصد کمی ہوئی جو پچھلے سال 8.1 فیصد تھی۔ پالیسی کی کاوشوں کے باعث سماجی تحفظ کے اقدامات، معاشی

شکل 1.7 الف: اوسط ماہانہ شرح مبادلہ *



*Mark to market

Source: State Bank of Pakistan



Source: Pakistan Bureau of Statistics

طلب کی پیش گوئیاں بہتر بنانے کے لیے انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری ہو، سرکاری شعبے کے اداروں میں خریداری میں تاخیر سے نمٹا جائے اور بروقت درآمدات کا بندوبست کرنے کے لیے طریقہ کار کی رکاوٹیں دور کی جائیں۔³

اس کے علاوہ وسط تا طویل مدت میں نمو کی موجودہ رفتار کو برقرار رکھنے اور بہتر بنانے کے لیے عمیق ساختی رکاوٹوں سے نمٹنا بے حد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ذیل میں کچھ مشکلات بیان کی جا رہی ہیں جو فوری پالیسی توجہ کی مستحق ہیں۔ ایک تو اہم فصلوں خصوصاً کپاس کی مسلسل کم یانٹوں نے شعبہ زراعت کی نمو کو سکڑ دیا ہے (شکل 1.9 الف)۔ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں کپاس کی یانٹیں دیگر ہم پیدا کنندگان سے کافی کم ہیں۔ تصدیق شدہ بیجوں، پانی کی قلت، ماحولیاتی تبدیلی، ناکافی توسیعی سہولتوں اور متعلقہ محکموں کی ناقص ضوابطی نگرانی جیسے معیاری ان پٹس سے منسلک ناکافی دستیابی اور فراہمی کے مسائل اس ناقص کارکردگی کا باعث بنے ہیں۔ اہم فصلوں کی یانٹوں کے زوال پذیر رجحان کو روکنے کے لیے حکومت نے دوران سال مختلف اعانتی اقدامات متعارف کرائے جس میں خام مال کی رعایتی دستیابی اور گندم کی کم از کم امدادی قیمتوں میں اضافہ شامل تھا۔ ان مسائل کا طویل مدتی حل ایک کثیر جہتی پالیسی کاوش میں مضمر ہے جس میں سرکاری اور نجی تحقیقی اداروں میں تحقیق و ترقی کے موجودہ نظام کو نمایاں طور پر بہتر بنانا، انسانی اور طبیعی وسائل کی رکاوٹوں سے نمٹنا، کیڑے مکوڑوں اور ماحولیاتی تبدیلی کی مزاحمت کرنے والے بیجوں کی نئی اقسام کی تیاری اور بیجوں کی مارکیٹ کے قواعد و ضوابط کا سختی سے نفاذ شامل ہو۔

صرف کرتے رہے۔ اس دوران متنوع قرضہ جاتی آلات کے ذریعے خاکہ عرصیت میں بہتری لائی گئی۔ ان آلات میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس شامل ہیں جو زیادہ تر غیر مقیم پاکستانیوں سے سرمایہ کاری لانے کے لیے جاری کیے گئے اور جن سے مالی سال 21ء میں 1.0 ارب ڈالر آئے۔ مزید برآں، تین سال کے وقفے کے بعد یورو بانڈ کے ذریعے بھی 2.5 ارب ڈالر لائے گئے۔ ملکی بازار قرضہ میں سہ ماہی کو پن ادا نیگیوں کے ساتھ رواں شرح کے پی آئی بیز جاری کیے گئے۔

چہارم، مالی سال 21ء میں اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کم ہو کر 8.9 فیصد ہو گئی جو اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی کی حدود 7-9 فیصد کے اندر ہے۔ ملکی طلب کے دوبارہ سر ابھارنے سے مہنگائی کا دباؤ نہیں آیا کیونکہ معیشت میں کچھ فاضل استعداد موجود تھی۔ جہاں تک رسد کا تعلق ہے، تلف پذیر غذائی مصنوعات کی وافر دستیابی اور ٹیکس رعایت کے اقدامات سے مہنگائی قابو میں رہی۔ علاوہ ازیں روپے کی شرح مبادلہ میں اضافے نے اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کچھ اضافہ جذب کرنے میں مدد دی۔ تاہم دوران سال مہنگائی تغیر پذیر رہی۔ جنوری 2021ء میں بجلی کے نرخوں میں اضافے اور ایندھن کی قیمتیں بڑھنے سے مارچ 2021ء سے مہنگائی کا دباؤ ابھرنے لگا جس نے مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی کو 10.6 فیصد تک پہنچا دیا جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں یہ 8.9 فیصد تھی۔ علاوہ ازیں، اگرچہ مہنگائی کا مضمر دباؤ قابو میں رہا تاہم مالی سال 21ء کے دوران مہنگائی میں سب سے زیادہ اضافہ غذائی گروپ کی وجہ سے ہوا جس کا بنیادی سبب غیر تلف پذیر ایشیا میں رسدی مسائل تھے۔ غذائی ایشیا کے اندر گندم اور چینی میں نرخوں کا دباؤ واضح تھا۔ مزید یہ کہ رسد کے اس فرق کو پورا کرنے کے لیے ایک ایسے وقت درآمدات کرنی پڑیں جب اجناس کی عالمی قیمتیں خاصی بڑھ چکی تھیں۔

مالی سال 21ء میں بلند غذائی گرانی پاکستان میں دراصل ایک بار بار سامنے آنے والا واقعہ ہے (شکل 1.8)۔ مارکیٹ میں غذائی ایشیا کی دستیابی کو یقینی بنا کر اس مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ صارف اشاریہ قیمت مہنگائی پر اس کا اثر کسی حد تک کم کیا جاسکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فصلوں کی تیاری کے مرحلے پر ان کی باقاعدہ، بروقت اور صحیح نگرانی کی جائے؛ اہم اجناس کے لیے

³ تفصیلات کے لیے دیکھیے اے خالد اور صباحت (2020ء)۔ Price Stabilization Mechanism in Pakistan's Food Market: Exploring Issues and Potential Challenges۔

بہر حال اس وقت ملکی وسائل اتنے نہیں کہ ضروری سرمایہ کاریاں کی جاسکیں۔ مالیاتی کھاتے میں واضح بہتری کے لیے ٹیکس محاصل میں پائیدار اضافہ درکار ہے۔ بڑھتے ہوئے مالیاتی عدم توازن اور چھوٹی ٹیکس اساس کے مسائل سے نمٹنے کے لیے پاکستان نے گذشتہ چند برسوں سے ٹیکس پالیسی اصلاحات شروع کر رکھی ہیں۔ کچھ اہم اصلاحات میں ترجیحی جی ایس ٹی شرحوں کا خاتمہ، انکم ٹیکس مستثنیات کا مرحلہ وار خاتمہ، ٹیکس انتظام کی کوششوں کو تقویت دینا اور ٹیکس قواعد و ضوابط کو آسان بنانا شامل ہیں۔ پاکستان کی ٹیکس تاجی ڈی پی شرح گذشتہ کچھ برسوں میں کم ہو کر 11 فیصد ہو گئی ہے جبکہ مالی سال 18-16ء کے دوران تھوڑی بڑھی تھی (شکل 1.9 د)۔ ٹیکس اساس میں پائیدار اضافے کے لیے ان کاوشوں کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ سرکاری سرمایہ کاری، جس کی بے حد ضرورت ہے، شروع کرنے اور معیشت کو برہدف اعانت فراہم کرنے کے لیے پائیدار بنیادی فاضل رقوم درکار ہیں۔ مسلسل بڑے مالیاتی خساروں نے ملک کے سرکاری قرض کو بلند سطح پر پہنچا دیا ہے جبکہ اس کے نتیجے میں قرض کی واپسی میں اضافے نے حکومت کی سرکاری سرمایہ کاری کرنے کی صلاحیت محدود کر دی ہے اور نجی سرمایہ کاری کی بھی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔

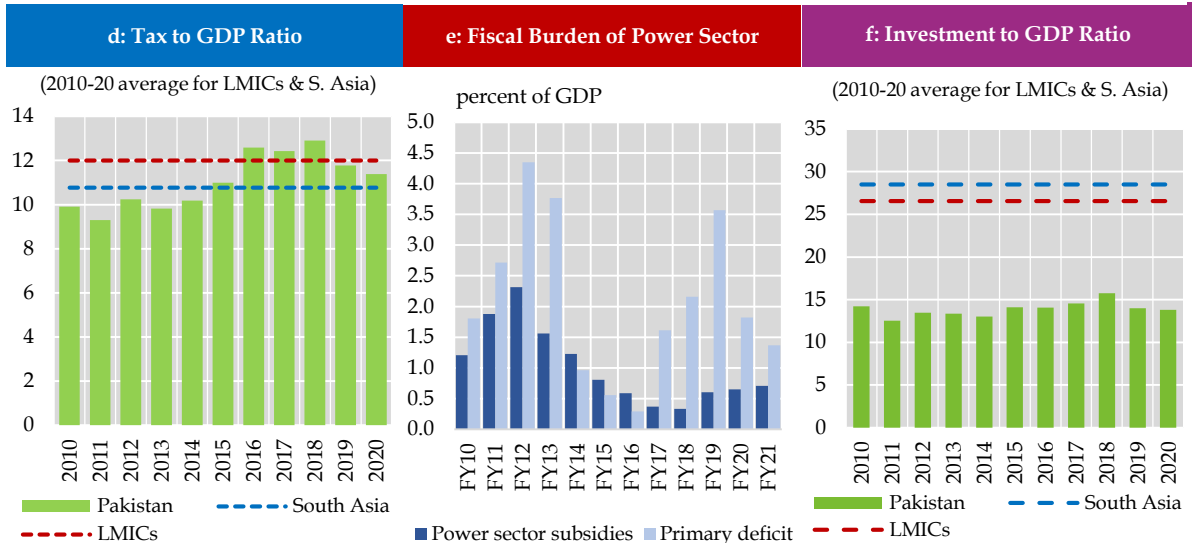
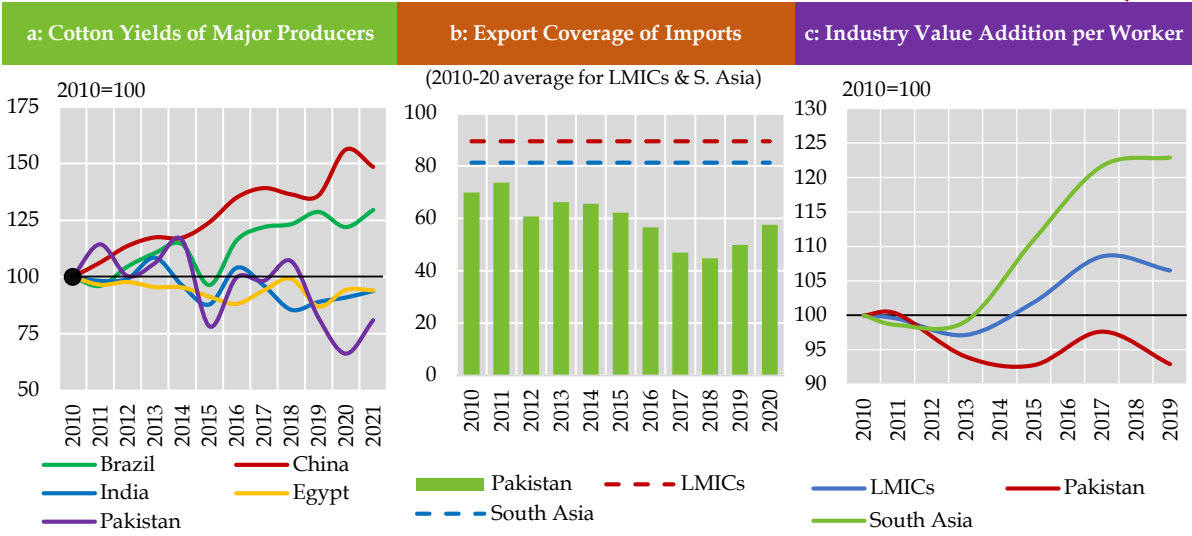
ساتھ ہی اخراجات کے حوالے سے سرکاری ملکی اداروں میں ناقص کارکردگی سے نمٹتے ہوئے غیر سودی جاریہ مصارف پر قابو پانے کے لیے مربوط کوششوں کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر شعبہ توانائی کو دی جانے والی زر اعانت کا حجم اور چند بڑے سرکاری کاروباری اداروں کا مسلسل مالیاتی بوجھ بہت تشویشناک ہو گیا ہے (شکل 1.9 ہ)۔ ملک میں مجموعی زر اعانت کا تقریباً 80 فیصد بجلی کے شعبے کو جاتا ہے۔ مزید برآں، زر اعانت میں اس شعبے کا حصہ صرف پانچ سال میں تقریباً گنا ہو گیا ہے۔ شعبہ توانائی کے گردشی قرضے میں مسلسل اضافے کو روکنے کے لیے حکومت نے مالی سال 21ء میں سرکلر ڈیٹ میئنٹ پلان (سی ڈی ایم پی) شروع کیا ہے جبکہ گھائے میں جانے والے سرکاری ملکی اداروں کی تشکیل نو کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ نظم و نسق کی

دوسرے، ملک کی برآمدی آمدنی اور درآمدی ادائیگیوں کے درمیان عدم مطابقت بیرونی شعبے کے استحکام کے نقطہ نظر سے باعث تشویش ہے۔ یہ قابل ذکر ہے کہ برآمدی وصولیاں مالی سال 21ء میں تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں اور بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل ایشیا کی کارکردگی دیگر اہم برآمد کنندگان کے مقابلے میں بھی کافی مضبوط ہے۔ نیز مالی سال 21ء کے دوران ملک کی زرمبادلہ آمدنی میں تنوع آیا اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں ریکارڈ اضافے کے علاوہ اطلاعی، مواصلاتی اور ٹیکنالوجی کی برآمدات بڑھ گئیں۔ اس کے باوجود برآمدات کے ذریعے درآمدات کا احاطہ ابھی تک 60 فیصد سے کم ہے جو بعض ہمسر معیشتوں بشمول جنوبی ایشیا کی معیشتوں کی اوسط سے بھی نیچے ہے (شکل 1.9 ب)۔ کئی عوامل اس صورت حال کی وضاحت کرتے ہیں جن میں مصنوعات کا پست معیار، مصنوعات اور مارکیٹ کا ناکافی تنوع، قدری زنجیروں کے ذریعے عالمی منڈی سے محدود ارتباط اور نئے کاروباری اداروں اور بین الاقوامی تصدیق ناموں کا فقدان شامل ہیں۔ صرف چند مارکیٹوں اور مصنوعات میں ملک کی برآمدات کے ارتکاز اس کی بلند نمو حاصل کرنے کی صلاحیت محدود کر دی ہے۔ اس تناظر میں مذکورہ بالا ساختی مسائل سے نمٹنے کے لیے ایک طویل مدتی پالیسی فریم ورک متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں، قلیل زرمبادلہ آمدنی پر دباؤ کو جزوی طور پر اس طرح کم کیا جاسکتا ہے کہ درآمدی تبدل اور صنعت کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کا نظام اس سلسلے میں اہم پیش رفت ہے۔ مزید پالیسی تعاون اس طرح فراہم کیا جاسکتا ہے کہ ان شعبوں میں ملکی پیداوار کی حوصلہ افزائی کی جائے جن میں اعلیٰ درجے کی تکنیکی ترقی درکار نہیں جیسے ہلکی انجینئرنگ صنعتیں اور ٹیلی مواصلاتی مشینری و آلات۔

ملک میں لیبر کی پست پیداواریت کی بنا پر قابل برآمد مصنوعات کا معیار بھی اکثر متاثر ہوتا ہے۔ مختلف ملکوں کے مابین موازنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں لیبر کی پیداواریت ہمسرا بھرتے ہوئے ممالک کے اندر پست ترین میں سے ہے۔ مزید برآں، پاکستان میں پیداواریت پچھلے دس برسوں میں کم ہوئی ہے اور اب بھی 2010ء کی سطح سے کم ہے (شکل 1.9 ج)۔ اس ساختی نقص کو دور کرنے کے لیے معیاری تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت میں سرمایہ کاری کے ہمراہ ٹیکنالوجی، تحقیق و ترقی اور صحت میں سرمایہ کاری پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔

شکل 1.9: پاکستان کی معیشت میں ساختی رکاوٹیں



Note: LMIC = Lower Middle Income Countries as per World Bank classification; VA = Value added
Sources: State Bank of Pakistan, Pakistan Bureau of Statistics, Ministry of Finance, World Bank

ہے۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے پچھلے دو برسوں میں سرمایہ کاری ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کئی اصلاحات متعارف کرائی ہیں۔

اصلاحات پر سبک رفتاری سے پیش رفت اور نجکاری کے عمل میں تیزی ان اداروں کے مالیاتی بوجھ کو کم کرنے میں بہت معاون ہوگی۔

اس سلسلے میں کی جانے والی مزید کوششوں میں ایک سرمایہ کاری پالیسی طریقہ یعنی خصوصی اقتصادی زونز کے امکانات کو بروئے کار لانا ہے۔ خصوصی اقتصادی زون کچھ دہائیوں سے دنیا بھر میں موجود ہیں اور چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے دونوں ملکوں کے مابین کاروباری تعاون بڑھانے کے دوسرے مرحلے پر توجہ کے پیش نظر پاکستان میں انہیں ممتاز حیثیت حاصل ہونے لگی ہے۔ اس سلسلے میں اس رپورٹ میں خصوصی اقتصادی زونز پر ایک خصوصی باب شامل ہے جس میں ضوابطی اور پالیسی کے

آخر، جی ڈی پی کے لحاظ سے سرمایہ کاری کا مسلسل زوال پذیر رجحان پاکستان کی معاشی نمو کے 'بوم بسٹ' چکر کے پس پشت اہم عوامل میں شامل ہے جس میں سرمایہ کاری میں ساتھ ہی ساتھ اضافے کی عدم موجودگی میں معیشت صرف کی بنا پر آنے والے نمو کے عارضی ادوار کو برقرار نہیں رکھ پاتی (شکل 1.9)۔ سرمایہ کاری کی کمی نے معیشت کی پیداواری استعداد کو بگاڑ دیا ہے اور دچکوں سے متاثر ہونے کا امکان بڑھ گیا ہے۔ سرمایہ کاری سرگرمی کی حوصلہ شکنی کرنے والی کلیدی رکاوٹوں سے نمٹ کر اس رجحان کو روکنے کی ضرورت

سرمایہ کاری کی بحالی کے ذریعے بالآخر نمور بھی اثرات مرتب ہوں گے۔ علاوہ ازیں گنجائشی زری پالیسی موقف، مالی سال 22ء کے بجٹ میں نموبڑھانے کے لیے بیان کردہ اقدامات، نیا گھر ہاؤسنگ اسکیم جسے عموماً 'میرا پاکستان میرا گھر' اسکیم کہا جاتا ہے کے تحت تعمیراتی صنعت کی بحالی پر حکومت کی توجہ اور اسٹیٹ بینک کی طرف سے مقرر کردہ مکاناتی مالکاری کے لازمی اہداف کے ہمراہ بیرونی طلب میں پھر تیزی آنے سے مالی سال 22ء میں نمو کی مضبوط رفتار کے لیے سازگار صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

توقع ہے کہ طلب اور رسد دونوں حوالوں سے اس بلند نمو کے حصول میں مدد ملے گی۔ مالی سال 22ء کے بجٹ میں ترقیاتی بجٹ میں بڑا اضافہ رکھا گیا ہے جس سے تعمیرات اور منسلکہ صنعتوں کو بڑھاوا ملے گا۔ اسی طرح بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت سماجی تحفظ کی رقوم میں اضافے سے توقع ہے کہ معاشی طور پر کمزور طبقات کے اخراجات میں بہتری آئے گی۔ کاروباری اداروں کے لیے خام مال اور سرمایہ جاتی اشیاء کے سلسلے میں ٹیکس اور ڈیوٹی کی ترغیبات اور بجلی کی زر اعانت کی دستیابی سے امکان ہے کہ معاشی سرگرمی بڑھے گی اور نجی سرمایہ کاری کو تقویت حاصل ہوگی۔ پیش گوئی کے مطابق شعبہ زراعت کو خریف اور ربیع کی فصلوں کے لیے امدادی پیکیجز سے مزید فائدہ پہنچے گا اور اس کے خدمات کے شعبے پر بھی مثبت اثرات پڑیں گے۔

توقع ہے کہ قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 7.0 تا 9.0 فیصد کی حدود کے اندر رہے گی۔ اجناس کے انتظام کے بہتر طور طریقوں خصوصاً گندم اور چینی کے ذخائر بڑھانے سے امکان ہے کہ مالی سال 22ء کے دوران رسدی دباؤ کے باعث مہنگائی میں اضافہ قابو میں رہے گا۔ اہم بات یہ ہے کہ بجلی کے نرخوں میں اضافے کے اساسی اثر کے بتدریج ختم ہونے پر عمومی گرانی متوقع طور پر سال کی دوسری ششماہی میں نمایاں طور پر کم ہو جائے گی۔ اس کے باوصف یہ پیش گوئیاں کئی اضافے کے خطرات سے دوچار ہیں جن میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں توقع سے زیادہ اضافے اور یوٹیلیٹی کے نرخوں کے بڑھنے کا خطرہ شامل ہے۔ یہ حالات ملکی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کی تحریک دینے کے علاوہ مہنگائی پر خاصے دورثانی کے اثرات کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

مالیاتی شعبے میں حکومت ردوبدل کے اقدامات جاری رکھنے کا منصوبہ رکھتی ہے جن سے تخمینے کے مطابق خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کے 6.3 فیصد تک پہنچنے کا

نقطہ نظر سے ملک میں خصوصی اقتصادی زونز کا جائزہ دیا گیا ہے، انڈسٹریل اسٹیٹس اور ایکسپورٹ پروسیڈنگ زونز کی کامیابی کے فقدان کی کچھ اہم وجوہات پر نظر ڈالی گئی ہے اور پالیسی سفارشات فراہم کی گئی ہیں تاکہ خصوصی اقتصادی زونز ملک میں بیرونی اور ملکی سرمایہ کاریوں کو تحریک دینے کے مطلوبہ مقصد کو حاصل کر سکیں۔

1.2 معاشی منظر نامہ

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں	
مالی سال 22ء	
اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں ²	ہدف ¹
	فیصد نمو
4.0-5.0	4.8
7.0-9.0	8.0
	ارب ڈالر
30.5-32.5	31.3
26.5-27.5	26.8
62.5-63.5	55.3
	فیصد جی ڈی پی
6.3-7.3	6.3
2.0-3.0	0.7

ماخذ: سالانہ منصوبہ 2021-2022ء، منصوبہ بندی کمیشن؛² اسٹیٹ بینک؛³ وزارت خزانہ

پیش گوئی کے مطابق مالی سال 21ء میں آنے والی معاشی بحالی مالی سال 22ء میں مزید تیز ہوگی۔ یہ امر مالی سال 22ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران مشینری اور خام مال کی درآمدات میں نمایاں اضافے، صارفی مالکاری میں مسلسل توسیع اور بلند تعدد کے طلبی اظہاریوں سے ملکی فروخت میں مضبوط اضافے کے رجحان سے عیاں ہے۔ جزوی طور پر ان حرکیات کو دیکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی ہے کہ جی ڈی پی نمو 5-4 فیصد کی حدود میں ہوگی (جدول 1.2)۔

وائرس کی مختلف شکلوں کے خطرے سے قطع نظر ویکسین لگوائے جانے کے مسلسل عمل سے معاشی سرگرمی کے معمول پر آنے کی امید پیدا ہوئی ہے۔ مالی سال 21-20ء کے دوران کووڈ پھیلنے کے بعد جو پالیسی تعاون فراہم کیا گیا وہ حقیقی معاشی سرگرمی کو بحال کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ خصوصاً اسٹیٹ بینک کی فراہم کردہ نو مالکاری اسکیموں کی وجہ سے امکان ہے کہ نجی

کر گئیں۔ درآمدات میں اضافہ وسیع البینا ہے جو جزوی طور پر معاشی سرگرمی کی بڑھتی ہوئی رفتار، اجناس کی عالمی قیمتوں میں مزید اضافے، زرع اجناس، گاڑیوں اور صرف سے متعلق بیشتر ایشیا کی مسلسل درآمد کی عکاسی کرتا ہے۔ مثبت امر یہ ہے کہ درآمدات میں یہ اضافہ مشینری میں اضافے کی بھی عکاسی کرتا ہے جس میں زیادہ تر ٹی ای آر ایف کا تعاون شامل ہے جو مستقبل میں پیداواری استعداد کو بڑھائے گا۔ اس منظر نامے میں مالی سال 2022ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 2.0 تا 3.0 فیصد کی حدود میں رہنے کی پیش گوئی ہے۔ تخمینے کے مطابق درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کا کچھ حصہ کارکنوں کی ترسیلات زر اور برآمدی وصولیوں میں مسلسل اضافے سے پورا ہو گا۔ خاص طور پر عالمی معیشت کی بحالی کے باعث ترسیلات زر بلند سطح پر رہنے کی توقع ہے۔ اسی طرح بین الاقوامی طلب میں تیزی اور حکومت کی جانب سے ملکی پیداواری لاگت کم کرنے کے لیے کئی ترغیبات کے اعلان سے امکان ہے کہ برآمدی کارکردگی بہتر ہوگی۔ بین الاقوامی فضائی سفر کی کسی حد تک بحالی کے بعد خدمات کا خسارہ بڑھنے کی توقع ہے۔ اس دوران امکان ہے کہ رقوم کی آمد کا منظر نامہ سازگار رہے گا جس کا سبب عالمی ایس ڈی آر اختصاص اور یوروبانڈ سے موصولہ 3.8 ارب ڈالر کے ہمراہ کئی کثیر فریقی اور دو طرفہ قرض گار اداروں سے مزید قرض اور آر ڈی اے سے رقوم کی آمد ہے۔

امکان ہے جبکہ مالی سال 21ء میں 7.1 فیصد تھا۔ اسٹیٹ بینک نے تخمینہ لگایا ہے کہ مالیاتی خسارہ مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کے 6.3 تا 7.3 فیصد کی حدود میں ہوگا۔ اس نتیجے کا سبب غیر ترجیحی جاری اخراجات پر مسلسل قابو اور ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل دونوں میں اضافہ ہوگا۔ خاص طور پر معاشی سرگرمی میں بھرپور اضافہ ٹیکس محاصل کے لیے مثبت مضمرات کا حامل ہوگا۔ علاوہ ازیں مارچ 2021ء میں اعلان کردہ کارپوریٹ انکم ٹیکس اصلاحات سے امکان ہے کہ مختلف انکم ٹیکس مستثنیات کے خاتمے اور ٹیکس شرحوں کے معمول پر لانے جانے سے ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کو تقویت ملے گی۔ اسی طرح ٹیکس انتظام بڑھانے کی مسلسل کوششیں وصولیوں میں اضافہ کریں گی کیونکہ اس سے رسمیت بڑھے گی اور ٹیکس اساس میں توسیع آئے گی۔ جہاں تک نان ٹیکس محاصل کا تعلق ہے، حکومت بنیادی طور پر زیر سماعت مسائل کے تصفیے کے ساتھ گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کی وصولی پر انحصار کر رہی ہے۔ مزید برآں، پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں مسلسل اضافہ بھی پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی سے وصولی بڑھا سکتا ہے۔

بیرونی شعبے میں درآمدات کا دباؤ سامنے آ رہا ہے اور پچھلے چار مہینوں میں سے تین (جون، اگست اور ستمبر 2021ء) میں ادائیگیاں 6 ارب ڈالر سے تجاوز

باب 2: اقتصادی نمو

کووڈ وبائی مرض کے ابتدائی دھچکے کے بعد پاکستانی معیشت میں متاثر کن بحالی دکھائی دی۔ مالی سال 20ء میں خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی حقیقی نمو میں 0.5 فیصد تخفیف کے بعد، مالی سال 21ء کے دوران معیشت میں 3.9 فیصد نمو ہوئی۔ یہ کارکردگی اس لیے بھی اہم تھی کہ یہ وائرس کی لہروں کے باوجود حاصل کی گئی تھی۔ دوران سال پالیسی سازوں نے ابھرتے ہوئے چیلنجوں کے لیے موزوں ردعمل پیش کیا۔ اس ردعمل میں وائرس پر قابو پانا اور ویکسین کا اجرا؛ اسمارٹ لاک ڈاؤن؛ اسٹیٹ بینک کی متعدد ری فنانس اسکیموں کے ذریعے زری پالیسی کا گنجائشی ماحول اور سیالیت کی اعانت؛ اور کوئی نیا ٹیکس عائد نہ کرنے، توانائی اور تعمیراتی پیکج، برآمد کنندگان کے لیے رقوم کی تیزی سے واپسی اور احساس ابہرجنسی کیش پروگرام کے ذریعے سماجی تحفظ کے اخراجات کی شکل میں حکومت کی طرف سے ہدفی مالیاتی معاونت شامل ہیں۔ مجموعی طور پر، یہ اقدامات مالی سال 21ء کی معاشی بحالی میں اہم کردار ادا کر رہے تھے، جس کے نتیجے میں صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں تبدیلی آئی۔ بالخصوص، صنعت میں، خوراک، گاڑیاں، ٹیکسٹائل، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے تعمیرات اور اس سے منسلک شعبوں نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ زراعت کے شعبے میں، گندم کی کم از کم امدادی قیمت میں اضافہ، اور ربیع اور خریف کے پیکجوں کے ذریعے دی جانے والی سبسڈیوں نے گندم، چاول اور مکئی کی پیداوار کو بلند سطح تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ شعبہ خدمات کو اجناس پیدا کرنے والے ذیلی شعبے کی کارکردگی، بالخصوص تھوک اور خوردہ تجارت میں نمایاں بحالی سے تقویت ملی۔ آخراً، صنعتی روزگار کے دستیاب اعداد و شمار اور اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار اور اعتماد صارف کے سروے کے رجحانات کی بنیاد پر لیبر مارکیٹ میں مسلسل بحالی دکھائی دے رہی ہے۔

12 اقتصادی نمو

2.1 خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی نمو

مالی سال 21ء کے دوران جاری وبائی مرض کی وجہ سے درپیش غیر یقینی صورت حال اور دشواریوں کے باوجود پاکستان کی معیشت مضبوطی سے بحال ہوئی۔ گذشتہ برس، مختصر عرصے کے لیے دنیا بھر کی طرح حکومت نے سخت لاک ڈاؤن کا انتخاب کیا تھا، جس کے نتیجے میں مالی سال 20ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی میں 0.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اس کے بعد آنے والی کووڈ لہروں میں اسماٹ لاک ڈاؤن لگائے گئے جن کی وجہ سے مالی سال 21ء میں معاشی سرگرمیاں تیزی سے بحال ہو سکیں (جدول 2.1)۔ مزید برآں، انتہائی گنجائشی زرعی پالیسی، کووڈ سے نمٹنے کے لیے وسیع پیمانے پر کیے گئے اسٹیٹ بینک کے اقدامات کے ذریعے بہم پہنچائی گئی سیالیت کی معاونت، اور ہدف مالیتی امداد (کوئی نئے ٹیکس عائد نہ کرنے اور تعمیراتی ٹیکسوں، برآمد کنندگان کو فوری ری فنڈز اور احساس امیر جنسی کیش پروگرام کے ذریعے تحفظ کی شکل میں) سے وبا کے معاشی زوال کو کم کرنے میں مدد ملی۔ زرعی شعبے کے ٹیکسوں اور ویکسینیشن مہم کے ساتھ ان اقدامات سے معاشی بحالی میں مدد ملی۔

ان اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 21ء کے لیے حکومت کا طے کردہ حقیقی جی ڈی پی نمو کا 2.1 فیصد کا ہدف عبور کر لیا گیا۔ مزید برآں، شکل 2.1 سے واضح ہوتا ہے کہ وبائی مرض کے دوران پاکستان کی معیشت دوسرے ممالک کے مقابلے میں کافی بہتر رہی ہے۔ اگرچہ 2020ء کے دوران بیشتر ممالک کی

جدول 2.1: حقیقی جی ڈی پی نمو کی شرحیں، 2005-06ء کی مستقل بنیادی قیمتیں

نمو اور شعبہ جاتی حصص فیصد میں، جی ڈی پی نمو کا حصہ فیصدی پوائنٹس میں

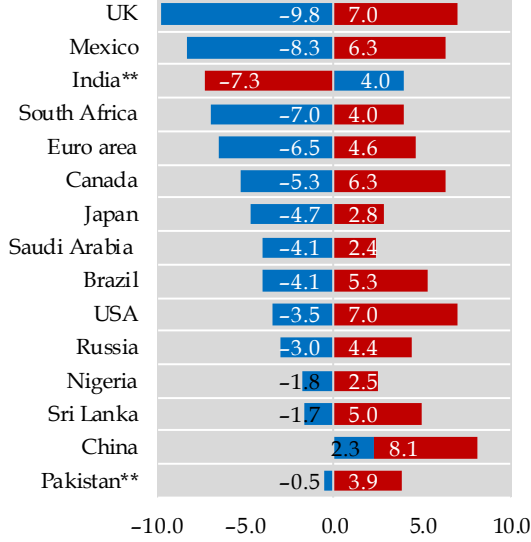
شعبہ جاتی حصہ	جی ڈی پی نمو میں حصہ		نمو	
	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء
زراعت	19.2	19.4	0.5	0.6
صنعت	19.1	19.2	0.7	-0.7
خدمات	61.7	61.4	2.7	-0.4
جی ڈی پی نمو کی شرح			3.9	-0.5

ع: عبوری، ن: نظر ثانی شدہ

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء

شکل 2.1: منتخب معیشتوں کی معاشی نمو

معیشتوں کا 2020ء اور 2021ء کا موازنہ *
percent



*Projections for 2021

**Fiscal Year Basis

■ FY20 ■ FY21

Source: International Monetary Fund

پیداوار میں تیزی سے تخفیف دیکھی گئی، تاہم ملکی معیشت میں آنے والی سست روی (0.5 فیصد) نسبتاً متعادل تھی۔ مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کی حقیقی جی ڈی پی شرح نمو 3.9 فیصد تک پہنچ گئی۔ معیشتوں میں مختلف اساسی اثرات نے مالی سال 21ء کے دوران بحالی کی حد کا جزوی طور پر تعین کیا۔ متعدد ممالک، جیسے برطانیہ، کینیڈا، میکسیکو اور جنوبی افریقہ، جہاں

کارکردگی، جو مالی سال 20ء کے دوران سخت کووڈ لاک ڈاؤن اور بڑے اجتماعات پر پابندیوں کی وجہ سے شدید متاثر ہوئی تھی، مالی سال 21ء کے دوران اجتماعات پر پابندیوں میں نرمی اور اسمارٹ لاک ڈاؤن کی وجہ سے نمایاں طور پر بہتر ہوئی۔

مالی سال 21ء کے دوران اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی مثبت کارکردگی کی طرح شعبہ خدمات میں بھی 4.4 فیصد نمو کے ساتھ بحالی آئی، جبکہ ایک سال قبل 0.6 فیصد کا سکڑاؤ آیا تھا۔ مالی سال 21ء کے دوران تھوک اور خوردہ تجارت کے ذیلی شعبے میں پلٹاؤ اہم محرک تھا، جس کا حصہ حقیقی جی ڈی پی نمو میں 1.5 فیصدی درجے تھا (جدول 2.1)۔ بنیادی طور پر ملکی معاشی سرگرمیوں نیز درآمدات میں اضافے کی وجہ سے تھوک اور خوردہ تجارت بڑھی۔ مالیات اور بیمہ کے زمروں نے بینکاری شعبے کی جانب سے ڈپازٹس میں نمو اور قرضوں میں اضافے سے فائدہ اٹھایا۔ اس کے برعکس، مالی سال 21ء کے دوران ابلاغ، فضائی نقل و حمل اور ریلوے کے ذیلی زمروں کی کمزور کارکردگی کی وجہ سے نقل و حمل، ذخیرہ کاری، ابلاغ کے زمروں کے اضافہ قدر میں تخفیف جاری رہی۔ تاہم، بذریعہ سڑک نقل و حمل، جس کا اس زمرے میں سب سے زیادہ حصہ ہے، کے اضافہ قدر کے بڑھنے سے نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور ابلاغ کے زمروں میں تخفیف کی شدت پر قابو پانے میں مدد ملی۔

پنجاب اور سندھ کے ایشیائی شعبوں کے روزگار کے اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کے دوران لیبر مارکیٹ میں بحالی آئی۔ مالی سال 21ء کے دوران دونوں صوبوں میں مجموعی روزگار میں 2.4 فیصد اضافہ ہوا۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ معاشی سرگرمیوں کی بحالی تھی، اور ہدفی مالی معاونت اور گنجائشی زری پالیسی سے اسے مزید مدد ملی۔ اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے (بی سی ایس) اور اعتماد صارف سروے (سی سی ایس) سے مستقبل کا بے روزگاری کا اشاریہ بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مالی سال 21ء میں لیبر مارکیٹ میں بہتری جاری رہی۔ اسی طرح، صنعتی پیداوار اور اجرتوں کے ماہانہ سروے سے ملنے والے بلحاظ شعبہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ درج کردہ شعبوں میں پنجاب میں وسیع البینا نمو دیکھی گئی۔

2021ء کے دوران نسبتاً زیادہ اقتصادی ترقی کی توقع کی جا رہی تھی، میں 2020ء میں تیزی سے تخفیف دیکھی گئی۔ دو سالہ بنیاد پر، کووڈ کے دھچکے کے ساتھ پاکستان کی 3.9 فیصد نمو دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

طلب کے لحاظ سے، مالی سال 21ء کے دوران جی ڈی پی کی نمو کا انحصار بنیادی طور پر صرف اور سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری پر تھا۔ کئی دہائیوں کے تجربے سے پتا چلتا ہے کہ زیادہ پائیدار نمو حاصل کرنے کے لیے پاکستان کو اپنے سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے تناسب کو علاقائی معیشتوں کے برابر لانے کی ضرورت ہے (بکس 2.1)۔

رسد کے لحاظ سے، مالی سال 21ء کے دوران تمام شعبوں میں وسیع البینا نمو دیکھی گئی۔ صنعتی شعبہ، جس کا بنیادی انحصار بڑے پیمانے کی ایشیائی (ایل ایس ایم) پر ہے، اس میں کاروباری سرگرمیوں کے دوبارہ شروع ہونے کے باعث قابل ذکر بحالی آئی، جو کووڈ کی بعد کی لہروں کے باوجود کسی بڑی رکاوٹوں کے بغیر جاری رہی۔ دوران سال ٹیکسٹائل مصنوعات کی غیر ملکی طلب اور تعمیراتی سامان، گاڑیوں اور پٹرولیم مصنوعات کی ملکی طلب، ایل ایس ایم میں نمو کے اہم محرک تھے۔ صارفین کی طلب کو پورا کرنے کے لیے ان صنعتوں کی استعداد کو عارضی مالیاتی اور زرعی امداد کے اقدامات، جیسے تعمیراتی اور توانائی کے پیکیجوں، پست شرح سود، اور اسٹیٹ بینک کی عارضی اقتصادی نو مالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) نے سہولت فراہم کی۔

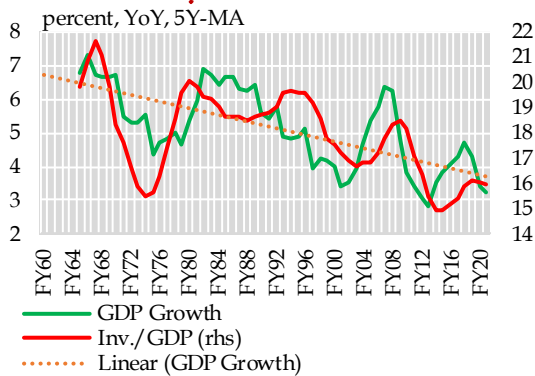
گذشتہ برس کے مقابلے میں کچھ سست روی کے باوجود، مالی سال 21ء کے دوران زرعی شعبے نے 2.8 فیصد نمو کا سالانہ ہدف حاصل کر لیا۔ حکومت نے پیداوار پر زراعت اور گندم اور گنے کی فصلوں کی کم از کم امدادی قیمت میں اضافے کے ذریعے اس شعبے کو مدد فراہم کی۔ نتیجتاً، تقریباً تمام اہم فصلوں میں ہدف سے زائد پیداوار ہوئی: گندم، چاول اور مکئی نے ریکارڈ بلند پیداوار دی، جبکہ گنے کی پیداوار دوسرے نمبر پر رہی۔ تاہم، کپاس کی فصل پست رہی، کیونکہ اس کے زیر کاشت علاقے میں کمی کی وجہ سے پیداوار میں کمی آئی۔ دریں اثنا، مالی سال 21ء کے دوران گلہ بانی کے شعبے میں 3.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 2.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ گلہ بانی میں، پولٹری کے ذیلی شعبے کی

جدول 1.1.2: نمو اور سرمایہ کاری

پاکستان	بھارت	چین	ہنگریش	معاشی نمو (فیصد سالانہ)
6.9	5.7	9.7	3.5	1980 کا عشرہ
4	5.8	10	4.7	1990 کا عشرہ
4.5	6.3	10.4	5.6	2000 کا عشرہ
4	6.7	7.7	6.8	2010 کا عشرہ
سرمایہ کاری تاجی ڈی پی تناسب				
18.6	22.4	35.6	16.1	1980 کا عشرہ
18.7	26.7	37.3	19.4	1990 کا عشرہ
17.7	34.3	39.5	25.3	2000 کا عشرہ
15.5	34.2	44.8	29.1	2010 کا عشرہ

ماخذ: عالمی ترقیاتی اظہار، عالمی بینک

شکل 1.1.1: سرمایہ کاری اور حقیقی جی ڈی پی نمو



Source: World Bank

باکس 2.1: معاشی نمو اور پیداواری صلاحیت پر سرمایہ کاری میں کمی کے رجحان کے مضمرات
پاکستان میں جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر سرمایہ کاری نہ صرف پست ہے بلکہ طویل مدتی تنزلی کی حالت میں بھی ہے؛ یہ صورت حال طویل مدتی پائیدار نمو کے لیے مضمرات کی حامل ہے۔¹ پاکستان طویل عرصے سے اقتصادی نمو کو برقرار نہیں رکھ سکا ہے اور اسے مسلسل اتار چڑھاؤ کا سامنا رہا ہے۔² طویل مدتی اقتصادی نمو میں تنزلی نے ملک کی اپنی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو جذب کرنے کی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا ہے۔³ مسلسل تنزلی کے اس انداز کی وجہ ٹیکنالوجی، اور انسانی اور مادی سرمائے میں سرمایہ کاری کی کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے جس نے نہ صرف پیداواری صلاحیت کو کم کر دیا ہے بلکہ اس کی معیشت کو بھی دھچکوں کے لیے زبرد پزیر بنا دیا ہے۔

شکل 1.1.1 وضاحت کرتی ہے کہ سرمایہ کاری تاجی ڈی پی میں کمی کا رجحان طویل مدتی اقتصادی نمو میں کمی سے وابستہ ہے۔ دیگر علاقائی ممالک، جیسے چین، بھارت اور ہنگریش کے ساتھ موازنے سے پتا چلتا ہے کہ بلند سرمایہ کاری اقتصادی نمو سے منسلک ہے (جدول 2.1.1)۔ ایک اور مشاہدہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے تناسب میں اضافہ جی ڈی پی کی نمو کی رفتار کو بڑھا دیتا ہے۔ اس ضمن میں ہنگریش ایک دلچسپ حوالہ ہے۔ اس کی سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب اور اقتصادی نمودوں 1980ء عشرے میں پاکستان کے مقابلے میں کم تھے۔ تاہم، کچھ برسوں کے دوران اس کی سرمایہ کاری میں تیزی سے اضافہ ہوا، اس کے جی ڈی پی کی شرح نمو پاکستان کے مقابلے میں تقریباً دوگنی ہو گئی۔

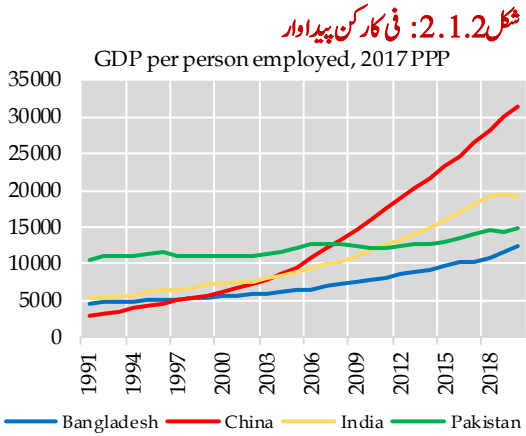
پاکستان میں اقتصادی ترقی کی سست رفتار تشویش کا باعث ہے۔ فرض کریں کہ چینی معیشت اسی شرح (7.7 فیصد) سے ترقی کرتی چلی جائے تو اگلے 10 برسوں میں اس کی پیداوار دوگنی ہو جائے گی۔ دوسری طرف، پاکستان کو یہ کامیابی (4.0 فیصد شرح نمو) حاصل کرنے میں 17 سال لگیں گے۔ ترقی کی یہ سست رفتار ہمسر ممالک کے ساتھ پاکستان کی آمدنی کے فرق کو مزید بڑھا دے گی۔

طویل مدتی نمو کا ایک اور اظہار یہ مزدوروں کی پیداواری صلاحیت ہے، جو ملک میں انسانی سرمائے اور سرمایہ کاری کی سطح سے متاثر ہے۔ عالمی بینک کی جانب سے مزدور کی پیداواری صلاحیت کا تخمینہ فی کارکن پیداوار سے لگایا جاتا ہے۔ جائزہ لیے گئے ممالک کے مجموعے کے ساتھ موازنہ پاکستان کی پست کارکردگی ظاہر کرتا ہے (شکل 2.1.2)۔ 2000ء کی دہائی کے وسط تک مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں دیگر ممالک سے آگے ہونے کے باوجود، اگلے پورے عشرے کے دوران پاکستان میں مزدور کی پیداواری صلاحیت میں تقریباً محدود کھائی دیا۔ اس کے برخلاف، چین اور بھارت دونوں نے اس محاذ پر نمایاں بہتری درج کی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے مقابلے میں وہ اپنے وسائل کو زیادہ موثر طریقے سے استعمال کر رہے

¹ پاکستان میں سرمایہ کاری میں رکاوٹ ڈالنے والے عوامل پر تفصیلی بحث کے لیے، دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19ء، باب 7، پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کئی معاشیات سے آگے۔

² جے آر کیلکس، ٹی جی سری نواس اور ایم وحید (2012ء)۔ پاکستان میں ترقی کے نمونے کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں؟ ورلڈ بینک پالیسی پیپر سیریز برائے پاکستان 05/12۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

³ پلاننگ کمیشن (2011ء) کے مطابق، افرادی قوت میں داخل ہونے والے نوجوانوں کو جذب کرنے کے لیے معیشت کو 7 فیصد نمو کی ضرورت ہے۔ اسی طرح عالمی بینک (2018ء) نے تخمینہ لگایا کہ پاکستان کو روزگار کی شرح کو مستحکم رکھنے کے لیے ہر سال 1.4 ملین ملازمتیں تخلیق کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ملازمتوں کی تخلیق کی یہ رفتار اس وقت ممکن ہوگی جب حقیقی جی ڈی پی نمو 6 فیصد سالانہ سے بڑھ جائے۔ ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن (2011ء)۔ پاکستان: اقتصادی ترقی کے لیے فریم ورک۔ اسلام آباد: منصوبہ بندی کمیشن، عالمی بینک (2018ء)۔ جنوبی ایشیائی اقتصادی توجہ، بہار 2018ء: بے روزگار ترقی؟ واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک



Source: World Bank

گیا۔ لاک ڈاؤن کی صورت حال میں زرمی کے باعث مرغیانی کے ذیلی شعبے کی بہتر کارکردگی کو اس بحالی کی جزوی وجہ قرار دیا گیا۔

خام مال

مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے دو بڑے پیکیجوں کے ذریعے شعبہ زراعت کی مالی مدد کی۔ پہلا زرعی پیکیج مئی 2020ء میں خریف کی فصلوں کی مدد کے لیے منظور کیا گیا تھا، جبکہ دوسرا زرعی پیکیج اکتوبر 2020ء میں منظور

جدول 2.2: زراعت: شعبہ جاتی نمو فیصد

م 21ء	م 21ء	م 20ء	م 19ء	
2.8	2.8	3.3	0.6	زراعت
2.5	-	5.5	-5.0	فصلیں
4.7	1.9	5.2	-7.7	اہم فصلیں
1.4	1.5	8.1	2.6	دیگر فصلیں
-15.6	0.9	-4.8	-12.7	کپاس کی چنگ
3.1	3.5	2.1	3.8	گلہ بانی
1.4	2.1	3.6	7.3	جنگل بانی
0.7	1.5	0.6	0.8	ماہی گیری

ن: نظر ثانی شدہ، ہدف: ہ، ع: عبوری
ماخذ: پی بی ایس؛ منصوبہ بندی کمیشن

ہیں۔⁴ دریں اثنا، بگلدہ دیش بھی رفتار بگڑ رہا ہے۔ طویل عرصے تک کم پیداواریت معیارات زندگی میں بہتری کے حصول، سرکاری اور نجی قرضوں، سماجی تحفظ کے نظام، اور مستقبل کے دھچکوں سے نمٹنے کے لیے کئی معاشی پالیسیوں کی استعداد پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔⁵

پاکستان نے حال ہی میں اپنے سرمایہ کاری کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کچھ پیش رفت کی ہے۔ گذشتہ ایک دہائی کے دوران بجلی کی تنصیب تقریباً دوگنی ہو گئی ہے۔⁶ لہذا، ملک میں مزدوروں کی پیداواریت بڑھانے کے لیے مزید کوششیں کی جانی چاہئیں۔ پیداواری صلاحیت میں سرمایہ کاری معاشی چکر کی روانی اور طویل مدتی اقتصادی نمو کو فعال بنانے میں مددگار ہوگی۔

2.2 زراعت

گندم اور گنے جیسی اہم فصلوں کے لیے سازگار موسمی حالات کے ساتھ ساتھ بہتر پالیسیوں کی مدد سے شعبہ زراعت نے مالی سال 21ء کے لیے اپنا 2.8 فیصد ترقی کا ہدف پورا کیا (جدول 2.2)۔ ریج اور خریف کے اعانتی پیکیجوں نے مختلف خام ایشیا مثلاً کھادوں اور کیڑے مار ادویات پر سبسڈی دی جبکہ دوران سال گندم اور گنے کی کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) میں بھی اضافہ کیا گیا۔ ان اقدامات سے گندم، چاول اور مکئی کی پیداوار کو ریکارڈ سطح تک پہنچانے میں مدد ملی، جبکہ گنے کی پیداوار دوسری بلند ترین سطح پر رہی۔ کپاس کی پیداوار پست رہی، جس کا مجموعی زیر کاشت رقبہ 2.1 ملین ہیکٹر رہ گیا، جو مالی سال 80ء کے بعد سے کم ترین سطح ہے۔ مزید برآں، دوران سال مومن سون کی شدید بارشوں کی وجہ سے کپاس کی پیداوار بری طرح متاثر ہوئی۔ دیگر فصلوں کے زمرے کو بھی مجموعی سست روی کا سامنا کرنا پڑا، اور یہ گذشتہ برس کی طرح، جی ڈی پی نمو میں مثبت حصہ ڈالنے سے قاصر رہا (جدول 2.3)۔ دیگر فصلوں میں، چنے کی پیداوار، جو ملک میں اگائی جانے والی دالوں کی سب سے بڑی قسم ہے، مالی سال 20ء کی نسبت تقریباً آدھی رہ گئی، جس کی بڑی وجہ تھل کے علاقے میں ناکافی بارش ہے۔

دریں اثنا، مالی سال 21ء کے دوران گلہ بانی کے شعبے میں 3.1 فیصد نمو ہوئی، اور گذشتہ برس کے مقابلے میں جی ڈی پی کی نمو میں اس کا حصہ بھی دوگنا ہو

⁴ ماخذ: یو ایس بیورو آف لیبر اسٹیسٹسٹکس (www.bls.gov/k12/productivity-101/content/why-is-productivity-important/)

⁵ جی ایڈیٹر، آر ڈیوال، ڈی فرسٹری، ایس کے سلیک، کے کولوسکو اور ایم پی رہبر (2017ء)۔ باؤ مخالف کے ساتھ جانے والی: عالمی پیداواری صلاحیت۔ آئی ایم ایف اسٹاف ڈسکشن نوٹ SDN/17/04۔ واشنگٹن، ڈی سی: آئی ایم ایف

⁶ وزارت خزانہ (2021ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء۔ اسلام آباد: وزارت خزانہ

جدول 2.3: حقیقی ڈی ڈی پی نمونے میں حصہ اور حقیقی ڈی ڈی پی میں زراعت کا حصہ

فیصدی پوائنٹس میں حصہ؛ فیصد میں حصہ

	حصہ		حصہ	
	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء
زراعت	0.6	0.5	19.4	19.2
فصلیں	0.4	0.2	7.0	6.9
اہم فصلیں	0.2	0.2	4.3	4.3
دیگر فصلیں	0.2	0.0	2.3	2.2
کپاس کی چنگ	0.0	-0.1	0.4	0.3
گلہ بانی	0.2	0.4	11.6	11.5
جنگل بانی	0.0	0.0	0.4	0.4
مائی گیری	0.0	0.0	0.4	0.4

ن: نظریاتی شدہ، ہدف: ح: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

زرعی قرضہ

مالی سال 21ء کے دوران زرعی قرضوں کی فراہمی بڑھ کر 1365.9 ارب روپے ہو گئی جبکہ گزشتہ برس 1214.7 ارب روپے تھی (جدول 2.4)۔ فارم شعبے کے قرضوں میں نمایاں تیزی آئی، جس سے بالخصوص فصلوں کے لیے پیداوار سے متعلق قرضوں میں اضافے کو خاصی تحریک ملی۔ تین اہم فصلوں کی ریکارڈ پیداوار اور گنے کی دوسری سب سے زیادہ پیداوار اس کی جزوی وضاحت کی جاسکتی ہے؛ سازگار پیداواری حرکیات نے کاشت کاروں کی جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ کیا۔

اسی مدت میں، گزشتہ برس دیکھی گئی کمی کے بعد غیر فارم شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں بحالی آئی۔ گلہ بانی / ڈیری کے ذیلی شعبے کو جاری سرمائے کی فراہمی میں اضافہ ہوا۔ مالی سال 21ء کے دوران مرغابانی کے شعبے کے لیے جاری سرمائے کے قرضوں کی فراہمی 8.1 فیصد کمی کے ساتھ 192.8 ارب روپے رہ گئی، جو گزشتہ برس 209.9 ارب روپے تھی۔ اس کی وجہ قرضوں کی پست طلب کو قرار دیا جاسکتا ہے، جب سال کے مختلف حصوں میں کووڈ کی لہریں اپنے عروج پر تھیں۔ تاہم، مرغابانی کے شعبے میں معین سرمایہ کاری مسلسل دوسرے سال بھی حوصلہ افزا رہی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مرغابانی سے

ہوا، جس نے ربیع کی فصلوں بالخصوص گندم کے امکانات کو بہتر بنانے میں مدد کی۔ گندم کی فصل کو اس کی کم از کم امدادی قیمت میں اضافے سے بھی فائدہ ہوا، جو گزشتہ موسم کی قیمت 1400 روپے فی 40 کلو بوری سے بڑھ کر نومبر 2020ء میں 1650 روپے اور پھر اپریل 2021ء میں مزید بڑھ کر 1800 روپے ہو گئی۔

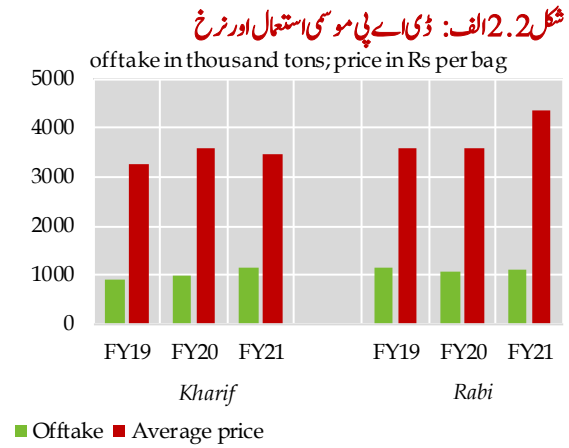
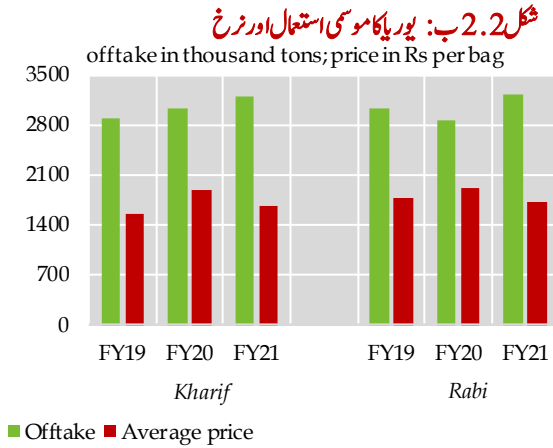
کھاد

دونوں زرعی ٹیکہ جوں کا ایک مشترکہ عنصر یہ تھا کہ ان میں کھاد کے لیے زراعت پر زور دیا گیا۔ بالخصوص، خریف ٹیکہ میں ڈی اے پی پر پی بوری 925 روپے اور یوریا پر 243 روپے فی بوری زراعت شامل تھا۔ اسی طرح ربیع ٹیکہ میں ڈی اے پی پر ایک ہزار روپے فی بوری زراعت شامل تھا۔⁸ خریف کے دوران ڈی اے پی کے استعمال میں 19.4 فیصد اضافے کے بعد ربیع کے موسم کے دوران ڈی اے پی کا استعمال صرف 2.3 فیصد ہی بڑھ سکا۔ (شکل 2.2 الف)۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے ربیع کی قیمت میں کمی آئی۔ خاص طور پر، اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران، ڈی اے پی کی عالمی قیمتوں میں 49 فیصد اضافہ ہوا، جس کے نتیجے میں ملکی ڈی اے پی کی قیمت میں 21 فیصد کا سال بسال اضافہ ہو گیا۔ جس کے باعث رعایتی قیمتوں کے باوجود کاشت کاروں کی خام مال خریدنے اور استعمال کرنے کی استعداد محدود ہو گئی۔

اسی دوران، خریف کے دوران یوریا کا استعمال 5.5 فیصد زائد اور ربیع کے دوران بالترتیب 12.4 فیصد زائد رہا (شکل 2.2 ب)۔ یوریا کی قیمتیں، جن میں اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) کے جنوری 2020ء کے گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سسٹم (جی آئی ڈی سی) کو کم کرنے کے فیصلے کے بعد فروری 2020ء کے بعد سے کمی آئی ہے، مالی سال 21ء کے دوران سال بسال بنیاد پر کم رہیں، جس کی وجہ سے زیر جائزہ مدت کے دوران یوریا کا استعمال زیادہ رہا۔

7 ماخذ: وزارت خزانہ پریس ریلیز نمبر 308، بتاریخ 13 مئی 2020ء۔

8 ماخذ: وزارت خزانہ پریس ریلیز نمبر 391، بتاریخ 29 اکتوبر 2021ء۔



Source: National Fertilizer Development Center

طرح خرد مالکاری اداروں اور دیہی امدادی پروگراموں نے ایک ساتھ مل کر مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء میں اپنے ہدف کا بالترتیب 73 فیصد اور 57 فیصد حاصل کیا، جبکہ مالی سال 19ء میں یہ 97 فیصد تھا۔ خرد مالکاری شعبے پر کووڈ کے اثرات، بالخصوص لاک ڈاؤن اس پست کارکردگی کی بنیادی وجہ ہیں۔^{10,9}

گذشتہ برس کے دوران زرعی قرضوں کی فراہمی میں مجموعی طور پر 12.4 فیصد نمو کے باوجود، قرضے کی ہیئت ترکیبی کا جھکاؤ بڑے قرض گاروں کی طرف رہا (شکل 2.3 الف) اور (شکل 2.3 ب)۔¹¹ اس کا اطلاق فارم شعبے میں چھوٹے (گزر بسر کے لائق) قطعہ زمین کے حامل قرض گیروں کے ساتھ ساتھ غیر فارم شعبے میں چھوٹے حجم کے کاروباری اداروں پر ہوتا ہے۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ قومی مالی شمولیتی حکمت عملی (این ایف آئی ایس) کے وسیع تر ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے مالی اداروں کو چھوٹے کاشت کاروں تک رسائی کے لیے اجتماعی طور پر اپنی کوششیں تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

متعلق افراد کو اوسط تا طویل مدت کے دوران طلب میں لمبے عرصے تک مندی کی توقع نہیں تھی۔

کووڈ کی وجہ سے درپیش چیلنجوں کے باوجود، مالی اداروں نے مجموعی طور پر مالی سال 21ء کے لیے اپنے مقرر کردہ زرعی قرضوں کی فراہمی کے 1500 ارب روپے کے ہدف کا 91 فیصد حاصل کر لیا۔ خاص طور پر، کمرشل بینکوں، اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئی)، زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (زیڈ ٹی بی ایل)، اور پنجاب پرائفل کوآپریٹو بینک لمیٹڈ (پی پی سی بی ایل) نے 1277.0 ارب روپے کے اپنے مقرر کردہ ہدف کے مقابلے میں مجموعی طور پر 1210.6 ارب روپے یا 94.8 فیصد کے قرضے فراہم کیے۔

تاہم، خرد مالکاری قرضے دینے والے ادارے مسلسل دوسرے سال قرضوں کی فراہمی کے اپنے ہدف کو نمایاں فرق کے ساتھ پورا نہ کر سکے۔ مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء میں انھوں نے اپنے اہداف کا بالترتیب 76 فیصد اور 73 فیصد حاصل کیا جبکہ مالی سال 19ء میں اپنے ہدف کا 99 فیصد حاصل کیا تھا۔ اسی

⁹ مارچ 2020ء میں پہلے لاک ڈاؤن کے نفاذ کے ایک ہفتے بعد خرد مالکاری کے متعلقہ فریقوں کے ساتھ سروے میں، ملک وغیرہم (2020ء) نے غور کیا کہ ہفتہ وار فروخت اور خرد کاروباری اداروں کی گھرانوں کی آمدنی میں تقریباً 90 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اسی طرح، قرضے کے افسران کو توقع تھی کہ ادائیگی کی شرح فروری اور مارچ میں 98 فیصد اور 81 فیصد سے کم ہو کر اپریل 2020ء میں 34 فیصد ہو جائے گی۔ اگرچہ اس تحقیق میں زراعت اور گلہ بانی نمونے کا حصہ نہیں تھے، تاہم زراعت سے متعلق خرد مالکاری زمرے کو بھی ایسے ہی چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ (کے ملک، ایم بیکی، بے مورڈیج، ٹی او گلڈن، ایس کون، اور ایف سیڈ (2020ء)۔) کووڈ 19 اور خرد مالکاری کا مستقبل: پاکستان سے شواہد اور جھلکیاں، "اوسٹریڈ ریویو آف اکنامک پالیسی، 36 (صمیمہ 1)، ایس 138 تا 168۔

¹⁰ مالی سال 21ء کے دوران خرد مالکاری شعبے (بشمول خرد مالکاری بینک، خرد مالکاری ادارے اور دیہی امدادی پروگرام) کی طرف سے فراہم کیا گیا زرعی قرضہ 155 ارب روپے رہا، جبکہ گذشتہ برس یہ 168.2 ارب روپے تھا۔ دریں اثنا، مالی سال 21ء میں تمام شعبوں (بشمول زراعت) کو خرد مالکاری کی کل فراہمی 404.8 ارب روپے رہی جبکہ گذشتہ برس 384.1 ارب روپے تھی۔ لہذا، مالی سال 21ء کے دوران تقریباً 38 فیصد خرد قرضے زرعی شعبے کو دیے گئے، جو مالی سال 20ء کے 44 فیصد سے کم تھے۔

¹¹ ملکیت اور حجم کے لحاظ سے زمروں کی وضاحت کے لیے، دیکھیے، رپورٹ برائے قرضے کی علامتی حدود اور زرعی مالکاری کی اہل اشیا 2020ء مع اسٹیٹ بینک آف پاکستان، شعبہ زرعی قرضہ و خرد مالکاری، سرکلر نمبر 01 برائے

جدول 2.4: ذریعہ قرضوں کی تقسیم

ارب روپے، نمونہ فیصد میں

نمو	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 19ء	
	18.9	7.6	758.2	637.9	I- فارم کا شعبہ (ii+i)
	19.8	7.4	711.8	594.3	i- پیداوار
					جس میں تمام فصلیں
	113.1	-10.7	458.9	215.3	کارپوریٹ فارمنگ
	6.4	10.1	46.4	43.6	ii- ترقیاتی
	26.7	3.5	18.5	14.6	ٹریڈنگ
	76.0	-41.9	4.4	2.5	II- غیر فارم شعبہ (iv+iii)
	5.3	-0.8	607.6	576.8	iii- جاری سرمایہ
	2.5	-2.6	552.5	538.9	گلہ بانی/ڈیری
	14.6	3.9	319.7	279	مرغبانی
	-8.1	39.4	192.8	209.9	iv- معین سرمایہ کاری
	45.4	34.9	55.1	37.9	گلہ بانی/ڈیری
	56.6	-29.3	22.7	14.5	مرغبانی
	49.1	475.0	24.0	16.1	مجموعی زراعت (II+I)
	12.4	3.5	1,365.9	1,214.7	I- فارم کا شعبہ (ii+i)
				1,174.0	

اعداد و شمار کا مخزن: بینک دولت پاکستان

برعکس، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں رینج کے آخری حصے کے دوران موسم نسبتاً خشک تھا، جو گندم کی کٹائی کے نقطہ نظر سے سازگار تھا۔

پیداوار

کپاس

تقریباً 7.1 ملین گانٹھوں پر مشتمل کپاس کی پیداوار مالی سال 85ء کے بعد سب سے کم تھی، جبکہ اس کا 2.1 ملین ہیکٹر کا زیر کاشت رقبہ مالی سال 80ء کے بعد سب سے کم تھا (شکل 2.5)۔ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں گزشتہ ایک دہائی کے دوران مسلسل کمی آئی ہے، اور یہ اوسطاً مالی سال 92ء تا مالی سال 11ء کے تقریباً 3 ملین ہیکٹر سے کم ہو کر مالی سال 12ء تا مالی سال 21ء کے دوران 2.7 ملین ہیکٹر رہ گیا۔ مالی سال 21ء کے دوران بھی، کاشت کاروں کا جھکاؤ کپاس کی بجائے گنے اور چاول جیسی مسابقتی فصلوں کی طرف رہا۔¹⁴

پانی

جہاں تک پانی کا تعلق ہے، گزشتہ برس نیز مالی سال 16ء تا مالی سال 20ء کی پانچ سالہ اوسط کے مقابلے میں سطح زمین کے پانی کی دستیابی تقریباً 2 فیصد زیادہ تھی (جدول 2.5)۔¹² موسم کے لحاظ سے کیا جانے والا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی سال 21ء میں موسم رینج کے دوران سطح زمین کے پانی کی دستیابی 6.8 فیصد بلند رہی، جبکہ مالی سال 21ء میں خریف کے موسم میں یہ گزشتہ برس کی سطح پر ہی رہی۔¹³

نیز، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مون سون کی بارشیں معمول سے کہیں زیادہ شدید رہیں (شکل 2.5)۔ جیسا کہ آگے مذکور ہے، اس بارش نے بالخصوص سندھ میں کپاس کی پیداوار کو نمایاں طور پر متاثر کیا۔ اس کے

¹² سطح زمین کے پانی سے مراد زمین کے اوپر موجود پانی ہے، اور اس میں دریا اور آبی ذخائر شامل ہیں۔ دریائے سندھ ملک میں سطح زمین کے پانی کا بنیادی ذریعہ ہے۔

¹³ خریف کا دورانیہ اپریل تا ستمبر اور رینج کا اکتوبر تا مارچ ہے۔

¹⁴ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں مستقل کمی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے، دیکھیے: پاکستانی معیشت کی کیفیت پر بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ مالی سال 20ء۔

جدول 2.5: سطح زمین پر پانی کی حقیقی دستیابی

ملین ایکڑ فٹ

مجموعہ	خریف	ربیع	م
م 16ء	65.5	32.9	98.4
م 17ء	71.4	29.7	101.1
م 18ء	70.0	24.2	94.2
م 19ء	59.6	24.8	84.4
م 20ء	65.2	29.2	94.4
م سے م 16 سے م 20ء اوسط	66.3	28.2	94.5
م 21ء	65.1	31.2	96.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

نفع آوری بڑھانے کے قومی پروگرام سے تقویت ملی۔ اس پروگرام میں کاشت کاروں کے لیے رعایتی نرخوں پر چھیننی، بل، گنے کے پلانٹ زاور دانے دار کیڑے مار دوا چھڑکنے کے آلات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ کاشت کاروں کو ٹیکنالوجی کے استعمال اور کاشت کاری کے جدید طریقوں سے آگاہ کرنے کے لیے مثالی کھیت (demonstration plots) شامل ہیں۔¹⁷

چاول

مالی سال 21ء کے دوران چاول کی فصل میں 8.4 ملین ٹن کی ریکارڈ پیداوار ہوئی جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 13.6 فیصد زیادہ تھی (شکل 2.8)۔ اس کی بنیادی وجہ مالی سال 21ء کے دوران زیر کاشت رقبے میں 9.9 فیصد اضافہ

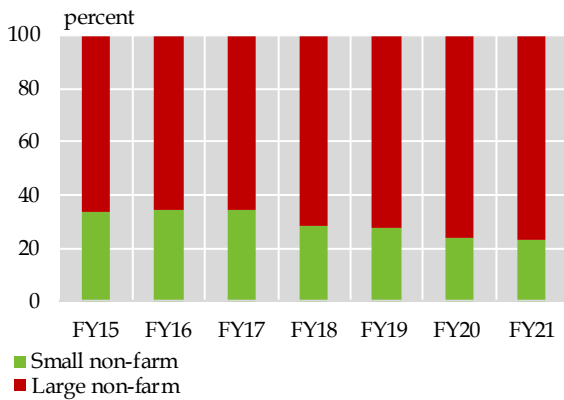
مالی سال 21ء کے دوران کپاس کی پیداوار مومن سون کی شدید بارشوں سے بھی بری طرح متاثر ہوئی۔ اس حوالے سے، زیر جائزہ مدت کے دوران اس اگست میں سندھ میں گذشتہ 60 برسوں کی سب سے زیادہ بارشیں ہوئیں، کیونکہ صوبے میں ہونے والی بارش اس ماہ کی عام اوسط سے 363 فیصد زیادہ تھی۔¹⁵ اس نے کھڑی فصلوں کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچایا، بالخصوص، بارشوں اور سیلاب نے سندھ میں اگنے والی کپاس کی تقریباً 27 فیصد فصل کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔ پنجاب میں بھی فصل کا تقریباً 3251 ہیکٹر رقبہ زیادہ بارش سے بری طرح متاثر ہوا۔¹⁶

گنے

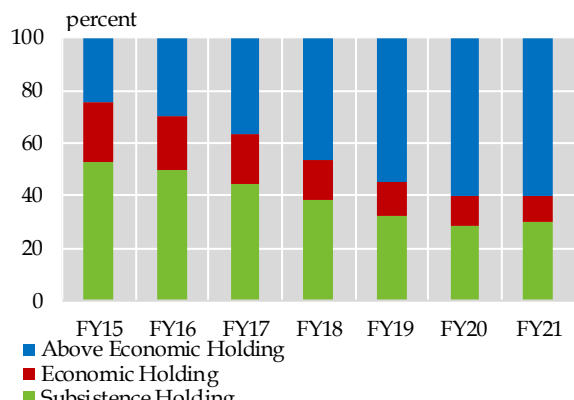
گذشتہ برس کے مقابلے میں گنے کی پیداوار میں 22 فیصد اضافہ ہوا، اور یہ 81 ملین ٹن ہو گئی (شکل 2.7)۔ اس متاثر کن کارکردگی کی وجہ زیر کاشت رقبے میں 12 فیصد اضافے کو قرار دیا گیا، جسے پنجاب میں کم از کم امدادی قیمت میں 10 روپے تا 200 روپے فی 40 کلو گرام اور سندھ میں 202 روپے فی 40 کلو گرام سے جزوی ترغیب ملی۔

پیداوار میں 8.9 فیصد اضافہ بھی ہوا جس کی بنیادی وجہ فصلوں کا بہتر انتظام اور سازگار موسمی حالات تھے۔ پیداوار بڑھانے کی کوششوں کو مالی سال 20ء میں شروع کیے گئے حکومت کے پانچ سالہ اگنے کی پیداوار میں اضافے کے ذریعے

شکل 2.3: ب: غیر فارم شعبہ: بالحاظ حجم زرعی قرضے کی تقسیم میں حصہ



شکل 2.3: الف: شعبہ فارم: ہولڈنگ کے لحاظ سے زرعی قرضے کی تقسیم میں حصہ



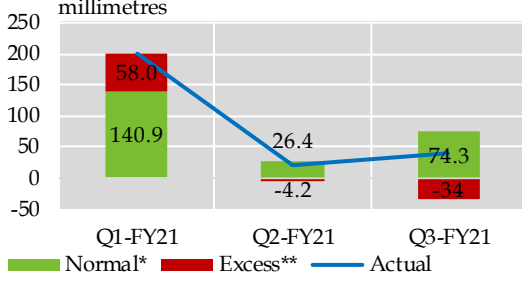
Source: State Bank of Pakistan

¹⁵ ماخذ: محکمہ موسمیات پاکستان (2020ء)۔ پاکستان کا ماہانہ موسمیاتی خلاصہ، اگست 2020ء۔ کراچی: محکمہ موسمیات پاکستان

¹⁶ ماخذ: پاکستان کپاس کاشت کار، 2020ء، مرکزی کپاس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ملتان، جلد 3، نمبر 3۔

¹⁷ ماخذ: ڈائریکٹوریٹ جنرل زراعت، توسیع اور مطالعاتی تحقیق، پنجاب

شکل 2.4: جولائی تا مارچ 21ء میں ریکارڈ ہونے والی بارشیں

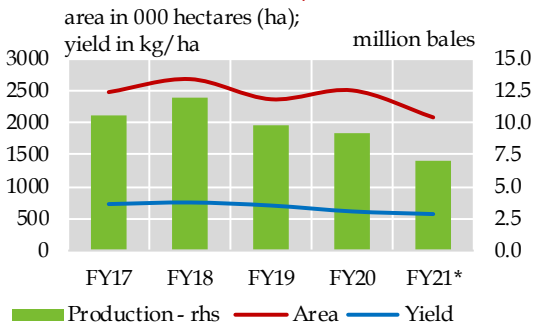


* Normal level is defined as the period average from 1961-2010. ** Negative number represents a shortfall compared to 'normal'

میٹرک ٹن (ایم ایم ٹی) سے بڑھ کر مالی سال 21ء کے دوران 29.5 ایم ایم ٹی ہو گیا ہے۔ 21 تین تیناً، 6.3 ملین ٹن خریداری کے سرکاری ہدف کے علاوہ حکومت نے درآمدی ضرورت 3 ایم ایم ٹی پر مقرر کر دی، تاکہ مالی سال 22ء کے دوران جاری کرنے کے لیے گندم کا کافی ذخیرہ دستیاب ہو۔

حکومت کی خریداری مہم میں پچھلے دو برسوں میں بہتری آئی ہے۔ خاص طور پر، مالی سال 19ء کے دوران ایک غیر متاثر کن کوشش، جب خریداری کے 6.25 ایم ایم ٹی ہدف کا صرف 64.5 فیصد پورا ہوا، کے بعد مالی سال 20ء

شکل 2.5: رقبہ، پیداوار اور کپاس کی یافت



* provisional

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کے لیے خریداری مہم نے اپنے 18.25 ایم ایم ٹی ہدف کا 80.0 فیصد حاصل

تھا، جبکہ گذشتہ برس 8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ زیر کاشت رقبے میں اضافے کی بنیادی طور پر اکائی قیمتوں اور مقداری طلب کے لحاظ سے ملکی چاول کی برآمدات کے سازگار امکانات سے منسوب کیا گیا ہے۔

خاص طور پر پنجاب میں چاول کی فصل کی کارکردگی متاثر کن تھی، جو مالی سال 21ء کی پیداوار کے 63 فیصد پر مشتمل تھی (جدول 2.6)۔ پنجاب میں چاول کا زیر کاشت رقبہ 18.0 فیصد بڑھا، جبکہ صوبے کی پیداوار میں 8.4 فیصد نمو ہوئی۔ چاول کی پیداوار بڑھانے کے لیے، پنجاب حکومت نے ایک پانچ سالہ ”چاول کی بڑھتی ہوئی پیداواری صلاحیت کے ذریعے نفع آوری بڑھانے کے قومی پروگرام“ کا آغاز کیا جس کا نفاذ مالی سال 20ء تا مالی سال 24ء کے دوران کیا جائے گا اور اس پر تقریباً 10 ارب روپے کی مجموعی لاگت آئے گی۔ اس منصوبے میں رعایتی نرخوں پر مشینری، تصدیق شدہ بیج اور خورد و پودوں کو ختم کرنے والی ادویات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ کیڑے مار ادویات کے مناسب استعمال کو فروغ دینے کی کوششیں بھی شامل ہیں۔¹⁸

گندم

گندم کی پیداوار میں 8.9 فیصد اضافہ ہوا اور مالی سال 21ء کے دوران یہ 27.5 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی (شکل 2.9 الف)۔ فصل کے زیر کاشت رقبے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ کم از کم امدادی قیمت میں اضافے سے کاشت کاروں کو ترغیب ملی۔¹⁹ دوران سال گندم کی یافت میں بھی 4.5 فیصد اضافہ ہوا (شکل 2.9 ب)۔ سازگار موسمی حالات، گندم کی زنگ کی بیماری کے حملے کو نسبتاً محدود رکھنے، اور پوری کھاد کے بھرپور استعمال نے بہتر پیداوار میں اہم کردار ادا کیا۔²⁰

اگرچہ ریکارڈ پیداوار ہوئی تاہم حکومت نے اسٹریٹجک ذخائر کو برقرار رکھنے کے لیے ملکی خریداری میں گندم کی درآمدات کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی ایک وجہ تھی کہ گندم کی سالانہ کھپت کا تخمینہ گذشتہ برس کے 2 ملین

¹⁸ ماخذ: ڈائریکٹوریٹ جنرل زراعت، توسیع اور مطابقتی تحقیق، پنجاب

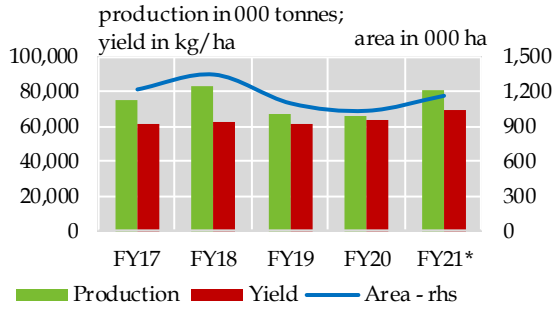
www.ext.agripunjab.gov.pk/rice_project

¹⁹ بالخصوص، ای سی سی نے اپریل 2021ء میں گندم کی کم از کم امدادی قیمت 1800 روپے فی 40 کلوگرام بوری میں اضافے کی سفارش کی، جو کہ مالی سال 20ء میں 1400 روپے فی 40 کلوگرام بوری تھی۔

²⁰ ماخذ: یو ایس ڈی اے گرین اینڈ فیڈ سالانہ رپورٹ، بتاریخ 24 جون، 2021ء۔

²¹ ماخذ: ایم ایف ایف آر (دوقاتی کھیتی برائے زراعت، خریف 22-2021ء ورکنگ پیپر)۔

شکل 2.6: رقبہ، پیداوار اور گنے کی یافت



* provisional

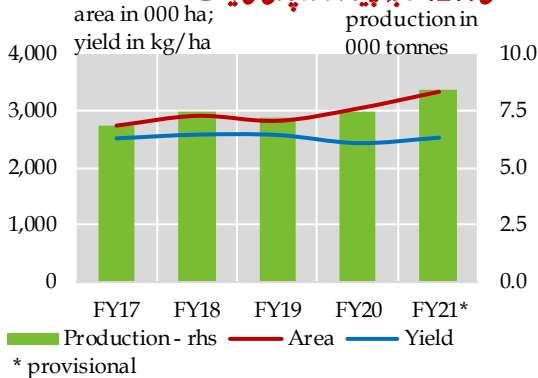
Source: Pakistan Bureau of Statistics

ان اضلاع میں چنے کی یافت میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بالترتیب 66 فیصد، 47 فیصد اور 77 فیصد کی نمایاں کمی آئی (شکل 2.11)۔

گلہ بانی

مالی سال 21ء کے دوران گلہ بانی کے شعبے میں 3.1 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 2.1 فیصد نمو ہوئی تھی (جدول 2.9)۔ اسے بنیادی تقویت پوٹری کے ذیلی شعبے سے ملی، جس میں مالی سال 20ء کے دوران کووڈ سے متاثرہ سخت روی کے بعد مضبوط بحالی آئی۔ اگرچہ مارچ تا مئی 2020ء کے دوران سخت لاک ڈاؤن کے باعث پوٹری مصنوعات کی طلب اور قیمتوں میں نمایاں کمی واقع ہوئی، تاہم اس کے بعد اسمارٹ لاک ڈاؤنز لگنے سے پوٹری کے ذیلی شعبے کو سہارا ملا۔ نتیجتاً، جی ڈی پی نمو میں گلہ بانی کا حصہ بھی مالی سال 20ء کے 0.2 فیصدی درجے سے دوگنا ہو کر مالی سال 21ء میں 0.4 فیصدی درجے ہو گیا۔

شکل 2.7: رقبہ، پیداوار اور چاول کی یافت



* provisional

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کیا۔ مالی سال 21ء کے دوران بھی، 6.3 ایم ایم ٹی خریداری کے ہدف میں سے 93.8 فیصد ستمبر 2021ء کے وسط تک حاصل کر لیا گیا تھا۔²²

مکئی

مالی سال 21ء کے دوران مکئی کی پیداوار 13.4 فیصد بڑھ کر 8.9 ملین ٹن ہو گئی (شکل 2.9)، جس کی بنیادی وجہ زیر کاشت رقبے میں ایک فیصد اضافے کے ساتھ پیداوار میں 6.3 فیصد اضافہ تھا۔

بالخصوص، دوران سال پنجاب میں 7.7 فیصد بہتری آئی، اور مالی سال 21ء کے دوران مکئی کی مجموعی پیداوار میں اس کا حصہ 89.4 فیصد ہو گیا۔ صوبے میں یافت 2004-05ء سے بڑھ رہی ہے، جس کی ایک وجہ زیادہ پیداوار کے حامل درآمد شدہ بیج کی اقسام کا استعمال ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب بہتر کاشت کاری کے طریقوں اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کو بھی فروغ دے رہا ہے، جیسے ڈرپ ایری گیشن اور بھٹے چنے والی مشینیں۔²³

دالیں

دالوں میں پاکستان میں سب سے زیادہ چنے کی فصل پیدا ہوتی ہے۔ تاہم، مالی سال 21ء کے دوران چنے کی پیداوار تقریباً نصف کم ہو کر 261000 ٹن رہ گئی جو گذشتہ برس 498000 ٹن تھی (جدول 2.7)۔ اس کی بنیادی وجہ یافت میں 43 فیصد کی بھاری کمی تھی۔

چنے کی کاشت کا تقریباً 90 فیصد رقبہ پنجاب میں واقع ہے۔ مزید برآں، صوبے میں زیادہ تر کاشت تھل کے صحرائی خطے میں غیر آبپاشی، اور گزر بسر کے لائق کاشت پر مشتمل ہے، جس میں بھکر، خوشاب، لیہ اور جھنگ جیسے اضلاع شامل ہیں (جدول 2.8)۔

یافت کا بیشتر انحصار موسم رنج (اکتوبر تا مارچ) کے دوران ہونے والی بارش کی مقدار پر ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے بھکر، لیہ اور جھنگ کے اضلاع میں ان کی طویل مدتی اوسط کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم بارش ہوئی، جس کے باعث

²² ماخذ: ایم ایم ایف ایس آر

²³ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

جدول 2.6: پنجاب کے مخصوص اضلاع میں چاول کی فصل کی اوسط یافت *

کلوگرام / ہیکٹر، فیصدی نمو

ضلع	باسنی		غیر باسنی	
	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء
پنجاب	1,952	2,145	2,452	2,462
جس میں:				
اوکاڑہ	1,975	2,343	2,951	3,299
بہاولنگر	2,082	2,438	2,368	3,028
پاکپتن	2,008	2,343	2,798	3,212
جھنگ	2,028	2,225	2,322	2,665
منڈی بہاؤ الدین	1,901	2,052	2,420	2,440

* عبوری اعداد و شمار کے مطابق م 21ء میں چاول کی پیداوار کے لحاظ سے یہ پنجاب کے پانچ بڑے اضلاع ہیں

ماخذ: فصل رپورٹنگ سروس، پنجاب

بھینس کے دودھ (38.4 ملین ٹن) اور گائے کے دودھ (23.4 ملین ٹن) پر مشتمل ہے، جبکہ دیگر میں بکری، اونٹ اور بھیڑ کا دودھ شامل ہے۔

ملک کی بھینس کے تازہ دودھ کی پیداوار کئی علاقائی ہمسروں سے زائد ہے (جدول 2.10)۔ تاہم، گائے کے تازہ دودھ کے حوالے سے پاکستان کی صورت حال مزید بہتری کی نشاندہی کرتی ہے۔ ملک میں گلہ بانی کی غرض و غایت بڑی حد تک گزر بسر کے لیے ہے، اور وہ گھرانے نمایاں مقام رکھتے ہیں جو 1 تا 4 مویشیوں کے مالک ہیں۔²⁵ مزید برآں، چھوٹے ڈیری فارموں کے مالکان کی اکثریت ترقی پذیر ڈیری فارمز کے مقابلے میں نسبتاً پست معیار کے چارے اور رپوٹ کے انتظام کے طریقوں کا استعمال کرتی ہے۔²⁶ مثال کے طور پر، دودھ دوسنے کی جدید سہولتوں اور بڑے پیمانے کے ڈیری فارموں، جو 2020ء میں چین میں موجود ڈیری فارموں کے 70 فیصد پر مشتمل تھے، کے ذریعے فیڈ مینجمنٹ کی تکنیک کو اپنانے کی وجہ سے چین نے اپنے گائے کے دودھ کی پیداوار میں نمایاں بہتری درج کی ہے۔²⁷

گلہ بانی میں، پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء کے مطابق، مالی سال 21ء کے دوران گوشت کی پیداوار بڑھ کر 5.0 ملین ٹن ہو گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 4.7 ملین ٹن تھی۔ اگرچہ گوشت کی پیداوار کے اعداد و شمار کا اندازہ کسی حد تک 1996ء اور 2006ء کی مویشی شماری کے درمیانی عرصے کی کسی قدر پرانی شرح نمو سے لگایا گیا ہے، تاہم گوشت کی برآمدات کی بلند مقدار بھی اس نظریے کی تائید کرتی ہے کہ گذشتہ دہائی کے دوران پیداوار عمومی اعتبار سے ملکی کھپت سے تجاوز کر چکی ہے (شکل 2.12)۔ اس شعبے کے مستقبل کے امکانات بھی حوصلہ افزا ہیں۔ مثال کے طور پر، ادوی سی ڈی-ایف اے او کی ایک رپورٹ کے مطابق، 2029ء تک عالمی سطح پر گائے کے گوشت کی 81 فیصد اضافی پیداوار ترقی پذیر ممالک، بالخصوص پاکستان، ارجنٹینا، برازیل، چین، ترکی اور ذیلی صحار افریقی ممالک میں ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔²⁴

دریں اثناء پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء کے تخمینوں کے مطابق مالی سال 21ء کے دوران دودھ کی پیداوار بڑھ کر 63.7 ملین ٹن تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 61.7 ملین ٹن تھی۔ یہ ذیلی زمرہ بنیادی طور پر

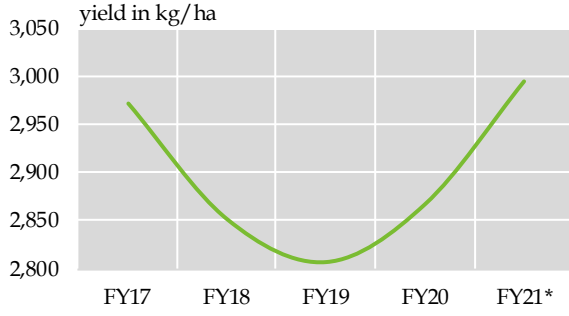
²⁴ ماخذ: ادوی سی ڈی ایف اے او زرعی منظر نامہ برائے 2020ء تا 2029ء۔

²⁵ ماخذ: پاکستان لائیو اسٹاک مردم شماری، 2006ء۔

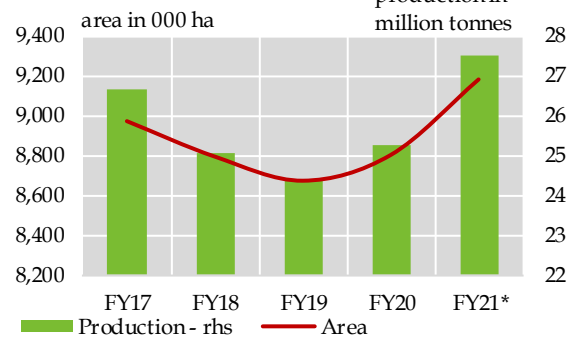
²⁶ برکے اے، اور ایم خان (2019ء)۔ پاکستان کے ڈیری شعبے کے معاشی اثرات: پائیدار قدر کی تعمیر کے اسباق۔ لاہور، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز۔

²⁷ ماخذ: یو ایس ڈی اے، چین: ڈیری اور مصنوعات کی سالانہ رپورٹ، اکتوبر 2020ء۔

شکل 2.8: ب: گندم کی پائت



شکل 2.8 الف: گندم کا رقبہ اور پیداوار



* provisional

Source: Pakistan Bureau of Statistics

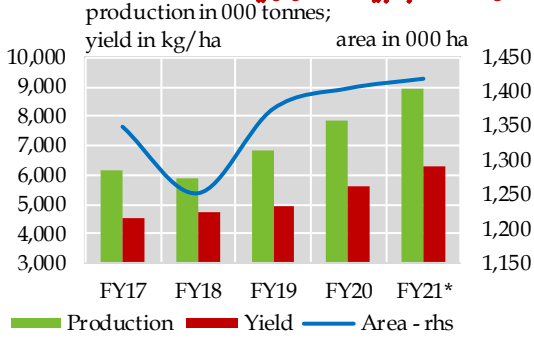
اس تعریف میں ادویات، خوشبودار جزی بوٹیاں اور مسالے، گوند، تیل، شہد، ریشم، کھمبیاں، چلغوزے، پتے وغیرہ سمیت پاکستان میں پائے جانے والے دیگر این ٹی ایف پیز شامل نہیں ہیں۔ مزید برآں، اعداد و شمار کو باقاعدگی سے جمع کرنا بھی ضروری ہے۔ قومی سطح پر جنگلات کا تفصیلی ڈیٹا آخری بار 1992ء میں فاریسٹ سیکٹر ماسٹر پلان (ایف ایس ایم پی) کی تیاری کے دوران جمع کیا گیا تھا؛ اس کے بعد کا ڈیٹا بنیادی طور پر ایف ایس ایم پی ڈیٹا میں ردوبدل کر کے تیار کیا گیا ہے۔ لہذا، اعداد و شمار کو اپ ڈیٹ کرنے اور جنگلات کی ترقی کی منصوبہ بندی اور نگرانی کی سہولت فراہم کرنے کے لیے 1992ء کے ایف ایس ایم پی کے پیمانے کو استعمال کرتے ہوئے ایک نئے مطالعے کی ضرورت ہے۔

جنگل بانی اور ماہی گیری²⁸

مالی سال 21ء کے دوران جنگلات کے شعبے میں 1.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 3.6 فیصد نمو ہوئی تھی، جبکہ ماہی گیری کے شعبے میں 0.7 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 0.6 فیصد تھی۔ جیسا کہ قبل ازیں جدول 2.3 میں درج کیا گیا ہے، سرکاری تخمینے کے مطابق حقیقی جی ڈی پی نمو میں جنگلات اور ماہی گیری کے شعبوں کی شرکت نہ ہونے کے برابر ہے۔ بہر حال، ان شعبوں میں ترقی اور قومی پیداوار میں حصہ ڈالنے کی گنجائش موجود ہے۔

جی ڈی پی کی نمو میں جنگلات کے شعبے کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پی بی ایس کی جانب سے قومی پیداوار کا حساب لگانے کے طریقہ کار میں متعدد نان ٹمبر فاریسٹ مصنوعات (این ٹی ایف پی) اور غیر مادی ماحولیاتی اور ایکولوجی فوائد کا تخمینہ نہیں لگایا گیا ہے۔ خاص طور پر، پی بی ایس کا طریقہ کار ان امور کا احاطہ کرتا ہے: ”جنگلات پر مبنی ایشیا سازی کی صنعتوں کے لیے گول لکڑی (round wood) کی پیداوار نیز لکڑی کے علاوہ دیگر خود کار جنگلاتی دوسری مصنوعات کو نکالنا اور جمع کرنا۔ علاوہ ازیں، ٹمبر کے جنگلات کی سرگرمیوں کی پیداوار کے نتیجے میں ایسی مصنوعات پیدا ہوتی ہیں جنہیں تھوڑی بہت پروسیسنگ سے گزارا جاتا ہے، جیسے جلانے کی لکڑی، چارکول، لکڑی کے چپس اور گول لکڑی جو غیر پروسیس شدہ شکلوں میں استعمال ہوتی ہے۔“²⁹

شکل 2.9: رقبہ، پیداوار اور کمٹی کی پائت



* provisional

Source: Pakistan Bureau of Statistics

²⁸ شعبہ جنگلات کا تجزیہ درج ذیل ماخذ دستاویز سے کی موائج پر استناد کرتا ہے: ایف اے او (2019ء)۔ جنگلات کے شعبے کا جائزہ: پاکستان

²⁹ ماخذ: پی بی ایس (2013ء)۔ پاکستان کے قومی اکاؤنٹس، 1999ء تا 2000ء سے 2005ء تا 2006ء تک اساس کی تبدیلی۔

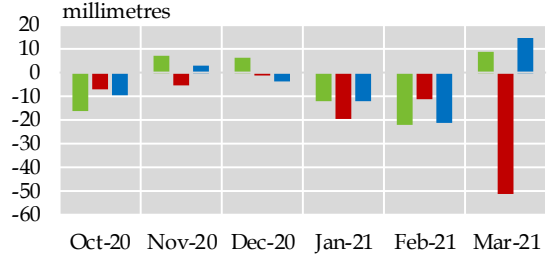
زیادہ قدر اضافی، جیسے ملک میں ٹراؤٹ اور جھینگوں کی فارمنگ کی ترقی پر زور دے رہی ہے۔³²

2.3 صنعت

مالی سال 21ء کے دوران صنعتی شعبے میں 3.6 فیصد نمو کے ساتھ بحالی آئی جبکہ گذشتہ برس 3.8 فیصد کمی ہوئی تھی (جدول 2.11)۔ اگرچہ دیگر ذیلی صنعتوں نے بھی حصہ لیا، تاہم بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں توسیع نے مالی سال 21ء کے دوران مجموعی صنعتی کارکردگی کو آگے بڑھایا۔ پاکستان کے اشیا سازی کے شعبے نے دیگر علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں مساوی یا بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس کی بنیادی وجہ کوڈوباکے بعد بحالی کو تیز کرنے کے لیے مالیاتی اور زرعی حکام کی جانب سے متعارف کروائے گئے عارضی امدادی پیکیجز ہیں۔ تعمیراتی پیکیج نے سینٹ اور فولاد کی تعمیر سے منسلک صنعتوں کو بہت مدد فراہم کی، جس کی پیداوار میں دوران سال دو ہندسی نمو درج کی گئی۔

اسی دوران، چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی کا شعبہ، جو گذشتہ برس کوڈ سے خاص طور پر متاثر ہوا تھا، مالی سال 21ء کے دوران اپنی طویل مدتی ترقی کی راہ پر واپس آ گیا (شکل 2.14)۔ نیشنل ایس ایم ای پالیسی ایکشن پلان 2020ء اور سیمیڈا (ایس ایم ای ڈی اے) کے ون ونڈو اقدام کی منظوری اور بعد میں عمل درآمد سے کاروباری اداروں بالخصوص چھوٹے کاروباری اداروں کے لیے کمپلائنس کا بوجھ کم ہوا، جس نے غالباً اس بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔³³ اس کے برعکس، بجلی کی پیداوار میں اضافے کے باوجود مالی سال 21ء کے دوران بجلی کی پیداوار اور گیس کی تقسیم میں شدید کمی دیکھی گئی۔ اس کی وجہ بنیادی طور پر حکومت کی طرف سے تقسیم کار کمپنیوں (ڈسکوز) کو مختص کی گئی سبسڈیز میں کمی اور پیداوار کے مقابلے میں اوسط کھپت میں بلند تناسب اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔³⁴

شکل 2.10: بارشوں کی ترتیب میں طویل مدتی اوسط سے انحراف*



Oct-20 Nov-20 Dec-20 Jan-21 Feb-21 Mar-21
* 2009-21 for Bhakkar; 2016-21 for Layyah; and 2003-21

■ Bhakkar ■ Layyah ■ Jhang
Source: Pakistan Meteorological Department

پاکستان جنگلات کی کمی کا شکار ملک ہے، اور مالی سال 21ء تک اس کے رقبے کا صرف 5 فیصد جنگلات پر محیط ہے۔³⁰ حالانکہ اقوام متحدہ کی سفارش کے مطابق کسی ملک کا 12 فیصد رقبہ جنگلات پر محیط ہونا چاہیے۔ تاہم، ملک میں جنگلات کے انتظام کی کوششوں میں حال ہی میں تیزی آئی ہے۔ خیبر پختونخوا میں 2014ء تا 2017ء کے دوران 'اون بلین ٹری سونامی' (ایک ارب درختوں کی شجرکاری) کے جنگلاتی منصوبے کے تحت 1.18 ارب درخت لگائے گئے۔³¹ اس کے بعد، وفاقی حکومت نے 2019ء میں 'اٹین بلین ٹری سونامی' (دس ارب درختوں کی شجرکاری) کے چار سالہ منصوبے کا آغاز کیا، جس نے مئی 2021ء تک ایک ارب درختوں کی شجرکاری کا ایک اہم سنگ میل پہلے ہی حاصل کر لیا ہے۔ اس طرح کے بڑے اقدامات نمایاں ماحولیاتی اور اکیولوجیکل فوائد سے استفادے میں مددگار ہو سکتے ہیں اور جنگلات کے شعبے کی پائیدار ترقی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

دریں اثناء، مالی سال 17ء تا مالی سال 21ء کے دوران اوسطاً 420.9 ملین ڈالر کی مچھلیوں اور ان سے بنی مصنوعات کی برآمدات کے ساتھ ماہی گیری کے شعبے سے ملک کے لیے زرمبادلہ آمدنی پیدا کرنے کا حوصلہ افزا امکان سامنے آیا (شکل 2.13)۔ یہ شعبہ سمندری اور اندرون ملک ماہی گیری (جو دریاؤں، جھیلوں اور ڈیموں پر ہوتی ہے) پر مشتمل ہے۔ حکومت بہتر توسیعی خدمات اور

³⁰ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء

³¹ ماخذ: یونیسکو

³² ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء، اور اینگریو پریس ریلیز بتاریخ 16 جولائی 2021ء

³³ وزارت خزانہ (2021ء) پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء۔ اسلام آباد: وزارت خزانہ

³⁴ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات پریس ریلیز برائے اجلاس قومی اکاؤنٹس کمیٹی، بتاریخ 21 مئی 2021ء

جدول 2.7: منتخب دالوں کی کارکردگی

ہزار ٹیکٹریٹ میں؛ پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں؛ کلوگرام/ٹیکٹریٹ میں یافت

رقبہ	پیداوار			یافت			م	م	م
	م	م	م	م	م	م			
دال چنا	943.9	983.0	872.7	497.6	525.5	261.2	527.5	534.6	299.0
دال مونگ	172.9	180.7	231.1	125.9	140.0	204.5	728.2	774.8	884.9
دال ماش	13.9	17.0	11.0	6.5	10.3	7.0	467.6	605.9	636.4

ع: عبوری، ہ: ہدف

ماخذ: ایم این ایف ایس آر، پاکستان دفتر شماریات

تھا، جن سے اس کی پیداواری لاگت کم ہو گئی۔ مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ سے برآمدی ٹیکسٹائل صنعت کو بھی مدد ملی۔

دریں اثنا، پچھلے کچھ برسوں کے دوران تعمیرات سے منسلک صنعت کی استعداد میں اضافے نے اس بحالی میں مدد دی، کیونکہ حکومت کے تعمیراتی پیکیج کے تناظر میں صنعت کی طلب میں اضافے کو پورا کرنے کے لیے کافی گنجائش موجود تھی۔ فوڈ پراسیسنگ انڈسٹری کی پیداوار میں نمو کی بنیادی وجہ گنے کی بھیر فصل کے باعث چینی کی پیداوار میں اضافہ تھا۔ گاڑیوں کی صنعت میں بھی گذشتہ دو برسوں کے دوران محدود پیداوار کے بعد نئے ماڈلز متعارف کرائے جانے، گذشتہ برس کی تاخیری خریداری کے باعث ناآسودہ طلب (لاک ڈاؤن کے دوران) اور پست شرح سود کی وجہ سے بحالی دکھائی دی۔

جدول 2.8: پنجاب کے منتخب اضلاع میں چنے کی فصل کی کارکردگی

رقبہ	پیداوار		یافت		م	م
	ہزار ٹیکٹریٹ	ہزار ٹن	کلوگرام/ٹیکٹریٹ	کلوگرام/ٹیکٹریٹ		
پنجاب	850.3	793.6	430	164	505.7	206.7
جس میں:						
بکھر	385.5	390.9	188.8	64.8	489.6	165.7
خوشاب	207.2	178.3	100.1	36.6	483.1	205.3
لیہ	119.0	105.2	61.8	29.1	519.3	276.6
چھنگ	95.9	85.0	49.1	9.8	511.9	115.5

ع: عبوری

ماخذ: فصل رپورٹنگ سروس، پنجاب

مالی سال 21ء کے دوران تعمیراتی صنعت میں 8.3 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس 5.5 فیصد تھا۔ تعمیراتی صنعت اور ایل ایس ایم میں سینٹ اور فولاد کی منسلک صنعتوں نے کئی مراعات کے ذریعے حکومت کی مدد حاصل کی۔ تعمیراتی پیکیج نے خریداروں اور فروخت کاروں دونوں کے لیے ٹیکس میں کمی کے ذریعے لاگت کو کم کیا، جبکہ ریئل اسٹیٹ ڈویلپرز اور نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم (جسے میرا پاکستان میرا گھر (ایم پی ایم جی) اسکیم بھی کہا جاتا ہے) کے لیے استثنا نے اس شعبے کی نمو میں مدد کی۔ اسٹیٹ بینک نے مارک اپ ریٹس کو کم کرنے اور تعمیراتی شعبے کی قرض گاری کو یقینی بنانے کے ضمن میں بینکوں کے لیے لازمی اہداف متعارف کرانے میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔³⁵ عمومی حکومتی اخراجات میں اضافے کے علاوہ، نجی شعبے کی جانب سے تعمیراتی سرگرمیوں پر اخراجات سے اس زمرے کی نمونہ گئی۔ مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کی ترسیلات زر میں نمایاں اضافے سے بھی اس صنعت میں نمو کی وضاحت ہو سکتی ہے۔

بڑے پیمانے کی ایشیا سازی³⁶

مالی سال 21ء کے دوران بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے شعبے میں 14.9 فیصد کی تیز نمو ہوئی جبکہ گذشتہ مدت میں 9.8 فیصد کمی ہوئی تھی (جدول 2.12)۔ سب سے زیادہ تقویت ٹیکسٹائل، تعمیرات سے منسلک، گاڑیوں کے شعبوں اور مشروبات اور تمباکو کے شعبے سے ملی۔ کووڈ کی پہلی لہر کے بعد متعارف کرائی گئی مراعات نے ان صنعتوں کی مدد کی۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ توانائی پیکیج اور اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں کے استفادہ کنندگان میں شامل

³⁵ بینک دولت پاکستان (2021ء) پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: بینک دولت پاکستان

³⁶ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے شعبے کا تجزیہ پاکستان دفتر شماریات کے کوآئٹم انڈیکس جون 2021ء برائے ایل ایس ایم انڈیکس کے جاری کردہ اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ جی ڈی پی اور مجموعی صنعتی شعبے کے تخمینے کے لیے قومی اکاؤنٹس ڈیٹا میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے اعداد و شمار اس وقت کے عارضی تخمینوں پر مبنی تھے، جو مارچ 2021ء تھا۔

جدول 2.9: گلہ بانی شعبے کا خام قدر اضافی

ارب روپے، نمو فیصد میں

نمو	م س 20ء	م س 21ء	م س 20ء	م س 21ء
الف۔ خام پیداوار	3.0	4.1	1,776,473	1,848,642
ذبحہ کے لیے فروخت شدہ جانور	2.9	2.9	403,468	415,242
قدرتی نمو/تبی افزائش	3.0	3.0	252,460	260,040
گلہ بانی مصنوعات	3.0	3.0	924,696	952,522
دودھ	3.2	3.2	796,050	821,677
دیگر	1.7	1.6	128,646	130,845
مرغبانی مصنوعات	3.5	12.8	195,849	220,838
ب۔ فوری استعمال	7.2	8.9	315,886	343,970
ج۔ خام قدر اضافی (الف-ب)	2.2	3.0	1,460,587	1,504,671
د۔ دیگر خام قدر اضافی*	-8.0	12.6	7,929	8,928
و۔ مجموعی خام قدر اضافی (ج+د)	2.1	3.1	1,468,517	1,513,599

ن: نظر ثانی شدہ۔ ع: عبوری۔ * شکار اور کھیتی باڑی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

دریں اثناء، م س 21ء میں سوئی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار میں دوہندسی نمو ہوئی اور پیداواری سطح م س 06ء، جب سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعداد و شمار کے تجزیے کے لیے بنیاد تبدیل ہوئی، کے بعد سے بلند ترین رہی (شکل 2.14)۔ م س 85ء کے بعد سے ملک میں کپاس کی پست ترین پیداوار کے باوجود متاثر کن پیداوار حاصل ہوئی۔ خام کپاس کی بلند ترین درآمدات نے ملکی منڈی میں کمی دور کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ بنیادی ٹیکسٹائل اشیا، جیسے دھاگہ اور کپڑا، کی بلند پیداواری نمونے بھی بالائی ٹیکسٹائل شعبے، بشمول بنے ہوئے کپڑے اور تیار ملبوسات، کی نمو بڑھانے میں سہولت دی۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں کے پیش نظر تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی پیداوار خوب بڑھی۔ اس زمرے کی مصنوعات کی طلب زری اور مالیاتی تحریک کے باعث بڑھی، جس سے سینٹ اور فولاد سازی کی صنعتوں میں نمو آئی۔ سینٹ کی پیداوار میں اضافہ درج کیا گیا، جبکہ فولاد سازی کے شعبے کی پیداوار، گذشتہ دو برس کی لگاتار تنزلی کے بعد، میں بھی دوہندسی نمو آئی۔

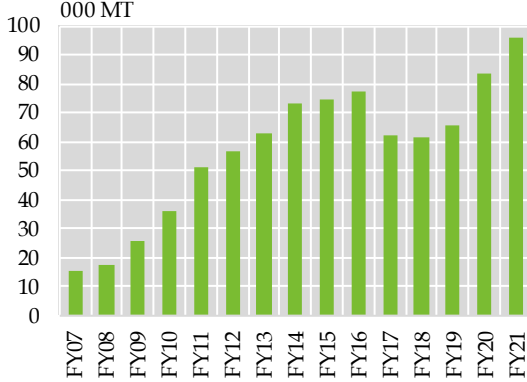
دوسری طرف، برآمدات پر مبنی چمڑے کا شعبہ مالیاتی اور زری مراعات کے باوجود نمو کی طرف نہیں پلٹ سکا۔ کم قیمت متبادلات، جیسے مصنوعی چمڑے کے متعارف کرائے جانے سے چمڑے کی مصنوعات کی عالمی طلب کم ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں اس شعبے کی برآمدات کم ہو گئی ہیں۔³⁷

ٹیکسٹائل

م س 21ء میں ٹیکسٹائل شعبے کی پیداوار میں 15.3 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 10.4 فیصد تھا۔ اس نمو کا بڑا حصہ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں درج ہوا، کیونکہ سوئی کپڑے کی صنعت اس عرصے میں بڑی حد تک فعال رہی، جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں نقل و حمل پر پابندیاں پیداواری سرگرمیوں میں رکاوٹ بنی تھیں۔ سال کے دوران پالیسی کی ڈھارس اور چند حریف ممالک کے ٹیکسٹائل کے برآمدی آرڈرز حاصل ہو جانے کی وجہ سے ٹیکسٹائل کی بلند قدر اضافی برآمدی صنعت نے خاصی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا (باب 6)۔

37 سومو (2021ء)۔ پاکستان سے چمڑے کی مصنوعات: پیداوار اور تجارتی رجحانات۔ ایبٹسٹاٹیم: سومو۔

شکل 2.11: گوشت کا حجم اور گوشت کی تیار مصنوعات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

ترسیلات زر میں اضافے کا نئے گھروں کی طلب پر مثبت اثر پڑتا ہے کیونکہ اس سے گھرانوں کی قوت خرید بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترسیلات زر کی نمو سے پاکستان میں فی شخص کمرہ تناسب میں بھی بہتری آتی ہے، جو بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے گھروں کی تعمیر کی وسیع استعداد کا مظہر ہے۔³⁸

ملک میں جائیداد کی قیمتوں کے رجحانات سے تعمیراتی شعبے کے لیے مربوط مالیاتی اور زرعی اقدامات کے اثرات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زمین ڈاٹ کام کے مطابق سال کی ابتدا سے ہی رہائشی پراپرٹی کی اوسط قیمتیں بڑھ رہی ہیں، جو تعمیراتی پیکج پر عملدرآمد سے بھی مطابقت رکھتا ہے (شکل 2.16)۔

جدول 2.10: دودھ کی اوسط پائٹ کلوگرام/

مبھین	2019	2019	فرق*	2019	2019	فرق*
ایران	7.3	9.9	2.6	4.6	7.8	3.1
پاکستان	1.7	4.0	2.3	1.7	6.3	4.6
بھارت	2.6	4.7	2.0	2.5	5.6	3.1
مصر	1.2	3.8	2.6	1.0	3.6	2.6
ترکی	5.0	8.7	3.7	0.2	2.7	2.5
نیپال	1.0	2.0	1.0	0.2	2.4	2.2
سری لنکا	1.6	3.2	1.5	0.9	2.2	1.3
چین	11.2	15.5	4.3	0.2	1.4	1.2

* 1990ء اور 2019ء کے درمیان پیدا ہونے والا فرق

ماخذ: اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت

تعمیراتی پیکج کی مراعات سے استفادہ کرنے والے نجی شعبے نے تعمیراتی صنعت کو نئی زندگی عطا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ایف بی آر کے مطابق رجسٹر ہونے والے 2100 سے زائد ہاؤسنگ منصوبے، چھوٹے اور بڑے دونوں، پیکج میں شامل ہیں۔ ریل اسٹیٹ ڈویلپرز، بالخصوص شمالی علاقہ جات کے، اس پیکج کے بڑے استفادہ کنندہ ہیں، جیسا کہ شکل 2.15 سے ظاہر ہوتا ہے۔ منصوبوں کی تکمیل کی حتمی مدت ستمبر 2023ء مقرر کی گئی ہے، منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ریل اسٹیٹ ڈویلپرز شرائط پوری کرنے کے لیے اپنی کوششوں میں تیزی لارہے ہیں۔

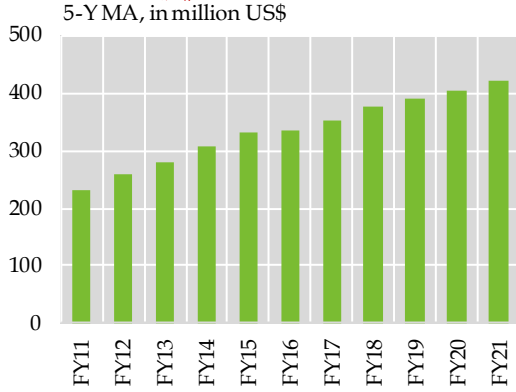
حکومت کے بلند ترقیاتی اخراجات نے بھی تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں کو تقویت بخشی (باب 4)۔ م س 21ء میں مجموعی ترقیاتی اخراجات گذشتہ برس کی نسبت 7.2 فیصد زیادہ رہے۔ بڑے پیمانے کے انفراسٹرکچر منصوبے جیسے بھاشا اور داسو ڈیم پر اخراجات بڑھنے کی وجہ سے سرکاری شعبے کی سیمنٹ اور فولاد کی طلب میں بڑا اضافہ ہوا۔ یہ امر ترقیاتی اخراجات کے رجحانات سے مطابقت رکھتا ہے کیونکہ پی ایس ڈی پی مصارف بڑی حد تک انفراسٹرکچر کی تعمیرات میں مرکوز رہے۔

مزید برآں اسٹیٹ بینک نے متعدد اقدامات کے ذریعے تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی نمو میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔ علی الخصوص، اسٹیٹ بینک نے پست آمدنی والے طبقے کے لیے مکانات کی تعمیراتی قرضوں کو فروغ دیا، اور اس طبقے کو قرضوں کی فراہمی کی خاطر بینکوں کے لیے لازمی اہداف مقرر کیے۔ م س 21ء میں ان اقدامات کی وساطت سے مکانات کی تعمیراتی قرضے 101 ارب روپے کے اضافے سے 249 ارب روپے تک جا پہنچے، جو گذشتہ برس 148 ارب روپے تھے۔ مزید برآں، م س 21ء میں صارفی مالکاری برائے مکانات کے تحت تقسیم شدہ رقوم میں 23.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا، اس کی بہ نسبت گذشتہ عرصے میں 12.8 ارب روپے کی رقوم واپس کی گئی تھیں۔

م س 21ء میں ان مراعات کے ساتھ ساتھ ترسیلات زر میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا، جس سے تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں کو جلا ملی اور سیمنٹ اور فولاد کی طلب مزید بڑھی (باب 6)۔ پائینڈ کی حالیہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ

³⁸ احمد، این اقبال، اور جی مصطفیٰ (2020ء)۔ مکانات کی طلب پر ترسیلات زر کے اثرات: پاکستان کے بڑوں شہروں کے شواہد۔ پائینڈ ورکنگ پیپر نمبر۔ 2020ء، 10، اسلام آباد: پائینڈ۔

شکل 2.12: مچھلی کی برآمدات اور مچھلی کی تیاریاں



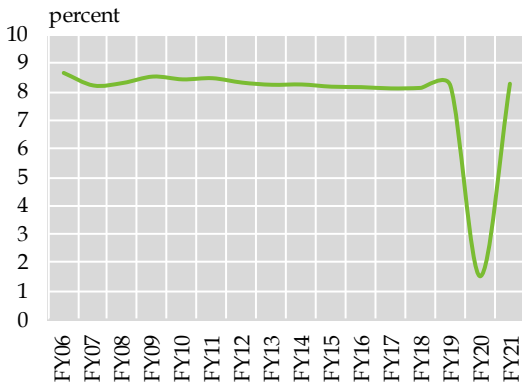
Source: State Bank of Pakistan

فولاد

لمبی فولادی (long-steel) مصنوعات کی پیداوار کے سبب م س 21ء میں فولاد سازی کے شعبے کی پیداوار میں 15.6 فیصد وسعت آئی، جو گذشتہ دو سال سے لگاتار دوہندسی تنزلی کا شکار رہی تھی۔ اس صنعت کی بحالی کو ملک میں تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ امر لمبی فولادی مصنوعات کی پیداوار سے عیاں ہے، جو تعمیراتی شعبے کے لیے بنیادی تعمیری مواد ہے۔ اس کی پیداوار میں 51.0 فیصد اضافہ ہوا جس میں گذشتہ برس 18.3 فیصد کی بڑی کمی آئی تھی (شکل 2.19)۔

پاکستان، سیمنٹ کے برعکس، فولاد سازی میں خود کفیل نہیں ہے، چنانچہ ملکی طلب پوری کرنے کے لیے اسے درآمدات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ م س 21ء میں نیم فولادی اسکرپ اور تیار مصنوعات میں بالترتیب 20.6 فیصد اور 24.6 فیصد اضافہ ہوا۔ ملکی صورت حال کی طرح جہاں، پیداواری نمو کا جھکاؤ لمبی

شکل 2.13: چھوٹے پیمانے کی ایشیائی کی نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

2.9 گذشتہ چند برسوں کی استعداد کاری کی بدولت سیمنٹ کی صنعت نے بڑھتی ہوئی طلب کا جواب م س 21ء میں سیمنٹ کی پیداوار میں 27.3 فیصد کی ریکارڈ پیداواری نمو سے دیا (شکل 2.17 الف، ب)۔ م س 21ء میں زری اور مالیاتی تحریک کے ہمراہ سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں کمی نے اس کی نمو میں سہولت دی۔ گذشتہ برس فی کلو پر ڈیوٹی دو روپے سے کم کر کے ڈیڑھ روپے کر دی گئی، جس سے سیمنٹ کے 50 کلو کی پوری کی قیمت میں 25 روپے کی کمی آئی۔

آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے) کے مطابق پیداوار میں اضافے کے پیچھے ملکی طلب کار فرما رہی، کیونکہ م س 21ء کی 20.1 فیصد کی مجموعی نمو میں اس کا حصہ 17.1 فیصد رہا، اس کے برخلاف گذشتہ برس 2.0 فیصد کی مجموعی نمو میں اس کا حصہ 0.8 فیصد کی کا شکار رہا۔ ملک کے شمالی اور جنوبی علاقوں میں سیمنٹ کی ترسیل بالترتیب 18.2 فیصد اور 33.7 فیصد بڑھی (جدول 2.13)۔ چونکہ انفراسٹرکچر کے بڑے سرکاری منصوبے اور نجی شعبے کے بیشتر منصوبے، تعمیراتی پیکیج کے تحت منظور ملی، شمالی علاقوں میں شروع ہوئے، ان علاقوں میں سیمنٹ سازوں کو زیادہ نفع ہوا۔

اے پی سی ایم اے کے اعداد و شمار کے مطابق م س 21ء میں برآمدات تھوڑی سی کم ہو کر 18.7 فیصد گئیں جو گذشتہ برس 20.0 فیصد تھیں۔ اس امر کو بڑی حد تک خصوصاً م س 21ء کی دوسری ششماہی میں کووڈ کے باعث پاک افغان سرحد کی بندش سے منسوب کیا جاسکتا ہے؛ تاہم آنے والے دنوں، بالخصوص م س 21ء کی دوسری ششماہی میں سیمنٹ کی برآمدات میں سرعت آئی۔ م س 21ء میں پاکستان اور افغانستان کے درمیان تجارتی پابندیوں میں نرمی کے باعث پڑوسی ملک کو سیمنٹ کی ترسیل میں 33.7 فیصد اضافہ ہوا، جس کا حجم گذشتہ برس 9.6 فیصد تھا۔ م س 21ء میں غیر روایتی ممالک جیسے چین کے لیے بھی برآمدات بڑھیں۔ کووڈ ہائے کے دوران چین کی توجہ معاشی نمو کی بحالی کے لیے ماحول کے تحفظ اور انفراسٹرکچر کی تعمیر پر ہونے کے باعث درآمدی سیمنٹ پر اس کا انحصار بڑھ گیا۔

جدول 2.11: صنعتی شعبے کی نمو

فیصد سال بسال

م س 17ء	م س 18ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 21ء
4.6	4.6	-1.6	-3.8	3.6
-0.6	7.8	1.2	-8.3	-6.5
5.8	5.4	-0.7	-7.4	8.7
5.6	5.1	-2.6	-	9.3
			10.1	
8.1	8.2	8.2	1.5	8.3
3.6	3.5	3.5	4.1	3.9
-2.7	-	13.6	22.4	-23.0
	17.2			
9.0	10.8	-	5.5	8.3
			15.5	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

فولادی مصنوعات کی جانب رہا، درآمدی نمو کو زیادہ تر تعمیراتی شعبے کے لیے فولادی سریے سے تحریک ملی۔ م س 21ء کی دوسری ششماہی میں لوہے کے سریے کی قیمت بڑھ گئی، جس کی وجہ ملکی طلب میں اضافے کے ساتھ ساتھ درآمدی فولادی مصنوعات کی بلند اکائی (پونٹ) مالیتیں ہیں۔

م س 21ء میں چپٹی فولادی (flat steel) مصنوعات کی پیداوار کم ہوئی، کیونکہ مختلف صنعتوں میں اس کی طلب گر گئی تھی۔ بالخصوص، برقیاتی آلات کی طلب میں کمی اس زمرے کی پست نمو پر منتج ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبے کی طلب پوری ہو جانے کی وجہ سے بھی چپٹی فولادی صنعت کی طلب پست رہی۔ اگرچہ گاڑیوں کی صنعت میں حالیہ بحالی نے اس فرق کا تھوڑا بہت مدد ادا کیا، لیکن یہ چپٹی فولاد سازی کے شعبے کو نمو کی راہ پر ڈالنے کے لیے ناکافی ہے۔

کھاد سازی

م س 21ء میں کھاد سازی کے شعبے کی پیداواری شرح گذشتہ برس کی 4.4 فیصد سے بڑھ کر 7.2 فیصد تک جا پہنچی۔ نیشنل فرٹیلائزر ڈولپمنٹ سینٹر (این ایف ڈی سی) کے مطابق م س 21ء کے دوران نان یوریا پیداوار میں 30.8 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 9.8 فیصد تھا۔ اس کے سبب ان اجناس کی ریکارڈ پیداوار ہوئی اور مجموعی پیداوار میں اس کا حصہ گذشتہ برس کی 25.1 فیصد شرح سے بڑھ م س 21ء میں 30.1 فیصد تک جا پہنچا۔ دوسری جانب م س 21ء میں یوریا کی پیداوار گذشتہ برس کی 4.1 فیصد سے کم ہو کر 2.0 فیصد رہ گئی۔ چھوٹے پونٹس کی پیداوار نے بڑے یوریا پلانٹس کی پیداوار میں تھوڑی سی کمی کی تلافی کردی (شکل 2.19)۔

نائیٹر و فاسفیٹ اور کیلشیم امونیم نائیٹریٹ جیسی نان یوریا کھادوں کی پیداوار بدستور بڑھتی رہی۔ م س 20ء میں نائیٹر و فاسفیٹ اور کیلشیم امونیم نائیٹریٹ 31.3 اور 20.4 فیصد اضافے کے بعد م س 21ء میں بالترتیب 41.7 فیصد اور 45.3 فیصد بڑھیں۔ نائیٹر و فاسفیٹ اور کیلشیم امونیم نائیٹریٹ کے بڑے پیداوار کنندگان کی جانب سے پورے م س 21ء میں فعال رہنے سے اس بلند نمو کی وضاحت ہوتی ہے، جبکہ گذشتہ برس یہ 12 ماہ میں سے صرف 6 ماہ فعال رہے تھے۔ مزید برآں، اس سے نان یوریا کھاد کی طلب بھی ظاہر ہوتی ہے،

کیونکہ کاشت کاروں کو اپنے کھیتوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار کے لیے سستے متبادل استعمال کرتے ہوئے حد درجہ غذائیت اجزا بھی یقینی بنانے کے حوالے سے آگہی حاصل ہو چکی ہے۔

دریں اثنا، یوریا کی پیداوار میں کمی۔ م س 21ء میں پیداوار 1.8 فیصد سکڑی جو گذشتہ سال 8.4 فیصد بڑھی تھی۔ بڑے کھاد ساز پونٹس کی استعداد سے کم کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ اعداد و شمار کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ م س 21ء کی دوسری ششماہی میں یوریا کی پیداوار میں سست روی آگئی تھی، جسے کھاد کے چھوٹے تاجروں کے لیے سیلز ٹیکس رجسٹریشن کی حکومتی مہم سے منسوب کیا جاسکتا ہے، اس بنا پر بڑی یوریا فرموں کی فروخت، خصوصاً دوسری ششماہی میں بری طرح متاثر ہوئی۔ چھوٹے پونٹس کی کارکردگی بڑے پونٹس کے برعکس ہے: گذشتہ برس 34.4 فیصد کم ہونے کے بعد م س 21ء میں چھوٹے پونٹس کی پیداوار 59.0 فیصد بڑھی۔

غذا

گذشتہ برس 1.8 فیصد کمی کے بعد م س 21ء میں غذائی پراسیسنگ صنعت کی پیداوار میں 11.0 فیصد اضافہ ہوا۔ بڑی حد تک یہ نمو چینی کی پیداوار میں اضافے کی وجہ سے ہوئی، جس کی بیرونی گندمی آٹے کی ملوں کے

وزن	م 20ء				م 21ء				م 20ء	م 21ء
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4		
بڑے پیمانے کی ایشیا سازی	70.3	-5.5	0.1	-9.1	-24.6	10.4	11.5	38.2	-9.8	14.9
ٹیکسٹائل	20.9	0.2	0.5	-8.4	-33.8	2.9	13.1	56.9	-10.4	15.3
سوتی دھاگہ	13	0.2	0.0	-9.0	-34.5	0.1	9.9	53.9	-10.8	12.5
سوتی کپڑا	7.2	0.1	0.3	-8.8	-34.3	0.0	9.7	53.1	-10.7	12.2
پت سن کی ایشیا	0.3	-14.8	3.5	37.6	-31.3	10.7	2.2	29.6	-3.1	7.3
غذا	12.4	-9.0	16.7	-7.1	-2.3	13.6	3.4	8.2	-1.8	11.0
چینی	3.5	د/ن	97.1	-14.3	-82.1	د/ن	72.1	16.5	-7.2	16.7
سگریٹ	2.1	-34.5	-24.3	-35.4	6.5	0.9	23.8	-3.8	-24.1	11.9
نہائی گھی	1.1	2.0	8.8	6.8	0.5	-4.2	-0.9	4.2	4.5	-1.1
خوردنی تیل	2.2	0.0	13.9	14.0	7.3	3.4	-0.2	13.8	8.8	3.4
مشروبات	0.9	-14.1	-0.4	-3.2	-3.5	7.7	-9.4	9.3	-6.1	7.5
پیپرولیم مصنوعات	5.5	-14.5	-5.9	-32.0	-27.8	2.4	7.0	36.5	-20.1	18.1
نولاد	5.4	-17.0	-6.8	2.0	-47.1	-8.1	6.0	92.2	-17.4	15.6
غیر دھاتی معدنیات	5.4	-0.9	6.3	-0.2	-13.6	22.2	18.3	34.5	-2.2	26.7
سینٹ	5.3	-1.4	6.3	0.0	-12.8	22.8	19.2	34.5	-2.0	27.3
گاڑیاں	4.6	-34.6	-40.1	-38.6	-70.5	-5.9	31.1	271.5	-44.6	51.1
تعمیریں اور کار	2.8	-38.6	-54.6	-50.4	-85.4	-21.1	42.6	712.3	-54.8	66.6
کھاد	4.4	15.9	-5.1	7.9	0.4	2.0	13.3	11.8	4.4	7.2
دواسازی	3.6	-11.9	-0.7	-3.6	5.6	14.4	12.0	10.5	-2.7	12.0
کانڈ	2.3	-1.3	16.0	-1.2	-11.9	-2.2	-3.2	18.0	0.4	3.4
برقی مصنوعات	2	11.0	-15.7	-34.2	-72.7	-20.4	-21.4	109.1	-33.3	-4.2
کیمیکلز	1.7	4.9	14.7	14.6	-14.3	10.6	10.7	44.1	4.9	19.3
کاسٹک سوڈا	0.4	35.0	60.5	42.2	18.4	2.5	5.1	42.1	38.8	15.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	6.3	16.0	-2.1	-55.4	-44.5	-41.0	57.8	-9.1	-26.4

د/ن: دستیاب نہیں

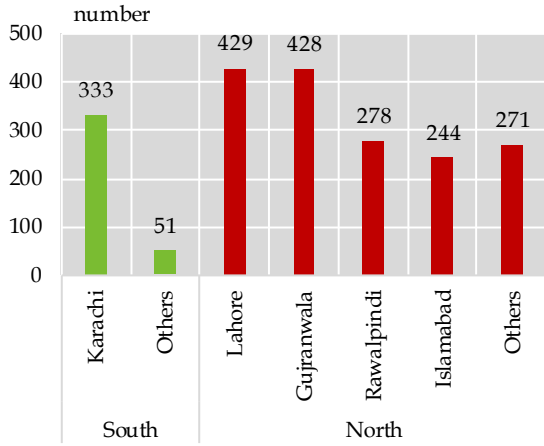
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

چینی

گنے کی فصل کی تاریخ میں دوسری بڑی پیداوار نے چینی کی صنعت کے بڑے اداروں کی بحالی میں سہولت دی، کیونکہ چینی کی پیداوار 4.9 ملین ٹن سے بڑھ کر 5.7 ملین ٹن تک جا پہنچی۔ م س 21ء میں 16.7 فیصد نمو ہوئی (شکل 2.20)۔ گنے کی وافر رسد کے باعث حکومت نے شوگر ملز کو گنے کی کچل کاری کے احکامات معمول سے پیشتر دیے، جس سے چینی کی درآمدی طلب گھٹانے میں مدد ملی۔ نتیجتاً، اس اقدام سے چینی کی قیمتیں مزید بڑھنے سے ٹک گئیں۔ ایک اور عامل گنے کی فی 40 کلو قیمت 10 روپے کے اضافے کے ساتھ 200

شعبے نے بھی کی۔ مؤخر الذکر کی نمو میں نمایاں اضافے کو پنجاب میں صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے میں رپورٹنگ یونٹس بڑھنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جن کی تعداد م 20ء میں 686 سے بڑھ کر م 21ء میں 738 یونٹس تک جا پہنچی۔ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی میں تمباکو کی صنعت کا کردار بھی ہے اور م س 21ء میں اس صنعت میں 11.9 فیصد نمو آئی۔ غیر قانونی اور تمباکو کی نقلی مصنوعات کے خلاف حکومتی مہم کا ملکی صنعت کو فائدہ ہوا، اور اس صنعت نے طلب پوری کرنے کے لیے اپنی پیداوار میں اضافہ کر دیا، جسے پہلے غیر رسمی شعبے کی مصنوعات پورا کرتی تھیں۔

شکل 2.15: وزیراعظم تعمیراتی پیکج کے تحت منظور شدہ منصوبوں کی تعداد*



*Updated July 28, 2021

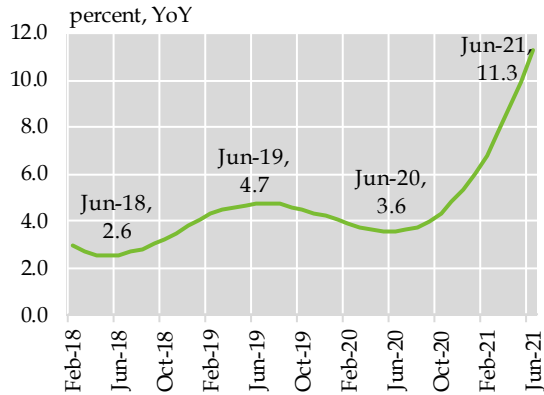
Source: Federal Board of Revenue

پیش نظر بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل کے استعمال پر پابندی اٹھنے سے اس زمرے کی بحالی کو تقویت ملی (شکل 2.22)۔

گاڑیاں

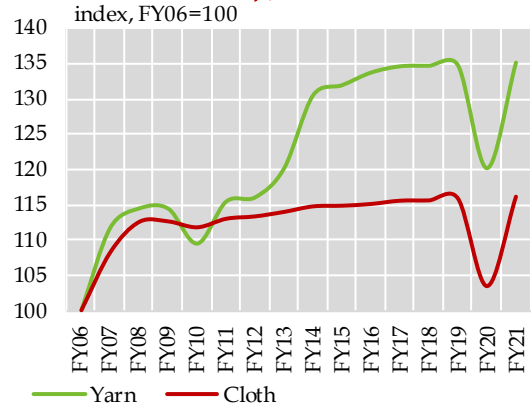
م س 20ء میں گاڑیوں کے شعبے میں 44.6 فیصد کی نمایاں کمی آئی تھی، جبکہ م س 21ء میں 51.1 فیصد کی دوہندسی نمودار ہوئی (شکل 2.24)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نمو کی حقیقی شرح یہ نہیں ہے کیونکہ چند نوواردوں کے پیداواری تخمینے بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے اعداد و شمار میں مکمل طور پر موجود

شکل 2.16: ریٹیل اسٹیٹ کی قیمتوں میں نمو



Source: Zameen.com

شکل 2.14: سوتی دھاگہ اور کپڑا



Source: Pakistan Bureau of Statistics

روپے فی 40 کلو کرنا تھا، جس کے سبب صنعت کو بحال کرنے میں مدد ملی، اس کی وجہ سے گنے کے کاشتکاروں کو اپنی پیداوار شوگر ملز کو فراہم کرنے میں سہولت ملی۔³⁹

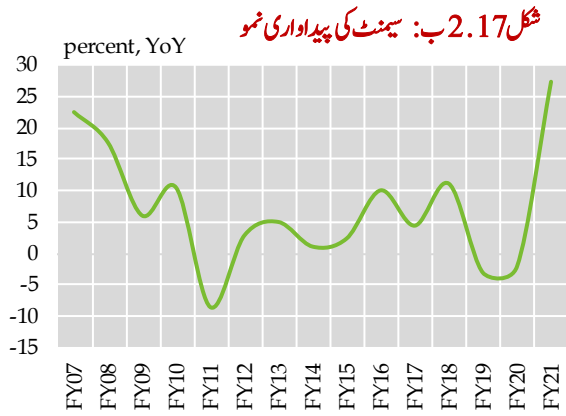
پیٹرولیم

پیٹرولیم کا شعبہ نقل و حرکت کی پابندیوں میں نرمی کا ایک اور بڑا استفادہ کنندہ ہے، جیسا کہ پیٹرول اور ڈیزل مصنوعات کی پیداوار میں اضافے سے عیاں ہے۔ ان زمروں کی نمو م س 21ء میں مجموعی پیداوار 18.1 فیصد بڑھانے پر منتج ہوئی، جو گذشتہ برس دوہندسی تنزلی کا شکار ہوئی تھی (شکل 2.21)۔

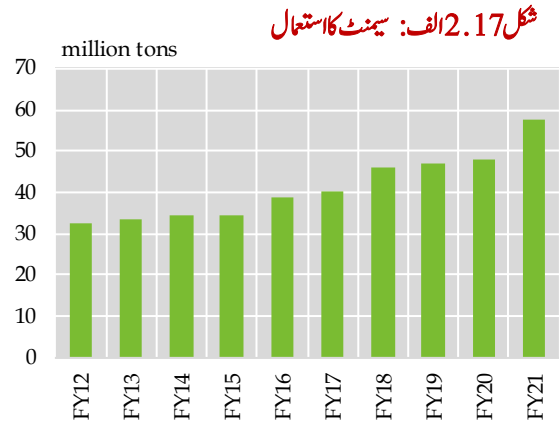
م س 21ء میں مجموعی اقتصادی سرگرمیوں کی بحالی نے پیٹرولیم شعبے کی بحالی پر اثرات مرتب کیے۔ جیسا کہ نقل و حمل کے اظہاروں سے ظاہر ہوتا ہے، تھوک اور خردہ تجارت کی سرگرمیاں کو وڈوبا سے پہلے کی سطح پر واپس آگئیں۔ مزید برآں، توانائی مصنوعات کی درآمدات میں تیز اضافہ سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کی سرگرمیوں کی بحالی بھی ظاہر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر گاڑیوں کی تعداد میں اضافے سے پیٹرولیم مصنوعات کی طلب بھی بڑھی۔ اس عرصے میں نقل و حمل کے بنیادی ایندھنوں، پیٹرول اور ڈیزل، کی نمو میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔

دریں اثناء، گذشتہ برس 22.6 فیصد اضافے کے بعد م س 21ء میں فرنس آئل کی پیداوار میں 14.7 فیصد اضافہ ہوا۔ م س 21ء میں گیس کی قلت کے

³⁹ حکومت سندھ نے گنے کی علاقہ قیمت 10 روپے بڑھا کر 202 روپے فی 40 کلو گرام کر دی۔



Source: Pakistan Bureau of Statistics



Source: All Pakistan Cement Manufacturers Association

نہیں ہیں۔⁴⁰ گاڑیوں کے شعبے میں سارا سال تحریک بڑھتا رہا۔ اس بحالی میں متعدد عوامل کا کردار ہے: نقل و حرکت پر عالمی پابندیوں میں نرمی، پست شرح ہائے سود، اور کاروں کے نئے ماڈل متعارف کرایا جانا۔

م س 20ء میں ابتداً استحکام کے اقدامات کے سبب اور بعد ازاں کووڈ 19 کی پہلی لہر کے دوران گاڑیوں کے شعبے کی کارکردگی دھیمی ہوئی۔

پست سودی شرحوں نے گاڑیوں کے شعبے کی طلب بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کیا، جیسا کہ کار مالکاری میں نمایاں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے: م س 21ء میں گاڑیوں کے واجب الادا قرضوں میں 97.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گزشتہ برس 4.3 ارب روپے تھا۔ واجب الادا قرضوں میں اضافے کا بڑا حصہ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں درج کیا گیا۔

بالخصوص کار اور جیپوں کے زمرے میں بڑھتی ہوئی مسابقت صارفین کے لیے باعث کشش ثابت ہوئی (جدول 2.14)۔ آٹوموٹو ڈویلپمنٹ پالیسی 2016-21ء کے تحت گاڑیاں اسمبل کرنے والوں کے لیے مراعات کے تحت پیدا کنندگان نے منڈی میں نئے ماڈلز متعارف کرائے، جس نے بہتر خصوصیات اور مسابقتی نرخوں کے سبب خریداروں کی توجہ اپنی جانب مبذول

جدول 2.13: سیمنٹ کی ترسیل

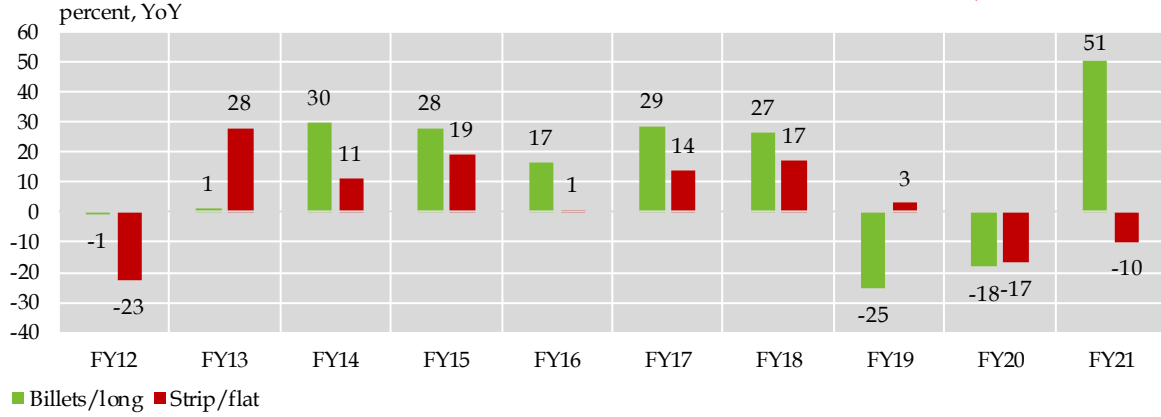
ترسیل (ملین ٹن)					
مشترکہ		جنوب		شمال	
مقامی	برآمدی	مقامی	برآمدی	مقامی	برآمدی
4.7	35.7	1.5	6.5	3.1	29.1
4.7	41.1	1.7	7.2	3.1	34.0
6.5	40.3	4.0	8.0	2.5	32.4
7.8	40.0	5.9	5.6	2.0	34.3
9.3	48.1	6.7	7.5	2.6	40.6
ترسیلی نمو (فیصد)					
مشترکہ		جنوب		شمال	
مقامی	برآمدی	مقامی	برآمدی	مقامی	برآمدی
-20.6	8.0	-25.1	9.5	-18.2	7.7
1.8	15.4	10.0	10.3	-2.2	16.6
37.8	-1.9	140.9	11.2	-18.0	-4.7
20.0	-0.9	46.5	-29.4	-22.1	6.1
18.7	20.4	14.8	33.7	30.2	18.2

ماخذ: اے پی سی ایم اے

کرائی۔ بالخصوص چھوٹے ایس یو وی (کار اور جیپ کی درمیانی شکل والی گاڑی) شعبے نے صارفین کو اپنی طرف خوب مائل کیا، کیونکہ پہلے ملکی منڈی میں ایسی

⁴⁰ بروکر تاج ہاؤسز کے تخمینوں کے مطابق، کاروں اور جیپوں کی پیداواری تعداد بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے اعداد و شمار میں رپورٹ ہونے والی تعداد سے 15 سے 25 فیصد زائد ہے۔ مزید برآں، منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ گاڑی سازوں کو نوادارہ کیا موٹرز ملک میں مہمانہ مقامی طور پر تیار کردہ 1500 سے 2000 گاڑیاں فروخت کر رہا ہے، جبکہ یہ اعداد و شمار بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے پیداواری ہندسوں میں نہیں۔ فی الوقت یہ اعداد و شمار پاما کے ڈیٹا میں شامل نہیں ہیں۔

شکل 2.18: فولاد کی پیداواری نمو



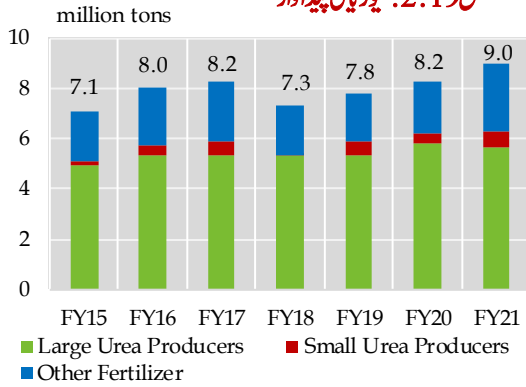
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اسمارٹ لاک ڈاؤن کے ہمراہ، ہدنی مالیاتی اعانت (بشمول تعمیراتی پیکیج) اور سازگار زرعی پالیسی (پالیسی ریٹ میں کمی، اور اسٹیٹ بینک کی نوامکاری اسکیمیں) نے اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔ چونکہ شعبہ خدمات کی کارکردگی اجناس پیدا کرنے والے شعبوں سے منسلک ہے، لہذا، مؤخر الذکر کی بحالی کے اثرات شعبہ خدمات پر بھی پڑے۔

گاڑیوں کی کمی تھی۔ مزید برآں، اس قسم کی گاڑیوں کی ملک میں دستیابی نے ان کی درآمدی ضرورت کو بھی گھٹا دیا، جیسا کہ پہلے صورت حال تھی۔

منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہی آمدنی بڑھنے اور 2 پیسے والی گاڑیوں اور ٹریکٹرز کی فروخت میں اضافے کے مابین قریبی تعلق ہے۔ بہتر زرعی پیداوار اور بلند تر سیلابت زر کی وجہ سے گاڑیوں کے شعبے کے ان دوزمروں کی بحالی درج کی گئی۔ م س 21ء میں دو/تین پیسوں والی گاڑیوں اور ٹریکٹروں کی پیداوار میں 36.5 فیصد اور 54.8 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 26.3 فیصد اور 34.7 فیصد کی آئی تھی۔

شکل 2.19: یوریا کی پیداوار



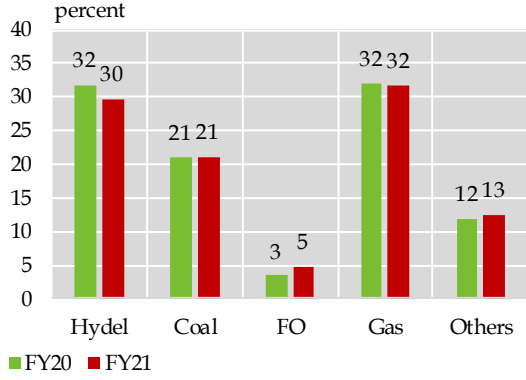
Source: National Fertilizer Development Center

اس شعبے کو بنیادی طور پر تھوک اور خردہ فروشی سے مہمیز ملی، اس میں م س 21ء کے دوران 8.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 3.9 کی کمی آئی تھی (جدول 2.15)۔ شعبہ بییکاری کی مضبوط کارکردگی اور بیمہ کاری کے شعبے میں صحت بخش نمو کی وجہ سے شعبہ مالیات اور بیمہ کاری میں 7.8 فیصد اضافہ ہوا۔ دریں اثناء، شعبہ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات پیہم سکرٹاؤ کا شمار رہے، گوکہ اس تخفیف کی سطح میں کمی آئی۔

2.4 خدمات

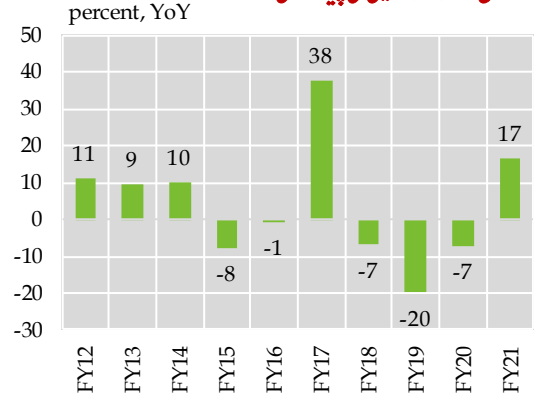
م س 21ء میں شعبہ خدمات میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 0.6 فیصد تخفیف ہوئی تھی۔ م س 20ء میں صنعتی شعبے اور درآمدات میں سست روی کے ہمراہ سال کی دوسری ششماہی میں کووڈ وبا کے پھیلنے اور نتیجتاً مکمل لاک ڈاؤن کی وجہ سے خدمات کے شعبے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ تاہم م س 21ء میں حکومت نے معیشت اور گھریلو حالات پر مکمل لاک ڈاؤن کے اثرات کو سمجھتے ہوئے کووڈ وبا کو روکنے کی غرض سے اسمارٹ اور مائیکرو لاک ڈاؤن پر اکتفا کیا۔ اس پالیسی نے موری کردار ادا کیا کیونکہ م س 21ء میں اس وبا کی ایک سے زائد لہروں کے آنے کے باوجود شعبہ خدمات میں بحالی درج کی گئی۔ یہ امر اہمیت کا حامل ہے کہ اسمارٹ لاک ڈاؤن کے حکومتی اقدام کی مدد سے شعبہ خدمات جنوبی ایشیا کی دیگر معیشتوں کی بہ نسبت جلد بحال ہوا، جس کی عکاسی گوگل کے نقل و حرکت کے اعداد و شمار سے ہوتی ہے (شکل 2.24)۔

شکل 2.22: مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار



Source: National Electric Power Regulatory Authority

شکل 2.20: چینی کی پیداواری نمو



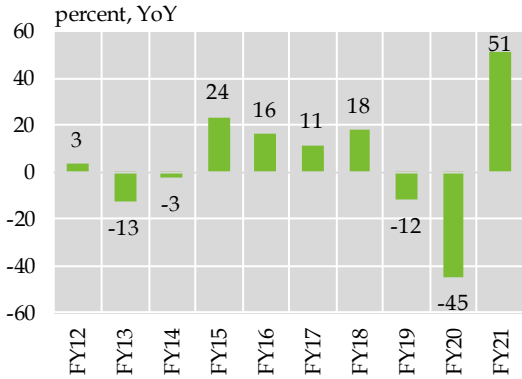
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اس زمرے میں سرگرمی کی عکاسی گوگل کے نقل و حرکت کے اعداد و شمار سے بھی ہوتی ہے (شکل 2.25)۔ مثال کے طور پر جیسے جیسے حکومت اسمارٹ لاک ڈاؤن کی طرف متوجہ ہوئی اور نقل و حرکت پر عائد پابندیوں میں نرمی آئی، ان چار زمروں پر چون کی دکانیں اور دواخانے، خوردہ فروشی اور تفریحی سرگرمیوں، جائے کار اور نقل و حرکت کے عوامی مقامات (وہ زمرے جو شعبہ خدمات سے منسلک ہیں) کی سرگرمی میں اضافہ ہونا شروع ہوا، اور یہ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کے اختتام تک قبل از کووڈ سطح پر جا پہنچی اور دوسری اور تیسری سہ ماہی میں بھی اس کی سطح بلند رہی۔ چوتھی سہ ماہی میں وبا کی تیسری لہر اور بعد ازاں نقل و حرکت پر سخت پابندیوں کے باعث بالخصوص عید الفطر کے

تھوک اور خوردہ فروشی

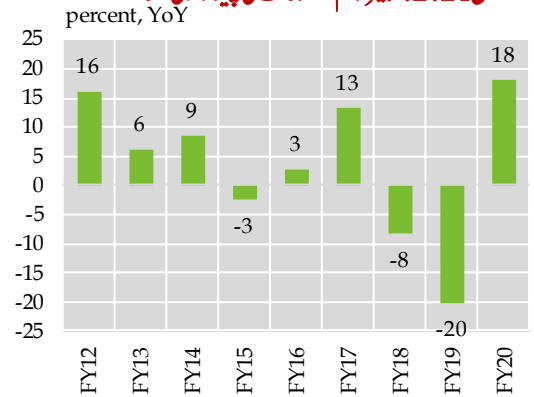
م س 21ء میں تھوک اور خوردہ فروشی میں 8.4 فیصد نمو درج ہوئی۔ جو م س 06ء کے بعد سب سے بڑا اضافہ ہے۔ اس زمرے نے اساسی اثر کے ہمراہ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی مضبوط نمو، بہتر زرعی پیداوار اور درآمدات میں اضافے کی مدد سے نمو پائی۔ م س 21ء میں پاکستان کے درآمدی مصارف 26.6 فیصد بڑھ کر 56.4 ارب ڈالر تک جا پہنچے جو گذشتہ برس 44.6 ارب ڈالر تھے۔ درآمدی نمو کا بنیادی سبب صارتی ایشیا، جیسے غذائی اجزاء (گندم اور چینی) اور ادویات (بشمول کووڈ 19 ویکسین) کی بلند طلب ہے۔ مزید برآں، خام مال کی درآمدات میں اضافے، جیسے خوردنی تیل اور خام کپاس (اور دیگر ٹیکسٹائل ایشیا)، نے درآمدات کا مجموعی حجم بڑھانے میں کردار ادا کیا (باب 6)۔

شکل 2.23: گاڑیوں کی پیداواری نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.21: پیپرولیم مصنوعات کی پیداواری نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

⁴¹ اسمارٹ لاک ڈاؤن پالیسی کے تحت کووڈ وبا سے متعلق پابندیاں مخصوص مقامات پر بدنی اعتبار سے نافذ کی جاتی ہیں، تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔ مزید برآں، لازمی نوعیت کے بازار اور دکانیں بشمول پرچون اور میڈیکل اسٹورز کھولنے کی اجازت ہوتی ہے۔

جدول 2.14: گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار

نمو (فیصد میں)			پیداوار کی یونٹ			
م س 21ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 21ء	م س 20ء	م س 19ء	
2.1	-45	7.9	58,374	57,151	103,883	تمام کاریں
-48.5	10.8	-5.1	12,734	24,707	22,298	کاریں 800 سی سی سے کم
-10.6	-53.7	13.5	12,037	13,470	29,108	کاریں 800 سے 1000 سی سی کے درمیان
77.1	-63.8	11.3	33,603	18,974	52,477	کاریں 1000 سی سی سے زائد
96.1	-46.7	-44.2	4,107	2,094	3,926	ایس یو ڈی گاڑیاں
8.2	-48.1	-15.9	12,465	11,525	22,198	چھوٹی کمرشل گاڑیاں
-10.9	-53.4	-16.9	1,557	1,747	3,751	ٹرک
-13.8	-36.7	25.9	281	326	515	بسیں
39.4	-35.8	-20.4	23,237	16,671	25,969	ٹریکٹر
38.8	-22.4	-8.4	1,902,415	1,370,417	1,766,423	تمام کاریں

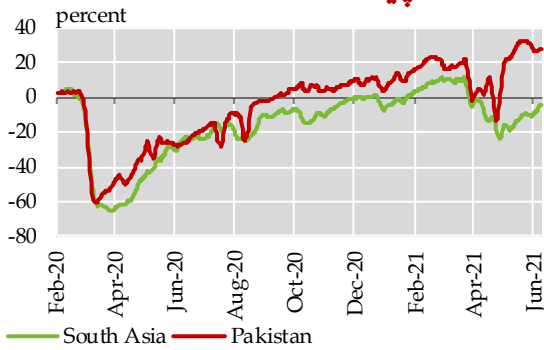
ماخذ: پاکستان آٹوموٹو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن

منت ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لوگوں نے، کووڈ وبا کی متعدد لہروں اور ایسی کاروباری سرگرمیوں کی بندش، جو اشد ضروری نہ ہوں، کے بعد آمدنی کے غیر یقینی بہاؤ کے تدارک کی غرض سے اپنی بچتیں استعمال کرنے سے احتراز برتا ہو۔ کارکنوں کی صحت مند ترسیلات زرنے بھی بینک ڈپازٹس کو بڑھادیا۔ آخراً، وبا کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے کاروباری اداروں کو سیالی اعانت کی فراہمی سے بھی ہو سکتا ہے کہ بینک ڈپازٹس بڑھے ہوں۔⁴³ معاشی سرگرمی میں اضافے کے ہمراہ پست شرح ہائے سود قرضوں میں اضافے کے بڑے عوامل ہیں۔

موقع پر نقل و حرکت اچانک ماند پڑ گئی۔⁴² تاہم یہ امر تادیر باقی نہ رہا کیونکہ عید کی چھٹیوں کے بعد پابندیوں میں نرمی سے سرگرمیاں بحال ہو گئیں۔ م س 21ء کے آخر تک پرچون کی دکانوں اور دو خانوں، خوردہ فروشوں اور تفریحی سرگرمیوں، جائے کار اور نقل و حرکت کے عوامی مقامات پر آمدورفت میں بالترتیب 48 فیصد، 23 فیصد، 11 فیصد اور 27 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ جون 2020ء میں اساسی عرصے (قبل از کووڈ) کی نسبت 14 فیصد، 26 فیصد، 24 فیصد اور 25 فیصد کی آئی تھی۔

شکل 2.24: جنوبی ایشیا کی بہ نسبت پاکستان میں گوگل موٹیلیٹی کی تبدیلیاں

(7 روزہ حرکت پذیری اوسط)



Source: Covid-19 Community Mobility Report

مالیات اور بیمہ

مالیات اور بیمہ کاری میں خام اضافہ قدر کمرشل بینکوں—اس زمرے کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ کے توسط سے ہوا، جس کی وجہ سے م س 21ء میں اس ذیلی شعبے کی نمو 7.8 فیصد تک جا پہنچی، جو گزشتہ برس 1.1 فیصد تھی (جدول 2.16)۔ ڈپازٹ کے بہاؤ میں صحت مند نمو اور قرضوں میں اضافے نے بینکاری شعبے کی نمو میں سہولت دی۔

م س 21ء میں بالخصوص ڈپازٹس اور خالص قرضوں میں بالترتیب 17.5 فیصد اور 9.2 فیصد اضافہ ہوا۔ بینک ڈپازٹس میں اضافہ متعدد عوامل کی مرہون

⁴² وزارت داخلہ کا خط بتاؤ 27 اپریل، 2021ء بعنوان ”مباحث کے نکات پر فیصلہ۔ نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر“۔

⁴³ باب 3.1: بینکاری شعبہ، مالی استحکام کا جائزہ 2020ء، بینک دولت پاکستان۔

(www.sbp.org.pk/FSR/2020/Chp-3.1.pdf)

جدول 2.15: شعبہ خدمات

فیصد

جی ڈی پی میں حصہ	جی ڈی پی میں حصہ		جی ڈی پی میں حصہ	جی ڈی پی میں حصہ
	م 20	م 21		
تھوک اور خوردہ تجارت	8.4	-3.9	1.5	18.8
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	-0.6	-3.8	-0.1	12.2
مالیات اور بیمہ	7.8	1.1	0.3	3.7
مکاناتی خدمات	4	4	0.3	7
عمومی حکومتی خدمات	2.2	1	0.2	8.2
دیگر نجی خدمات	4.6	4.6	0.5	11.8
خدمات	4.4	-0.6	2.7	61.6

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.16: نام قدر اضافی مالیات اور بیسے کی شعبہ

فیصد میں

نمو	م 21 میں حصہ		م 20	م 21
	م 20	م 21		
دیگر زری وساطت	4.8	2.2	85.7	
جدولی بینک	3.1	1.4	79.3	
غیر جدولی بینک	31.6	16.7	6.4	
بیمہ - نو بیمہ کاری اور پنشن فنڈز	45.3	-21	4.8	
مالی خدمات سے منسلک سرگرمیاں	49.3	-4.2	7.0	
مرکزی بینکاری	-16.7	18	1.7	
دیگر مالی خدمات	-14.4	1.3	0.8	
مالیات اور بیمہ کاری	7.8	1.1	100	

ع: عبوری، ن: نظر ثانی شدہ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اسی طرح م 21ء میں مالی خدمات کے ذیلی سے منسلک سرگرمیوں میں 49.9% نمو درج ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 4.2% فیصد کمی آئی تھی۔ اس زمرے میں نان ڈپازٹری مالی اداروں کی جی ڈی اے جیسے بروکرئج ہاؤسز اور ایسٹ پیمنٹ کمپنیاں رپورٹ کرتی ہیں۔ اس زمرے کی بحالی کو پاکستان اسٹاک ایکس چینج (پی ایس ایکس) کی مضبوط بحالی سے منسلک کیا جاسکتا ہے، جس نے ایکویٹی فنڈز کی مالیت بڑھانے میں کردار ادا کیا (شکل 2.26)۔

دوسری جانب م 21ء میں مرکزی بینک کی جی ڈی اے 16.7% فیصد سکڑ گئی، جس کا بنیادی سبب اسٹیٹ بینک کے نفع میں بہ سرعت کمی ہے۔ نفع میں کمی سے پست سودی شرحوں کے اثرات اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرضے کے اسٹاک میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے (باب 3)۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات

م 21ء میں ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات سے موصولہ اضافہ قدر مسلسل سکڑتی رہی، جس کی وجہ مواصلات، فضائی نقل و حمل اور ریلویز کے ذیلی زمروں کی پست کارکردگی ہے۔ تاہم سڑکوں کی ٹرانسپورٹ - اس

مزید برآں، م 21ء میں کمرشل بینکوں کے بعد از ٹیکس نفع میں 12.8% فیصد اضافہ ہوا۔ مارچ تا جون 2020ء کے دوران پالیسی ریٹ میں کٹوتی ڈپازٹس پر فنڈنگ کی لاگت کم کرنے پر منتج ہوئی، جس کی وجہ بچتوں کی فی الفور نوبت بندی ہے۔⁴⁴ دوسری جانب حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کا حجم بڑھنے کے ساتھ ساتھ قرضوں کی نوبت بندی میں تاخیر کے باعث بینکوں کی سودی آمدنی میں اضافہ ہوا۔^{45,46}

بیمہ کاری، نو بیمہ کاری اور پنشن فنڈز کی کارکردگی بھی نمایاں رہی کیونکہ م 21ء کے دوران اس میں 45.3% فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 21% فیصد کمی آئی تھی۔ م 20ء میں انشورنس کمپنیوں کی کاروباری سرگرمیاں کو وڈ و با سے متعلق پابندیوں کی وجہ سے رک گئی تھیں، کیونکہ محدود خوردہ سرگرمیوں کے باعث بیمہ کی تقسیم کے ذرائع کی موکلات تک رسائی نہیں ہو پارہی تھی۔ تاہم مکمل لاک ڈاؤن ختم ہونے اور معاشی سرگرمیوں کی بحالی سے بیمہ کاری کی صنعت بھی بحال ہو گئی۔⁴⁷

⁴⁴ بی پی آر ڈی کا سرکلر نمبر 7 برائے 2013ء پالیسی ریٹ میں تبدیلی کے نتیجے میں، سیونگ ڈپازٹس کی نوزخ کاری کا اطلاق آئندہ ماہ کی کیم ہارن سے ہوگا۔

(www.sbp.org.pk/bprd/2013/C7.htm)

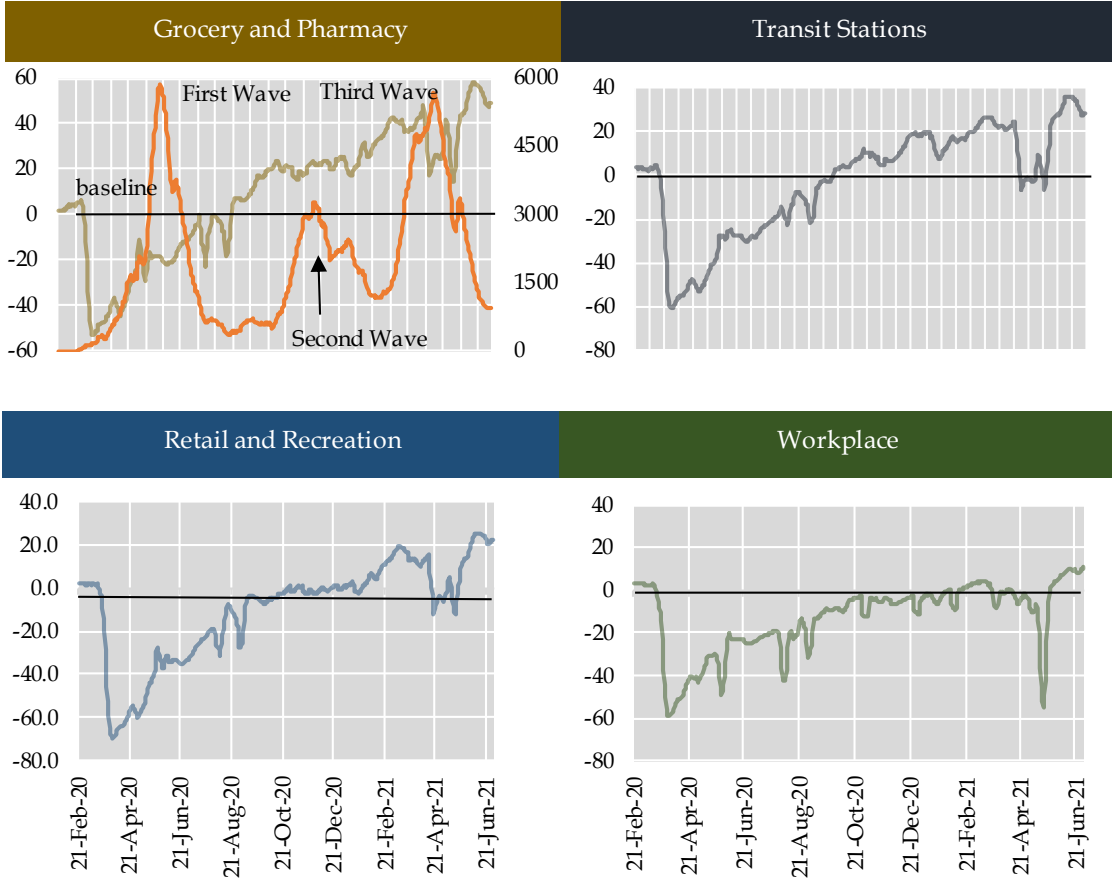
⁴⁵ بینک اور قرض گیر کے درمیان قرضوں کے معاہدے میں طے شدہ قاعدے کے تحت قرضوں کی شرحوں میں ردوبدل کیا جاتا ہے۔

⁴⁶ سیکشن الف: بینکاری شعبے کی کارکردگی اور خطرے کا جائزہ۔ مالی استحکام کا جائزہ - 2020ء، اسٹیٹ بینک (www.sbp.org.pk/FSR/2020/Chp-3.1.pdf)

⁴⁷ باب 5.3: بیمہ اور نکال کیمپنیاں، مالی استحکام کا جائزہ 2020ء، اسٹیٹ بینک (www.sbp.org.pk/FSR/2020/Chp-5.3.pdf)

شکل 2.25: پاکستان میں گوگل موٹیلٹی کی تبدیلیاں (7 روزہ حرکت پذیری اوسط)

percent change, compared to baseline*



*The baseline (pre-Covid) is the median value for the 5- week period (Jan 3–Feb 6, 2020). the negative value represent activity is down while positive value represent activity is up from the baseline.

Source: Covid-19 Community Mobility Report and WHO

زمرے میں سب سے بڑے حصے کی حامل - میں اضافہ قدر بڑھنے سے اس میں سکڑاؤ کی سطح کم کرنے میں مدد ملی (جدول 2.17)۔

جدول 2.17: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں حصہ بلحاظ زمرہ

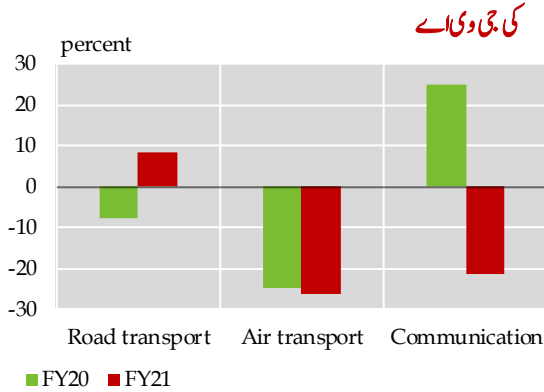
م س 21ء	م س 20ء	
74.2	68.1	روڈ ٹرانسپورٹ
15.8	19.9	فضائی ٹرانسپورٹ
4.0	5.4	ریلوے
2.8	3.5	آبی ٹرانسپورٹ
2.8	2.5	مواصلات
0.3	0.5	ذخیرہ کاری
0.2	0.1	پائپ لائن ٹرانسپورٹ

ماخذ: پاکستان اقتصادی سرورسے 2020-21ء

کووڈ سے متعلق پابندیوں میں نرمی اور معاشی بحالی نے واضح طور پر سڑکوں کی ٹرانسپورٹ کو فائدہ پہنچایا، جس میں ایک سے دوسرے شہر اور ایک سے دوسرے صوبے میں سفر کا بڑھنا اور سیاحتی خدمات شامل ہیں (شکل 2.27)۔ یہ امر اہم ہے کہ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ممالک کی سرحدوں میں داخلے پر پابندی کی وجہ سے جو لوگ بیرون ملک سفر کیا کرتے تھے انہوں نے سیاحت کے لیے ملکی مقامات کا رخ کیا۔⁴⁸ سڑکوں کی ٹرانسپورٹ سرگرمیوں میں اضافے کا مشاہدہ پیٹرو لیوم مصنوعات کی فروخت میں اضافے

⁴⁸ملکی سیاحت میں اضافے کا فائدہ اٹھانے اور اسے مزید فروغ دینے کے لیے پی آئی اے نے اسکردو اور گلگت بلتستان کے لیے پاکستان کے مختلف حصوں جیسے فیصل آباد، لاہور اور کراچی سے براہ راست پروازیں شروع کر دیں۔

شکل 2.27: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات - 3 بڑے زمروں



Source: Pakistan Economic Survey 2020-21

کے اظہار یے مائل بہ زوال ہوئے۔⁵⁰ آخراً، جیت ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے قومی ایئر لائن کی نفع آوری مزید کم کر دی کیونکہ ایندھن ایئر لائنز کے بڑے خرچوں میں شامل ہے (شکل 2.29)۔

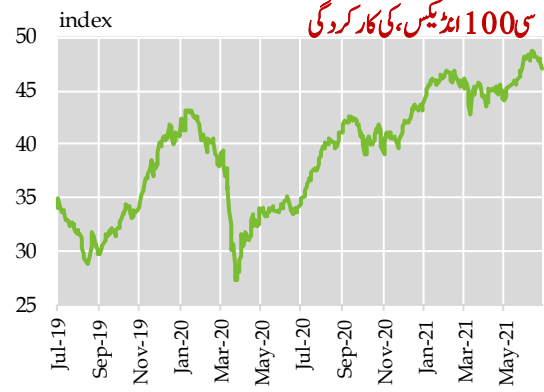
اسی طرح پاکستان ریلویز کے لیے 70 فیصد استعداد پر کام کرنے کی پابندی کے ہمراہ خطرات سے بچنے کے طرز عمل اور کووڈ وبا کے دوران سفر کے حوالے سے تشویش کے باعث ریل کے مسافروں کی تعداد گھٹ گئی، جس کے نتیجے میں ریلویز کی خالص آمدنی کم ہو گئی (جدول 2.19)۔

جدول 2.18: پی آئی اے کی کارکردگی کے اظہار یے

اظہار یے	یونٹس	2018	2019	2020
پی آئی اے کا بیڑا	طیاروں کی تعداد	32	32	30
دستیاب نشستیں	ملین کلومیٹر میں	18,081	18,372	8,902
مسافروں کی تعداد کا عامل	فیصدی	77.3	81.3	74.5
فضائی مسافت	ہزار کلومیٹر	70,089	70,515	38,114
پرواز کی آمدنی گھنٹوں میں	گھنٹے	110,050	110,640	58,519
پی مسافر آمدنی	ہزاروں میں	5,203	5,290	2,541
مسافروں سے ہونے والی آمدنی	ملین کلومیٹر میں	13,975	14,938	6,629
آمدنی کے حجم کا عامل	فیصدی	58.4	58.6	51.3
آپریٹنگ آمدنی	ملین روپے	100,051	146,097	94,683
آپریٹنگ اخراجات	ملین روپے	170,447	160,037	102,912

ماخذ: پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن اور پاکستان اقتصادی سرورے 2020-21ء

شکل 2.26: پاکستان اسٹاک ایکس چینج (پی ایس ایکس) - کے ایس



Source: Pakistan Stock Exchange

سے کیا جاسکتا ہے (شکل 2.28)۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی مختلف بندرگاہوں پر کارگو ہینڈلنگ سرگرمیاں بھی بڑھ گئیں۔ مثال کے طور پر گزشتہ برس کے مقابلے میں م س 21ء کے دوران مجموعی کارگو ہینڈلنگ (برآمدات اور درآمدات) 13.0 فیصد اضافہ ہوا۔

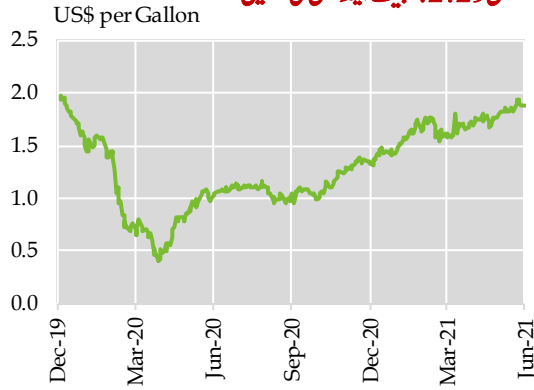
دوسری جانب فضائی سفر پر کووڈ سے متعلق پابندیاں ہو ابازی کی صنعت کو بدستور متاثر کرتی رہی۔ بالخصوص، م س 21ء پی آئی اے کے لیے زیادہ مشکل ثابت ہوا، کیونکہ اس کی کارکردگی کے اظہار یے ایک کمزور تصویر پیش کرتے ہیں (جدول 2.18)۔ متعدد عوامل نے قومی فضائی ادارے کی کارکردگی کی ابتری میں اپنا کردار ادا کیا۔ اول، کووڈ باپھیلنے کے باعث پوری دنیا کی ہو ابازی کی صنعت کے لیے کام کاج کا ماحول مشکل ہو گیا، اور پی آئی اے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ بین الاقوامی سفر کی طلب میں کمی کی وجہ سے پی آئی اے کے آمدنی کے کلیدی روٹس جیسے مشرق وسطیٰ، برطانیہ اور ملائیشیا متاثر ہوئے۔⁴⁹

دوم، سعودی عرب کی جانب سے دوسرے ملکوں کے افراد پر حج کی ادائیگی کی پابندی نے بھی پی آئی اے کی آمدنی کو متاثر کیا، کیونکہ پی آئی اے سب سے زیادہ پاکستانی عازمین کی میزبانی کرتا ہے۔ مزید برآں، جولائی 2020ء میں یورپی یونین ایوی ایشن سیفٹی ایجنسی نے حفاظتی نقطہ نظر سے خطے میں پی آئی اے کی فضائی سرگرمیاں معطل کر دی تھیں، اس کی وجہ سے بھی ادارے کی کارکردگی

⁴⁹ پی آئی اے کی بجلی سہ ماہی رپورٹ 2021ء

⁵⁰ یورپی یونین ایوی ایشن سیفٹی ایجنسی (ای ای ایس اے)، خطہ بحوالہ۔ اریس، 30/06/2020 - 3421274 (2020) عنوان ”تھروگزی آپریٹرز اتھورائٹیز نمبر ای ایس اے۔ ٹی سی او۔ پاک۔“

شکل 2.29: جیٹ ایندھن کی قیمتیں

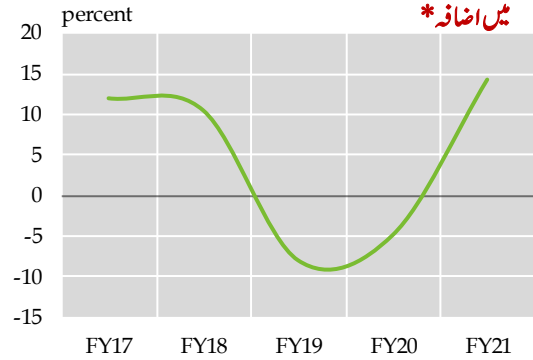


Source: Federal Reserve Economic Data

سرگرمیوں پر مشتمل ہے، جس کا اس زمرے میں حصہ م س 21ء میں 5.6 فیصد بڑھ کر تقریباً 61.0 فیصد تک جا پہنچا۔ دوسری جانب تفریحی، ثقافتی اور کھیلوں کی سرگرمیاں 21.0 فیصد کم ہو گئی، جس کی وجہ تفریحی مقامات، ہوٹلوں، شادی ہالوں، ضیافت گاہوں کی بندش اور کھیلوں کی سرگرمیوں کی معطلی ہے۔⁵⁵

م س 21ء میں کمپیوٹر کے کام کاج کے حوالے سے اطلاعی اور مواصلاتی برآمدات (آئی سی ٹی) سے متعلق خدمات 47.4 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ بڑھ کر 2.1 ارب ڈالر تک جا پہنچیں (شکل 2.30)۔ کووڈ وبا کے پیش نظر وسیع تر آئی ٹی خدمات کی طلب سے ملک کی آئی ٹی فرمیں بدستور فائدہ اٹھاتی رہیں۔ حکومت کی ڈیجیٹل پاکستان پالیسی کے تحت انہیں مزید مراعات حاصل ہوئیں، جن میں 2025ء تک اطلاعی ٹیکنالوجی اور اطلاعی ٹیکنالوجی سے لیس خدمات (ITeS) کی برآمدات پر ٹیکس استثناء، پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ (پی ایس ای بی) سے رجسٹرڈ آئی ٹی اسٹارٹ اپس کو تین برس تک ٹیکس کی مکمل چھوٹ، بیرون ملک آئی ٹی اور ITeS کمپنیوں کی صد فیصد ملکیت، غیر ملکی آئی ٹی اور ITeS سرمایہ کاروں کو اپنا نفع 100 فیصد واپس لے جانے کی اجازت، 2024ء تک منصوبہ جاتی سرمایہ کاری فنڈز پر ٹیکس استثناء

شکل 2.28: شعبہ ٹرانسپورٹ میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافہ*



*MS and HSD

Source: Oil Companies Advisory Council

م س 21ء میں ٹیلی کام اظہاریوں میں بہتری کے باوجود مواصلات کے ذیلی شعبے میں گراؤ آئی۔ بحیثیت مجموعی، ملک میں موبائل فون کے استعمال اور براڈ بینڈ سبکسرپشن میں خاطر خواہ اضافے کے باوجود م س 21ء میں ٹیلی کام صنعت کی آمدنی 4.1 فیصد کم ہو کر 541.4 ارب روپے رہ گئی۔⁵¹ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) کی 2020ء کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ٹیلی کام آپریٹرز نے عوام کو سہولت دینے کے لیے اپنے نرخوں میں کمی کر دی، جس کا نتیجہ پست آمدنی کی صورت میں برآمد ہوا۔⁵³ مزید برآں، یہ رپورٹ ہوا کہ بلند مالیت کے انٹرپرائز استعمال کنندگان جیسے اسکول، جامعات، ہوٹل، ریسٹوران اور دفاتر نے کووڈ وبا کی وجہ سے سیالیت کے چیلنج کے پیش نظر خدمات کی عارضی معطلی، ریپیٹ، ڈسکاؤنٹ یا یہ مشاہرہ تعطیلات کی درخواست کی۔⁵⁴

دیگر نجی خدمات

م س 21ء کے دوران دیگر نجی خدمات کے ذیلی شعبے میں 4.6 فیصد نمو ہوئی۔ یہ شعبہ متنوع معاشی سرگرمیوں جیسے کمپیوٹر سے متعلق سرگرمیوں، پیشہ ورانہ، سائنسی اور تکنیکی سرگرمیوں، تعلیم، صحت، تفریحی، ثقافتی اور کھیلوں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔ یہ ذیلی شعبہ پیشہ ورانہ، سائنسی اور تکنیکی

⁵¹ آخر جون 2021ء تک سیولرفون استعمال کرنے والوں کی تعداد اور براڈ بینڈ صارفین کی تعداد بالترتیب 84.1 فیصد اور 46.9 فیصد کی تاریخی سطح تک بلند ہو گئی۔

⁵² پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء۔

⁵³ پاکستان میں ایک بڑے نارڈیجین ٹیلی کام آپریٹر نے فی استعمال کنندہ اوسط حاصل (اے آر پی یو) میں کمی کا مشاہدہ کیا، جو 2019ء میں 192 روپے سے کم ہو کر 2020ء میں 175 روپے رہ گئے۔

⁵⁴ این ویلیگوراء کے چین، ایف، وین ایٹکن، اور جی کفرے (2020ء)۔ ٹیلی مواصلات کی عالمی صنعت پر کووڈ 19 کے اثرات۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایف سی

⁵⁵ پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء

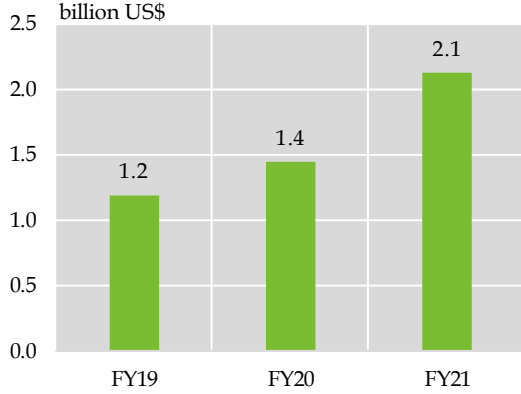
جدول 2.19: پاکستان ریلویز کی کارکردگی

(جولائی تا فروری)

لیٹن میں	م س 20ء	م س 21ء	فیصدی تبدیلی
مسافروں کی تعداد	39.4	18.1	-54
بار برداری ٹنوں میں	5.3	5.25	-0.9
ٹنوں بار برداری کلو میٹر میں	5,266.0	5,229.4	-0.7
مجموعی آمدنی	36,916.8	30,966.1	-16.1

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء

شکل 2.30: پاکستان سے آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات



Source: State Bank of Pakistan

شامل ہیں۔⁵⁶

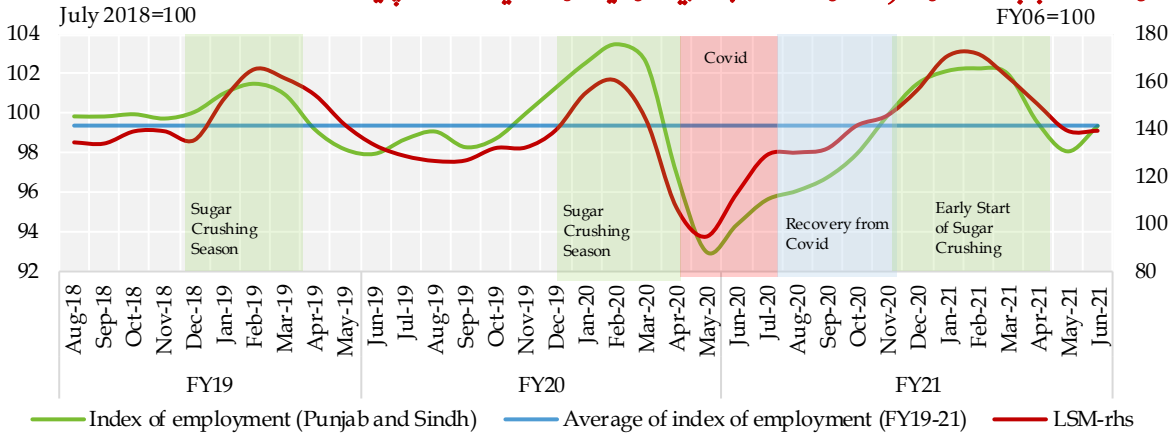
سندھ اور پنجاب میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے شعبے کے ملازمتی اعداد و شمار نے بھی مثبت حرکت پذیری کی نشاندہی کی۔ م س 21ء میں دونوں صوبوں کی مجموعی ملازمتیں 2.4 فیصد بڑھیں۔⁵⁸ ملازمت کے حوالے سے صنعت کی مجموعی صورت حال میں بہتری لاک ڈاؤن میں نرمی اور پالیسی سہارے کے بعد معاشی سرگرمیاں بحال ہونے کی مرہون منت ہے۔

2.5 لیبر مارکیٹ

مجموعی طور پر م س 21ء میں لیبر مارکیٹ سے متعلق دستیاب اظہاریوں میں وسیع البسناد بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔ پنجاب اور سندھ میں صنعتی ملازمت کے مشترکہ اشاریے بحالی سے عبارت ہیں، گوکہ یہ اب بھی قبل از کووڈ وبا کی سطح سے کم ہیں۔⁵⁷

مالی محاذ پر حکومت نے مزدوروں کی زیادہ کھپت والی صنعتوں، جیسے تعمیرات اور منسلک ایشیا سازی کے شعبوں کو مراعات دیں۔ ان شعبوں میں سرگرمیاں

شکل 2.31: پنجاب اور سندھ کی مشترکہ صنعتی ملازمت اور بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کا اشاریہ (2 ماہ حرکت پذیر اوسط)



Source: Bureau of Statistics-Punjab, Bureau of Statistics-Sindh and Pakistan Bureau of Statistics

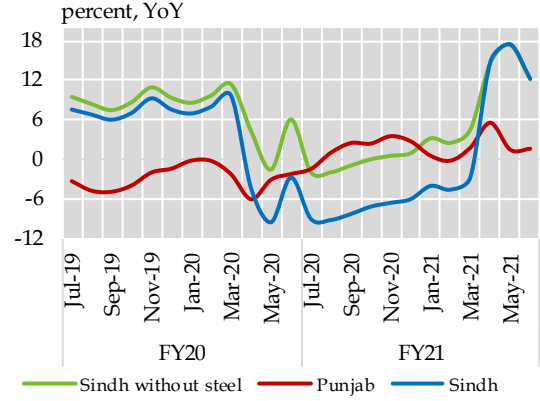
⁵⁶ وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن

(www.moitt.gov.pk/NewsDetail/ZGNkZjdhYjAtMmMyZi00NDRiLWFhOThtYjhiMjZDZiOGFm)

⁵⁷ صنعتی پیداوار اور ملازمت کے ہر ماہانہ سروے (MIPE) میں کچھ ایسی فرمیں بھی ہوتی ہیں جن کا ڈیٹا رپورٹ نہیں ہوتا، ان کے ماضی کے رجحان کو دیکھتے ہوئے اعداد و شمار کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ م س 20ء میں لاک ڈاؤن اور گھر سے کام کے انتظام کے باعث ایسی فرموں کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔

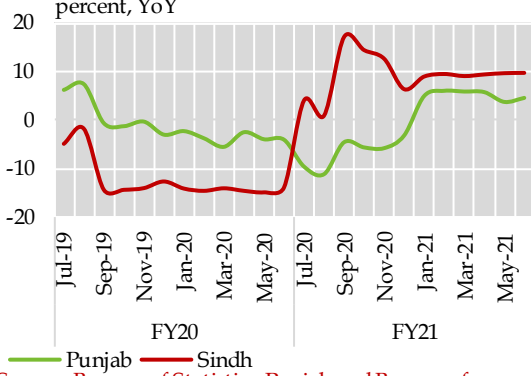
⁵⁸ صوبہ سندھ میں نمونہ، علاوہ فولاد سازی کی صنعت، ماہی جاتی ہے، کیونکہ پاکستان اسٹیل ملز کی بنکاری کے حکومتی فیصلے کے باعث اس میں تغیر آتا ہے۔

شکل 2.32: سندھ اور پنجاب میں ملازمتی نمو



Source: Bureau of Statistics-Punjab and Bureau of Statistics-Sindh

شکل 2.33: سینٹ کی صنعت میں ملازمتی نمو



Source: Bureau of Statistics-Punjab and Bureau of Statistics-Sindh

شروع ہونے کے بعد سے حکومت نے کووڈ کی آنے والی مزید لہروں میں معیشت کے نقصان کو کم سے کم رکھنے کی غرض سے اسمارٹ لاک ڈاؤن کی راہ اپنائی اور صنعتی سرگرمیوں کی بحالی کی اجازت دیدی، جو لیبر مارکیٹ کی بحالی پر متبج ہوئی۔ اس کے نتیجے میں م س 21ء میں صنعتی شعبے کے لیے مشترکہ (سندھ اور پنجاب) ملازمتی اشاریے سے لیبر مارکیٹ میں بحالی کی عکاسی ہوتی ہے (شکل 2.31)۔

پنجاب

م س 21ء میں صوبائی سطح پر پنجاب میں ملازمتوں میں 1.7 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس 3.0 فیصد کم ہوئی تھیں (شکل 2.32)۔ یہ نمو بنیادی طور پر ٹیکسٹائلز کے بعد غذا، مشروبات اور تمباکو کے زمروں میں ہوئی تھی (جدول 2.20)۔ یہ دوزمرے مشترکہ طور پر موجودہ صنعتی ملازمتوں کا تقریباً 80 فیصد بنتے ہیں۔

غذا کے زمرے میں گندم کی پسائی اور چینی کی پیداوار سب سے اوپر رہی۔ گنے کی بہتر فصل کی وجہ سے چینی کی پیداوار بلند رہی، جس سے اس شعبے میں ملازمتیں بڑھنے کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ م س 21ء میں گندم کی پسائی کے حوالے سے پنجاب دفتر شماریات کے رپورٹنگ یونٹس کی تعداد 692 سے بڑھ کر 738 ہو گئی، ممکن ہے کہ اس نے ملازمین کی تعداد بڑھانے میں کردار ادا کیا ہو۔ م س 21ء کے دوران شعبہ ٹیکسٹائلز میں سوئی کپڑے کے زمرے میں 1.9 فیصد کی نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 3.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔

بڑھنے سے بھی سینٹ کے شعبے کو جلا ملی۔ خاص طور پر م س 21ء میں سندھ اور پنجاب میں سینٹ کی پیداوار 37.3 فیصد بڑھی، جو م س 20ء میں 2.1 فیصد کم ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی مدد سے سینٹ کے شعبے میں ملازمتیں بھی پیدا ہوئی ہوں، جو م س 21ء میں 2.7 فیصد بڑھیں، حالانکہ گذشتہ ان میں 5.4 فیصد تخفیف ہوئی تھی۔

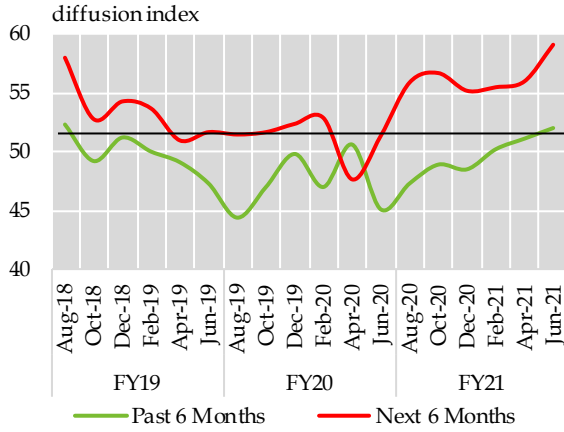
اسٹیٹ بینک نے کووڈ وبا کے باعث پیدا ہونے والے معاشی انتشار کو کم کرنے میں بھی اپنا کلیدی کردار ادا کیا۔ علی الخصوص، اسٹیٹ بینک نے لیبر مارکیٹ کے لیے عارضی 'نومالکاری اسکیم برائے اجرت و تحفظ روزگار' (روزگار اسکیم) پر عملدرآمد کیا، تاکہ کاروباری اداروں کو ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے میں مدد مل سکے۔ اس اسکیم کی وجہ سے تقریباً 1.7 ملین ملازمین کے چولہے ٹھنڈے ہونے سے محفوظ رہے۔

اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے کے ذریعے ملازمتی رجحانات صاف بنی کار جائزہ لیا گیا اور اعتماد صارف سروے کے ذریعے مستقبل میں بے روزگاری کے اشاریوں سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ م س 21ء میں سارا سال لیبر مارکیٹ پیہم بہتر ہوتی رہی۔

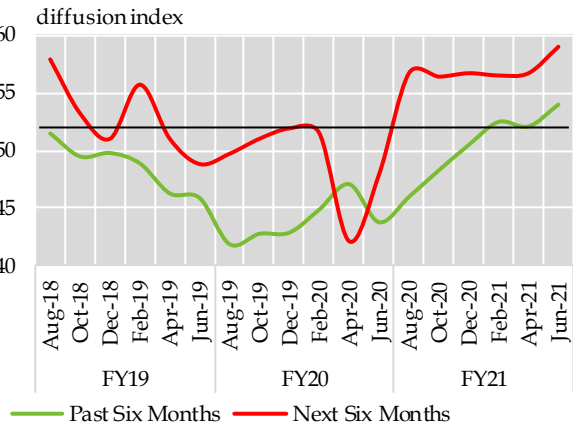
ملازمت

کووڈ کے آغاز سے قبل ہی ملازمتوں کا موسمی رجحان واضح تھا، تاہم کووڈ کی پہلی لہر کے دوران مارچ 2020ء سے سخت لاک ڈاؤن نافذ ہونے کے بعد ملازمتوں کو اعداد و شمار میں معمول سے زیادہ گراوٹ آئی تھی۔ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی

شکل 2.34 ب: خدمات کے شعبے کے لیے پی سی ایس ملازمتی اشاریہ



شکل 2.34 الف: صنعتی شعبے کے لیے پی سی ایس ملازمتی اشاریہ



Source: State Bank of Pakistan

ان پانچ شعبوں میں ملازمین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اس پس منظر میں ایشیائی کے ان شعبوں میں ملازمین کی تعداد میں کمی کو اعداد و شمار میں یکبارگی رد و بدل سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

م س 21ء میں انجینئرنگ مصنوعات کے زمرے میں موٹر سائیکل سازی کے شعبے ملازمتیں 12.2 فیصد بڑھیں۔ زرعی آمدنی میں اضافے کے ہمراہ کارکنوں کی ترسیلات زر کے باعث موٹر سائیکلوں کی طلب بڑھ گئی، جس نے اس ذیلی زمرے کی ملازمتوں میں اضافہ کیا۔

م س 21ء میں سندھ میں ملازمتی نمو میں گاڑیوں، سینٹ اور ادویہ سازی کے شعبے پیش پیش رہے۔ بالخصوص، سال بھر میں گاڑیوں کی پیداوار بڑھنے کے سبب م س 21ء میں گاڑیوں کے شعبے میں ملازمتیں 7.7 فیصد بڑھیں۔ اس

م س 21ء میں پنجاب کی سینٹ صنعت میں ملازمتیں 1.1 فیصد کم ہوئیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سینٹ کی ترسیل میں ابتدائی نمو کی بنیادی وجہ برآمدات ہیں، جس کا بیشتر حصہ جنوبی خطے نے پورا کیا۔ یہ امر م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سندھ کی سینٹ صنعت کی ملازمتوں میں خاطر خواہ اضافے کا عکاس ہے۔ سینٹ کی ملکی طلب کی بحالی کے ساتھ پنجاب میں سینٹ صنعت کے ملازمتوں کی نمو میں بھی بہتری آئی (شکل 2.33)۔

جدول 2.20: شعبہ جاتی ملازمتی نمو

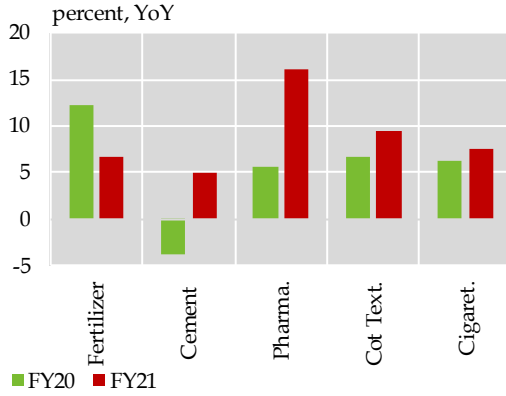
م س 21ء	م س 20ء	رپورٹ ہونے والی فرموں کی تعداد	پنجاب
2.2	18.4	50	بنائی گئی
18.1	3.6	738	گندم کی ملیں
4.0	-6.1	44	چینی
2.8	15.8	3	سگریٹ
1.9	-3.8	285	سوتی ٹیکسٹائل
0.3	0.0	1	گاڑیاں
-1.0	-1.1	12	سینٹ
سندھ			
-3.1	-6.0	26	چینی
43.6	-35.4	78	ادویہ ساز
0.3	-	3	کھاد
9.3	-12.3	11	سینٹ
-97.5	-31.3	2	فولائی مصنوعات
7.7	-	17	گاڑیاں

ماخذ: ادارہ شماریات (پنجاب اور سندھ)

سندھ

2.57 م س 21ء میں سندھ کی صنعتی لیبر مارکیٹ میں 4.1 فیصد نمو ہوئی، جو م س 20ء میں 7.8 فیصد تھی (شکل 2.31)۔ یہ امر اہم ہے کہ جولائی 2019ء میں سندھ دفتر شماریات نے صنعتی پیداوار اور ملازمت پر ماہانہ سروے (ایم آئی پی ای) میں کچھ شعبوں، جیسے چائے، کانڈ اور بورڈ، کھادیں، سلائی مشینیں اور گاڑیاں، کے صنعتی پونٹس کی فہرست کی تازہ کاری کی۔ ہو سکتا ہے اس کے ذریعے بریکار پونٹس کو فعال پونٹس سے تبدیل کر دیا گیا ہو۔ مزید برآں، رپورٹنگ کے عمل کو مزید مستحکم بنایا گیا تاکہ فرموں کے ملازمتی اعداد و شمار اصل سے کم نہ دکھائے جائیں۔ جولائی 2019ء میں ان اقدامات کی وجہ سے

شکل 2.36: پنجاب میں شعبہ واری ملازما جرتی نمو

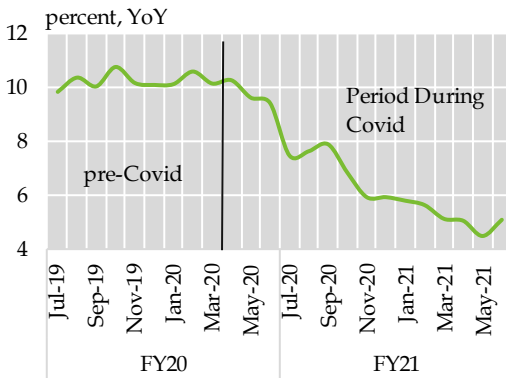


Source: Bureau of Statistics, Punjab

تھی۔ جون 2020ء میں کووڈ واپھیلنے کے باعث ڈیفیوژن اشاریہ (ڈی آئی) میں بہ سرعت گراؤ درج ہوئی۔⁶⁰ اس کے برعکس م س 21ء میں لیبر مارکیٹ سے متعلق تاثر میں بدستور بہتری آتی رہی۔ درحقیقت اگست 2018ء کے بعد سے فروری 2021ء میں ڈیفیوژن اشاریہ پہلی مرتبہ 50 سے اوپر گیا، جس سے صنعتی لیبر ملازمتوں کے تاثر میں مضبوطی کی عکاسی ہوتی ہے (شکل 2.34 الف)۔

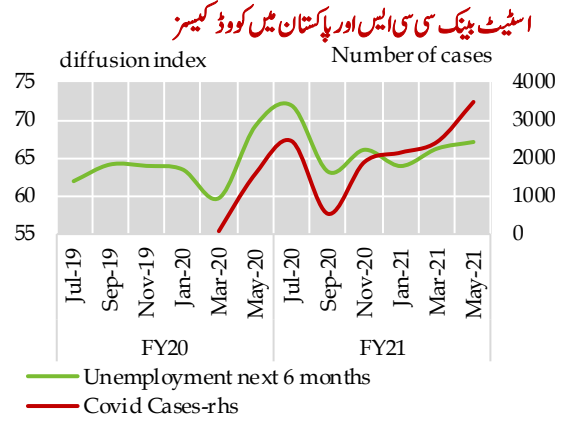
اسی طرح م س 21ء میں خدمات کے شعبے کے لیے اعتماد کاروبار سروے کے ملازمتی اشاریے میں بھی ملازمتوں کی توقعات بڑھ گئیں (شکل 2.35 ب)۔

شکل 2.37: تعمیراتی شعبے میں اجرتی نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.35: مستقبل میں بے روزگاری کا اشاریہ (آئندہ چھ ماہ)۔



Source: State Bank of Pakistan

شعبے میں ملازمتوں کی نمو پنجاب کے تقابل میں سندھ میں زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گاڑیوں کی اسمبلی پلانٹس کا ارتکاز کراچی میں ہے۔ سندھ میں صنعتی پیداوار اور ملازمت پر ماہانہ سروے کے اعداد و شمار میں گاڑیوں کی 17 فرموں کی نشاندہی ہوئی، میں پنجاب میں صنعتی پیداوار اور ملازمت پر ماہانہ سروے کے اعداد و شمار میں صرف ایک اسمبلی یونٹ ظاہر ہوا۔ گاڑیوں کی طرح سیمنٹ کے شعبے میں بھی بلند پیداوار ہی ملازمتیں بڑھانے کا سبب بنی۔

م س 21ء کے دوران ادویہ سازی کے شعبے میں ملازمتیں 43.6 فیصد بڑھیں جو گذشتہ برس 35.4 فیصد کم ہوئی تھیں۔ یہ امر اہم ہے کہ م س 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں نمو زیادہ نمایاں تھی، جس نے سندھ کی صنعتی لیبر مارکیٹ کی سال بسال ملازمتی نمو میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ادویہ سازی کے شعبے میں ملازمتی نمو میں اضافے کی بڑی وجہ حالیہ وبا کے سبب طلبی رسد جیسے گولیاں، کیپسولز اور انجیکشن کی طلب بڑھنا ہے۔ مزید برآں، ویکسی نیشن کی مہم سے بھی ان مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہو سکتا ہے۔⁵⁹

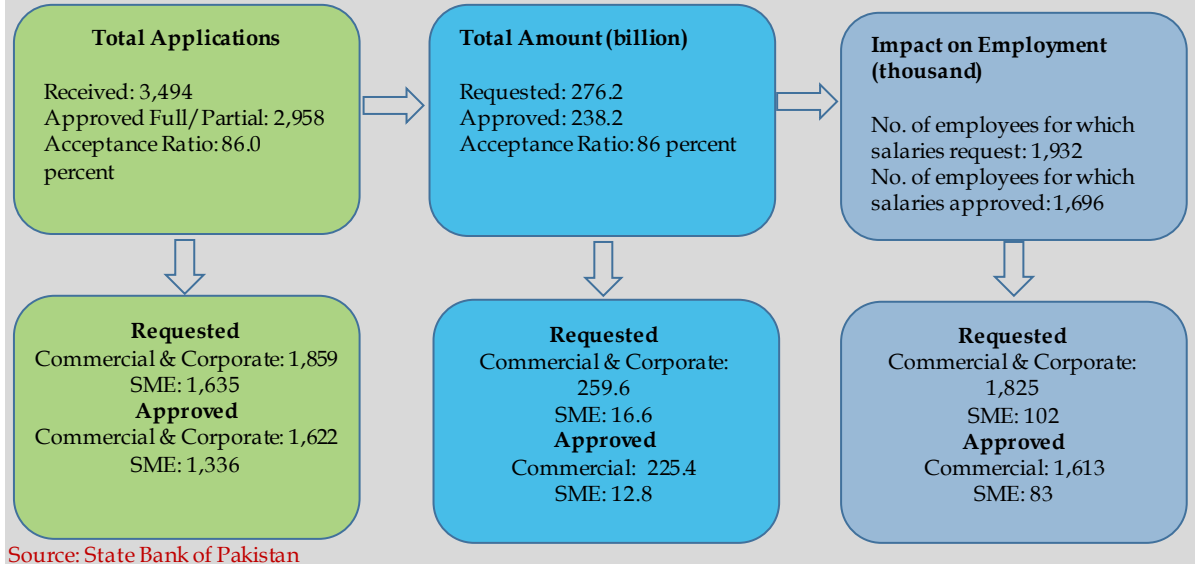
اعتماد کاروبار سروے ملازمتی اشاریہ

م س 21ء میں اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے میں صنعتی لیبر مارکیٹ میں ہونے والی بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔ م س 19ء سے اعتماد کاروبار سروے کے ملازمتی اشاریے (گذشتہ 6 ماہ) برائے صنعتی شعبے میں مسلسل کمی آرہی

⁵⁹ م س 21ء کے دوران سندھ میں انجیکشنوں کی پیداوار 23.2 فیصد بڑھی، جو گذشتہ برس 3.0 فیصد کم ہوئی تھی۔

⁶⁰ ڈیفیوژن اشاریے سے کسی سروے کے ایک مخصوص پہلو کے حوالے سے جواب دہندگان کا عمومی جھکاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ ڈیفیوژن اشاریے کی کم از کم ویلیو 0 سے شروع ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ 100 کی رینج میں ہوتی ہے۔ اس میں 50 ویلیو غیر جانبداری، 0 بے اعتمادی اور 100 ویلیو انتہائی پُر اعتمادی کی علامات ہیں۔

شکل 2.39: اپریل تا نومبر 2020ء میں بے روزگاری کے تدارک کی خاطر (ایس بی پی روزگار پروگرام) اجرتوں کے لیے نوماکاری اسکیم

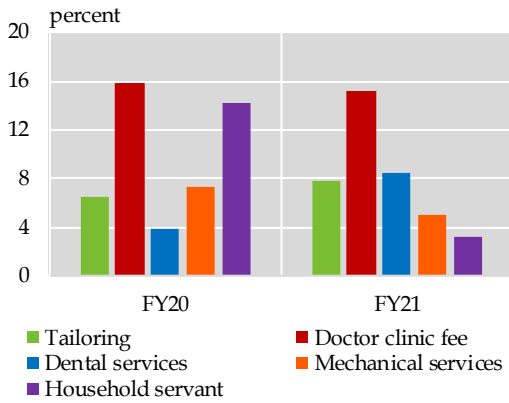


Source: State Bank of Pakistan

اجرتیں

پنجاب میں صنعتی پیداوار میں روزگار کے ماہانہ سروے میں شعبہ جاتی اعداد و شمار رپورٹ شدہ شعبوں میں وسیع البیناد نمو ظاہر کرتے ہیں (شکل 2.36)۔ اجرتوں میں نمو ادویہ سازی کے شعبے میں زیادہ نمایاں رہی۔ اس شعبے کی اجرتوں میں اضافے کا سبب کووڈ وبا ہے کیونکہ اس نے طبی آلات و رسد طلب

شکل 2.38: پیشہ ورانہ خدمات میں آمدنی کی نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑھادی تھی۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے نے بھی سیمٹ کی صنعت کی اجرتوں پر مثبت اثرات مرتب کیے: اس صنعت کی اجرتوں میں اس سال 4.7 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس 5.7 فیصد سکڑ گئی تھیں۔

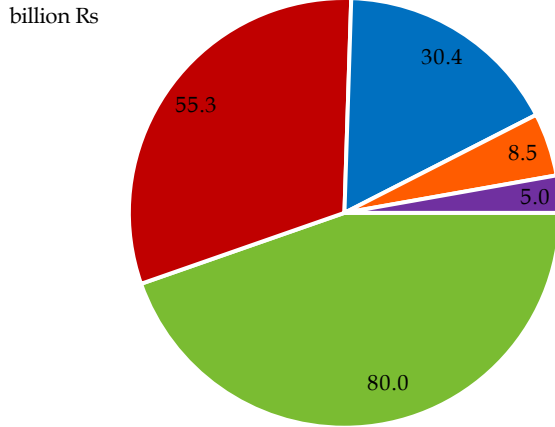
یہ امر واضح طور پر خدمات کے شعبے کی بحالی اور گوگل کے نقل و حرکت کے اعداد و شمار کے مثبت رجحانات کے عین مطابق تھا (شکل 2.26)۔

جون 2021ء کی حالیہ لہر میں ڈیفیوژن اشاریہ گذشتہ چھ ماہ کے لیے 52 پوائنٹس پر برقرار رہا اور آئندہ چھ ماہ کے لیے 3 پوائنٹس کے اضافے سے 59 تک جا پہنچا، جس سے ملک میں ملازمتوں کے مستقبل کے حوالے سے کاروباری اداروں کی مثبت توقعات کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ امر ویکسی نیشن کے آغاز کے بعد غیر یقینی صورت حال میں کمی کے ہمراہ کووڈ وبا کی آئندہ لہروں کے دوران معاشی سرگرمیوں کے تسلسل کی وجہ سے وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔

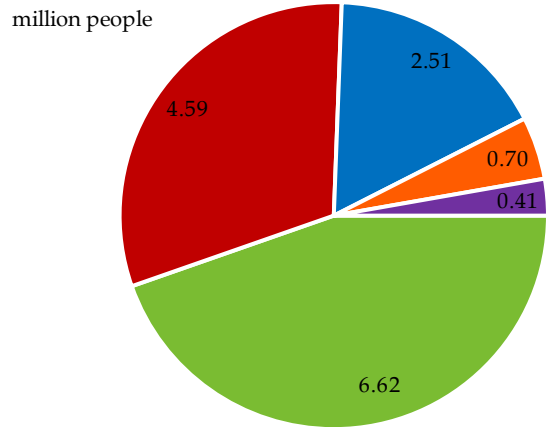
اعتماد کاروبار سروے میں منعکس ہونے والے رجحانات کو اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے میں دیکھا جاسکتا ہے۔⁶¹ اعتماد صارف سروے (اعتماد کاروبار کی طرح) کے حصے کے طور پر متوقع معاشی حالات اشاریے میں شرکاء سے آئندہ چھ ماہ کے لیے بے روزگاری کی توقعات کے بارے میں پوچھا گیا۔ م س 21ء میں گھرانوں کی مستقبل کی بے روزگاری کے حوالے سے توقعات کووڈ کی جاری لہر سے منسلک ہیں، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گھرانوں نے روزگار کے بارے میں اپنی توقعات و باکے حالات سے وابستہ رکھیں (شکل 2.35)۔

⁶¹ یہ سروے اسٹیٹ بینک نے اور آئی بی اے، کراچی نے منعقد کیا۔ اس ٹیلی فونک سروے میں تقریباً 1670 گھرانوں نے شرکت کی۔

شکل 2.40 ب: صوبہ دارنقدی کی تقسیم



شکل 2.40 الف: احساس ایمر جنسی کیش پروگرام سے صوبہ داراستفادہ کنندگان



■ Punjab ■ Sindh ■ KPK ■ Balochistan ■ Others
Source: Poverty Alleviation & Social Safety Division

م س 21ء میں ان کی اجرتوں میں 3.1 فیصد اضافہ ہوا، جو م س 20ء میں 14.2 فیصد تھا۔ کووڈ وبا گھریلو صارفین کی اجرتوں میں کمی کی ممکنہ وجہ ہو سکتی ہے۔ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کووڈ وبا کی وجہ سے ملک میں گھریلو ملازمین کو اجروں کی جانب سے کوئی آمدنی نہ ہوئی یا معمول سے کم ہوئی۔ اس کے برعکس رپورٹ ہونے والے زمروں میں ڈاکٹروں اور دندان سازوں (صارف اشاریہ قیمت میں رپورٹ ہونے والے ڈاکٹر کلینک فیس اشاریہ کی بنیاد پر) کی آمدنی میں بلند ترین اور مستقل نمو ہوئی۔ اس کی وجہ کووڈ وبا کے باعث طبی خدمات کی بلند طلب ہے۔

مالیاتی اور زرعی اعانت برائے روزگار

2020ء کے اوائل میں کووڈ وبا کا پھیلاؤ روکنے کے لیے احتیاطی اقدامات کے باعث پوری دنیا کی لیبر مارکیٹس بری طرح متاثر ہوئیں۔ پالیسی سازوں نے ملازمتوں پر منفی اثرات کا مقابلہ کرنے کے لیے تحفظ روزگار کی عارضی اسکیموں سمیت متعدد اقدامات کا سہارا لیا۔ صرف ایشیا بحر الکاہل میں ہی 37 میں سے 26 ممالک نے اس بحران سے نمٹنے کے لیے نئی اسکیمیں متعارف کرائیں یا

تعمیراتی صنعت میں اجرتوں کی شرح کے اشاریے کے اعداد و شمار صارف اشاریہ قیمت سے حاصل کیے گئے، جن میں م س 21ء دوران 6.1 فیصد اضافہ ہوا، یہ شرح م س 20ء کی 10.1 فیصد نمو سے کم ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس ضمن میں نمو کووڈ وبا پھیلنے کے ساتھ مارچ 2020ء میں گھٹنا شروع ہوئی (شکل 2.37)۔ اجرتی نمو میں سست روی کو کارکنوں کی ضرورت سے زیادہ تعداد۔ بالخصوص بے ہنر زمرے میں۔ سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ کووڈ وبا کے گہرے اثرات بنیادی طور پر ان کارکنوں کے کام کی نوعیت کی وجہ سے پڑے۔⁶² مزید برآں، بیورو آف اینیگریٹیشن اینڈ اوور سیز ایمپلائمنٹ کے مطابق 2020ء میں روزگار کے لیے بیرون ملک جانے والوں کی تعداد 61.0 فیصد کم ہو کر 94917 رہ گئی جو 2019ء میں 242828 تھی۔ اس کمی کے ساتھ ساتھ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی کچھ تعداد بھی وطن واپس آئی، خصوصاً خلیجی ممالک سے، اور اس امر نے بھی ملک میں لیبر کی رسد بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔⁶³

تعمیرات پر اجرتوں کے علاوہ صارف اشاریہ قیمت میں شعبہ خدمات کے کچھ پیشے بھی شامل ہیں (شکل 2.38)۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ برس کی نسبت م س 21ء میں گھریلو ملازمین کی آمدنی میں نمو سست ہو گئی:

⁶² عوامی بہبود پر کووڈ وبا کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے پاکستان دفتر شماریات نے سروے کیا، جس کے مطابق تعمیرات سے متعلق کارکنوں کو سب سے زیادہ ہچکچاہٹ پہنچا، کیونکہ ان میں سے 80 فیصد اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے یا انہیں آمدنی میں کمی کا سامنا کرنا پڑا، اس کے بعد اشیا سازی کے شعبے کے کارکنوں کا نمبر آتا ہے، جن کی 72 فیصد تعداد کو روزگار کے خاتمے یا آمدنی میں کمی درپیش رہی۔

⁶³ معیشت کی کیفیت پرائیویٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے م س 20ء۔ باکس 6.1 کووڈ 19 اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جبری واپسی: حکومتی لائحہ عمل اور درپیش چیلنجز

جن میں 1337 ایس ایم ایز شامل ہیں، اس کے توسط سے تقریباً 1.7 ملین ملازمین بے روزگاری سے محفوظ رہے (شکل 2.39)۔

2.69 مالیاتی مجاز پر حکومت نے احساس ایمر جنسی نقد اعانتی پروگرام کا آغاز کیا، جس کا مقصد کووڈ وبا سے متاثرہ یومیہ اجرت پر کام کرنے والوں کو معاونت فراہم کرنا تھا۔ اس پروگرام کے تحت حکومت نے 30 ستمبر 2020ء تک یکبارگی نقدی کی ہنگامی منتقلی کے حوالے سے 14.8 ملین استفادہ کنندگان میں تقریباً 180 ارب روپے تقسیم کیے۔ صوبہ وار اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر استفادہ کنندگان کا تعلق، آبادی کے پیش نظر، پنجاب سے تھا، اس کے بعد سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کا نمبر آیا (شکل 2.40 الف اور 2.40 ب)۔ پاکستان میں مشترکہ خاندانی نظام کے سماجی ڈھانچے کی بدولت یکبارگی نقدی کی ہنگامی منتقلی کے پروگرام کے توسط سے 100 ملین افراد یا ملک میں وبا سے متاثرہ نصف آبادی کی مدد کا تخمینہ لگایا گیا۔⁶⁶

تحفظِ روزگار کی جاری اسکیموں میں روڈ بدل کیا۔⁶⁴ اسی طرح پاکستان میں یومیہ اجرت پر کام کرنے والوں کے لیے نقد الاؤنس اسکیم کی مالیاتی اعانت کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے بے روزگاری کے تدارک کی غرض سے اجرتوں کے لیے نو مالکاری اسکیم کا اعلان کیا تاکہ کاروباری اداروں کو اپنے کارکنوں کو ادائیگیاں کرنے میں آسانی ہو اور مشکل معاشی حالات میں روزگار کی سلامتی میں مدد دی جاسکے۔⁶⁵

اسکیم کے تحت نومبر 2020ء تک اسٹیٹ بینک کو 3494 کاروباری اداروں سے درخواستیں موصول ہوئیں، جس میں 1.9 ملین ملازمین کا احاطہ کیا گیا۔ کمرشل درخواستوں کی تعداد 1859 تھی جبکہ بقیہ درخواستیں چھوٹے اور درمیانے اداروں (ایس ایم ایز) سے موصول ہوئیں۔ ان میں تقریباً 86 فیصد درخواستیں منظور کی گئیں، اس منظوری میں اوسطاً 25 ایام صرف ہوئے، جس سے کاروباری اداروں کو بروقت رقوم دستیاب ہوئیں۔ مزید برآں، 238.2 ارب روپے (مکمل/جزوی) کاروباری یونٹس کے لیے منظور کیے گئے،

⁶⁴ تحقیقی ریف کورڈ 19 اور ملازمتی تحفظ کی پالیسیاں: ایٹیا پیٹنگل خطے کا ایک مقدراری جائزہ، آئی ایل او، جولائی 2021ء۔ (www.ilo.org/wcmsp5/groups/public/---asia/---ro-ع۔ bangkok/documents/briefingnote/wcms_810842.pdf)

⁶⁵ www.sbp.org.pk/COVID/Rozgar.html

⁶⁶ باب 15: سماجی تحفظ، پاکستان اقتصادی سروے 2021-2020ء، وزارت خزانہ۔

(www.finance.gov.pk/survey/chapters_21/15-Social%20Protection.pdf)

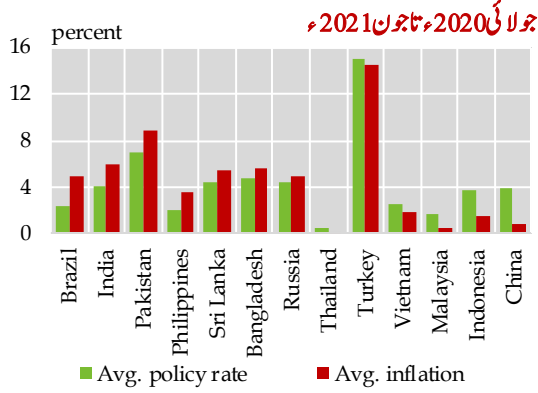
باب 3: زری پالیسی اور مہنگائی

بحالی کی افزائش کی ضرورت ، رسد اور مہنگائی کی مرتکز نوعیت اور وبا سبب پھیلی ہوئی بے یقینی کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے مناسب سمجھا کہ پورے مالی سال 21ء کے دوران گنجائشی موقف کو جاری رکھا جائے۔ مستحکم مہنگائی کی توقعات ، مہنگائی کے کمزور مخفی دباؤ اور بحالی کے جاری عمل کو ضروری اعانت کی فراہمی کے حالات میں پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 7 فیصد پر برقرار رکھا گیا۔ معاشی سرگرمی کے اظہاریوں میں بحالی کی علامات نظر آنے کے ساتھ صارفین اور کاروباری اداروں کا اعتماد بڑھ گیا۔ اس کی عکاسی کاروباری اداروں اور گھرانوں کی جانب سے قرضوں کے استعمال سے بھی ہوتی ہے۔ مالی سال 21ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں دوہندسی نمو کے ساتھ معین سرمایہ کاری قرضوں میں خاصا اضافہ ہوا ، کیونکہ کاروباری اداروں نے زیادہ تر اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی قرضہ سہولت اور عارضی معاشی ری فنانس سہولت جیسی رعایتی مالکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھایا۔ مزید برآں ، کم شرح سود کا ماحول صارفی قرضوں خصوصاً گاڑیوں ، ذاتی اور مکاناتی قرضوں کے جز میں نمایاں اضافے پر منتج ہوا۔ دوسری جانب ، مالی سال 21ء میں طلب کے قدرے محدود دباؤ کے سبب قومی صارف اشاریہ قیمت میں کمی ہونے سے عارضی رسدی دھچکوں کی مہنگائی کے اثرات کی تلافی میں مدد ملی۔ عمومی صارف اشاریہ قیمت بھی اسٹیٹ بینک کی 7 تا 9 فیصد پیش گوئی کی حد میں رہا۔ فوزی مہنگائی جس سے مہنگائی کے مخفی دباؤ کی پیمائش ہوتی ہے ، لاگتی عوامل کے قابو میں رہنے کی بدولت پچھلے برس کے مقابلے میں کم اور تقریباً پورا سال مستحکم رہی۔ ان لاگتی عوامل میں ایندھن کی کم قیمت ، مستحکم شرح مبادلہ اور معیشت میں اضافی استعداد کی موجودگی شامل ہیں۔

3 زری پالیسی اور مہنگائی

3.1 پالیسی جائزہ

شکل 3.1: اجمہرتی منڈیوں میں اوسط مہنگائی اور پالیسی ریٹ:



اختیاری، اور مالی سال 20ء میں پہلی لہر کے دوران کاروبار کی مکمل بندش کے بجائے اس بار غیر مسلسل اسمارٹ لاک ڈاؤن پر زیادہ انحصار کیا۔

نتیجتاً، سال گزرنے کے ساتھ سازگار پالیسیوں کے سبب معاشی بحالی کی رفتار میں تیزی آئی۔ جلد بکنے والی ایشیا، پیٹرولیم مصنوعات، بجلی کی پیداوار سینٹ اور گاڑیوں کی فروخت جیسے طلب کے بلند تعدد والے اظہاریوں میں سال کے دوران خاصی بحالی ہوئی۔ مالیاتی اور زری پالیسی کی مربوط کوششوں نے اس تبدیلی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسٹیٹ بینک کی رعایتی فنڈنگ اسکیموں اور گنجائشی زری پالیسی موقف سے فرموں اور گھرانوں کی قرضوں کی مالکاری اور قرضوں کی واپسی کی لاگت کو محدود رکھنے میں مدد ملی۔ مالیاتی لحاظ سے ٹیکس رعایات، زیر التواری فنڈز کی تقسیم اور زر اعانت کی شکل میں برہدف اعانت فراہم کی گئی۔ ان اقدامات نے فرموں کو صنعتی خام مال اور صارفنی ایشیا کی بڑھتی ہوئی طلب پورا کرنے کے قابل کیا۔

معاون پالیسیوں کا نتیجہ کاروباری اعانت کے اشاریے میں خاصی بہتری کی صورت میں نکلا۔ معاشی سرگرمی میں اضافے کے ساتھ مالی سال 21ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں بھی 11.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ یہ گذشتہ برس 2.9 فیصد بڑھے تھے۔ قرضوں کے استعمال کی بحالی میں بڑا حصہ معین سرمایہ کاری

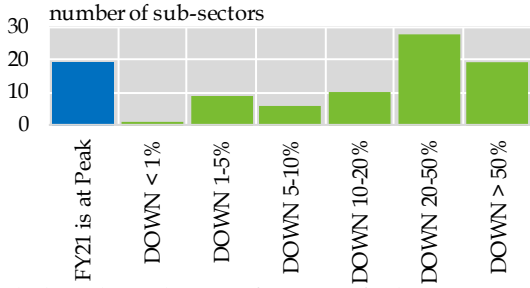
مالی سال 21ء میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے گنجائشی موقف کو جاری رکھا تا کہ کووڈ 19 کے اثرات سے نمٹا جاسکے اور معاشی بحالی کو اعانت فراہم کی جائے۔ اس پالیسی فیصلے کو مستحکم مہنگائی کی توقعات، مہنگائی کے کمزور دباؤ، جاری کھاتے کے توازن میں بہتری، بیرونی قرضوں کی مناسب دستیابی اور زر مبادلہ کے ذخائر کی صورت حال میں بہتری سے تقویت ملی۔ ان تمام عوامل اور وبا کے سبب پھیلی بے یقینی کو مد نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے معاشی نمو کی بحالی پر زور دینا مناسب سمجھا۔ لہذا، کمیٹی نے مالی سال 21ء میں منعقدہ اپنے تمام اجلاسوں میں پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 7 فیصد پر برقرار رکھا۔

یاد رہے کہ اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے مارچ تا جون 2020ء کے دوران منعقد ہونے والے زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ میں 625 بیسیس پوائنٹس کٹوتی کا اعلان کیا تھا۔ جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں مہنگائی سے مطابقت کے لیے پاکستان کی زری پالیسی دیگر اجمہرتی معیشتوں کے مقابلے میں منظر نامے کی ٹچلی سطح پر رہی (شکل 3.1)، جس سے معاشی سرگرمی کی بحالی کے لیے زیادہ گنجائشی فراہم کرنے کا موقع ملا۔ اسٹیٹ بینک نے معاشی نمو کو مزید تحریک دینے کے لیے مالی سال 20ء میں وبا پھیلنے کے بعد شروع کی جانے والی کچھ ری فننس اسکیموں میں توسیع اور ان میں نرمی کا اعلان بھی کیا۔

ری فننس اسکیموں کے علاوہ حکومت نے مکانات اور تعمیرات کے شعبوں کی سرگرمیوں کے فروغ پر بھی زور دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک نے جولائی 2020ء میں بینکوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے نجی شعبے کے قرضوں میں مکانات اور تعمیراتی قرضوں کا حصہ دسمبر 2021ء تک بڑھا کر کم از کم 5 فیصد تک لے جائیں۔ معاشی اثرات کو کم از کم رکھنے اور کاروباری اداروں اور یومیہ اجرت والوں کو تحفظ دینے کے لیے حکومت نے زیادہ برہدف حکمت عملی

¹ مالی سال 21ء میں ملکی سینٹ کی ترسیلات، کاروں کی فروخت، بجلی کی پیداوار اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں بالترتیب 20.4 فیصد، 56.7 فیصد، 6.9 فیصد اور 14.3 فیصد نمو ہوئی۔

شکل 3.3: کیو آئی ایم کے ذیلی شعبوں کا س 15ء 20ء کی بلند ترین



*the bars show relative performance of sub-sectors in FY21 compared to their peak performance during FY15-FY20. The y-axis reflects number of sub-sectors that fall in respective categories on the x-axis.

Source: Pakistan Bureau of Statistics

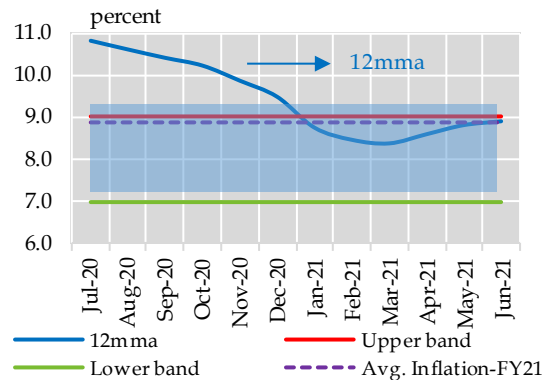
پیش گوئی سے کم ہے (شکل 3.2)۔ مالی سال 21ء کی دی گئی حد سے ایندھن کی کم قیمتوں، مہنگائی سے عاری بجٹ (کسی قسم کے اضافی ٹیکسوں کے بغیر اور تعمیراتی صنعت کو ریلیف کے ساتھ) اور طلب کے قدرے کم دباؤ سے بہتر امکانات کی عکاسی ہوئی۔ مہنگائی کی پیش گوئی پورے سال اضافے اور کمی کے کئی خطرات سے مشروط تھی۔ اضافے کے خطرات میں اہم غذائی اجزاء کی قیمتوں میں اضافہ، انتہائی سازگار موسمی حالات اور ایندھن اور یوٹیلیٹی ٹیرف میں ردوبدل شامل تھے؛ جبکہ قیمتوں میں کمی کے خطرات میں دباؤ کی دوسری اور تیسری لہروں اور ان کے نتیجے میں طلب کا سست ہونا شامل تھے۔

معیشت میں فاضل گنجائش کے پیش نظر سال گزرنے کے ساتھ قومی مہنگائی متعادل رہی۔³ فاضل گنجائش کے پر کسی اظہار کے طور پر اس کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے ذیلی شعبوں کی اکثریت اپنی پچھلی بلند ترین سطحوں سے نچلی سطح پر کام کر رہی ہے، جو مالی سال 15ء تا مالی سال 21ء میں حاصل کیے گئے تھے (شکل 3.3)۔⁴ تاہم، رسدی تعطل، خصوصاً غذائی گروپ میں، اور بجلی کی قیمتوں میں انتظامی ردوبدل کی وجہ سے عمومی مہنگائی پر دباؤ برقرار رہا۔ سال بسال مہنگائی کے اعداد و شمار بھی اتار چڑھاؤ کے رجحانات کے عکاس تھے۔ ان میں غذائی گروپ میں کمزور ہونے رسدی دباؤ کے سبب 5.7 فیصد کی نچلی سطح اور اساسی اثر سے لے کر بجلی کی نظر ثانی شدہ قیمتوں، ایندھن کی ملکی قیمتوں (ماہ بہ ماہ بنیاد) پر اضافے کے دباؤ

قرضوں اور صارفی قرضوں میں توسیع کا تھا۔ جاری سرمائے کے قرضوں میں بھی اضافہ ہو گیا، جس کا اہم سبب غیر مینو فیکچرنگ شعبوں کی بلند قرض گیری تھی۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل، سیمنٹ، موٹر گاڑیوں جیسے کچھ اہم مینو فیکچرنگ سے وابستہ کاروباری اداروں نے ملکی فروخت میں تیزی اور ٹیکس ری فنڈز کی بلند سطح کے سبب فرموں کی مالی پوزیشن میں بہتری کے بل بوتے پر اپنے قرضے واپس کر دیے۔ اسی طرح، کووڈ کے دوران خصوصاً عارضی معاشی ری فنانس سہولت اور توسیع شدہ طویل مدتی مالکاری سہولت جیسی اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں سے معین سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کو تقویت ملی۔² مالی سال 21ء میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں 11.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 1.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔ اسی طرح، صارفی قرضوں کی تیزی کے پس پردہ کار اور مکانات کے قرضوں کی دلچسپی میں اضافے نے اہم کردار ادا کیا۔

مالی سال 21ء میں عمومی صارف اشاریہ قیمت اور قومی مہنگائی میں اعتدال آ گیا۔ مالی سال 21ء کے دوران عمومی مہنگائی کم ہو کر 8.9 فیصد پر آگئی جبکہ گذشتہ برس یہ 10.7 فیصد تھی۔ اسی طرح، شہری قومی مہنگائی 6.0 فیصد پر مستحکم رہی، جبکہ ایک سال قبل یہ 7.5 فیصد تھی۔ سال کے آغاز (جولائی 2020ء) میں اسٹیٹ بینک کی صارف اشاریہ قیمت کی پیش گوئیاں 7 تا 9 فیصد کی حد میں رہیں، جبکہ یہ مالی سال 20ء کی 11 تا 12 فیصد کی

شکل 3.2: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی پیش گوئی اور 12 ماہ کی حرکت پذیر



Source: PBS and SBP staff estimates

² مالی سال 21ء میں عارضی اقتصادی ری فنانس سہولت کے تحت رقم کی عام تقسیم کی مالیت 138.6 ارب روپے تھی۔ یہ رقم گذشتہ برس موجود نہیں تھی کیونکہ ان کی ادائیگی مالی سال 21ء میں شروع ہوئی۔

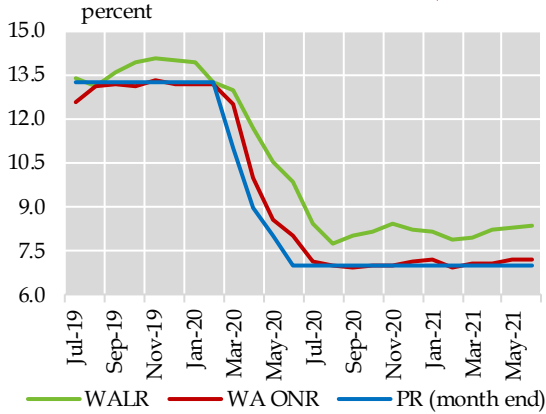
³ سیمنٹ، پیٹرولیم مصنوعات، گاڑیوں (ملکی سفری گاڑیوں، ہلکی کمرشل گاڑیوں اور بھاری کمرشل گاڑیوں) جیسے بعض شعبوں میں گنجائش کے استعمال کے ڈینا سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سرگرمی ابھی تک مالی سال 16ء اور مالی سال 17ء میں دیکھی گئی سطح سے نیچے ہے۔

⁴ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کے 92 ذیلی شعبوں میں سے 73 شعبوں کی پیداوار مالی سال 15ء سے حاصل شدہ اپنی بلند سطح سے نیچے تھی۔

کوڈ کے سبب جاری غیر یقینی صورت حال، وائرس کی نئی اقسام کے نمودار ہونے اور ویکسی نیشن کی مہم سے منسلک خطرات کے سبب زری پالیسی کمیٹی نے پہلی مرتبہ اپنے جنوری 2021ء کے اجلاس میں زری پالیسی پر پیشگی رہنمائی بھی دی (باکس 3.1.1)۔ مزید برآں، سال کے اگلے زری پالیسی فیصلوں میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ کی حالیہ سطح کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔ اس نے ان توقعات کا اعادہ بھی کیا کہ قلیل مدت میں معاون شرح سود کا ماحول برقرار رہے گا اور پالیسی ریٹ کی موجودہ سطح میں کسی بھی قسم کے ردوبدل کی پیمائش کی جائے گی اور بتدریج معتدل طور پر مثبت حقیقی شرح سود حاصل کر لیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ مذکورہ سازگار معاشی ماحول کے باعث زری پالیسی کمیٹی نے یہ محسوس کیا کہ زری پالیسی کا موجودہ گنجائش موقف نوزائیدہ معاشی بحالی کی اعانت کے لیے مناسب تھا (شکل 3.5)۔

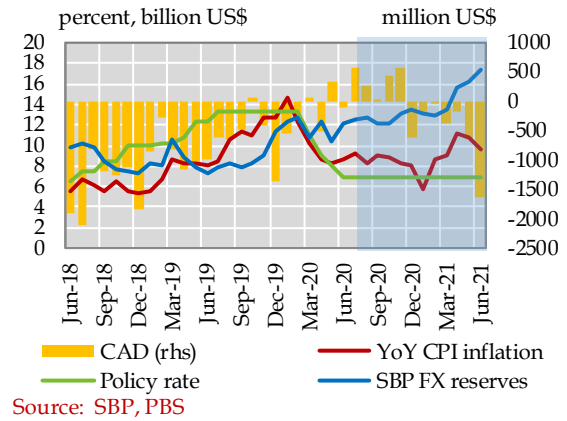
شکل 3.5: اہم شرح ہائے سود کے رجحانات



Source: State Bank of Pakistan

اور مرغمانی گروپ میں بلند مہنگائی کے نتیجے میں اپریل 2021ء کے مہینے میں 11.1 فیصد کی بلند ترین سطح شامل ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ م س 21ء کی آخری سہ ماہی میں عمومی مہنگائی اپریل 2021ء کے 11.1 فیصد سے کم ہو کر جون 2021ء میں 9.7 فیصد ہو گئی۔ اس رجحان سے زری پالیسی کمیٹی کے پچھلے موقف کو بھی تقویت ملی کہ قیمتوں کا حالیہ دباؤ زیادہ تر رسد پر مبنی اور عارضی تھا۔ نتیجتاً مالی سال 21ء کی اوسط مہنگائی مئی 2020ء میں اسٹیٹ بینک کی اعلان کردہ 7 تا 9 فیصد پیش گوئی کی حد میں تھی۔

شکل 3.4: اہم پالیسی اظہار یوں کا رجحان



Source: SBP, PBS

مالی سال 21ء کے دوران ملک کا بیرونی شعبہ پچھلے کچھ برسوں کے مقابلے میں مضبوط ترین تھا (شکل 3.4)۔ جاری کھاتے کا خسارہ گر کر 10 سال کی کم ترین سطح پر آ گیا۔ اسے معاون پالیسی اقدامات اور باضابطہ ذرائع کے استعمال میں اضافے کے حالات میں تجارتی توازن میں بہتری اور ریکارڈ بلند ترسیلات زر سے مدد ملی۔ نتیجتاً، ان موافق پیش رفتوں کی وجہ سے زرمبادلہ کی حفاظتی حد مضبوط ہو گئی۔

باکس 3.1: پیشگی رہنمائی کے استعمال سے شرح سود کی توقعات کا انتظام

مرکزی بینک کا ابلاغ زری پالیسی کا ایک اہم پہلو ہے جس کا مقصد معاشی اور مالی بے یقینی کو کم کرنا ہے۔ عام معاشی حالات میں بعض مرکزی بینک مستقبل کے زری پالیسی موقف کا اعلان بھی کرتے ہیں، جسے پیشگی رہنمائی کہا جاتا ہے۔ یہ زری پالیسی کا ایک غیر روایتی طریقہ ہے جسے مرکزی بینک شرح سود میں اتار چڑھاؤ کو کم از کم رکھنے اور شرح سود کی توقعات کا انتظام کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کی کئی اقسام ہو سکتی ہیں جیسے معیاری پیشگی رہنمائی، مقداری پیشگی رہنمائی یا بصورت دیگر مخصوص معاشی پیش رفتوں کی بنیاد پر۔ 1999ء میں پیشگی رہنمائی پہلی مرتبہ جاپان نے اپنی صفر شرح سود کی پالیسی کے مطابق اختیار کی۔ اس کے بعد عالمی بحران میں پیشگی رہنمائی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی کیونکہ کچھ ترقی یافتہ ممالک کی شرح سود صفر کی چٹائی حد کو چھو چکی تھی۔

کوڈ 19ء کے پھیلاؤ کے بعد کئی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مرکزی بینکوں نے یہ حکمت عملی اختیار کی تاکہ سرمایہ کاروں اور دیگر اقتصادی عاملین کو بلند بے یقینی کے حالات میں مستقبل بین فیصلے کرنے میں اعتماد دیا جاسکے (جدول 3.1.1)۔

جدول 3.1.1: کووڈ 19 پھیلنے کے بعد مرکزی بینکوں کی جانب سے پیش رفتی

مرکزی بینک	کووڈ 19 پھیلنے کے بعد پیش رفتی رہنمائی کا اہتمام	تازہ ترین موقف
بینک دولت پاکستان	”ان دیکھی پیش رفتوں کی عدم موجودگی میں زری پالیسی کمیٹی کو توقع ہے کہ زری پالیسی کی صورت حال قلیل مدت میں تبدیل نہیں ہوگی۔ معاشی بحالی کے زیادہ پائیدار ہونے اور معیشت کی مکمل استعداد پر واپس آنے کی صورت میں زری پالیسی کمیٹی کو توقع ہے کہ پالیسی ریٹ میں کسی بھی قسم کا ردوبدل پیشکش پر مبنی اور بتدریج ہو گا تاکہ معتدل طور پر مثبت حقیقی شرح سود کو حاصل کیا جاسکے۔“ (22 جنوری 2021ء)	”آگے چل کر ان دیکھی پیش رفتوں کی عدم موجودگی میں زری پالیسی کمیٹی کو توقع ہے کہ قلیل مدت میں زری پالیسی گنجانہ رہے گی، اور پالیسی ریٹ میں کسی بھی قسم کا ردوبدل پیشکش پر مبنی اور بتدریج ہو گا تاکہ معتدل طور پر مثبت حقیقی شرح سود کو حاصل کیا جاسکے۔“ (27 جولائی 2021ء)
ریزرو بینک آف آسٹریلیا (آر بی اے)	”بورڈ اس وقت تک نقد شرح کے ہدف میں اضافہ نہیں کرے گا، جب تک کہ مکمل روزگار کی سمت پیش رفت نہیں ہوتی اور اسے اہمیت دے کہ مہنگائی پائیدار طور پر 2 تا 3 فیصد کی حد میں رہے گی۔“ (19 مارچ 2020ء)	”بورڈ اس وقت تک نقد شرح میں اضافہ نہیں کرے گا جب تک اصل مہنگائی پائیدار طور پر 2 تا 3 فیصد کی حد میں نہ آجائے۔ معیشت کا مرکزی منظر نامہ یہ ہے کہ اس شرط پر 2024ء سے پہلے عملدرآمد نہیں ہوگا۔“ (3 اگست 2021ء)
بینک آف کینیڈا	”گورننگ کونسل پالیسی شرح سود کو مؤثر چلنی حد تک رکھے گی تاوقتیکہ معاشی سمت رفتار کو جذب کر لیا جائے، تاکہ مہنگائی کے 2 فیصد ہدف کو پائیدار طور پر حاصل کر لیا جائے۔“ (15 جولائی 2020ء)	”ہم پالیسی شرح سود کو اس وقت تک مؤثر چلنی حد پر برقرار رکھنے کے لیے پر عزم ہیں جب تک معاشی سمت رفتاری جذب نہیں ہو جاتی، تاکہ 2 فیصد مہنگائی کا ہدف پائیدار طور پر حاصل ہو جائے۔ بینک کی جولائی کی پیش گوئی میں ایسا بعض اوقات 2022ء کی دوسری ششماہی میں دیکھا جائے گا۔“ (14 جولائی 2021ء)
فیڈرل ریزرو	”کمیٹی کو توقع ہے کہ وہ ہدف کی اس حد کو اس وقت تک برقرار رکھے گی جب تک اسے یہ اعتماد نہیں ہوتا کہ معیشت حالیہ واقعات کے اثرات سے نکل آئی ہے اور زیادہ سے زیادہ روزگار اور قیمتوں کے استحکام کے مقاصد کے حصول کی راہ پر گامزن ہے۔“ (15 مارچ 2020ء)	”کمیٹی نے فیڈرل فنڈز کے لیے ہدف کی حد کو 0 تا 1/4 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا اور اسے توقع ہے کہ ہدف کی اس حد کو برقرار رکھنا اس وقت تک مناسب ہوگا، جب تک افرادی قوت کے حالات کمیٹی کی زیادہ سے زیادہ روزگار کی تشخیص کردہ کی حد سے ہم آہنگ نہیں ہوتے اور مہنگائی 2 فیصد تک بڑھ نہیں جاتی اور یہ کچھ وقت کے لیے 2 فیصد سے تجاوز کرنے کی راہ پر گامزن ہے۔“ (28 جولائی 2021ء)
ریزرو بینک آف انڈیا	”زری پالیسی کمیٹی نے بھی جب تک ضروری ہو گنجائشی موقف جاری رکھے گا فیصلہ کیا۔ کم از کم مالی سال میں اور اگلے مالی سال تک۔ تاکہ آگے چل کر مہنگائی کو ہدف کے مطابق رکھنے کو یقینی بناتے ہوئے نمو کو پائیدار بنیادوں پر بحال اور معیشت پر کووڈ 19 کے اثر کو زائل کیا جاسکے۔“ (09 اکتوبر 2020ء)	”زری پالیسی کمیٹی نے جب تک ضروری ہو گنجائشی موقف کو جاری رکھنے کا بھی فیصلہ کیا تاکہ نمو کو پائیدار بنیادوں پر بحال اور برقرار رکھا جاسکے اور معیشت پر کووڈ 19 کے اثرات کو زائل کرنے کا سلسلہ جاری رہے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ آگے چل کر مہنگائی ہدف کی حد میں رہے۔“ (6 اگست 2021ء)
سری لنکا	”بورڈ نے 2020ء کے آخر میں نمو کی توقع سے بہتر کارکردگی کو دیکھا اور موجودہ شرح سود کی ساخت کو برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ آگے چل کر پائیدار معاشی بحالی کو اعانت مہیا کی جا سکے۔“ (03 اپریل 2021ء)	-
برازیل	”کووڈ 19 زری پالیسی تحریک میں کمیٹی کی توقع نہیں رکھتا، جب تک مہنگائی کی توقعات کے ساتھ ساتھ اس کے بیس لائن منظر نامے کی مہنگائی کی پیش گوئیاں حال میں زری پالیسی کے متعلق افق پر مہنگائی کے ہدف کے قریب نہ ہوں۔ 2021ء اور کم حد میں 2022ء تک۔ یہ صورت حال موجودہ مالیاتی اعانت کو برقرار رکھنے اور طویل مدتی مہنگائی کی پیش گوئیوں پر قابو پانے سے مشروط ہے۔“ (05 اگست، 2020ء)	”اگلے اجلاس میں کمیٹی نے اسی شدت کے ایک اور ردوبدل کی پیش گوئی ہے [شرح سود میں 100 بی پی ایس اضافہ کیا گیا]۔ کووڈ زور دیتا ہے کہ اس کے مستقبل کے پالیسی اقدامات میں یہ یقینی بنانے کے لیے ردوبدل کیا جاسکتا ہے کہ مہنگائی کے ہدف کو حاصل کیا جائے، اور اس کا انحصار معاشی سرگرمی کے ارتقاء، خطرات کو توازن، اور زری پالیسی کے متعلقہ افق کے لیے مہنگائی کی توقعات اور پیش گوئیوں پر ہو۔“ (04 اگست 2021ء)

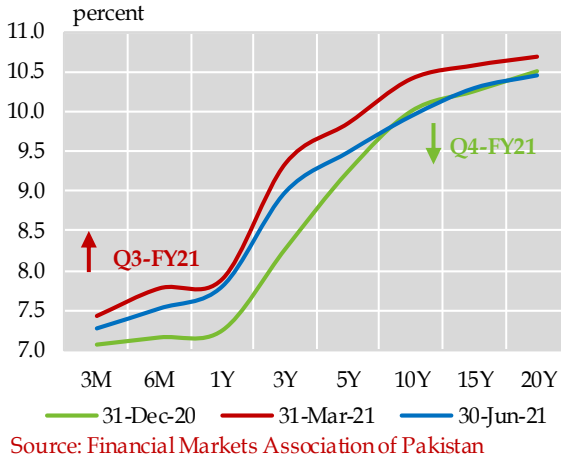
ماخذ: مرکزی بینک، (معلقہ) پریس ریلیزیں۔

زری پالیسی کمیٹی نے پاکستان میں پیش رفتی رہنمائی جنوری 2021ء سے دینا شروع کی، جس کا مقصد گنجائشی زری پالیسی موقف کا تسلسل رکھنے کے عزم کو تقویت دینا اور اقتصادی عاملین کو پالیسی کے قابل پیش گوئی ہونے اور فیصلہ سازی میں سہولت دینا تھا۔ ایسا پہلی بار دیکھنے میں آیا کہ اسٹیٹ بینک نے واضح طور پر بیان کیا کہ قلیل مدت میں شرح سود کسی تبدیلی کے بغیر برقرار رہے گی۔ زری پالیسی کمیٹی نے مارکیٹ کو پیش رفتی رہنمائی فراہم کرنے کے لیے طلب کی مہنگائی کی کم امکانیت اور مستحکم مہنگائی کی توقعات کا اظہار کیا۔

حکومت کے قرضہ تسکات پر ثانوی بازار (پی کے آر وی) کی یافتوں میں مالی سال 21ء کے آغاز سے اضافے کا رجحان تھا جو پوری تیسری سہ ماہی میں جاری رہا۔ حقیقی منفی شرح سود کے ساتھ مہنگائی میں اضافے کے پیش نظر مارکیٹ نے ایم پی سی کی جانب سے قلیل مدتی شرح سود کی راہ کے متعلق دی گئی رہنمائی پر تاخیر سے رد عمل ظاہر کیا۔ تاہم، بعد ازاں مارچ 2021ء کے زری پالیسی اعلان کے بعد مارکیٹ میں اعتماد آ گیا۔ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی سے یاقینیں معتدل ہو گئیں اور خطیافت کی طویل مدتی یافتوں پر اس کا قدرے زیادہ اثر پڑا (شکل 3.1.1)۔ اسی طرح، مستقبل کی شرح سود کے

راستے کے متعلق رہنمائی سے بھی وسط تا طویل مدتی تمسکات میں مارکیٹ کا حصہ بڑھانے میں مدد ملی۔ معین شرح پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بی) کی مسابقتی بولیاں مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں بڑھ کر 1,468 ارب روپے تک پہنچ گئیں جبکہ مالی سال 21ء کی تیسری اور دوسری سہ ماہی میں یہ بالترتیب 437 ارب روپے اور 186 ارب روپے تھیں۔

شکل 3.1.1: ثانوی بازار کی یافتیں



دیگر ممالک نے بھی بحران کی مدت میں پیٹنگی رہنمائی سے فائدہ اٹھایا۔ مثلاً، ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) کے مطابق پیٹنگی رہنمائی سے مارکیٹ کے احساسات کو بڑھانے اور 'سیالیت' کے خطرات کو ختم کرنے میں مدد ملی۔⁵ اس سے وبا کے دوران استعمال ہونے والے زری پالیسی کے دیگر غیر روایتی آلات کو بھی تقویت ملی۔ اسی طرح، فیڈرل ریزرو بینک آف کیوبلیڈز کی ایک اسٹڈی سے پتہ چلتا ہے کہ کووڈ 19 کے دوران ایف او ایم سی کی جانب سے اعلان کردہ پیٹنگی رہنمائی شرح سود کی راہ کے بارے میں عوامی توقعات کا انتظام کرنے میں کامیاب رہی تھی، ایسی صورت میں جب اس کے ساتھ "معاشی پیش گوئیوں کا خلاصہ" جو معاشی متغیرات کے متعلق پیش گوئیاں کرنے والی ایک رپورٹ ہے۔ تاہم معاشی مبادیات کے بارے میں توقعات کی تبدیلی پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے۔⁶

3.2 زری مجموعہ

واجبات کے لحاظ سے مالی سال 21ء میں زیر گردش کرنسی تقریباً نصف کمی کے ساتھ 12.5 فیصد ہو گئی، جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 24.1 فیصد تھی۔ مالی سال 21ء میں ڈپازٹس کی نمو بڑھ کر 17.6 فیصد ہو گئی، جو ایک سال قبل 14.9 فیصد تھی۔ تاہم، ہفتہ وار اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء میں کرنسی اور ڈپازٹ کا تناسب بلند سطح پر رہا کیونکہ نقد رقم رکھنے اور بینک سے باہر چکنا چویوں کی عوامی ترجیح بدستور بلند سطح پر رہی۔⁷ اس رجحان میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا: (i) کووڈ کے پھیلاؤ کے بعد نقد رقم کی طلب میں کمی گنا اضافہ ہو گیا۔ اگرچہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں زیر گردش کرنسی کی اس بلند سطح کے ایک بڑے حصے میں استرداد درج کیا گیا، تاہم نقد رکھنے کی طلب بلند سطح پر رہی، (ii) کم شرح سود کے نتیجے میں نقد رقم رکھنے کی کم لاگت اور (iii) حکومت کے ذریعے احساس پروگرام کو نقد رقم کی منتقلیوں کا اثر۔

مالی سال 21ء کے دوران زرو وسیع میں 16.2 فیصد کی نمو درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس یہ 17.5 تھی (جدول 3.1)۔ تاہم، یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ ابھی تک گذشتہ برسوں میں درج کی گئی نمو کے مقابلے میں بلند سطح پر ہے۔ اثاثوں کے لحاظ سے خالص ملکی اثاثوں کے ساتھ ساتھ خالص بیرونی اثاثوں میں توسیع درج کی گئی، جس میں بڑا حصہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کا تھا۔ سال بسال بنیادوں پر خالص ملکی اثاثوں میں نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں بینکاری نظام سے کم خالص میزانی قرض گیری اور پبلک سیکرٹریز پر انزوی قرض گیری کے مقابلے میں خالص واپسی کے باعث معتدل ہو گئی۔ ان دو پیش رفتوں کے مشترکہ اثر نے نئی شعبے کے قرضوں میں مضبوط تبدیلی کے اثر کی تلافی کر دی۔ اسی طرح، بیرونی پوزیشن میں مسلسل بہتری اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے سے خالص بیرونی اثاثوں کی نمو کو تقویت ملی۔ ایساریکارڈ بلند برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلات زور اور دیگر سرکاری رقوم کی آمد کے سبب ہوا۔ سہ ماہی بنیادوں پر چوتھی سہ ماہی میں ابتدائی تین سہ ماہیوں کے مقابلے میں زرمبادلہ رقوم کی بلند ترین آمد درج کی گئی۔ ان میں کئی اقساط والے نئے یورو بانڈز کا اجرا اور واپڈا کے جاری کردہ گرین یورو بانڈز کا اجرا، اکثر طرفہ ایجنسیوں اور دیگر کمرشل قرضوں سے رقوم کی آمد شامل ہیں۔

⁵ ماخذ: www.rbi.org.in/Scripts/BS_ViewBulletin.aspx?Id=20141

⁶ www.clevelandfed.org/en/newsroom-and-events/publications/economic-commentary/2020-economic-commentaries/ec-202027-forward-guidance-during-the-pandemic.aspx

⁷ ہفتہ وار بنیادوں پر مالی سال 21ء میں کرنسی ڈپازٹس کا تناسب اوسطاً 43.1 فیصد رہا جبکہ یہ مالی سال 20ء میں 43.1 فیصد اور مالی سال 19ء میں 40.4 فیصد تھا۔

جدول 3.1: زری مجموعے نا

ارب روپے

شرح نمو فیصد میں		اسٹاک میں مستقل تبدیلی		
م س 21ء	م س 20ء	م س 21ء	م س 20ء	
16.2	17.5	3,389.7	3,109.5	ایم ٹو (الف + ب)
240.4	65.8	1,241.0	990.9	الف۔ خالص بیرونی اثاثے
10.0	11.0	2,148.7	2,118.6	ب۔ خالص ملکی اثاثے
12.5	18.6	1,712.4	2,151.8	* میزانی قرض گیری
-17.1	-2.3	(1,119.0)	(153.1)	بینک دولت پاکستان
39.3	47.0	2,831.5	2,304.9	جدولی بینک
11.1	7.5	90.6	57.0	اجناس کے آپریشنز
11.2	2.9	766.2	196.4	نئی شعبہ
-3.7	7.0	(53.8)	96.3	پبلک سیکٹر اسٹریٹجی
25.2	-35.5	(376.3)	(391.6)	دیگر اجزاء خاص
12.8	16.8	983.6	1,106.4	زر بنیاد
12.5	24.1	767.9	1,192.0	زیر گردش کرنسی
17.6	14.9	2,595.0	1,909.9	بینکوں کے پاس مجموعی ڈپازٹ

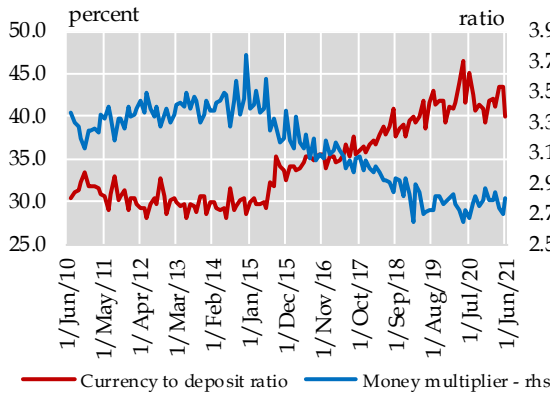
نا: مجموعی

* یہ اعداد و شمار بیرونی بنیاد پر مبنی ہیں۔ اور جس طرح انہیں پیش کیا گیا ہے ان کی نقد بنیادوں پر بینک کے قرضوں کی رقم سے مماثلت ضروری نہیں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

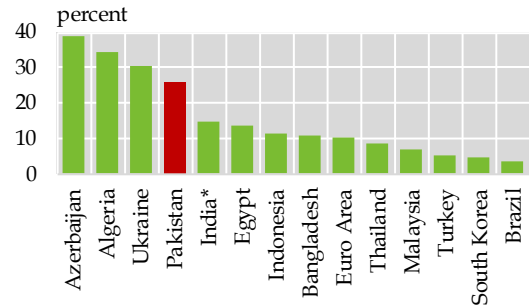
ٹیکس اور مالی لین دین کی جانچ پڑتال میں اضافے جیسے معاملات نے بھی گذشتہ چند برسوں کے دوران ڈپازٹ کی نمو کو متاثر کیا ہے۔⁸ نتیجتاً، مالی وساطتی اداروں کی قرض تخلیق کرنے کی استعداد پر منفی اثرات مرتب ہوئے، جس کی عکاسی ضارب زر میں کمی سے ہوتی ہے (شکل 3.7)۔

شکل 3.7: معیشت میں مالی وساطت پر بلند نقد سرائیت کا اثر



Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.6: زیر گردش کرنسی تازرو وسیع (جون 2021ء)



* for India the ratio is calculated as GIC/M3 for Algeria, Egypt, Indonesia, Bangladesh and Thailand latest available figures were used as data for Jun 2021 is not available.

Source: Haver Analytics

رقوم کی سرائیت ابھی تک تاریخی رجحان اور دیگر ممالک دونوں کے مقابلے میں خاصی بلند سطح کے ارد گرد ہے (شکل 3.6)۔ پاکستان کی کرنسی اور زر کی رسد بھارت، مصر، بنگلہ دیش، ترکی وغیرہ جیسی دیگر علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں خاصی بلند ہے۔ معیشت میں نقد رقوم کے استعمال میں حالیہ اضافے کے ساتھ نان فائلنگ افراد کے لیے بینکاری لین دین پر عائد وہولڈنگ

⁸ مالی سال 22ء کے فنانس بل میں نان فائلنگ افراد کے لیے بینکاری لین دین پر وہولڈنگ ٹیکس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور زر کی رسد کے اجزاء پر اس کے اثرات آئندہ مہینوں میں سامنے آسکتے ہیں۔ دوسری جانب، بینک دولت پاکستان نے بین الینٹک فنڈز انسٹریٹجی بحال کر دی ہے جو مارچ 2020ء میں وبا کے آغاز سے معطل تھی۔

حکومتی قرض گیری

ڈپازٹس کے اثر سمیت حکومت نے اسٹیٹ بینک کو بھاری رقوم واپس کیں۔ مالی سال 21ء میں وفاقی حکومت نے بینکاری نظام سے اپنی نقد رقوم کی حفاظتی حد میں تقریباً 647.8 ارب روپے کا اضافہ کیا، جس کے نتیجے میں کمرشل بینکوں سے خام قرضوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وبا کے اثرات سے نمٹنے کے لیے بلند مالیاتی اخراجات کے باوجود مسلسل دوسرے برس حکومت کی مرکزی بینک سے قرض گیری صفر رہی ہے۔ اگر بحران کی مدت مرکزی بینک سے اعانت میزانیہ کے ساتھ ہوتی تو اس سے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہو سکتا تھا۔ گذشتہ دو برسوں میں مرکزی بینک سے صفر قرض گیری نے اسٹیٹ بینک کی جانب سے سیالیت کے بہتر انتظام میں بھی مدد کی۔ یہ حالات زری پالیسی کی موثر ترسیل پر منتج ہوتے ہیں اور ان سے مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

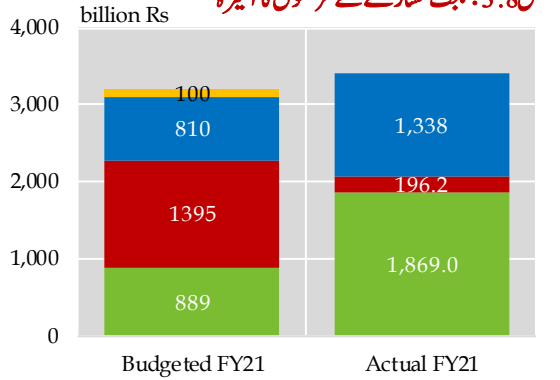
نیلامیاں

حکومت کے نیلامی سے پہلے کے اہداف واجب الادا مارکیٹ میں قابل فروخت تمسکات کی عرصیت کے خاکے میں توسیع کے مقصد سے ہم آہنگ رہے۔ مالی سال 21ء میں ٹی بلز کی عرصیت کا خالص ہدف منفی 1,165.8 ارب روپے پر تھا جبکہ مالی سال 20ء میں 1,163.7 ارب روپے تھا (جدول 3.2)۔ معین شرح پی آئی بی کے مقابلے میں حکومت نے عرصیت کے خالص اہداف بڑھا کر 1,121.6 ارب روپے کر دیے جبکہ گذشتہ برس یہ صرف 379.7 ارب روپے تھے۔ اسی طرح، لچکدار شرحوں پر طویل مدتی عرصیت فراہم کرنے والے جاری کنندگان کے لیے حکومت کا ہدف بھی بلند رہا۔ مالی سال 21ء میں جاری کنندگان کے لیے پچھلے سال کے مقابلے میں نیلامی سے پہلے تقریباً تین گنا سے زائد ہدف مقرر کیا گیا۔ مزید برآں، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے مختلف شدت کے حامل کوپنوں کے ساتھ وسط تا طویل مدتی تمسکات کے نئے رواں شرح بانڈز بھی متعارف کرائے۔⁹

جہاں تک مارکیٹ کی شرکت کا تعلق ہے تو مالی سال کی پہلی اور دوسری ششماہی میں متضاد رجحان دیکھا گیا۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مارکیٹ کا چھکاؤ قلیل مدتی تمسکات اور جاری کنندگان کی طرف رہا۔ اس کا بنیادی سبب تب مارکیٹ کی چھ سے بارہ مہینوں کی مدت کے دوران شرح سود

مالیاتی خسارے میں مطلق لحاظ سے معمولی اضافے کے باوجود مالی سال 21ء میں بینکاری نظام سے اعانت میزانیہ (نقد بنیادوں پر) معمولی کمی کے ساتھ گر کر 1,869.0 ارب روپے ہو گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 1,925.2 ارب روپے تھی۔ ایسا بیرونی ذرائع سے بجٹ سے زیادہ مالکاری کے سبب ہوا۔ مختصر یہ کہ بینکاری نظام پر انحصار کی سطح بلند رہی اور یہ مالی سال 21ء کے بجٹ میں مختص کردہ رقوم کے مقابلے میں دگنے سے بھی زیادہ رہے (شکل 3.8)۔ بینکوں سے تخمین شدہ قرضوں سے زیادہ رقوم کا اہم سبب غیر بینک ذرائع سے رقوم جمع کرنے میں تیزی سے کمی تھی۔ حکومت غیر بینک ذرائع سے صرف 196.2 ارب روپے جمع کر سکی، جبکہ بجٹ میں 1395.0 ارب روپے کی رقم مقرر کی گئی تھی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں: (i) قومی بچت اسکیموں کی محدود دستیابی (مالی سال 21ء کے ابتدائی مہینوں میں لاک ڈاؤن کے سبب سی ڈی این ایس کے دفاتر کی محدود دستیابی اور ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو یکم جولائی 2020ء سے قومی بچت اسکیموں میں سرمایہ کاری سے روکا گیا)، (ii) قومی بچت تمسکات پر کم شرح منافع (iii) مالی سال 21ء میں 25,000 روپے، 15,000 روپے اور 7,500 روپے مالیت کے پرائز بانڈز کا خاتمہ؛ اور (iv) حکومتی تمسکات میں غیر بینک سرمایہ کاری کا گذشتہ برس کی نسبت کم رہنا۔

شکل 3.8: بجٹ خسارے کے قرضوں کا آمیزہ



Source: Ministry of Finance

بینکاری نظام میں مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں کے ذریعے 2,831.5 ارب روپے حاصل کیے جبکہ گذشتہ برس یہ رقم 2,304.9 ارب روپے تھی۔ اسی طرح، حکومت نے اسٹیٹ بینک سے اپنی صفر قرض گیری کے وعدے کی پاسداری کی۔ خالص بنیادوں پر حکومتی

⁹ اکتوبر 2020ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے انویسٹمنٹ بانڈز کی مختلف میعادوں، 3 سال، 5 سال اور 10 سال، کے لیے نئی رواں شرح کوپن کی سہ ماہی تبدیلی اور دو سالہ اجراء کے کوپن کی پندرہ روزہ تبدیلی کے ساتھ۔ متعارف کرائے گئے۔

ماہی میں معین شرح والے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز میں مارکیٹ کی شرکت میں مزید بہتری آگئی۔ علاوہ ازیں، فروری 2021ء میں اسٹیٹ بینک نے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی سرمایہ کاروں کی بالائی حد بھی واپس لے لی، جسے بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کی لازمی شرح سیالیت برقرار رکھنے کے ضمن میں

میں اضافے کی قدرے مضبوط توقعات تھیں۔ تاہم جنوری 2021ء کے زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے بعد جس میں حکومت نے بینکنگ رہنمائی جاری کی، اور اس کے ساتھ سہ ماہی ٹی بلز کے مقابلے میں ششماہی ٹی بلز کا میعاد پر بیم بڑھنے سے ششماہی ٹی بلز کے لیے مارکیٹ کی طلب بڑھ گئی۔

جدول 3: جسک دارنیلای کا خلاصہ

ارب روپے

ٹہ بلز	ہدف		عرصیت		پیش کردہ*		قبول کردہ (تمام)	
	م 21 س	م 20 س	م 21 س	م 20 س	مالی سال 21ء	م 20 س	م 21 س	م 20 س
ٹہ بلز	12,975.0	15,150.0	14,140.8	13,986.3	26,765.8	32,354.2	14,865.3	15,167.4
سہ ماہی			7,674.9	13,186.00	14,594.3	14,225.50	8,698.5	8,811.9
ششماہی			1,816.2	799.8	9,733.7	4,157.30	5,585.9	1,705.8
بارہ ماہی			4,649.7	0.5	2,437.8	13,971.40	580.9	4,649.7
پی آئی بی (معین)	1,510.0	1,300.0	388.4	920.3	2,539.7	5,027.0	1,056.3	2,070.7
3 سالہ	530.0	520.0			1,115.3	2,262.0	479.3	1,102.2
5 سالہ	430.0	395.0			815.9	1,530.8	301.2	612.8
10 سالہ	300.0	265.0			439.9	1,188.7	149.7	332.8
15 سالہ	140.0	30.0			96.5	22.9	64.0	16.8
20 سالہ	80.0	90.0			72.1	22.6	62.1	6.1
30 سالہ	30.0	-			-	-	-	-
پی آئی بی (اجرا کنندہ)	2,725.0	850.0	-	-	3,171.2	1,578.1	1,632.5	818.5
2 سالہ - سہ ماہی	285.0	-	-	-	213.4	-	175.7	-
3 سالہ - سہ ماہی	450.0	-	-	-	365.9	-	229.0	-
5 سالہ - سہ ماہی	150.0	-	-	-	107.6	-	90.5	-
10 سالہ - سہ ماہی	150.0	-	-	-	130.1	-	98.5	-
3 سالہ - ایس اے	550.0	50.0	-	-	1,193.3	84.1	624.8	60.6
5 سالہ - ایس اے	770.0	50.0	-	-	776.8	48.5	306.3	34.5
10 سالہ - ایس اے	370.0	750.0	-	-	384.1	1,445.5	107.8	723.4
بی آئی ایس -								
وی آر آر	230.0	300.0			605.2	597.0	385.2	198.2
بی آئی ایس -								
ایف آر آر	120.0	-			83.2	-	52.8	-
کل	17,560.0	17,600.0	14,529.2	14,906.6	33,165.1	39,556.3	17,992.1	18,254.8

* صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شمار کیا جاسکتا ہے۔¹⁰ اس سے طویل مدتی حکومتی تہسکات میں مارکیٹ کی دلچسپی کو بڑھانے میں مدد ملی۔

اسی طرح، معین شرح کے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز میں مارکیٹ کی شرکت تیسری سہ ماہی میں بحال ہونا شروع ہو گئی (شکل 3.9)۔ بعد میں چونکہ اسٹیٹ بینک نے گنجائشی زری پالیسی موقف برقرار رکھا اور مسلسل اپنے زری پالیسی بیانات میں دوبارہ بینکنگ رہنمائی فراہم کی، اس لیے مالی سال 21ء کی چوتھی سہ

¹⁰ اسٹیٹ بینک کا ڈی ایم ایم ڈی سرکلر نمبر 04 برائے 2021ء۔

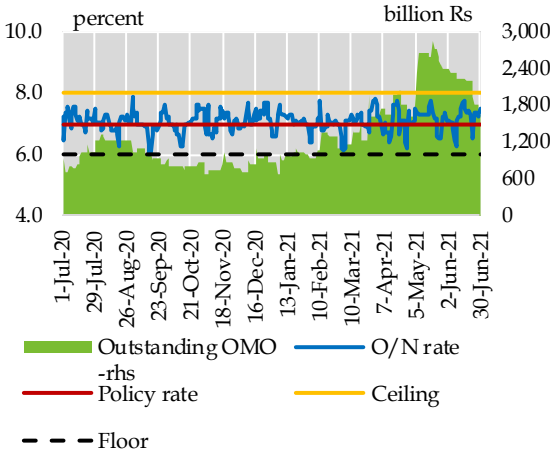
ملی ہے۔ لہذا، ان کی بروقت اور بلا تعطل نیلامیوں کو یقینی بنانا کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔

بین البینک سیالیت

مالی سال کے آغاز پر بین البینک ریپومارکیٹ قدر سے سیال رہی اور کم مدد اخلتوں کی متقاضی تھی۔ سال گزرنے کے ساتھ سیالیت کا دباؤ نمودار ہونا شروع ہو گیا۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے بازار زر کے سودوں کے ذریعے فعال انداز میں اس دباؤ کا انتظام کیا، جس کی عکاسی مالی سال کے اگلے حصے میں واجب الادا بازار زر کے سودوں میں اضافے سے ہوتی ہے (شکل 3.10)۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران ڈپازٹس جمع کرنے کے ساتھ اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ کے انتظام، پبلک سیکرٹریٹ پر انڈر اور حکومت کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں کی جانب سے رقوم کی واپسی جیسے عوامل سے شبینہ ریپو مارکیٹ میں سیالیت کا دباؤ کم کرنے میں مدد ملی۔ ان رقوم کی آمد کے نتیجے میں بازار کی اسٹیٹ بینک سے اعانت کم ہو گئی۔ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں اوسط واجب الادا بازار زر کے سودوں کے ادخالات کم ہو کر 936.0 ارب روپے پر آگئے، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1,125.2 ارب روپے کی سطح تھے۔

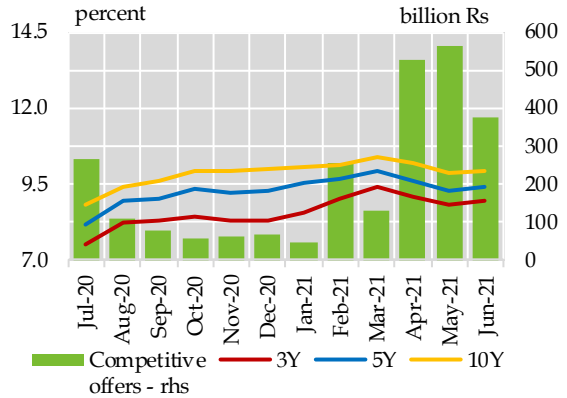
اس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں سیالیت کے حالات میں سختی آنا شروع ہو گئی کیونکہ کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری کے ساتھ نجی قرضوں کے استعمال میں اضافہ ہو تا رہا۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں سیالیت کا دباؤ مزید بڑھ گیا اور اس کے لیے بلند حجم کے بازار زر کے سودوں کے ادخالات کی ضرورت تھی۔ لہذا، مالی سال 21ء کی چوتھی

شکل 3.10: شبینہ ریپومارکیٹ



Source: State Bank of Pakistan

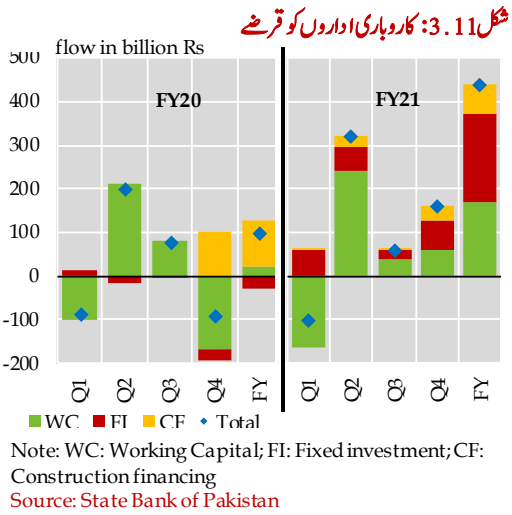
شکل 3.9: معین شرح پی آئی بیز کی بولی کارجان اور خانوی بازار کی یافتیں



Source: State Bank of Pakistan and FMAP

ششماہی بلوں میں مارکیٹ کی دلچسپی کی تجدید اور دوسری ششماہی میں پی آئی بیز کی معین شرح کے ساتھ حکومت نے قبولیتوں میں اضافے کے ذریعے پرکشش مواقع فراہم کیے۔ سہ ماہی ٹی بلز کی قاطع شرح سود میں 47 پی پی ایس کی ہوئی جبکہ ششماہی اور بارہ ماہی تمسکات کی قاطع شرح سود میں بالترتیب 10 پی پی ایس اور 31 پی پی ایس اضافہ ہوا۔ معین شرح پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) کی یافتوں میں ابتدائی طور پر مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی تک اضافہ ہوا لیکن بالآخر مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں یہ معتدل ہو گیا (شکل 3.9)۔ اسی طرح، رواں شرح پی آئی بیز کی اجرائیاں گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً دو گنی ہو گئیں۔ ان تمسکات میں سے بیشتر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری کیے گئے تھے۔ مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں جاری کنندگان کی اجرائیوں میں بازار کی معمولی شرکت اور حکومت کی جانب سے کم قبولیتوں کے سبب نمایاں سست رفتاری دیکھی گئی۔

شریعت سے ہم آہنگ تمسکات کے لیے بازار کی طلب مستحکم رہی۔ مالی سال 21ء میں متغیر ریٹیل ریٹ سکوک اور معین ریٹیل ریٹ سکوک دونوں کی مجموعی اجرائیاں مشترکہ طور پر گذشتہ برس کے مقابلے میں دگنے سے زیادہ رہیں۔ تاہم، جنوری 2021ء سے حکومت نے سکوک کی کوئی نیلامی منعقد نہیں کی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ حکومت اپریل 2020ء سے باقاعدگی کے ساتھ شریعت سے ہم آہنگ تمسکات کی نیلامیوں کو کامیابی سے منعقد کر چکی تھی اور اس نے رواں جیٹو ملکی قرض کے تمسکات کے مقابلے میں ان تمسکات کی کم یافتوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ علاوہ ازیں، سکوک کی اجرائیوں سے حکومت کو اپنے واجب الادا قرض کو متنوع بنانے میں بھی مدد



غیر مینوفیکچرنگ شعبے کی بلند قرض گیری نے جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ کیا

مالی سال 21ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں سے 169.5 ارب روپے نجی شعبے نے حاصل کیے جبکہ گذشتہ برس اس مد میں 23.3 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔ ان کی طلب بظاہر متحرک معلوم نہیں ہوتی کیونکہ مالی سال 20ء میں قرض لینے والے ٹیکسٹائل، سیمنٹ اور گاڑیوں جیسے کچھ اہم شعبوں نے اس سال قلیل مدتی قرضے واپس کیے (جدول 3.3)۔ یہ بات اس حقیقت سے ہم آہنگ ہے کہ مالی سال 21ء میں بینکوں کو سال بسال بنیادوں پر قرضوں کی 8 فیصد کم درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ اگرچہ مینوفیکچرنگ کاروبار کی بالادستی قائم رہی تاہم مالی سال 21ء کے دوران استعمال میں سات گنا اضافے کو غیر مینوفیکچرنگ شعبوں کی بلند قرض گیری سے منسوب کیا جا سکتا ہے، جنہوں نے گذشتہ برس قرضوں کی خالص واپسی درج کی تھی۔

ایشیاسازی میں پیشتر طلب کھاد، سبز یوں اور حیوانی تیل اور چربی اور چاول کی پروسیسنگ کے کاروباروں سے آئی۔ مالی سال 21ء میں کھاد کے معاملے میں اس کی بلند پیداوار نے شعبے کی قلیل مدتی قرض گیری کو بڑھا کر 41.0 ارب روپے کر دیا، جبکہ گذشتہ برس 26.6 ارب روپے کا خالص قرض واپس کیا گیا تھا۔¹³ یہ اضافہ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھا، جب کھاد

سہ ماہی میں اوسط واجب الادا بازار زر کے سودے بڑھ کر 2.1 ٹریلین روپے ہو گئے جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی، دوسری اور تیسری سہ ماہی میں یہ بالترتیب 1.0 ٹریلین روپے، 0.8 ٹریلین روپے اور 1.2 ٹریلین روپے تھے۔ یہ دباؤ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں بلند حکومتی قرض گیری، ٹیکس ادا بیگیوں کی شکل میں بیکاری نظام سے رقوم کے اخراج، ماہ رمضان اور عید کے مہینے میں ڈپازٹس کا موسمی نکلنا یا جاننا شامل ہیں۔ سیالیت کے اس اخراج کا نتیجہ اسٹیٹ بینک کی ڈسکاونٹ ونڈو پر متعدد بار اور بے قاعدگی سے زیادہ دوروں کی صورت میں نکلا۔ نہ صرف بازار کو بلند ادخالات کی ضرورت تھی بلکہ بہ وزن اوسط شبینہ شرح سود کی تغیر پذیری بھی گذشتہ سہ ماہیوں کے مقابلے میں بلند سطح پر رہی۔ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں شبینہ ریپو ریٹس کا پالیسی ریٹ سے اوسط مطلق انحراف بڑھ کر 33 بی پی ایس تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی، دوسری اور تیسری سہ ماہی میں یہ بالترتیب 24 بی پی ایس، 26 بی پی ایس اور 23 بی پی ایس ہو گیا۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 21ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں 11.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ 2.9 فیصد بڑھے تھے۔ اس سال کی نمو کی قیادت معین سرمایہ کاری قرضوں اور صارفی قرضوں نے کی۔¹¹ مالی سال 21ء میں قرضوں کے مجموعی استعمال کا محرک تین عوامل تھے۔ اول، بہتر ملکی طلب کے ساتھ سال کے دوران کاروباری اعتماد میں بہتری آگئی، جبکہ گذشتہ برس کے دوران طلب کمزور تھی،¹² خصوصاً مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں کووڈ سے متعلق لاک ڈاؤن کے سبب (شکل 3.11)۔ دوم، مالی سال 20ء کے مقابلے میں کم شرح سود کا ماحول مالی سال 21ء میں قرضوں کے مجموعی استعمال میں مزید اضافے کا باعث بنا۔ سوم، اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں، خصوصاً گوڈ کے دوران توسیع شدہ طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور عارضی معاشی ری فنانس سہولت (ٹی ای آر ایف) زیر جائزہ مدت کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافے کا سبب بنی۔

¹¹ نجی شعبے کے قرضوں کا بڑا حصہ نجی کاروباروں (نجی شعبے کے مجموعی قرضے کا 84 فیصد) اور صارفی قرضوں (10 فیصد) پر مشتمل ہے۔

¹² مالی سال 21ء میں بڑے پیمانے کی ایشیاسازی میں 14.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 10.2 فیصد کی توقع ہوئی تھی۔ مزید برآں، کاروباری اعتماد کا اشاریہ خاصی بہتری کے ساتھ جون 2020ء کے 39 سے خاصی بہتری کے بعد جون 2021ء میں 64 تک پہنچ گیا۔

¹³ جولائی تا ستمبر مالی سال 21ء میں کھاد کی پیداوار میں 7.0 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 5.6 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

جدول 3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے

(بہاؤ ارب روپے میں)

مجموعی قرضے*	جاری سرمایہ**		محصن سرمایہ کاری	
	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء
97.6	441.4	23.3	169.5	-27.9
161.4	258.2	109.8	111.1	48.3
-31.9	37.6	-26.6	41.0	-5.3
-11.1	34.8	-12.8	29.2	1.7
-1.4	28.0	-1.7	26.7	0.3
15.1	24.1	12.8	16.0	2.0
-20.4	13.7	-18.9	13.1	-1.4
7.9	18.5	5.0	6.2	2.8
-7.1	6.4	-5.0	2.3	-2.2
26.2	0.2	26.4	-8.0	-1.2
14.6	-15.8	11.3	-23.7	3.3
168.8	26.3	125.9	-42.6	42.9
-63.8	183.2	-86.5	58.4	-76.2
9.0	66.5	15.1	7.2	-7.4
25.5	21.8	-8.0	9.3	33.5
-46.4	16.6	-43.4	7.5	-5.5
13.0	-5.9	22.8	-5.9	-10.1
-3.7	4.1	-1.5	0.2	-8.3
15.0	-15.8	7.7	-13.4	7.3
1.1	1.5	-2.4	-1.0	-11.7
-21.3	12.1	-10.4	17.0	-11.0
-24.1	24.9	-46.0	3.0	-46.3

* مجموعی قرضوں میں تعمیراتی قرضوں کا حصہ مالی سال 20ء میں 102.2 ارب روپے اور مالی سال 21ء میں 68.4 ارب روپے ہے، چونکہ نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے بین شعبہ جاتی ردوبدل کے سبب قرضوں کے ڈیٹا میں جون 2020ء سے نظر ثانی کی گئی ہے (دیکھیے آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء)۔ لہذا، مالیات کی قسم کے لحاظ سے مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے قرضوں کا ڈیٹا مکمل طور پر قابل تقابل نہیں ہے۔ ** جاری سرمائے میں تجارتی قرضے شامل ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

کی درآمدات میں 221.6 فیصد کی سال بسال نمونے کھاد سازوں کی قلیل مدتی قرضوں کی ضروریات کو بڑھادیا تھا۔

کھاد کی صنعت کے علاوہ اس سال نباتی اور حیوانی تیل اور چربی کے شعبے کی قلیل مدتی قرض گیری بھی بڑھ گئی، جبکہ گذشتہ برس خالص رقوم واپس کی گئی تھیں۔ یہ اضافہ بین الاقوامی منڈی میں خوردنی تیل کی بلند قیمتوں کی بدولت ہوا، جسے زیادہ تر اس کے کاروبار سے وابستہ ادارے درآمد کرتے ہیں۔¹⁴

اسی طرح، چاول کی پروسیسنگ اور چینی کے شعبے میں جاری سرمائے کے مجموعی قرضے گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند سطح پر رہے۔ موسمی عوامل کی وجہ سے ان کاروباری اداروں کو عام طور پر مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں قلیل مدتی قرضوں کی ضرورت پڑتی ہے، جو چاول اور گنے کی فصلوں کی کٹائی کے موسم سے ہم آہنگ ہے۔¹⁵

چاول کی پروسیسنگ کرنے والی فرموں کی جانب سے قرضوں کے بلند استعمال نے سال کے بقیہ حصے میں قرضوں کی خالص واپسی کا اثر مکمل طور پر زائل کر

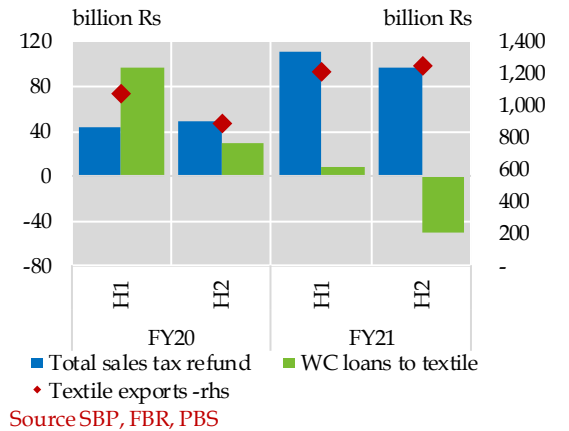
¹⁴ مالی سال 21ء میں سویا بین تیل کی درآمدات میں روپے کے لحاظ سے 261 فیصد (مالی سال 20ء میں 65 فیصد کی کے مقابلے میں) جبکہ پام آئل کی درآمدات میں 65 فیصد (مالی سال 20ء میں 12 فیصد اضافے کے مقابلے میں) اضافہ ہوا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

¹⁵ تقصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ۔

دیا۔ دوسری جانب، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں موسمی استعمال کے علاوہ چینی کے شعبے نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں گنے کی بلند قیمتوں سے عہدہ برآہونے کے لیے بھی قرضہ لیا۔

اس کے برعکس سیالیت کی بہتر صورت حال کے ساتھ کچھ شعبے اپنے قرضے واپس کرنے میں کامیاب رہے جن میں ٹیکسٹائل، گاڑیاں اور سیمنٹ شامل ہیں۔ ٹیکسٹائل کے کاروباری اداروں نے مالی سال 21ء میں 42.6 ارب روپے کی خالص واپسی کی، جبکہ گذشتہ برس 125.9 ارب روپے استعمال کیے گئے تھے۔ حکومت کی جانب سے سیلز ٹیکس ری فنڈز میں اضافے کے علاوہ بلند برآمدی آمدنی سے شعبے کو اپنے قلیل مدتی قرضوں کو واپس کرنے میں مدد ملی (شکل 3.12)۔¹⁶ یہ مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل برآمدات میں ہونے والی 25 فیصد نمو سے ہم آہنگ ہے، جبکہ گذشتہ برس روپے کے لحاظ سے 8.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 21ء میں کپاس کی بلند قیمتوں (ٹیکسٹائل کے اہم خام مال) میں 18 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 1.1 فیصد بڑھی تھیں، تاہم، ٹیکسٹائل کا شعبہ گذشتہ برس کے مقابلے میں نقد رقوم کے بہاؤ میں بہتری کے سبب باسہولت انداز میں اپنے قرضے واپس کرنے میں کامیاب رہا۔ اس بات کو شعبہ ٹیکسٹائل کی جانب سے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 35.6 ارب روپے کے بعد از ٹیکس منافع سے تقویت ملتی ہے، جبکہ گذشتہ برس اس منافع کی سطح 12.9 ارب روپے تھی۔¹⁷

شکل 3.12: شعبہ ٹیکسٹائل کو جاری سرمائے کے قرضے



سیالیت کی بہتر صورت حال کے باعث گاڑیوں کے شعبے نے بھی مالی سال 21ء میں 23.7 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ گذشتہ برس 11.3 ارب روپے کے قرضے استعمال کیے گئے تھے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں شعبے کی مجموعی نفع یابی بڑھ کر 16.4 ارب روپے تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 52.0 ارب روپے تھی۔ یہ صورت حال سال کے دوران مسافر کاروں کی فروخت میں 56.7 فیصد کی سال بسال نمو سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اسی طرح، سیمنٹ سازی سے وابستہ کاروباری اداروں نے مالی سال 21ء میں 8.0 ارب روپے کے قلیل مدتی قرضے واپس کیے، جبکہ گذشتہ برس 26.4 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔ مکانات اور تعمیرات کی سرگرمیوں کی رفتار بڑھنے سے مالی سال 21ء کے دوران سیمنٹ کی ملکی ترسیلات میں 20.4 فیصد اضافہ ہو گیا، جبکہ گذشتہ برس 0.9 فیصد کی معمولی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ اس سے شعبے کو سال کے دوران اپنے قرضوں کی واپسی میں زیادہ مدد ملی۔

مالی سال 21ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں ہونے والے تقریباً تمام اضافے کا محرک مینوفیکچرنگ کا شعبہ تھا، جس نے مالی سال 21ء میں 58.4 ارب روپے کا اضافہ درج کیا، جبکہ گذشتہ برس 86.5 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 21ء میں زرعی شعبے کے قرضے نمایاں تھے، جس کا محرک فارم شعبے کو قرض گاری تھی۔ استعمال میں اضافے کو چاول اور گندم اگانے والوں کی موسمی قرض گیری سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی (جو خریف کے موسم کے ساتھ آتی ہے) میں چاول کے کاشت کاروں کی قرض گیری میں اضافہ ہو گیا؛ جبکہ گندم کے کاشت کاروں نے زیادہ تر مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی (موسم ربیع) میں بینکوں سے رجوع کیا۔ موسمی عوامل کے ساتھ چاول اور گندم کے کاشت کاروں نے مالی سال 21ء میں پیشتر قرضے اپنی پیداوار کی سطح کو بڑھانے کے لیے حاصل کیے ہیں (باب 2)۔¹⁸ مزید برآں، مالی سال 21ء میں تھوک اور خردہ تجارت کے شعبے نے 7.5 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ گذشتہ برس 43.4 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔ اس سال کا اضافہ کھاد کے تھوک فروشوں کی جانب سے ہوا جو مالی سال 21ء کی چوتھی سہ

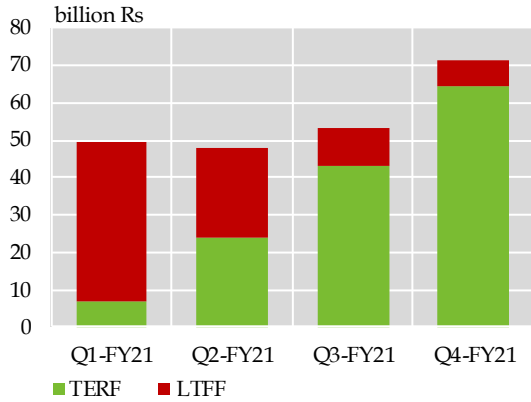
¹⁶ عبوری تخمینوں کے مطابق مالی سال 21ء میں 200 ارب روپے سے زائد کے سیلز ٹیکس ری فنڈز جاری کیے گئے جبکہ گذشتہ برس 158 ارب روپے جاری کیے گئے تھے۔

¹⁷ www.sbp.org.pk/departments/stats/pdf/FSA-Q.xlsx

¹⁸ مالی سال 21ء میں گندم کی فصل کی پیداوار میں 8.1 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جبکہ چاول میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 13.6 فیصد نمو ہوئی۔

میں طویل مدتی مالکاری سہولت اور دوسری ششماہی میں عارضی معاشی ری فنانس سہولت جیسی اسٹیٹ بینک کی رعایتی قرضہ جاتی اسکیموں کے بل بوتے پر حاصل ہوئی (شکل 3.14)۔

شکل 3.14: ایٹ ایف ایف اور ٹی ای آر ایف کے تحت خام تقسیم



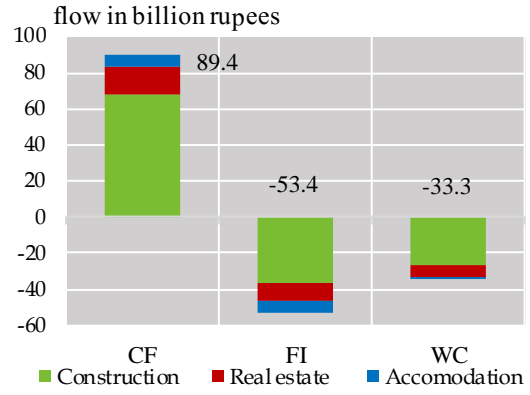
Source: State Bank of Pakistan

اسٹیٹ بینک نے عارضی معاشی ری فنانس سہولت (ٹی ای آر ایف) مارچ 2020ء میں کووڈ 19 کے اثرات سے نمٹنے کی خاطر ملک میں صنعتی سرگرمی کو فروغ دینے کے لیے متعارف کرائی۔ اسکیم کی مدت ایک سال (مارچ 2021ء) تھی۔ آخر جون 2021ء تک اسکیم کے تحت مجموعی طور پر 434.7 ارب روپے کی مجموعی مالکاری فراہم کی گئی، جس میں سے اصل میں 138.6 ارب روپے (32 فیصد) تقسیم کیے گئے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے نے اسکیم سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا، جس کے بعد تعمیرات، گاڑیوں، اور غذا اور مشروبات کے شعبے مستفید ہوئے، جنہیں شکل 3.15 میں دکھایا گیا ہے۔

مجموعی معین سرمایہ کاری قرضوں میں ٹیکسٹائل کے شعبے کو بالادستی حاصل رہی اور مالی سال 21ء میں قرضوں کے استعمال میں 54 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا۔ اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس شعبے نے ٹیکسٹائل مشینری درآمد کرنے کے لیے طویل مدتی مالکاری سے استفادہ کیا۔ یہ مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات (روپے کے لحاظ سے) میں 52.8 فیصد نمو سے ہم آہنگ ہے، جبکہ گذشتہ برس 21.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔

ماہی میں مرتکز تھا اور اس کا سبب سرمایہ کے دوران ڈی اے پی کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں تھوک فروشوں کی قرضوں کی ضروریات میں اضافہ تھا۔¹⁹

شکل 3.13: بین شعبہ جاتی ردوبدل (جون 2020ء)



Source: State Bank of Pakistan

مزید برآں، گذشتہ برس قرضوں کی واپسی کی بلند سطح میں تعمیرات کے شعبے کا بڑا حصہ تھا، جو مالی سال 20ء میں غیر مینوفیکچرنگ شعبے کے مجموعی قرضوں میں اضافے کا سبب بنا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ نئی شعبے کے قرضے میں بین شعبہ جاتی ردوبدل کے باعث بینک جون 2020ء سے تعمیراتی قرضوں کا ڈیٹا الگ سے رپورٹ کر رہے ہیں۔²⁰ لہذا، تعمیراتی مقاصد کے قرضوں کو جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری کے زمروں سے تعمیراتی قرضوں کے ایک الگ زمرے پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ شکل 3.13 میں دکھایا گیا ہے کہ تعمیرات، ریلنگ اسٹیٹ سرگرمیوں اور رہائش جیسے شعبوں کے قرضوں کی تعمیراتی مالکاری کے طور پر درجہ بندی کی گئی تھی۔ اس الگ رپورٹنگ کا واحد مقصد ملک میں مکانات اور تعمیرات کے قرضوں میں پیش رفت کی نگرانی ہے۔ یہ تعمیراتی قرضوں کی مد میں 68.4 ارب روپے کے استعمال سے ہم آہنگ تھا۔

طویل مدتی مالکاری سہولت اور عارضی معاشی ری فنانس سہولت نے معین سرمایہ کاری قرضوں کو بڑھادیا

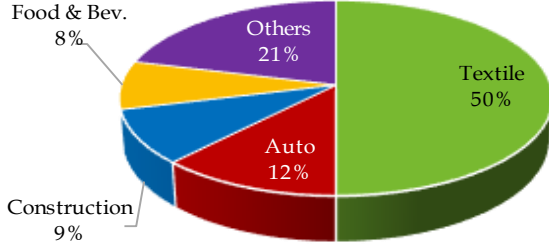
مالی سال 21ء میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں 203.5 ارب روپے کا خاصا اضافہ درج کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس 27.9 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔ طویل مدتی قرضوں کے استعمال کی بلند سطح مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی

¹⁹ مالی سال 21ء کی جو تھی سرمایہ کے دوران بین الاقوامی مارکیٹ میں اوسط ڈی اے پی کی قیمتوں میں 110.6 فیصد سال بسال نمو ہوئی (ماخذ: بیوراٹو لینکس)۔

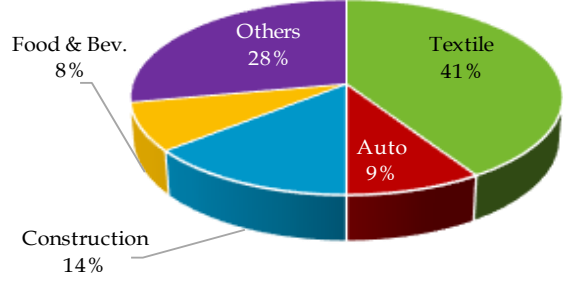
²⁰ ماخذ: آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء۔

شکل 3.15: نئی ای آر ایف کا شعبہ وار حصہ

Total Amount Disbursed



Total Amount Approved



Source: State Bank of Pakistan

جدول 3.4: صارفی قرضے

بہاؤ ارب روپے میں

م س 21ء	م س 20ء	م س 19ء	کل
174.0	-7.9	65.8	کاروں کے قرضے
97.0	-4.3	22.2	ذاتی قرضے
43.0	9.2	13.9	مکان کی تعمیر
23.8	-12.8	10.4	کریڈٹ کارڈ
12.0	-1.3	7.0	صارفی پائیدار ایشیا
-1.8	1.3	3.7	

ماخذ: بینک دولت پاکستان

صارفی قرضوں میں خاصی توسیع ہوئی

سال کے دوران کم شرح سود کے ماحول کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 21ء کے دوران صارفی قرضوں میں 174.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 20ء میں 17.9 ارب روپے کے قرض کی واپسی ہوئی تھی۔ قرضوں کا یہ بہاؤ کارفنانسنگ سے حاصل ہوا، جس کا اس سال صارفی قرضوں میں حصہ 55.7 فیصد تک رہا۔ شرح سود کے علاوہ کاروں کے بعض اسمبلیوں کی جانب سے مسافر کاروں کی نئی اقسام متعارف کرانے اور گذشتہ برس خریداریوں میں تاخیر کے باعث طلب میں تیزی نے کارفنانسنگ کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ صارفی قرضوں میں دیگر توسیع کی وضاحت بڑی حد تک ذاتی اور مکانات کے قرضوں سے ہوتی ہے، جن میں بالترتیب 43.0 ارب روپے اور 23.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا (جدول 3.4)۔

مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل کے علاوہ دو سازی کے شعبے نے 12.3 ارب روپے کا طویل مدتی قرض لیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 2.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ زیادہ تر مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں ملک کی ایک معروف دو ساز فرم کی جانب سے ایک کیمیکل مینوفیکچرنگ کاروبار کی تحویل کو ظاہر کرتا ہے۔²¹

مالی سال 21ء میں غیر ایشیا ساز صنعتوں کے معاملے میں بجلی کا شعبہ 59.7 ارب روپے کے استعمال کے ساتھ سرفہرست رہا جبکہ گذشتہ برس 17.4 ارب روپے کے خالص قرضے واپس کیے گئے تھے۔ اس شعبے نے یہ قرضے زیادہ تر پیداواری گنجائش میں توسیع کے ساتھ مشینری کی درآمد کے لیے استعمال کیے گئے، جس کی عکاسی مالی سال 21ء کے دوران بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمد میں 39.3 فیصد اضافے سے ہوتی ہے، جبکہ گذشتہ برس 8.7 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔²²

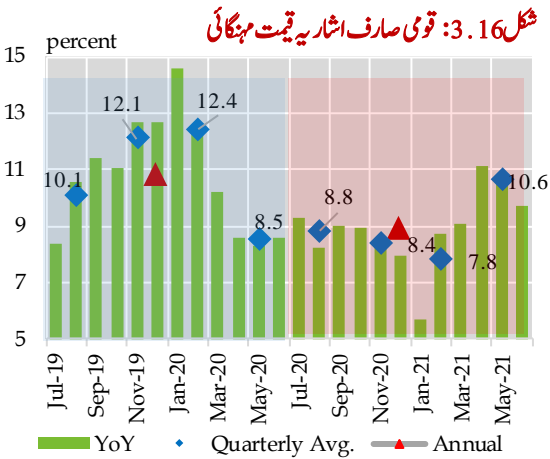
مالی سال 21ء میں ٹیلی کام کے شعبے نے بھی اپنی طویل مدتی قرض گیری میں اضافہ کر دیا، اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافے کی رفتار کم رہی۔ اس شعبے کی قرض گیری زیادہ تر مالی سال 21ء کی آخری سہ ماہی میں مرکوز تھی، جب ملک میں کام کرنے والی دوسرے فہرست موبائل فون کمپنیوں نے اپنے نیٹ ورک کی توسیع کے لیے طویل مدتی قرضے حاصل کیے۔

²¹ تفصیلات کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

²² ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

ٹیکس ریلیف کے اقدامات بڑی حد تک موثر ثابت ہوئے ہیں۔ چارم، جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری کے سبب مالی سال 21ء میں مستحکم شرح مبادلہ کے ماحول سے مہنگائی کے مخفی دباؤ کو مدہم کرنے کا موقع ملا۔ اس سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں کچھ اضافے کو جذب کرنے میں بھی سہولت ملی۔ پنجم، تلف پذیر غذائی اجزاء کی رسد کی صورت حال سازگار رہی، جس سے مذکورہ زمرے میں خاصی مہنگائی کو سست کرنے میں مدد ملی۔

مجموعی سست رفتاری سے قطع نظر سال کے دوران مہنگائی میں اتار چڑھاؤ دیکھا



Source: Pakistan Bureau of Statistics

گیا۔ لہذا، پورے سال کی مہنگائی کے نتائج کا تجزیہ خصوصاً مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی کے تغیر پذیر اعداد و شمار کے تناظر میں کیا جانا چاہیے (شکل 3.16)۔ خصوصاً سال کے آغاز میں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں مہنگائی تقریباً ایک ہندسی سطح پر مسلسل مستحکم رہی اور یہ رجحان مالی سال 20ء میں دو ہندسی مہنگائی کا تجزیہ کرنے کے بعد اپریل 2020ء سے جاری ہے۔ بحیثیت مجموعی غیر تلف پذیر غذائی گروپ کے علاوہ کووڈ کے سبب ایندھن کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ معیشت میں وافر گنجائش سے مہنگائی کے رجحانات پر قابو پانے میں مدد ملی۔ اگرچہ مہنگائی کے نتائج قدرے پست تھے، مہنگائی کی رفتار کو مزید سہولت تو انائی کی مہنگائی میں کمی اور دوسری سہ ماہی میں تلف پذیر غذائی اجزاء کی قیمتوں میں اعتدال سے ملی۔

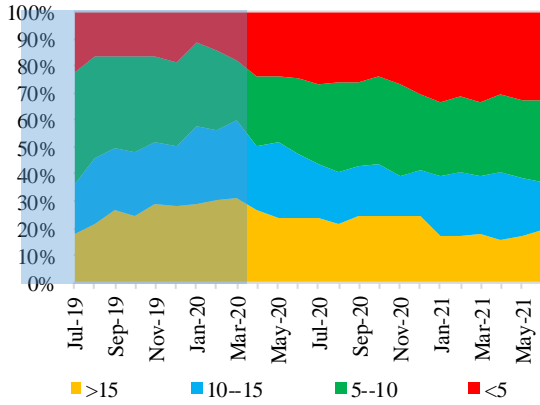
مالی سال 21ء میں مکاناتی قرضوں کی طلب کو حکومت اور اسٹیٹ بینک کے اقدامات سے تحریک ملی جو ملک میں مکاناتی اور تعمیراتی قرضوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں کیے گئے تھے۔ مثلاً، جولائی 2020ء میں اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے لیے لازمی قرار دیا کہ وہ دسمبر 2021ء تک اپنے مکانات اور تعمیرات کے قرضوں کے جزدان کو اپنے نجی شعبے کے قرضوں کے کم از کم 5 فیصد تک لے جائیں۔ بینک دولت پاکستان کی جانب سے مقرر کیے گئے مجموعی ہدف کا تقریباً 92 فیصد 30 جون 2021ء تک حاصل کر لیا گیا ہے۔ مزید برآں، اکتوبر 2020ء میں معاشرے کے کم تادری میانی آمدنی والے طبقات کے لیے گورنمنٹ مارک اپ سبسڈی اسکیم متعارف کرائی گئی جو میرا پاکستان میرا گھر کے نام سے مشہور ہے۔ بعد میں اس اسکیم کی کچھ خصوصیات پر نظر ثانی کی گئی تاکہ اس کی رسائی ایسے افراد اور گھرانوں تک بڑھائی جاسکے، جن کے پاس گھر نہیں ہے۔²³ ان اقدامات کے نتیجے میں بینکوں کے مکانات اور تعمیرات کے قرضے بڑھ کر آخر جون 2021ء تک 249 ارب روپے تک پہنچ گئے، جو ایک سال پہلے 148 ارب روپے تھے۔

3.4 مہنگائی

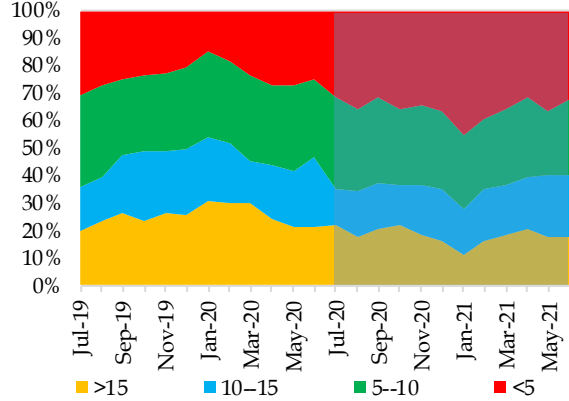
قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 21ء میں سست ہو کر 8.9 فیصد پر آ گئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 10.8 فیصد تھی، اور یہ مئی 2020ء میں مہنگائی کے لیے اعلان کردہ پیش گوئی کی حد کے مطابق ہے۔ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی، جس کی پیمائش مہنگائی کے مخفی دباؤ سے ہوتی ہے، کم اور تقریباً پورا سال مستحکم رہی۔ وسیع تناظر میں پانچ عوامل کے مجموعے نے سال کے دوران مہنگائی کی مجموعی سست رفتاری میں کردار ادا کیا۔ اول لاگتی مہنگائی محدود رہی کیونکہ ایندھن کی ملکی قیمتیں ایک سال پہلے کی بلند سطح کے مقابلے میں کم ہو گئیں اور اپنی وبا سے پہلے کی سطح سے نیچے رہیں۔ توانائی کی قیمتوں میں تیزی سے کمی، جس نے گھریلو توانائی کے بلوں اور موٹر ایندھن کی قیمتوں پر اثر ڈالا، مجموعی مہنگائی پر اثر انداز ہو رہی تھیں۔ دوم، طلب کے اظہاریوں کی بحالی کے باوجود مہنگائی کا مجموعی دباؤ قابو میں رہا، جس کا ایک جزوی سبب معیشت میں فاضل پیداواری گنجائش کی موجودگی تھی۔ ٹرانسپورٹ کے کرایوں، حکومتی اداروں کی فیسوں، خدمات پر ٹیکس وغیرہ جیسی صرف کی بنیادی باسکٹ میں قدرے بلند وزن کی حامل کچھ خدمات کی قیمتوں میں کمی نے بھی مخفی مہنگائی کو قابو میں رکھا۔ سوم، کووڈ سے متعلق صورتحال کے تناظر میں بجٹ 2020-21ء میں

²³ اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایف ڈی سرکلر نمبر 03 برائے 2021ء، بتاریخ 25 مارچ 2021ء۔

شکل 3.17 ب: دیہی صارف اشاریہ قیمت کے تعدد کی تقسیم

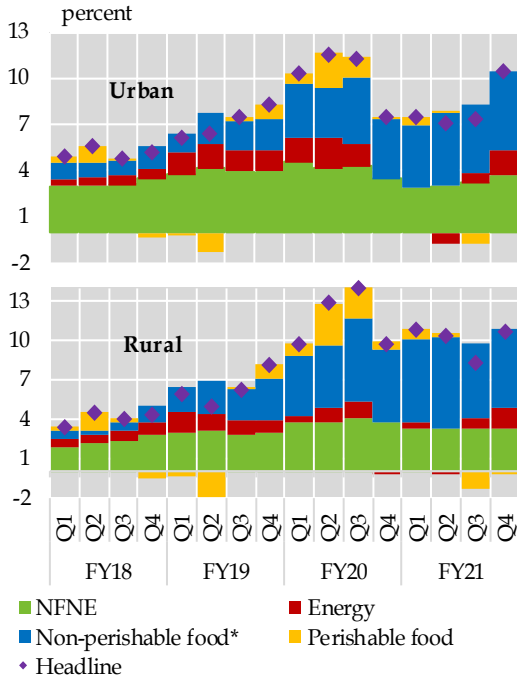


شکل 3.17 الف: شہری صارف اشاریہ قیمت کے تعدد کی تقسیم



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.18: سال بسال صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے اجزائے ترکیبی



*Inclusive of alcohol beverages and readymade food

Source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر توانائی میں ہوتی ہے) بڑی حد تک مستحکم رہا (شکل 3.18)۔ جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً 75 فیصد مہنگائی توانائی اور غذائی گروپوں سے متعلق چند اجناس میں مرکوز تھی (شکل 3.19)۔

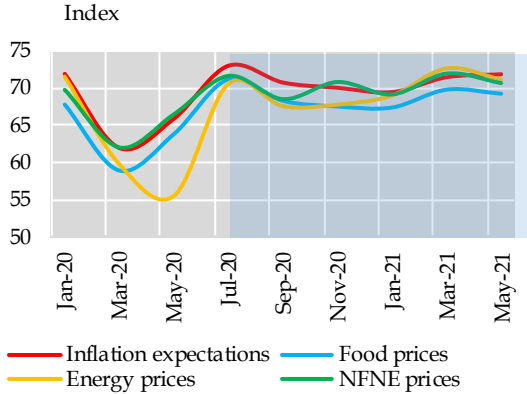
مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی کے آغاز میں جنوری 2021ء میں مہنگائی مزید سست ہو کر جنوری 2019ء کے بعد سے سال بسال بنیاد پر کم ترین سطح (5.7 فیصد) پر آگئی۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی سست رفتاری سے قطع نظر صارف اشاریہ قیمت سہ ماہی کے دوران کافی تغیر پذیر رہا کیونکہ بجلی کی قیمتوں پر نظر ثانی اور ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتوں (ماہ بہ ماہ بنیادوں پر) کے سبب مارچ 2021ء سے مہنگائی میں اضافہ شروع ہو گیا تھا۔ مالی سال 21ء کے ابتدائی نو مہینوں میں اوسط مہنگائی 8.3 فیصد تھی، تاہم آخری سہ ماہی (10.6 فیصد) میں بلند مہنگائی نے اوسط مہنگائی کو بڑھا کر اسٹیٹ بینک کی بلند پیش گوئی کی طرف کر دیا۔ اسی طرح، غذائی گروپ نے مجموعی مہنگائی میں بڑا حصہ دار ہونے کی وجہ سے پورے سال غیر تلف پذیر غذائی اجزاء کے سبب دوہندسی مہنگائی درج کی۔

پھیلاؤ کے لحاظ سے زیر جائزہ سال میں مہنگائی میں کمی نصف ذیلی اشاریوں میں مرکوز رہی جبکہ گزشتہ برس وسیع البنیاد اضافہ ہوا تھا۔²⁴ تقسیم اور تعدد دونوں لحاظ سے گزشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں رجحانات بدل گئے۔ مالی سال 20ء کے ابتدائی نو مہینوں میں دوہندسی مہنگائی درج کرنے والے اجزاء کے اعداد 5 فیصد سے کم بریکٹ پر منتقل ہو گئے، جو معیشت میں کمزور ہوتے مہنگائی کے دباؤ کو ظاہر کرتا ہے (شکل 3.17)۔

زمرہ وار تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ دیہی اور شہری دونوں قسم کی عمومی مہنگائی میں غذائی مہنگائی کا بڑا حصہ تھا، جبکہ مخفی مہنگائی کا دباؤ (جس کی عکاسی غیر غذائی

²⁴ شہری اشاریوں کے صارف اشاریہ قیمت کے 94 میں سے 53 کا حصہ تقریباً 56 فیصد اور دیہی اشاریوں کی صارف اشاریہ قیمت کے 89 میں سے 49 کا حصہ 55 فیصد بنتا ہے۔

شکل 3.20: مہنگائی کی توقعات

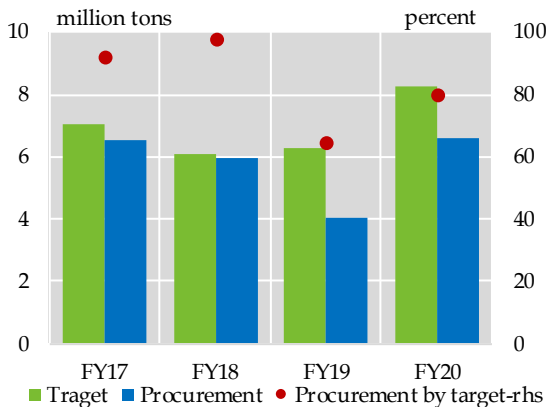


Source: State Bank of Pakistan

کردار ادا کیا، (i) مالی سال 21ء میں اجناس (گندم، چینی) کے انتظام کے مسائل برقرار رہے، (ii) دنیا بھر میں کووڈ کی صورت حال کے سبب رسدی زنجیروں میں تعطل کے سبب بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں اور شدید موسم سے متعلق پیداوار کے ناسازگار امکانات نے ملکی مہنگائی کو براہ راست اور بڑی حد تک بالواسطہ طور پر متاثر کیا، اور (iii) کووڈ کے باعث لاک ڈاؤن سے متعلق بے یقینی نے فیڈ کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ مرغی کی مہنگائی میں اضافہ کر دیا۔

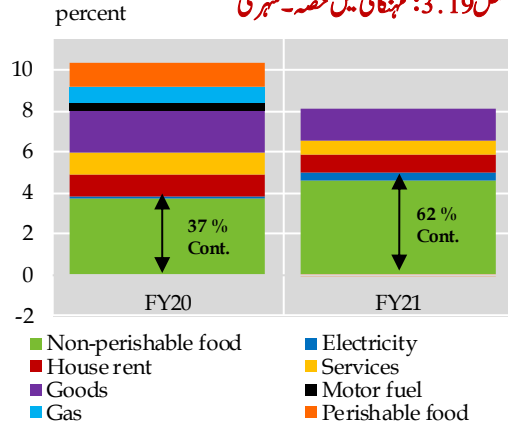
گندم کے معاملے میں سال کے دوران خاصی درآمدات کے باوجود کئی عوامل مہنگائی کو بڑھانے کا سبب بنا۔²⁵ اول، 2020ء میں گندم کی فصل کی کم پیداوار (فصل کا حجم 27.03 ملین میٹرک ٹن کے ہدف کے مقابلے میں 25.25 ملین میٹرک ٹن) نے قیمتوں پر دباؤ بڑھادیا۔ دوم، حکومت کی اجناس کی

شکل 3.22: سرکاری شعبے میں گندم کی خریداری



Source: Provincial Food Departments

شکل 3.19: مہنگائی میں حصہ۔ شہری



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مہنگائی کی توقعات کافی مستحکم اور قابو میں رہیں

آئی بی اے ایس بی پی اعتماد صارف سروے (سی سی ایس) کے مطابق پورے مالی سال 21ء میں مہنگائی کی توقعات تقریباً مستحکم رجحانات کی عکاس تھیں (شکل 3.20)۔ مجموعی استحکام سے قطع نظر توقعات کے نتائج سال کی دوسری ششماہی میں کسی حد تک بلند رہے۔ پہلی ششماہی میں مہنگائی کی توقعات میں غذائی قیمتوں کی توقعات کے معتدل ہونے کی وجہ سے کچھ کمی ہوئی، کیونکہ غیر تلف پذیر غذائی قیمتوں میں خاصی کمی درج کی گئی۔ مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں تمام تین زمروں (غذا، توانائی اور غیر غذائی غیر توانائی) میں بجلی کی قیمتوں پر نظر ثانی کی وجہ سے خصوصاً توانائی کے اشاریے نے اس اشاریے کی سطح میں معمولی اضافہ کیا۔ وسیع تناظر میں زیر جائزہ مدت کے دوران مجموعی مہنگائی کی توقعات قابو میں رہیں۔

غذائی اجزا مہنگائی کا بڑا ذریعہ رہے

اگرچہ غذائی مہنگائی دوہندسی سطح (12.4 فیصد) پر اور مجموعی مہنگائی میں اہم حصہ دار (تقریباً 56 فیصد حصہ) تھی، تاہم مالی سال 20ء (13.6 فیصد) کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں کچھ کم رہی، جس کا سبب تلف پذیر غذائی اجزا کے گروپ میں خاصی سست رفتاری تھی (شکل 3.21)۔

غیر تلف پذیر اجزا میں بلند غذائی مہنگائی درج کی گئی

مالی سال 20ء میں دوہندسی مہنگائی درج کرنے کے بعد مالی سال 21ء میں غیر تلف پذیر غذائی مہنگائی مزید بڑھ گئی اور مجموعی غذائی مہنگائی میں اس کا حصہ تقریباً 87 فیصد تھا۔ مہنگائی کی رفتار کو بڑھانے میں ان عوامل نے اہم

²⁵ مالی سال 21ء میں 3613 ہزار میٹرک ٹن گندم درآمد کی گئی۔

شکل 3.21: نقشہ حرارت۔ سال بسال شہری مہنگائی (غذائی گروپ)

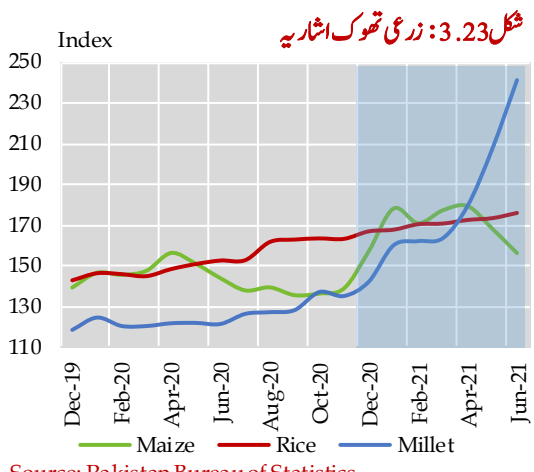
وزن	جولائی 20	اگست 20	ستمبر 20	اکتوبر 20	نومبر 20	دسمبر 20	جنوری 21	فروری 21	مارچ 21	اپریل 21	مئی 21	جون 21	
غذائی اشاریہ	36.8	15.1	11.3	12.4	13.9	13.0	12.6	7.3	10.3	11.5	15.7	15.3	11.0
غیر تلف پذیر غذائی جزا	26.0	16.2	13.6	13.2	16.7	15.9	15.9	12.2	15.4	17.2	19.4	19.3	13.5
تلف پذیر غذائی جزا	4.5	20.8	3.8	13.7	7.3	5.0	0.4	-18.9	-15.7	-15.6	4.6	-0.2	-2.5
گندم	0.6	28.5	44.3	42.1	52.2	36.6	24.2	19.2	23.8	35.2	27.0	29.9	19.0
گندم کا آنا	3.0	18.5	23.4	20.2	24.7	13.3	13.4	7.2	13.5	18.9	16.9	28.5	13.4
چینی	1.1	17.0	28.0	25.4	33.0	35.8	15.3	25.9	17.2	23.5	18.2	21.6	21.5
چینی اور مصالحے	1.3	39.5	38.9	40.9	36.6	37.6	47.4	27.2	31.1	28.7	31.6	26.7	23.3
دالیں	0.7	25.5	20.9	22.9	23.3	16.1	14.2	1.6	3.5	8.1	-7.4	-5.6	-4.3
مرغیانی (مرغی کے انڈے)	1.9	38.4	-23.3	-9.4	25.8	47.4	66.3	8.5	39.5	47.0	75.8	58.5	8.1
خوردنی تیل (تیل اور گھی)	2.1	19.7	13.8	13.4	13.5	12.4	13.8	17.6	16.3	16.4	20.1	21.4	22.9

نقشہ حرارت۔ سال بسال دیہی مہنگائی (غذائی گروپ)

وزن	جولائی 20	اگست 20	ستمبر 20	اکتوبر 20	نومبر 20	دسمبر 20	جنوری 21	فروری 21	مارچ 21	اپریل 21	مئی 21	جون 21	
غذائی اشاریہ	45.9	17.8	13.5	15.8	17.7	16.1	13.4	7.2	9.1	11.1	14.1	12.8	9.8
غیر تلف پذیر غذائی جزا	35.1	16.8	15.1	16.3	19.5	18.9	16.8	13.1	13.9	16.9	17.2	16.9	12.2
تلف پذیر غذائی جزا	5.8	25.4	3.7	16.9	13.4	7.4	-1.6	-23.7	-19.3	-19.4	0.5	-8.2	-5.5
گندم	3.5	30.4	41.1	45.1	51.1	37.9	28.1	24.4	23.1	32.5	24.5	27.7	20.1
گندم کا آنا	3.4	21.6	26.2	26.7	29.4	19.6	15.8	13.7	16.6	20.8	19.3	26.0	14.4
چینی	2.0	16.6	25.5	25.3	33.4	42.5	12.8	23.5	15.1	22.7	16.5	21.7	20.7
چینی اور مصالحے	1.5	59.6	48.8	57.8	53.7	53.7	49.6	31.4	24.2	23.3	13.7	4.0	-1.9
دالیں	1.1	28.4	20.8	25.2	23.5	16.4	13.2	3.2	2.4	6.8	-4.5	-5.9	-7.3
مرغیانی (مرغی کے انڈے)	2.0	37.0	-13.5	-7.1	23.7	43.3	63.7	12.0	29.4	52.9	71.9	58.0	12.6
خوردنی تیل (تیل اور گھی)	3.0	21.9	18.8	16.6	16.6	17.1	17.8	16.9	18.3	19.1	21.8	26.1	27.6

° بیکہ شیڈ ریم (اور منفی) مہنگائی کو جبکہ گہرے شیڈ زمسال بسال بنیادوں پر بلند مہنگائی کے عکاس ہیں۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات



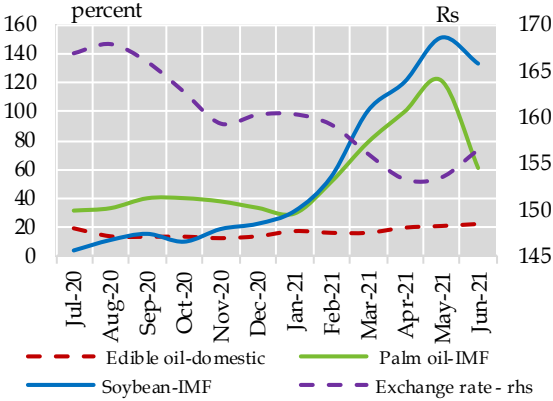
مالی سال 21ء میں چینی کے لیے بھی مہنگائی کے نتائج اضافے کے عکاس رہے۔ سال کے دوران خاصی درآمدات کے باوجود قیمتوں کا دباؤ برقرار

کارروائیوں کے تناظر میں متعلقہ ایجنسیاں تقریباً مسلسل دوسرے برس خریداری کے اہداف حاصل نہیں کر سکیں (شکل 3.22)۔ اس کا ایک ممکنہ سبب خریداری کے وقت امدادی قیمت اور گندم کی تھوک قیمت کے درمیان بڑھتا ہوا فرق ہو سکتا ہے۔²⁶ خریداری ایجنسیوں کی جانب سے اسٹاکس بروقت جاری کرنا بھی اس کی قیمت کے دباؤ کے انتظام میں اہم کردار ادا کرتا ہے، جس کا سال کی پہلی ششماہی میں کسی حد تک مناسب بندوبست نہیں کیا گیا۔ سونم، درآمدی پروسیسنگ بظاہر سال کے آغاز میں سست رہا جو منڈی میں طلب و رسد کے فرق کو پورا نہیں کر سکا، کیونکہ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے آخر جون 2020ء میں گندم درآمد کرنے کی اجازت دی تھی، جبکہ اگست 2020ء میں اس کی پہلی کھیپ کی آمد ہوئی۔ گندم کی بلند بین الاقوامی قیمتوں سے بھی بظاہر نجی ڈیلروں کی درآمدات میں جارحانہ شرکت کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ چہاں، سٹے بازی کی سرگرمیوں نے بھی قیمت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ حکومت مسلسل ذخیرہ اندوزی میں ملوث افراد کے خلاف سخت اقدام کرنے کی تنبیہ کر رہی تھی۔

²⁶ باب 3، پاکستانی معیشت کی کیفیت پرائیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

دوبارہ کھلنے اور مضبوط طلب کی بحالی کے ساتھ بین الاقوامی پام آئل اور سویا بین کی قیمتوں میں دوبارہ اضافہ شروع ہو گیا۔ دوم، پناہ گزین کارکنوں کی تعداد میں کمی کے باعث افرادی قوت کی قلت کے نتیجے میں رسدی زنجیر کے مسائل بشمول بحری جہاز کی رکاوٹوں نے خوردنی تیل کی قیمتوں کو بڑھا دیا (بکس 3.2)۔³² سوم، اہم پیداواری علاقوں میں موسمی مسائل کے سبب برآمد کرنے والے اہم ممالک میں ذخائر کی مشکل سطح نے خوردنی تیل پر دباؤ کو بڑھا دیا۔ اگرچہ بڑھتی ہوئی بین الاقوامی غذائی قیمتوں کے سبب خوردنی تیل گروپ کی مہنگائی، جس میں درآمدی جز کا حصہ زیادہ ہے، بلند رہی تاہم موافق شرح مبادلہ نے اس کے بیشتر شدید اثر کو جذب کر لیا (شکل 3.24)۔

شکل 3.24: خوردنی تیل کی مہنگائی



Source: PBS, IMF

تلف پذیر غذائی اجزا کی مہنگائی خاصی سست ہو گئی

مالی سال 20ء میں بلند مہنگائی کے بعد مالی سال 21ء میں تلف پذیر غذائی گروپ، جو تازہ سبزیوں، پھل، ٹماٹر، آلو اور پیاز پر مشتمل ہے، میں خاصی سست رفتاری درج کی گئی۔³³ مثلاً، ٹماٹر کے معاملے میں بہتر مقامی پیداوار اور بلند درآمدات اس کی قیمت کو مستحکم اور کم رکھنے کا باعث بنیں۔³⁴ اسی طرح،

رہا۔²⁷ چینی میں دو ہندسی مہنگائی کی وضاحت ان عوامل سے ہوتی ہے: (i) چینی کے ذخائر کا مالی سال 19ء کی 6.7 ملین میٹرک ٹن سطح سے کم ہو کر مالی سال 20ء میں گئے کی کم پیداوار کے سبب 5.3 ملین میٹرک ٹن پر آ جانا،²⁹ (ii) ذخائر کی قابل بھر سہ صورت حال کی عدم موجودگی اور مسابقتی کمیشن پاکستان کی انکوائری رپورٹ (اکتوبر 2020ء) میں صنعت کی جانب سے غیر مسابقتی سرگرمیوں کی نشاندہی اور (iii) مالی سال 21ء میں گئے کی کم از کم امدادی قیمت میں اضافہ۔

مرغبانی گروپ نے سال کے دوران دو ہندسی مہنگائی درج کی جس نے شہری اور دیہی علاقوں کی مجموعی غذائی مہنگائی میں بالترتیب تقریباً 12 فیصد اور 14 فیصد حصہ ڈالا۔ صارفین کو وڈ سے متعلق لاک ڈاؤن اور بے یقینی کے حالات میں رسد اور طلب سے متعلق قیمتوں کے دباؤ کا سامنا کر رہے تھے جبکہ اس کے ساتھ بین الاقوامی رجحان کے مطابق مرغبانی کی فیڈ کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں (شکل 3.23)۔ صنعتی ماہرین کے مطابق مرغی اور انڈے کی پیداوار میں خام مال کی مجموعی لاگت کا حصہ تقریباً تین چوتھائی ہے، جبکہ پولٹری فیڈ میں درآمدی اجزا کا بڑا حصہ ہے۔

چٹنی، اچار اور مسالوں کی مہنگائی میں زیر جائزہ مدت کے دوران کافی اضافہ ہوا۔ جزوار معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ پسی ہوئی سرخ مرچ، چٹنی، اچار اور مسالوں کے مجموعی اشریاریے میں اضافے کا سبب بنا۔ سرخ مرچ کی پیداوار اور زیر کاشت رقبے دونوں میں مالی سال 21ء کے دوران خاصی کمی ہوئی۔³⁰ طلب اور رسد کا فرق پورا کرنے کے لیے خاصی درآمدات کے باوجود قیمت کا دباؤ برقرار رہا۔³¹ سال کے آغاز میں خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافہ پورے سال برقرار رہا، جس نے مہنگائی کو بلند سطح پر رکھا۔ عوامل کے تین مجموعے اس گروپ کی مہنگائی میں اضافے پر منتج ہوئے۔ اول، معیشتوں کے

²⁷ مالی سال 21ء میں 3597 ہزار میٹرک ٹن چینی جبکہ گذشتہ برس 282 ہزار میٹرک ٹن درآمد کی گئی۔

²⁸ مسابقتی کمیشن پاکستان، انکوائری رپورٹ، اکتوبر 2020ء۔

²⁹ مالی سال 20ء میں گئے کی پیداوار 66.37 ملین ٹن تھی جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 19ء میں 67.17 ملین ٹن کی پیداوار ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء میں 81.00 ملین ٹن گئے کی پیداوار حاصل ہوئی ہے۔

³⁰ سال کے دوران پیداوار میں 26.7 فیصد کمی جبکہ زیر کاشت رقبے میں 24.8 فیصد کمی درج کی گئی۔

³¹ مالی سال 21ء میں 198.5 ہزار کلوگرام سرخ مرچیں درآمد کی گئیں جبکہ گذشتہ برس 0.4 ہزار کلوگرام تھیں۔

³² پام آئل کی کاشت اور پروسیسنگ کے آپریشنز کو افرادی قوت کی کمی نے شدید متاثر کیا، خصوصاً ملائیشیا میں جہاں اس کے باغات کو کووڈ کا پھیلاؤ کم کرنے کی پالیسیوں کے نتیجے میں پناہ گزین کارکنوں کی سخت قلت کا سامنا تھا۔

³³ بلند درجہ حرارت، بے وقت بارشوں اور درآمدی پرمیوں کے اجراء میں حائل رکاوٹوں نے بعض سبزیوں کی درآمدات کو متاثر کیا، جس کی وجہ سے ملکی منڈی میں ان کی عارضی قلت کے سبب مالی سال 20ء میں قیمت کا عارضی

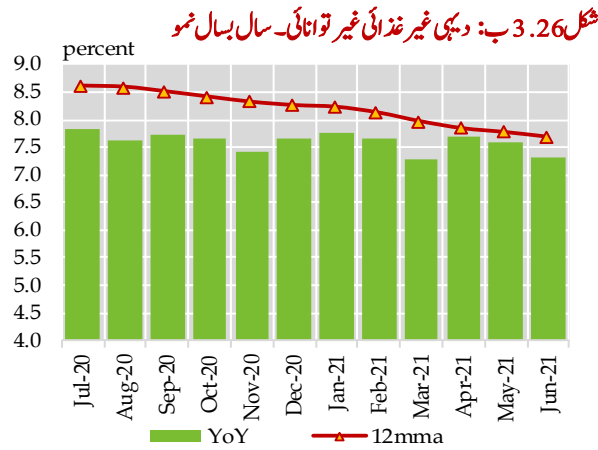
دباؤ پیدا ہوا۔

³⁴ مالی سال 21ء میں ٹماٹروں کی ملکی پیداوار میں 12.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ ان کی درآمدات تقریباً 55 فیصد بڑھ گئیں۔

ہوتا ہے کہ ایندھن کی معتدل قیمتوں کے سبب لاگتی دباؤ میں کمی اور مہنگائی سے عاری بجٹ 2020-21ء قومی مہنگائی کی رفتار پر قابو پانے میں بڑی حد تک مؤثر ثابت ہوا (شکل 3.27)۔ مزید برآں، سال کے دوران معیشت میں اضافی استعداد کی موجودگی (منفی پیداواری فرق) اور شرح مبادلہ کے موافق حالات سے بھی مہنگائی کے مخفی دباؤ پر قابو پانے میں مدد ملی۔

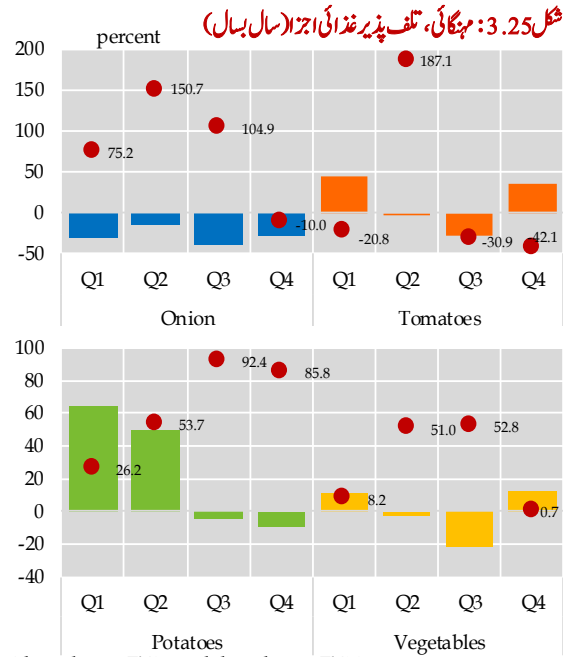
شہری اور دیہی علاقوں میں ایشیا اور خدمات دونوں کی مہنگائی کی رفتار خاصی کم ہو گئی، تاہم مؤثر الذکر کا اثر زیادہ نمایاں تھا۔ دوسری جانب مکان کے کرائے کی مہنگائی تقریباً گزشتہ برس جتنی سطح پر رہی۔ اشاریہ وار معلومات (غذائی گروپ کے لیے) سے پتہ چلتا ہے کہ چند زمردوں (کپڑے اور جوتے، فرنیچر اور گھریلو آلات اور علاج معالجے کا سامان اور آلات) کو چھوڑ کر وسیع البنیاد سست رفتاری درج کی گئی تھی۔ جزوار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعمیرات سے متعلق اجزائی قیمتوں پر کمی کا دباؤ درج کیا گیا، خصوصاً سینٹ، ٹولے ہوئے پتھر (جبری) اور فولادی سلاخوں میں۔ کووڈ کے تناظر میں پورٹ لینڈ سینٹ، ایلومینیم سینٹ، دھاتی سینٹ، سپر سلفیٹ اور ہائیڈرالک سینٹ کے لیے وفاقی بجٹ 2020-21ء میں ایف ای ڈی کو 2 روپے فی کلو گرام سے کم کر کے 1.75 روپے فی کلو گرام کر دیا گیا۔

دوسری جانب، خدمات کے گروپ کی سست رفتاری شہری علاقوں کے تقریباً ایک تہائی اشاریوں اور دیہی علاقوں کے تقریباً نصف اشاریوں میں مرتکز ہے۔ شہری اور دیہی علاقوں دونوں کے جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا محرک کووڈ سے متعلق مختلف عوامل ہیں۔ مثلاً، مؤثر ویکل ٹیکس میں تبدیلی نہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

اس سال شہری علاقوں میں پیاز کی اوسط قیمت تقریباً 47 روپے رہی جبکہ گزشتہ برس یہ 66 روپے تھی۔ مالی سال 21ء میں بہتر ملکی فصل اور مناسب درآمدات نے پیاز کی قیمتوں میں کمی میں اہم کردار ادا کیا (شکل 3.25)۔³⁵

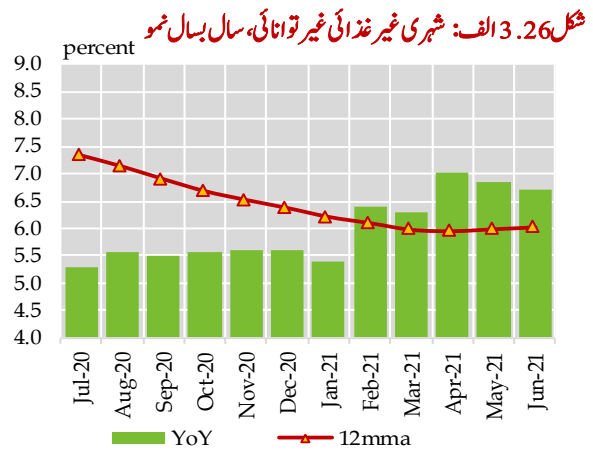


* bars denote FY21 and dots denote FY20

Source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بڑی حد تک پست اور مستحکم رہی

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی مالی سال 21ء کے دوران شہری اور دیہی دونوں اجزائی میں سست رہی (شکل 3.26)۔ وسیع تناظر میں سست رفتاری سے ظاہر



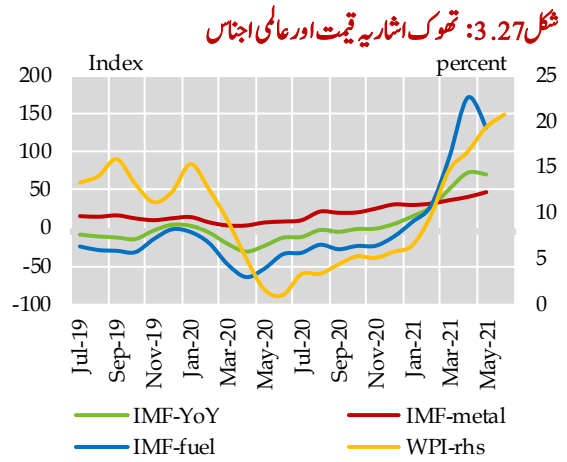
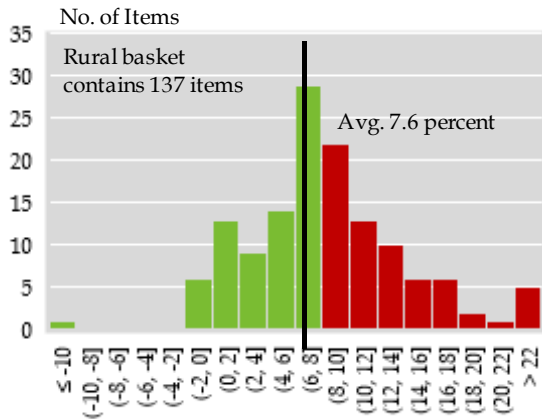
³⁵ مالی سال 21ء میں پیاز کی ملکی پیداوار گزشتہ برس کی سطح پر رہی جبکہ درآمدات میں تقریباً 82 فیصد اضافہ ہوا۔

حکومت نے عوام کو کوڈ سے ریلیف فراہم کرنے کے لیے کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا۔

شہری اور دیہی علاقوں کی جزوار اجناس کی باسکٹ سے پتہ چلتا ہے کہ سال کے دوران تقریباً نصف اجزائے اوسط غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی سے زیادہ درج کیا۔ ہیوی ٹیل ڈسٹری بیوشن سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ مجموعی غیر غذائی غیر توانائی باسکٹ میں قدرے بھاری وزن کی حامل اجناس کی مہنگائی کی سست رفتاری نے ممکنہ طور پر مہنگائی کے مجموعی دباؤ کو کم کرنے میں کردار ادا کیا ہے (شکل 3.28)۔³⁶ مثلاً، حکومتی اداروں کی فیس، ٹرانسپورٹ کے کرائے، اخبارات اور سروس ٹیکسوں نے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کی سست رفتاری میں کردار ادا کیا ہے۔

توانائی کی مہنگائی نے سست رفتاری درج کی

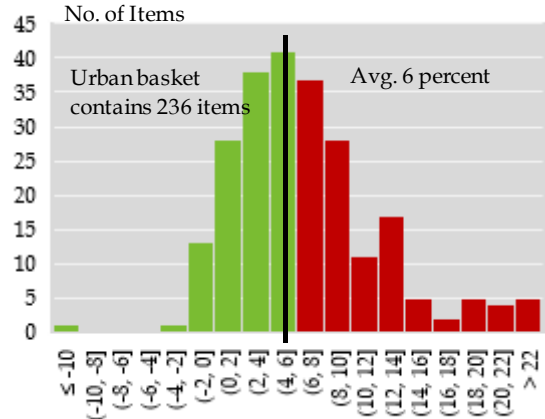
مالی سال 21ء کے دوران شہری علاقوں کی توانائی کی مہنگائی میں گذشتہ برس کی نسبت خاصی سست رفتاری درج کی گئی، تاہم دیہی علاقوں میں مالی سال 20ء کی اسی مدت کے مقابلے میں اس میں معمولی اضافہ دیکھا گیا۔ مالی سال 21ء میں شہری کمیونٹی کی توانائی کی مہنگائی میں مجموعی سست رفتاری سے قطع نظر مہنگائی خصوصاً سال کی دوسری ششماہی میں تغیر پذیر رہی۔ گیس کے اشاریے کے علاوہ توانائی گروپ کے دیگر ذیلی اشاریوں میں آخری سہ ماہی کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ پورے سال کے لیے شہری جز کے غیر مجموعی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی کی قیمتوں میں دوہندسی مہنگائی نے ابندھن کی قیمتوں



Source: Pakistan Bureau of Statistics and IMF

کرنے، تعمیراتی اجرتوں اور تعلیمی فیس میں کمی نے خدمات کی مجموعی مہنگائی کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تعلیم کے شعبے کی مہنگائی میں کمی نجی اور سرکاری اسکولوں/کالجوں کی فیس سے ہوئی۔ اسے ان عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے: (الف) سندھ کو وڈ ایمر جنسی ریلیف آرڈیننس 2020ء اور پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوٹس آرڈیننس 2020ء کے تحت ٹیوشن فیس میں رعایت، اور (ب) کچھ تعلیمی اداروں کی جانب سے ٹیوشن فیس پرائیڈوانس ٹیکس وصولی کے خاتمے کے علاوہ مالی سال 20ء کے آغاز میں سپریم کورٹ کی جانب سے اسکول فیس کو 2017ء کی سطح پر بحال کرنے کا فیصلہ، جس میں اس نے سال کے دوران فیس میں زیادہ سے زیادہ 5 فیصد سالانہ اضافہ مقرر کر دیا۔ علاوہ ازیں، موٹر وہیکل ٹیکسوں کے سبب کوئی مہنگائی نہیں ہوئی کیونکہ

شکل 3.28: غیر غذائی غیر توانائی اجزاء کے تعدد کی تقسیم

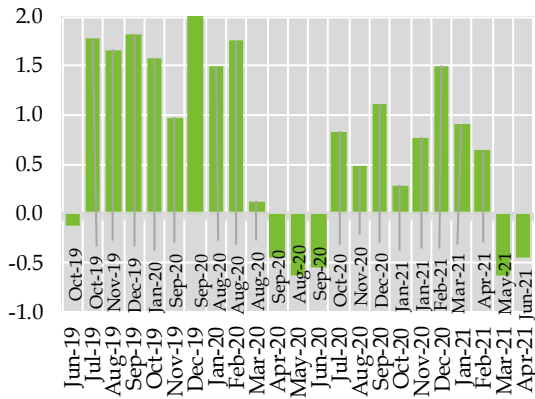


Source: Pakistan Bureau of Statistics

³⁶ شہری تعدد کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ گروپ میں ایسے اجزاء کی تعداد تقریباً 49 فیصد رہی جن میں مہنگائی 6 فیصد سے زائد تھی جبکہ تقریباً 7 فیصد اجزائے اس کے برابر یا صفر سے کم مہنگائی درج کی۔ دیہی تعدد کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ گروپ کے تقریباً 51 فیصد اجزائے اس گروپ میں شامل رہے جو 7.6 فیصد کی اوسط مہنگائی کو ظاہر کرتے ہیں، جبکہ تقریباً 5 فیصد اجزائے مساوی یا صفر سے کم مہنگائی درج کی۔

اضافہ بشمول لائف لائن صارفین 50 یونٹس ماہانہ تک استعمال کرتے ہیں اور ii) دسمبر 2020ء میں مالی سال 20ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے لیے سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ اور فروری 2021ء میں مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کے لیے سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ کا نوٹیفیکیشن جاری کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ماہانہ فیول چارج میں ردوبدل بھی مہنگائی میں اضافے کا سبب بن گیا (شکل 3.29)۔

شکل 3.29: ایندھن چارج میں ردوبدل



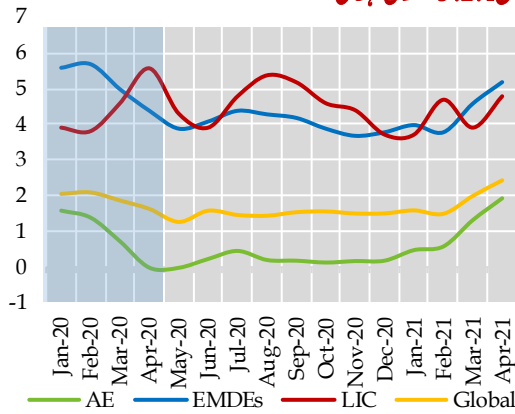
Source: NEPRA

اور سیال ہائیڈروکاربن میں ارزانی کی مکمل تلافی کر دی۔ دیہی علاقوں میں اگرچہ ایندھن اور سیال ہائیڈروکاربنز میں سال بسال بنیادوں پر ارزانی درج کی گئی، تاہم توانائی کی مہنگائی میں اضافہ کرنے میں بڑا حصہ بجلی اور ٹھوس ایندھن کی قیمتوں کے بڑھنے کا تھا۔

موٹر ایندھن کے معاملے میں قیمتیں سال بسال بنیادوں پر مستحکم رہیں اور ان میں ابتدائی آٹھ مہینوں کے دوران ارزانی درج کی گئی۔ تاہم مارچ 2021ء سے ویکسین کی آمد کے باعث نمونے کے عالمی امکانات میں بہتری کے سبب خام تیل کی قیمتیں بڑھنے اور ٹرانسپورٹ اور ہوابازی جیسی تیل کی بھاری کھپت والی صنعتوں کی طلب میں اضافے کے بعد موٹر ایندھن کی قیمتیں خاصی بڑھ گئیں، جس سے سال بسال مہنگائی بلند سطح پر پہنچ گئی۔³⁷ مجموعی بنیادوں پر مارچ اور جون 2021ء کے دوران شہری مہنگائی میں 17.2 فیصد اضافہ ہو گیا۔

جولائی تا جنوری مالی سال 21ء میں 1.3 فیصد کمی درج کرنے کے بعد بجلی کی مہنگائی میں فروری 2021ء میں خاصا سال بسال اضافہ درج کیا گیا کیونکہ حکومت نے گردشی قرضے سے متعلق توانائی کے شعبے کے مسائل حل کرنے کی کوششیں تیز کر دی تھیں۔ اس ضمن میں یہ اقدامات کیے گئے: (i) ڈسٹری بیوشن کمپنیوں (ڈسکوز) کے بیس ٹیرف میں 1.95 روپے فی کلو واٹ آور

شکل 3.2.1: عمومی مہنگائی



Source: World Bank

باکس 3.2: کووڈ 19 کے بعد عالمی مہنگائی کا رویہ

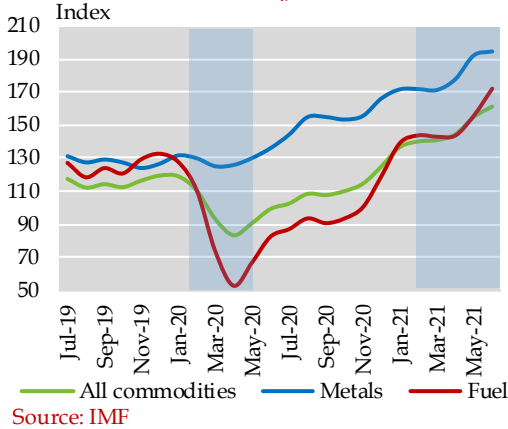
کووڈ 19 کی وبا کے نتیجے میں عالمی معیشت کو خاصے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں طلب میں کمی، کاروباری اداروں اور روزگار کے نقصانات کے حالات میں غربت کی سطح کا بڑھنا، رسد زنجیروں میں قفل، کووڈ کا انتظام کرنے کا خرچ پورا کرنے کے لیے قرضوں کی ضروریات کا بڑھنا شامل ہیں۔ اس پس منظر میں مہنگائی کے عالمی رویے، خصوصاً ابھرتی معیشتوں کے ابتدائی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ کمزور طلب نے دنیا کے ملکوں میں وبا پھیلنے کے ابتدائی مہینوں میں مہنگائی کی سطح کو کم کر دیا تھا۔ تاہم مئی 2020ء سے عالمی سطح پر اسٹارٹ لاک ڈاؤن پر منتقلی اور اس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں میں اضافے کے باعث اجناس اور ایندھن کی عالمی قیمتیں بڑھنا شروع ہو گئیں۔ یہ رجحان اپریل 2021ء میں کووڈ ویکسین کی عالمی دستیابی کے سبب مزید مضبوط ہو گیا۔ قیمتوں کے اس دباؤ میں مسلسل اضافہ مرکزی بینکوں کو توسیعی پالیسی موقف کو بدلنے پر مجبور کر سکتا ہے، جس سے معاشی بحالی کی رفتار کم ہو سکتی ہے۔

جنوری 2020ء تا مئی 2020ء کے منظر نامے میں کم ہوتا مہنگائی کا دباؤ

وبا کے آغاز کے ابتدائی چار مہینوں جنوری 2020ء تا مئی 2020ء کے دوران عالمی مہنگائی میں 0.8 فیصدی درجے کمی ہوئی۔ اسی طرح، ابھرتی منڈیاں اور ترقی پذیر معیشتوں اور ترقی یافتہ ممالک کی مہنگائی میں بھی اس مدت کے دوران بالترتیب 1.2 اور 1.6 فیصدی درجوں کی کمی دیکھی گئی (شکل 3.2.1)۔

³⁷ خام تیل کی بہتر طلب کے علاوہ ایک کے بعض ممالک کی جانب سے تیل کی پیداوار میں کمیوں کے فیصلے نے بھی تیل کی قیمتوں کو بڑھا دیا۔

شکل 2.2.3: عالمی اجناس اشاریہ



Source: IMF

طلب کے عوامل عالمی مہنگائی میں کیا باعث بنے

کمزور مجموعی طلب: دنیا بھر میں سخت لاک ڈاؤن کے ساتھ کمزور صارفی اعتماد نے مجموعی طلب پر منفی اثر ڈالا۔ کمزور معاشی سرگرمیوں کے ساتھ کمزور طلب قیمتوں میں کمی کا باعث بنی۔³⁸

ابندہن کی عالمی قیمتوں میں کمی: کووڈ شروع ہونے کے بعد تیل کی قیمتوں میں خاصی کمی ہوئی کیونکہ لاک ڈاؤن نے ٹرانسپورٹ اور سفری خدمات کو معطل کر دیا جن کا عالمی توانائی کے صرف حصہ دو تہائی ہے (شکل 2.2.3)۔³⁹ ابندہن کی طلب میں کمی نے قیمتوں کو متاثر کیا اور مہنگائی کی رفتار کو محدود رکھا۔

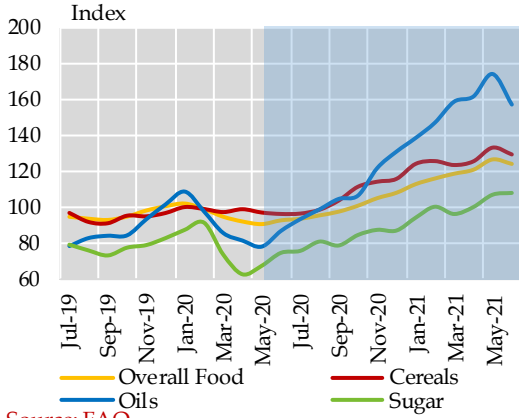
لیکن کچھ رسدی عوامل قیمتوں میں اضافے کا سبب بنے

رسدی زنجیر میں تعطل: وبا پھیلنے کے بعد سے رسدی زنجیر میں تعطل ایک اہم چیلنج رہا ہے۔ کووڈ 19 کے آغاز پر سخت لاک ڈاؤن نے معاشی سرگرمیوں خصوصاً خدمات کے شعبے کو متاثر کیا، کیونکہ ایسی

سودے بازیوں پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں جن کے لیے ذاتی اشتراک درکار تھا۔ اسی طرح، متعدد دہناہ گزریں کارکنوں کی تعداد میں کمی کے نتیجے میں افرادی قوت کی کمی نے پیداوار کو معطل کر دیا۔ علاوہ ازیں، کچھ ممالک کی جانب سے ذخیرہ اندوزی کی سرگرمیاں، بارڈر پر سختی میں اضافے اور کسٹم ضوابط کے نتیجے میں انتظار کے طویل اوقات نے سامان کی ہموار رسد کو متاثر کیا اور اجناس کی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنا۔⁴⁰

کرنسی کی قدر میں کمی: وبا کے دوران ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر منڈیوں میں مہنگائی کا دباؤ بڑھانے کے پیچھے کارفرما ایک اہم عامل کرنسی کی کمزوری تھی، کیونکہ تقریباً بیس فیصد ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر منڈیوں نے سال کے آغاز کے مقابلے میں سال کا اختتام کمزور شرح مبادلہ کے ساتھ کیا۔⁴¹

شکل 2.3: غذائی قیمتوں کے اشاریے



Source: FAO

غذائی رسدی میں تعطل: جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے، مارکیٹ اور تجارت پر پابندیوں نے کچھ ممالک میں غذائی رسدی زنجیر کو متاثر کیا۔ افرادی قوت کے باعث زرعی مصنوعات میں رسدی تعطل نے بھی قیمتوں پر دباؤ ڈالا۔⁴² اسی طرح، سب سے زیادہ تلف پذیر جز پھلوں کی قدری زنجیر جس کی بینڈ لگ میں زیادہ افرادی قوت درکار ہوتی اور اسے فوری طور پر (اکثر طیاروں کے ذریعے) ٹرانسپورٹ کیا جاتا ہے۔⁴³ لہذا، تھوک اور خردہ مارک اپ میں اضافہ اور مصنوعات کی عدم دستیابی نے غذائی قیمت کی مہنگائی بڑھانے میں کردار ادا کیا۔⁴⁴

عالمی مہنگائی میں خاصی کمی سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ ابتدائی چار سے پانچ مہینوں میں طلب کے عوامل نے رسدی عوامل کے اثرات مکمل طور پر زائل کر دیے۔

³⁸ ڈن، اے۔ سی۔ کے۔ کے۔ ہڈ، اور اے۔ ڈربین۔ 2020ء۔ "کارڈ لین دین کے ڈیٹا کو استعمال کرتے ہوئے صارفی اخراجات پر کووڈ 19 دبا کے اثرات کی پیمائش۔" بیورو آف اکنامک اینالسز ورکنگ پیپر 5-2020، امریکی محکمہ کامرس۔

³⁹ Wheeler, C. M., J. Baffes, A. Kabundi, G. Kindberg-Hanlon, P. S. Nagle, and F. Ohnsorge. 2020. "Adding Fuel to the Fire: Cheap Oil during the COVID-19 Pandemic." Policy Research Working Paper 9320, World Bank, Washington, DC

⁴⁰ عالمی ادارہ تجارت کے مطابق تقریباً 80 ممالک اور کسٹم کے علاقوں میں کووڈ 19 کی دبا کے نتیجے میں پابندیاں یا درآمدی پابندیاں متعارف کرائیں (آئی ایم ایف تحقیق، ستمبر 2020ء)۔

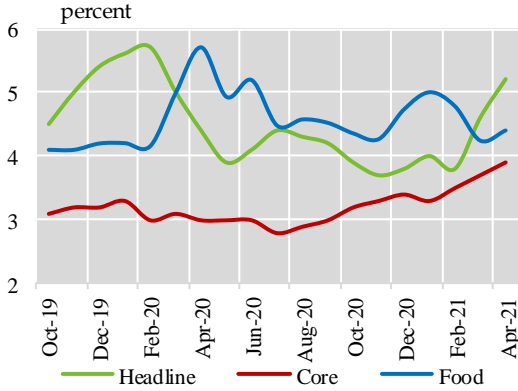
⁴¹ عالمی معاشی امکانات، جون 2021ء عالمی بینک۔

⁴² پام آئل کی کاشت اور پروسیسنگ کے آپریشنز کو افرادی قوت کی کمی نے شدید متاثر کیا، خصوصاً ملائیشیاں جہاں اس کے بانگات کو کوڈ کا پھیلاؤ کم کرنے کی پالیسیوں کے نتیجے میں پناہ گزریں کارکنوں کی سخت قلت کا سامنا تھا۔

⁴³ ایف اے او کے اکتوبر 2020ء کے لیے روغنی بیجوں، نباتی تیل اور روغنی کھانوں کی قیمت کے اشاریے۔

⁴⁴ Swinnen, J., and J. McDermott, eds. 2020. COVID-19 and Global Food Security. Washington, DC: International Food Policy Research Institute

شکل 3.2.4: ابھرتی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کی مہنگائی



Source: World Bank

عالمی مہنگائی کا دوبارہ نمودار ہونا - مئی 2020ء سے:

تاہم، مئی 2020ء میں عالمی مہنگائی کی رفتار بڑھنا شروع ہو گئی تھی، اگرچہ یہ تاریخی معیارات سے کم تھی۔ اسماٹ لاک ڈاؤن کے نفاذ کے سبب سرگرمی اور طلب کی بحالی کے ساتھ ذاتی حیثیت میں لین دین سے آن لائن صرف پر منتقلی کے سبب ایندھن اور دھاتوں کی قیمتیں بڑھنا شروع ہو گئیں۔ اس کے علاوہ غذائی اجزاء کے نرخوں میں بھی اضافہ ہونے لگا (شکل 3.2.3)۔ کووڈ پر قابو پانے کے مرحلے کے آغاز سے ہی رسدی زنجیر میں تعطل غذائی مہنگائی کی توقعات کو بڑھا رہا تھا جبکہ موسم سے متعلق رسدی دھچکوں نے غذائی مہنگائی کو مزید بڑھا دیا۔ مثلاً، خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافہ رسدی قلت کی وجہ سے ہوا (شکل 3.2.3)۔ اسی طرح، گندم کی قیمتوں میں خاصا اضافہ درن کیا گیا، جس سے مضبوط عالمی طلب اور گندم اگانے والے علاقوں کے اہم حصوں میں ناموافق حالات میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے (تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء کا باکس 3.1)۔

اپریل 2021ء تک عالمی مہنگائی کی رفتار خصوصاً ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مزید بڑھ کر وبائے پہلے کی سطح تک پہنچ گئی۔ عالمی معاشی بحالی کے بہتر امکانات⁴⁵ کے ساتھ ویکسین لگانے کی شروعات، ایندھن کی قیمتوں میں بحالی اور مسلسل بڑھتی ہوئی غذائی قیمتوں نے مہنگائی کی رفتار کو بڑھا دیا۔ خصوصاً، غذائی گروپ میں کووڈ کے سبب رسدی زنجیر میں رکاوٹوں،⁴⁶ ایشیا کی ترسیل میں تاخیر، ٹرانسپورٹ کی بلند لاگت اور موسم کی بے یقینی کے سبب مہنگائی میں اضافہ دیکھا گیا۔ نتیجتاً، خصوصاً ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں عمومی اور قومی دونوں قسم کی مہنگائی وبائے پہلے کی سطح سے تجاوز کر چکی ہے، تاہم مؤخر الذکر کی رفتار میں زیادہ تیزی دیکھی گئی (شکل 3.3.4)۔

ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں اور کم آمدنی والے ممالک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی خاص طور پر پالیسی سازوں کے لیے چیلنجوں کی شدت کو بڑھا سکتی ہے۔ وائرس کی ابھرتی ہوئی نئی اقسام اور متعدد معیشتوں میں مختلف قسم کے لاک ڈاؤن کی وجہ سے وبا ابھی تک ایک بڑا خطرہ ہے اور رسدی زنجیروں میں تعطل ابھی تک تشویش کا باعث ہے۔ وبا کی مختلف لہروں کے نتیجے میں رسدی زنجیر کے ساتھ ساتھ موسم سے متعلق مسائل نے اناج کی کچھ فصلوں کی پیداوار پر اثرات مرتب کیے جس سے قیمتوں پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ نتیجتاً، غذائی گروپ کی بلند مہنگائی، جس کا کم آمدنی والے ممالک کے صرف میں حصہ تقریباً نصف اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے صرف میں بڑا حصہ ہے، ان معیشتوں کی مہنگائی پر دباؤ کو مزید بڑھا سکتی ہے۔ پالیسی کے تناظر میں مہنگائی میں عارضی اضافہ زری پالیسی کے رد عمل کا متقاضی نہیں ہو سکتا۔ تاہم اگر قیمتوں کا دباؤ برقرار رہتا ہے اور ممکنہ طور پر دورانی اثرات پیدا ہوتے ہیں تو ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے مرکزی بینک توقع سے پہلے ہی اپنے گنجائشی زری پالیسی موقف کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ خصوصاً ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی مہنگائی کی پیش گوئیوں سے 2021ء میں مہنگائی میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے، جو ان کے اہداف سے تجاوز کر سکتی ہے۔⁴⁷

⁴⁵ 2021ء میں عالمی معیشت میں 5.6 فیصد نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے (عالمی بینک)۔

⁴⁶ شمالی یورپی اور ایشیائی ٹرینلوں میں کووڈ کے سبب بھیڑ گتنے سے آخر مالی سال 21ء تک تجارتی منصوبوں میں تعطل پیدا ہوا (انسٹی ٹیوٹ آف ایکسپورٹ اینڈ انٹرنیشنل ٹریڈ، یو۔ کے)۔

⁴⁷ عالمی معاشی امکانات جون 2021ء، عالمی بینک۔

باب 4: مالیاتی پالیسی

مالی سال 21ء میں ٹیکس محاصل میں اضافے اور غیرسودی اخراجات جاریہ پر قابو کی وجہ سے مالیاتی خسارہ جو گذشتہ برس جی ڈی پی کا 8.1 فیصد تھا مالی سال 21ء میں کم ہو کر 7.1 فیصد رہ گیا۔ مسلسل دوسرے سال اس بہتری میں مشترکہ صوبائی زرِ فاضل کا بھی کردار ہے، جو م س 21ء میں بجٹ کے ہدف سے بڑھ گیا۔ سال کی آخری سہ ماہی میں اخراجات کے دباؤ نے مارچ تا جولائی مالی سال 21ء کے دوران ہونے والے بنیادی زرِ فاضل کو م س 21ء میں خسارے کی طرف دھکیل دیا۔ تاہم، محاصل کی بحالی نے بنیادی خسارے کو دو سال کی پست سطح تک محدود رکھا۔ ٹیکس محاصل کے اضافے میں وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ ایف بی آر ٹیکس محاصل میں نمو کی وجوہ میں معاشی سرگرمیوں کی بحالی، درآمدات میں اضافہ، ٹیکس کی انتظامی کوششیں اور گذشتہ برس کی پست اساس کے اثرات شامل ہیں۔ م س 21ء میں اخراجات کے حوالے سے وفاقی غیرسودی اخراجات جاریہ قابو میں رہے، جبکہ ترقیاتی اخراجات میں، جو گذشتہ تین برس سے مائل بہ زوال تھے، بحالی درج کی گئی۔ حکومت کووڈ وبا کے اثرات کم کرنے کی غرض سے سماجی بہبود کے اقدامات پر اخراجات، معاشی ریلیف پیکج اور معیشت کے مختلف شعبوں کو ہدفی اعانت دینے کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا کرنے میں کامیاب رہی۔ اسی دوران خودمختار بجلی ساز اداروں (آئی پی پیز) اور پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) کے گردشی قرضوں کے جزوی تصفیے کے لیے ادائیگیاں کی گئیں، جبکہ سال کے دوران خسارے کا شکار سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے مالیاتی کھاتوں کے دباؤ کا سبب بنے رہے۔

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی پالیسی جائزہ

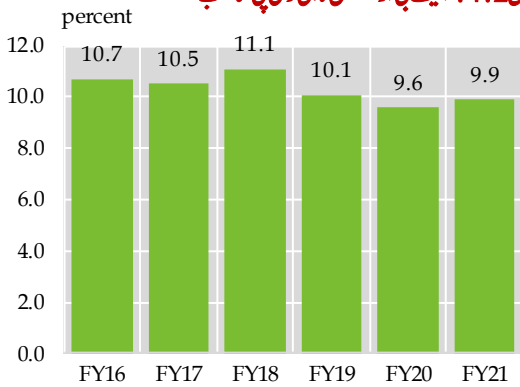
ایف بی آر کی ٹیکس تاجی ڈی پی تناسب میں اضافے پر متوجہ ہوئیں (شکل 4.2)۔ م س 20 کے آخری چار ماہ میں کووڈ 19 کی وجہ سے معیشت میں سکڑاؤ کے باعث پست اساسی اثر نے ان اقدامات کو جلا بخشی۔ مزید صراحت کے لیے، جولائی تا فروری م س 21ء میں ایف بی آر ٹیکس وصولی میں 6.5 فیصد اضافہ درج ہوا، تاہم مارچ تا جون میں وصولیاں 49.3 فیصد بڑھیں، جس کی وجہ سے پورے سال کے دوران ٹیکس وصولی میں 18.4 فیصد اضافہ ہوا۔

صوبائی محاصل میں اضافے کی وجوہ خدمات پر جزل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی وصولی اور پین بجلی سے ہونے والا بلند نفع ہیں۔ دوسری جانب م س 21ء کے دوران نان ٹیکس محاصل میں کمی آئی۔ جس کی بنیادی وجہ گذشتہ برس کی نسبت اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے کے نفع میں تخفیف ہے۔ حکام نے نان ٹیکس وصولیوں میں کمی کی جزواً تلافی کی خاطر سال کے دوران پیٹرو لیوم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی شرحوں میں اضافہ کر دیا، جو تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھنے سے قبل نومبر 2020ء میں تاریخ کی بلند ترین سطح تک پہنچ گیا۔ چونکہ یہ ضروری نہیں کہ نان ٹیکس محاصل میں تواتر کے ساتھ مستقل نمو آئے، اس لیے انہیں اخراجات کی مالکاری کا مستحکم ذریعہ نہیں سمجھا جاتا۔

مالی سال 21ء کے دوران ملک میں مالیاتی یکجائی کی کوششیں جاری رہیں، جس کے سبب مالیاتی خسارے میں نمایاں کمی آئی، اور وہ گذشتہ برس کی شرح جی ڈی پی کے 8.1 فیصد سے کم ہو کر 7.1 فیصد رہ گیا (شکل اور جدول 4.1)۔ یہ بہتری ٹیکس وصولی میں بڑے اضافے اور غیر سودی اخراجات میں سست روی کی بنا پر سامنے آئی۔ مزید یہ کہ اس عرصے میں ہدف سے زیادہ اکٹھے ہونے والے صوبائی زرفاضل یعنی جی ڈی پی کے 0.7 فیصد نے اس صورت حال کو مزید تقویت بخشی۔¹

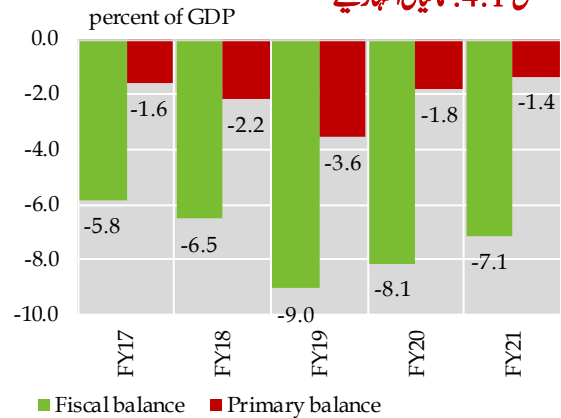
مالی سال 21ء میں ٹیکس محاصل 19.5 فیصد بڑھے، جن میں گذشتہ برس 4.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس بہتری میں وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ علی الخصوص، ایف بی آر کی ٹیکس وصولی 18.4 فیصد اضافے کے ساتھ پانچ برس کی بلند ترین سطح پر رہی، اور نظر ثانی شدہ ہدف سے 41.0 ارب روپے زائد ٹیکس وصول کیے گئے۔ معاشی سرگرمیوں کی مسلسل بحالی کے ہمراہ، درآمدات میں بڑے اضافے، آڈٹ طریقہ کار کو ہموار بنانے کے لیے ایف بی آر کے انتظامی اقدامات، انسداد اسمگلنگ اقدامات اور غیر رسمیت کم کرنے کی خاطر اقدامات اس نمو کے بنیادی اسباب بنے۔ مجموعی طور پر مالی سال 21ء کے دوران یہ اصلاحات ٹیکس شرحوں میں کسی بڑے اضافے کے بغیر

شکل 4.2: ایف بی آر ٹیکس تاجی ڈی پی تناسب



Source: Ministry of Finance

شکل 4.1: مالیاتی اظہاریے



Source: Ministry of Finance

¹ سال کے آغاز میں صوبائی زرفاضل کا ہدف جی ڈی پی کا 0.5 فیصد رکھا گیا تھا۔

جدول 4.1: یکجا مالیاتی اظہارے

ارب روپے، فیصدی نمو

سہ 4	سال بسال نمو		م 20		م 21		
	م 20	م 21	م 20	م 21	م 20	م 21	
1910.8	1582.3	10.1	28.0	6,903.3	6,272.17		1- مجموعی حاصل (الف+ب) (الف) ٹیکس محاصل
1507.7	1046.0	19.5	4.3	5,272.7	4,411.54		وفاقی
1369.4	953.6	19.2	4.4	4,764.3	3,997.92		صوبائی
138.3	92.4	22.9	2.9	508.397	413.617		(ب) نان ٹیکس
403.1	536.3	-12.4	177.9	1,630.6	1,860.63		وفاقی
335.0	513.5	-15.8	201.5	1,480.4	1,758.24		صوبائی
68.1	22.8	46.8	18.6	150.275	102.389		
3662.1	3272.4	6.8	15.6	10,306.	9,648.49		2- مجموعی اخراجات (الف+ب+ج) (الف) اخراجات جاریہ
2998.6	2920.5	6.5	20.1	9,084.0	8,532.02		جس میں: مارپ اک ادا نیگییاں
645.9	740.0	5.0	25.3	2,749.7	2,619.74		نان مارک اپ اخراجات
3016.2	2532.4	7.5	12.4	7,556.9	7,028.75		دفاع
532.5	410.8	8.5	5.8	1316.41	1213.281		زراعت
220.8	دستیاب نہیں	18.1	84.2	425.0	359.9		(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرضہ
592.7	422.3	9.3	-1.3	1315.7	1203.741		(ج) شماریاتی فرق
70.8	-70.4	-	-	-93.0	-87.273		3- مجموعی بچت توازن جی ڈی پی کا فیصد
-1751.3	-1690.1	0.8	-2.0	-3403.3	-3,376.32		4- بنیادی توازن جی ڈی پی کا فیصد
-3.7	-4.1			-7.1	-8.1		5- حاصل کا توازن جی ڈی پی کا فیصد
-1105.4	-950.1	-13.6	-44.1	-653.6	-756.6		6- مالکاری (الف+ب) (الف) بیرونی
-2.3	-2.3			-1.4	-1.8		(ب) ملکی
-1087.8	-1338.2	-3.5	2.6	-2180.6	-2259.9		نان بینک
-2.3	-3.2			-4.6	-5.4		بینک
1751.3	1690.1	0.8	-2.0	3,403.3	3,376.3		
775.9	213.1	49.4	114.9	1338.09	895.5		
975.3	1477.0	-16.8	-18.1	2,065.2	2,480.8		
-95.9	138.2	-63.7	-29.4	196.189	540.2		
1071.3	1338.7	-3.7	-14.3	1869.04	1,940.6		

ماخذ: وزارت خزانہ

سہ ماہی وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کی چوتھی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارے میں موسمی اضافہ ہوا (شکل 4.3)۔ سہ ماہی کے دوران محاصل میں بڑے اضافے کے باوجود یہ اضافہ (328.5 ارب روپے) ہوا، تاہم اخراجات میں اس سے بھی زیادہ اضافہ (389.7 ارب روپے) ہوا۔ اخراجات کے دباؤ کے بنیادی عوامل ترقیاتی اخراجات، بجلی کے شعبے کے زراعت میں نمایاں، سودی ادا نیگیوں کا مستقل دباؤ اور سماجی تحفظ کے لیے رقوم کا اجرا ہیں۔ م س 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں اخراجات بڑھنے سے م س 21ء کا بنیادی توازن خسارے میں چلا گیا، جو جولائی تا مارچ م س 21ء میں

اخراجات کے حوالے سے حکومت نے غیر سودی اخراجات جاریہ پر قابو پا کر سماجی تحفظ پروگراموں، معاشی ریلیف کے پیکیج اور ہدنی اعانت کی فراہمی کے اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا کی۔ بالخصوص، م س 21ء میں سول حکومت کے امور سرکار اور پنشن اخراجات گذشتہ برس کی نسبت سکتے گئے۔ دوسری جانب، گذشتہ تین برس کی پیہم تنزیل کے بعد ترقیاتی اخراجات میں بحالی کے آثار نمایاں ہوئے۔ جس کی بنیادی وجہ سرکاری شعبے کے صوبائی ترقیاتی منصوبوں کے اخراجات میں اضافہ ہے، جبکہ وفاقی اخراجات جامد رہے۔ دوران سال سودی ادا نیگیوں ایف بی آر ٹیکسوں کا 57.7 فیصد رہیں، حالانکہ اس ضمن میں سست روی اور پست شرح سود دیکھنے میں آئی تھی۔

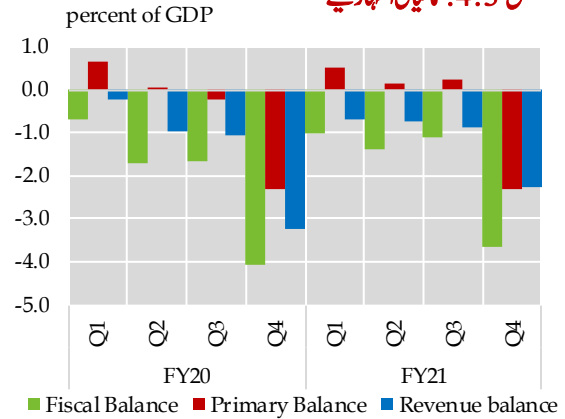
سے جنم لینے والے مالیاتی دباؤ، معاشی ریلیف چیکینج کی فراہمی اور کووڈ وبا کے لیے انتظامی اقدامات مالیاتی عدم توازن میں کمی لانے میں معاون ثابت ہوئے۔

م س 21ء میں خسارے کی مالکاری کی ضروریات کا بڑا حصہ ملکی کمرشل بینکوں سے پورا کیا گیا۔ تاہم، بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں، نیا پاکستان سرٹیفکیٹ کے ساتھ ساتھ دوطرفہ اور کثیر فریقی ذرائع سے قرضوں کی رقم کی آمد کی وجہ سے بھی ملک میں خصوصاً چوتھی سہ ماہی کے دوران بیرونی مالکاری بڑھ گئی۔

م س 21ء میں ملک کی مالیاتی کارکردگی چند ہم عصر معیشتوں اور خطے کے دیگر ممالک کی اوسط کی نسبت مضبوط رہی، جیسا کہ سال کے دوران مالیاتی خسارے، ٹیکس محاصل اور اخراجات میں تبدیلی بلحاظ جی ڈی پی سے دکھائی دیتا ہے۔ م س 21ء میں غیر ترجیحی اخراجات جاریہ میں کمی کی وجہ سے مالیاتی خسارہ قابو میں آگیا (شکل 4.4)۔

اگرچہ م س 21ء میں مالیاتی روڈ بدل کے اقدامات کے نفاذ کے لیے حکومتی کوششیں درست سمت میں گامزن رہیں، تاہم مالیاتی استحکام کو لاحق کچھ خطرات کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً، م س 21ء میں بجلی کے شعبے کو زراعت کی فراہمی بڑھ گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ م س 21ء میں پی آئی اے، پاکستان اسٹیل ملز اور پاکستان ریلویز جیسے خسارے کے شکار بڑے اداروں (پی ایس ایز) کو مالیاتی اعانت کا حجم جی ڈی پی کے 0.9 فیصد تک جا پہنچا، جو گذشتہ برس 0.8 فیصد تھا۔ ان اداروں کا مالیاتی دباؤ م س 19ء تا م س 21ء میں دیکھے جانے والے اوسط بنیادی خسارے کا قریباً نصف بنتا ہے

شکل 4.3: مالیاتی اظہارے



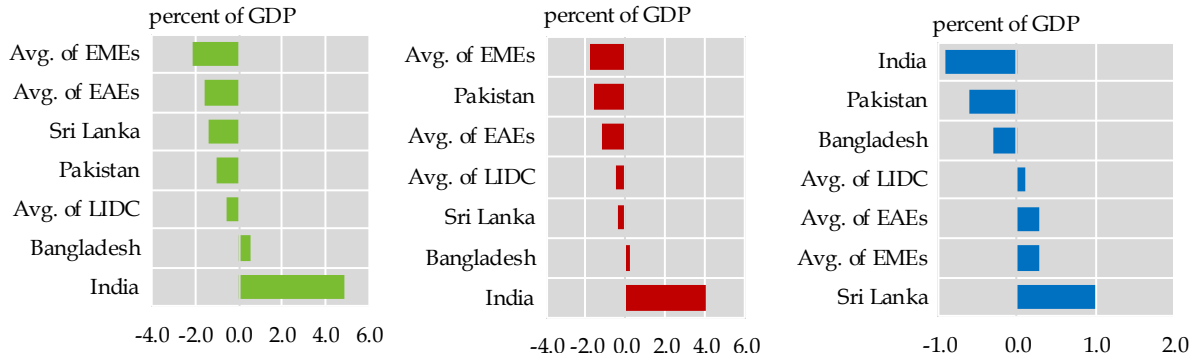
Source: Ministry of Finance

فاضل تھا۔ اسی طرح م س 21ء میں محاصل کا خسارہ جو مجموعی محاصل اور اخراجات جاریہ میں فرق ظاہر کرتا ہے، وہ بھی بلند سطح پر رہا۔

سال کے دوران لگائے گئے بجٹ تخمینوں کی نسبت بجلی کے شعبے کو زراعت کی رقم کی فراہمی خاصی بڑھ گئی۔ یہ اضافہ سال بھر میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کے خسارے کو پورا کرنے کے مالیاتی بوجھ کے علاوہ ہے۔ تاہم، ٹیکس محاصل کی بحالی نے م س 21ء میں مالیاتی اور بنیادی خسارے پر قابو پانے میں مدد دی جو گذشتہ دو برس کی نسبت کم رہا۔

مجموعی لحاظ سے محاصل اور اخراجات دونوں میں اضافہ مالیاتی کھاتے کی بہتری کا باعث بنا، گذشتہ برس کے بلند اساسی اثر کے ہمراہ معاشی بحالی اور ایف بی آر کے پالیسی اقدامات کی وجہ سے ٹیکس محاصل میں اضافہ ہوا۔ دوسری جانب، غیر سودی اخراجات جاریہ کا محتاط انتظام اور بجلی کے شعبے کو زراعت کی فراہمی

شکل 4.4: م س 21ء کے دوران محاصل میں تبدیلی م س 21ء کے دوران اخراجات میں تبدیلی م س 21ء کے دوران مالیاتی خسارے میں اضافہ



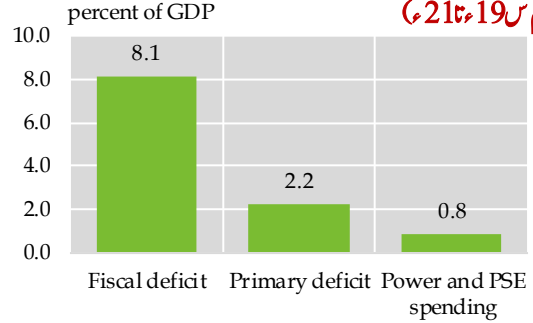
AE: Advanced economies; EMs: emerging market economies; EAs: Emerging Asian economies; LIDC: Lower income developing economies.

Source: IMF Fiscal monitor, MoF

شکل 4.5: مالیاتی اظہارِیے اور بجلی کا شعبہ

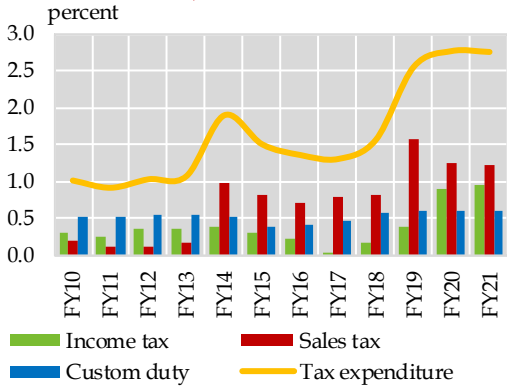
غیر ترقیاتی اخراجات

(م س 19ء تا 21ء)



Source: Ministry of Finance

شکل 4.6: ٹیکس اخراجات بطور جی ڈی پی کا فیصد



Source: Economic Surveys, Ministry of Finance

ضرورت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ملک کی مالیاتی صورت حال مستحکم بنانے کے لیے ٹیکس وصولی میں مستقل اضافہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی قرضوں پر سود کی ادائیگیاں چند ہم سر ممالک کی نسبت قدرے بلند ہیں (شکل 4.7) م س 21ء کے دوران سودی ادائیگی تا ایف بی آر ٹیکس حاصل کا تناسب 57.7 فیصد رہا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وصول شدہ حاصل کا نصف سے زائد حصہ قرضوں پر سودی ادائیگیوں کی نذر ہو جاتا ہے، جس سے ترقیاتی اخراجات کی گنجائش کم ہو جاتی ہے۔ ترقیاتی اخراجات پر مستقل دباؤ نے ملکی نمو کے امکانات اور اس کے ساتھ ساتھ قرضوں کی واپسی کی استطاعت کو بھی متاثر کیا۔

4.2 حاصل

م س 21ء میں حاصل کی مجموعی نمو 10.1 فیصد رہی، جو گذشتہ برس 28.0 فیصد تھی۔ یہ تمام نمو ٹیکس وصولی کی وساطت سے ہوئی، جبکہ نان ٹیکس حاصل میں اسٹیٹ بینک کے پست نفع اور یکبارگی جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیس کی عدم موجودگی کی وجہ سے کمی ہوئی۔ پیٹرولیم لیوی سے وصولیوں میں گذشتہ برس کی نسبت نمایاں اضافہ ہوا، جس نے سال کے دوران نان ٹیکس حاصل میں کمی کی جزو آملانی کردی۔ اس اضافے کی وجہ سال کے دوران پیٹرولیم ڈوبل پمپٹ لیوی کی شرحوں میں اضافہ اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت بڑھنا ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حاصل میں بیشتر اضافہ (مجموعی کا 52.0 فیصد) م س 21ء کی دوسری ششماہی میں دیکھا گیا،

(شکل 4.5)۔ اس امر سے محدود مالیاتی وسائل پر دباؤ منضبط کرنے کے لیے بجلی کے شعبے اور پی ایس ایز میں اصلاحات کا عمل تیز کرنے کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔ اس عمل میں خسارے کا سامنا کرنے والے اداروں کی نچکاری کی جانب پیش قدمی کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

مزید برآں، سرکاری مالی انتظام (پی ایف ایم) کی اصلاحات جیسے ٹریڈری سنگل اکاؤنٹ کے تیز تر نفاذ کی ضرورت ہے تاکہ مصارف کی کارکردگی بہتر بنائی جاسکے۔ ٹریڈری سنگل اکاؤنٹ اپنانے سے نقدی کا حکومتی انتظام بہتر ہوگا، کیونکہ اس کے ذریعے فنڈز کی نقل و حمل اور دستیابی کے حوالے سے منظم معلومات ملیں گی، جس سے قرض گیری کی لاگت میں کمی آئے گی۔ اس کی مدد سے کمرشل بینکوں کی ٹیکس اور نان ٹیکس وصولیوں میں شمولیت کے باعث ہونے والی تاخیر ختم ہو جائے گی، جو میزانیے کے نفاذ پر حکومتی گرفت مضبوط اور ٹرانزیکشن لاگت کم کرنے پر منتج ہوگی۔²

حاصل کے حوالے سے جاری اصلاحات کا مقصد ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانا ہے، جن میں ٹیکس کی انتظامی کوششوں میں اضافہ شامل ہے، انکم ٹیکس مستثنیات ختم کرنے سے ٹیکس وصولیاں بڑھانے میں مدد ملی۔ تاہم ان پالیسی اقدامات کے باوجود ٹیکس مستثنیات کا حجم، جسے ٹیکس اخراجات تا جی ڈی پی سے ماپا جاتا ہے، گذشتہ چند برسوں سے بلند سطح پر ہے (بکس 4.1 اور شکل 4.6)۔ اس امر سے مستثنیات کے خاتمے کے ذریعے ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانے اور ٹیکس ڈیزائن میں بہتری لانے کی کوششیں تیز کرنے کی

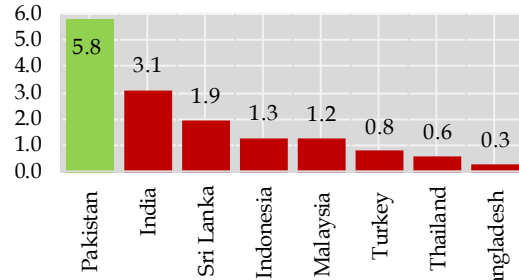
² ماخذ: آئی ایف یا کر، اور ایس پٹانک (2010ء)۔ (ٹریڈری سنگل اکاؤنٹ: تصویر، وضع اور عملدرآمد کے مسائل۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ)

کم کر کے 4.69 ٹریلین روپے مقرر کر دیا گیا (جدول 4.2)۔ م س 21ء میں حقیقی وصولی 4.73 ٹریلین روپے رہی۔

م س 21ء میں ایف بی آر ٹیکسوں کے نمو کے سلسلے کو دو مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (i) جولائی تا فروری م س 21ء کے دوران 6.5 فیصد ماہانہ سال بسال اوسط نمو؛ اور (ii) مارچ تا جون م س 21ء میں 49.3 فیصد کی خاصی بڑی نمو۔ جولائی تا فروری م س 21ء میں ایف بی آر ٹیکسوں میں اضافہ معاشی سرگرمیوں کی بحالی، درآمدات بڑھنے، ٹیکس انتظامیہ کو مضبوط بنانے کے لیے ایف بی آر کی کوششوں اور چینی اور بجلی جیسی ایشیا کی بلند قیمتوں کی وجہ سے ہوا۔ سال کے آخری چار ماہ کے دوران بڑی حد تک پست اساسی اثر کی وجہ سے ان عوامل کے اثرات زیادہ نمایاں رہے (شکل 4.10)۔ یہ امر اہم ہے کہ م س 21ء میں ٹیکس کی شرحوں میں بغیر کسی بڑے اضافے، کسٹمز ڈیوٹی کی مختلف ٹیرف لائنوں میں کمی،³ اور ٹیکس ریفرنڈز کی بلند ادائیگیوں کے باوجود یہ اضافہ حاصل ہوا۔⁴

م س 21ء میں بلحاظ اجزائے ترکیبی ایف بی آر ٹیکسوں میں اضافہ بنیادی طور پر بالواسطہ ٹیکسوں کے باعث ہوا، جس میں بڑا حصہ درآمدات پر سیلز ٹیکس کا ہے۔ اسے درآمدات بڑھنے کے ساتھ ساتھ اجناس کی بلند عالمی قیمتوں سے بھی منسوب کیا گیا۔⁵

شکل 4.7: 2021ء میں سودی اخراجات بطوری ڈی پی کا فیصد



Note: For Pakistan, India, and Bangladesh: Fiscal year basis; for rest of the countries projections on calendar year basis

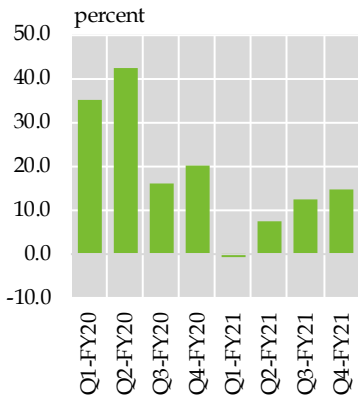
Source: IMF Fiscal Monitor; MoF, Government of Pakistan and India

جس کا سبب سال کے آخری چار ماہ میں ٹیکس وصولیاں بڑھنا تھا (شکل 4.8)۔ یہ اضافہ گذشتہ برس کی پست اساس کے باعث ہوا، جب عالمی وبا اور لاک ڈاؤن نے معاشی سرگرمیوں کو روک دیا تھا۔

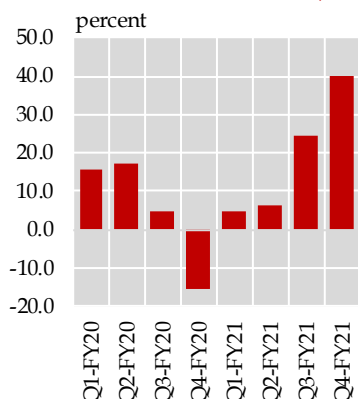
ایف بی آر ٹیکس

م س 21ء میں ایف بی آر ٹیکس کی نمو 5 برس کی بلند ترین سطح یعنی 18.4 فیصد تک پہنچ گئی اور تھوڑے سے اضافے کے ساتھ نظر ثانی شدہ ہدف سے بھی متجاوز ہو گئی (شکل 4.9)۔ سال کے شروع میں ٹیکس وصولی کا ہدف 4.96 ٹریلین روپے رکھا گیا، جسے کووڈ وبا کی تیسری لہر کے باعث مارچ 2021ء میں

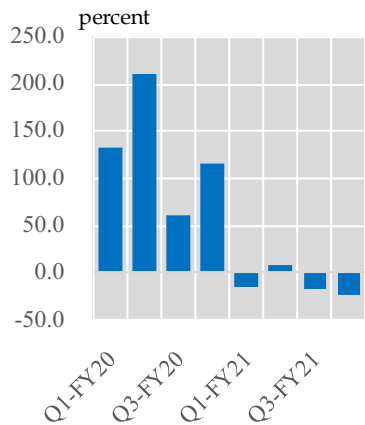
مجموعی حاصل میں سال بسال نمو



ایف بی آر ٹیکس میں سال بسال نمو



شکل 4.8: نان ٹیکس حاصل میں سال بسال نمو



Source: Ministry of Finance

³ ان نرخ ناموں میں کمیائی اجزاء چھوٹے، ٹیکسٹائل اور کھاد کی صنعت میں استعمال ہونے والے اجزاء شامل ہیں۔

⁴ برآمدات سے متعلق شعبوں کو ریفرنڈز کی فوری فراہمی یقینی بنانے کے لیے 'ٹیکسٹائل' نظام متعارف کرایا گیا تاکہ برآمدی فرموں کی سیالیت کی صورت حال بہتر بنائی جاسکے۔ م س 21ء میں ریفرنڈز کی مد میں 222.6 ارب روپے تقسیم کیے گئے، اس کی بہ نسبت گذشتہ برس 173.5 ارب روپے ادا کیے گئے تھے۔

⁵ م س 21ء میں غیر توانائی اور توانائی مصنوعات کی کل قیمتوں میں بالترتیب 22.7 فیصد اور 9.7 فیصد اضافہ ہوا۔

م س 21ء میں ایف بی آر نے ٹیکس کی انتظامی کوششیں بڑھا دیں

ایف بی آر کی کوششوں کا بڑا مقصد ٹیکس ضوابط، طریقہ کار اور تخمینہ کاری کے عمل میں بہتری لانا تھا تاکہ ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھائی جاسکے۔ م س 21ء میں متعارف کرائے جانے والے کچھ اہم اقدامات یہ ہیں: (i) آڈٹ کے طریقہ کار میں بہتری، جس کے لیے ایف بی آر نے اگست 2020ء میں نئی پالیسی منظور کی۔ ٹیکس دہندگان کا آڈٹ کرتے ہوئے شفافیت اور غیر جانبداری یقینی بنانا اس پالیسی کا مرکز نگاہ ہوتا ہے۔ چند اہم اصلاحات میں آڈٹ کے لیے برقی قرعہ اندازی سے ٹیکس دہندگان کے ناموں کا انتخاب اور، ٹیکس آڈٹ اور کیسوں کے جائزے کے لیے ای ہیرنگ (آن لائن سماعت) پورٹل متعارف کرانا شامل ہیں تاکہ افسران کا ٹیکس دہندگان سے کم سے کم سامنا رہے، (ii) اسمگل شدہ ایشیا کے خلاف کارروائی میں تیزی لانا۔ بالخصوص م س 21ء میں ایف بی آر نے 57.7 ارب روپے کی اسمگل شدہ ایشیا اپنے قبضے میں لیں، جس کا حجم م س 20ء میں 36 ارب روپے تھا، (iii) ایف بی آر نے ٹیکس گزاروں کی تعداد اور رسمیت بڑھانے کے لیے سطح اول کے خردہ فروشوں کو ادارے کے مرکزی ڈیٹا بیس سے منسلک کر دیا ہے۔ م س 21ء دوران پہلے مرحلے میں اس مقصد کے لیے 11 ہزار پوائنٹ آف سیلز (پی او ایس) ٹرمنلز کو سسٹم سے منسلک کیا گیا: (iv) ایف بی آر نے انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی حوصلہ افزائی کے لیے جرمانوں کے نرخوں میں ترمیم کر دی۔ 7 تینچٹا، م س 21ء میں انکم ٹیکس گوشوارے جمع کرانے والوں کی تعداد بڑھ کر 3.01 ملین تک پہنچ گئی، جو م س 20ء میں 2.67 ملین تھی۔ سال کے دوران گوشواروں کے ہمراہ جمع ہونے والے ٹیکس کا حجم بڑھ کر 52 ارب روپے ہو گیا، جو م س 20ء میں 34.3 ارب روپے تھا، اور (v) فنانشل ایکشن ٹاسک فورس کی سفارشات کی تعمیل کے لیے ایف بی آر نے انسداد مینی لائڈنگ ایکٹ کے تحت 62 ارب روپے مالیت کی 71 شکایتیں درج کرائیں۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے، فیصدی نمو

وصولی	نمو	نمو میں حصہ				
م س 20ء	م س 21ء	م س 20ء				
بلا واسطہ ٹیکس	1,523.4	1,726.0	5.4	13.3	2.0	5.1
بالواسطہ ٹیکس	2,474.0	3,008.3	3.8	21.6	2.4	13.4
سسٹم ڈیوٹی	626.6	747.3	-8.6	19.3	-1.5	3.0
سیلز ٹیکس	1,596.9	1,981.0	9.4	24.1	3.6	9.6
درآمدات	876.3	1,118.2	8.1	27.6	0.5	6.1
ملکی	720.5	863.2	7.6	19.8	1.6	3.6
فیڈرل ایکسائز	250.5	276.6	5.2	11.6	0.3	0.7
مجموعی ٹیکس	3,996.7	4,734.2	4.4	18.4	4.4	18.4

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

م س 21ء میں درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (درآمدات پر سیلز ٹیکس اور سسٹم ڈیوٹی) کا حصہ بالواسطہ ٹیکس میں سب سے زیادہ رہا۔ معاشی سرگرمی میں بحالی لوہے اور فولاد، گاڑیوں، خوردنی تیل اور مشینری کی بلند درآمدات پر منتج ہوئی، جس نے ان وصولیوں کو جلا بخشی۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے نے ٹیکس وصولیوں کو مزید بڑھا دیا (جدول 4.3 اور شکل 4.11)۔

اسی طرح بیٹریوں، گاڑیوں، سینٹ وغیرہ کی ملکی طلب میں بحالی کی وجہ سے ملکی فروخت پر جنرل سیلز ٹیکس بڑھ گیا۔ بجلی، چینی اور توانائی جیسے چند زمروں کی قیمتیں بڑھنے سے وصولیوں کو مزید تقویت ملی (جدول 4.4)۔⁸ اس کے ساتھ ساتھ انسداد اسمگلنگ کے اقدامات کے طفیل مخصوص زمروں کی ایشیا جیسے سگریٹ کی طلب مقامی متبادلات کی طرف منتقل ہو گئی، جس سے اس زمرے میں وصولی بڑھی۔

بلا واسطہ ٹیکس میں وسیع بنیاد اضافہ ہوا۔

م س 21ء میں بلا واسطہ ٹیکس میں بھی 13.3 فیصد کا خاطر خواہ اضافہ ہوا، جس کا حجم گذشتہ برس 5.4 فیصد تھا۔ یہ نمونہ پادری طور پر دہولڈنگ ٹیکسوں کی وجہ سے ہوئی جس کے بعد رضا کارانہ ادائیگیوں اور عندالطلب وصولیاں بڑھیں (جدول 4.5)۔

بالواسطہ ٹیکس درآمدات میں اضافے کی وجہ سے بڑھا

م س 21ء میں بالواسطہ ٹیکس میں 21.6 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس 3.8 فیصد تھی۔

⁶ سطح اول کے خردہ فروش یہ ہیں: کسی قومی یا بین الاقوامی اسٹورز کی چین کے پونٹ کے طور پر کام کرنے والے خردہ فروش، یا ایئر کنڈیشنڈ مینا میں کام کرنے والے، یا جن کی بجلی کا مجموعی بل (12 ماہ) 12 لاکھ روپے سے یا جن کی دکانوں کا قریب ایک ہزار مربع فٹ یا اس سے زائد ہے۔

⁷ م س 21ء میں ٹیکس فائننگ میں تاخیر کا جرمانہ 8 لاکھ روپے تک کی قابل ٹیکس آمدنی کے 0.1 فیصد سے بڑھا کر 5 ہزار روپے کر دیا گیا۔

⁸ م س 21ء میں بجلی اور چینی کی قیمتیں بالترتیب 10.8 فیصد اور 23.4 فیصد تک بڑھادی گئیں۔

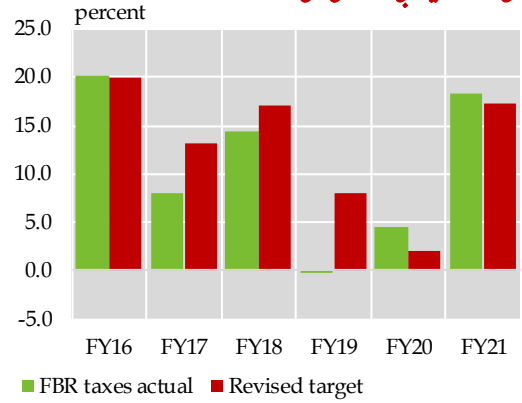
4.3 اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے کے پست نفع کے باعث نان ٹیکس حاصل میں کمی آئی

مجموعی نان ٹیکس حاصل میں گذشتہ برس کی بڑی نمو کی نسبت م س 21ء میں 12.4 فیصد کمی آئی۔ اس عرصے میں یہ کمی اہم زمروں میں دیکھی گئی جس میں بڑا حصہ اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے سے منتقل شدہ منافع کا ہے۔ م س 21ء کے دوران پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی وصولیوں میں 131.0 ارب روپے کے اضافے نے ان دو اجزا میں 372.9 ارب روپے کی کمی کی تلافی کر دی (شکل 4.13)۔

م س 21ء میں اسٹیٹ بینک کے نفع کی منتقلی میں 30.5 فیصد کمی آئی، اس کی نسبت گذشتہ برس بڑا اضافہ ہوا تھا۔ مارچ تا جون 2020ء میں شرح سود میں خاصی کمی آئی، یہ رجحان م س 21ء میں برقرار رہا، جو اس کمی کی بنیادی وجہ ہے۔ مزید برآں، م س 21ء میں حکومت کے اسٹیٹ بینک سے قرضوں کے اسٹاک میں 0.6 ٹریلین روپے کی کمی آئی، جو حکومت کی مرکزی بینک سے عدم قرض گیری کے عزم کا آئینہ دار ہے، اس کی وجہ سے آمدنی مزید کم ہوئی۔⁹

م س 21ء کے دوران، جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیسوں کی یکبارگی ادائیگی کی عدم موجودگی میں، پی ٹی اے کا نفع کم ہو کر 39 ارب روپے رہ گیا، جو م س 20ء میں 127 ارب روپے تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ٹیلی کام

شکل 4.9: ایف بی آر ٹیکس میں نمو

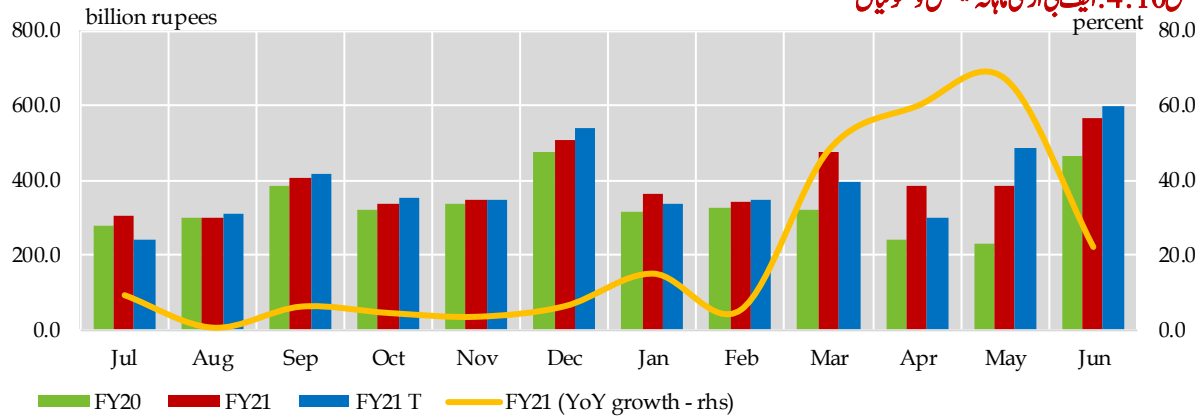


Source: Ministry of Finance

وڈ ہولڈنگ ٹیکس میں بڑا حصہ ٹیلی کام سروسز، درآمدات، بینکوں کے سود، تمسکات اور ٹھیکوں کا ہے۔ کووڈ وبا کے دوران ورچوئل اجلاسوں اور آن لائن تعلیمی سرگرمیوں کی وجہ سے ٹیلی کام سروسز کا استعمال بڑھ گیا، جس کی مدد سے ٹیلی کام سروسز سے وصولیاں بڑھنے میں مدد ملی (شکل 4.12)۔ اسی طرح تعمیراتی سرگرمیوں کی بحالی، پچھتیں بڑھنے اور درآمدات میں اضافے سے وڈ ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی بڑھ گئی۔

اس عرصے میں رضا کارانہ ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے ایف بی آر نے نان فائلرز کے لیے جرمانوں کے ڈھانچے پر نظر ثانی کر دی ہے، جو فائلرز کی تعداد بڑھانے کا سبب بنا۔ سال بھر میں گوشواروں کے ساتھ جمع کرائی گئی رقم بڑھ کر 52 ارب روپے تک جا پہنچی جو م س 20ء میں 34.3 ارب روپے رہی تھی۔

شکل 4.10: ایف بی آر کی ماہانہ ٹیکس وصولیاں



Source: Federal Board of Revenue

⁹ تاہم اسٹیٹ بینک کو کووڈ 19 اسکیموں کے تحت جاری کردہ قرضوں پر 13.3 ارب روپے کا منافع ہوا۔

جدول 4.3: درآمدات سے متعلق ٹیکس

ارب روپے، فیصدی نمو	م 20	م 21	نمو	نمو میں حصہ
سیلز ٹیکس	876.3	1,118.2	27.6	27.6
پیٹرولیم مصنوعات	231.3	255.7	10.6	2.8
لوہا اور فولاد	82.9	110.8	33.7	3.2
گاڑیاں	42.9	81.4	89.6	4.4
خوردنی تیل	52.0	75.2	44.7	2.7
پلاسٹک	55.2	70.9	28.5	1.8
مشینری	52.0	55.6	6.9	0.4
کسٹم ڈیوٹی	626.6	747.3	19.3	19.3
گاڑیاں	56.9	110.9	95.0	8.6
پیٹرولیم مصنوعات	83.2	94.3	13.3	1.8
لوہا اور فولاد	45.4	55.6	22.3	1.6
مشینری	59.9	59.7	-0.3	0.0
خوردنی تیل	29.4	34.4	17.0	0.8

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

جدول 4.4: سیلز ٹیکس (ملکی)

ارب روپے، فیصدی نمو	م 20	م 21	نمو	نمو میں حصہ
برقی توانائی	91.8	127.2	38.6	4.9
پیٹرولیم مصنوعات	231.4	300.9	30.1	9.7
چینی	39.8	62.8	57.8	3.2
سینٹ	20.8	37.3	71.2	2.5
سوتلی دھاگہ	25.8	44.1	317.1	1.7
کاریں	3.8	15.7	19.8	0.1
مشروبات	12.9	15.4	19.8	0.4
سگریٹ	20.3	27.9	37.2	1.1
دیگر	250.8	199.1	-20.6	-7.2
مجموعی	720.5	863.2	19.8	19.8

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

اسی طرح م 21ء میں حکومت کی منافع منقسمہ کی آمدنی ہدف سے 28.0 فیصد کم رہی، جس کا بنیادی سبب اوجی ڈی سی ایل کی پست ادائیگیاں تھیں، جو اس مد کی مجموعی ادائیگیوں کا 60 فیصد ہیں۔¹²

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اوجی ڈی سی ایل کی کارکردگی مدہم رہی، اس کے نفع میں 20.1 فیصد سال بسال کمی آئی، جو منافع منقسمہ کی ادائیگیاں گھٹانے کا عامل بنیں۔¹³ اس عرصے کے دوران یہ کمی اس ادارے کی جانب سے خام تیل اور گیس نکالنے کے عمل میں بالترتیب 3.4 اور 5.6 فیصد سال بسال کمی کی وجہ سے ہوئی۔ م 21ء میں پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی بلند شرحوں کے ساتھ ساتھ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں خاطر خواہ بحالی کے باعث پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی وصولیاں تقریباً گئی ہو گئیں۔ بالخصوص، م 21ء کے پہلے چند ماہ میں مالیاتی حکام نے تیل کی پست عالمی قیمتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی خاطر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحیں بڑھادیں، جو نومبر 2020ء میں تاریخ کی بلند ترین سطح یعنی 30 روپے فی لیٹر تک جا پہنچیں (شکل 4.14)۔

کمپنیوں نے گذشتہ برس جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدید کے لیے ادائیگیاں (تجدید کی مجموعی فیس کا نصف) کی تھیں۔ بقیہ رقم 5 سالہ اقساط کے مختلف مراحل میں ادا کی جائیگی۔ اس عامل کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے م 21ء میں اپنے بجٹ تخمینوں میں اس مد میں صرف 36 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا تھا، جو گذشتہ برس 136 ارب روپے تھا۔

م 21ء میں مارک اپ وصولیاں 27.5 فیصد کم ہوئیں، جن میں گذشتہ برس بڑا اضافہ ہوا تھا۔¹⁰ اس کمی کی بنیادی وجہ پیشکش ہائی وے اتھارٹی (این ایچ اے) کی ادائیگیاں سکڑنا ہے۔ حکومت نے م 21ء کے لیے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے تحت این ایچ اے سے مارک اپ ادائیگیوں کی صورت میں 41.2 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا تھا، تاہم صرف 13.1 ارب روپے حاصل ہوئے۔ اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ادارہ قرضے کی واپسی کے لیے کافی محاصل پیدا نہیں کر سکا۔¹¹

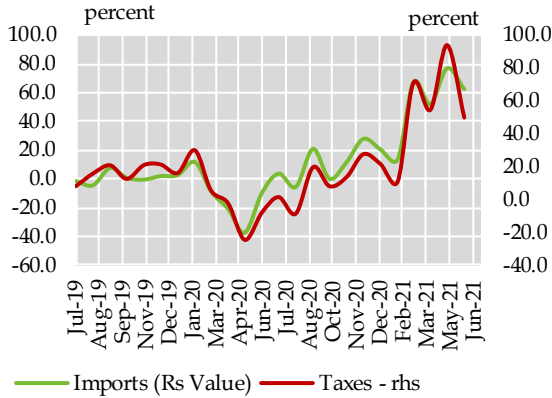
¹⁰ وفاقی حکومت سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں، بلدیاتی اداروں و دیگر کو قرضے دیتی ہے تاکہ وہ اپنے ترقیاتی اور سماجی سرگرمیاں مکمل کر سکیں۔ ان قرضوں پر فنانس ڈویژن کے ہر سال مقرر کردہ مارک اپ شرح کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی سودی آمدنی کی عکاسی این ٹی آرز میں ہوتی ہے۔

¹¹ ماخذ: سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے: اصلاحات اور مستقبل کا منظر نامہ، فنانس ڈویژن، مارچ 2021ء۔

¹² منافع منقسمہ سے کمرشل انٹرنیٹرز میں وفاقی حکومت کی حصص داری کی عکاسی ہوتی ہے، ان اداروں کی نفع آوری کی بنیاد پر اس میں ہر سال تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

¹³ <https://ogdcl.com/sites/default/files/Chronology%20of%20Dividends%20updated%20D-78.pdf>

شکل 4.11: درآمدات اور ان سے سیلز ٹیکس وصولی میں سال بسال نمو



Sources : FBR and PBS

وفاقی اخراجات جاریہ

م س 21ء میں وفاقی اخراجات جاریہ 4.2 فیصد بڑھے، جس میں گذشتہ برس 26.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس میں بلند ملکی مارک اپ ادائیگیوں، دفاع اور زر اعانت کا بڑا حصہ ہے، م س 21ء میں امور سرکار کے اخراجات، پنشن اور وظائف میں کمی آئی (شکل 4.15)۔ تاہم، م س 20ء میں بلحاظ جی ڈی پی وفاقی اخراجات جاریہ کم ہو کر 14.5 سے کم ہو کر م س 21ء کے دوران 13.1 فیصد رہ گئے۔

ایف بی آر ٹیکسوں میں سودی ادائیگیوں کا حصہ 57.7 فیصد رہا

م س 21ء میں سودی ادائیگیاں 5 فیصد بڑھیں، جن میں گذشتہ برس 25.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ م س 21ء میں ملک کو پست شرح سود اور قرضہ معطلی کی سہولت (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت قرضوں کے حوالے سے سہولت ملی۔¹⁵ م س 21ء میں اس سست روی کے باوجود سودی ادائیگیوں تا ایف بی آر ٹیکس شرح 57.7 فیصد رہی۔ اوسطاً گذشتہ تین سال سے ایف بی آر ٹیکس کا تقریباً نصف حصہ سودی ادائیگیوں کی نذر ہو جاتا ہے (شکل 4.16)۔

م س 21ء میں معاشی ریلیف کے پیکیج پر اخراجات

م س 20ء کی دوسری ششماہی میں حکومت نے کووڈ 19 کے کساد بازاری اثرات کم کرنے کے لیے 1.2 ٹریلین روپے کے معاشی ریلیف پیکیج کا اعلان

جدول 4.5: بلاواسطہ ٹیکس

ارب روپے، فیصدی نمو

نمو	م س 21ء	م س 20ء	نمو میں حصہ
عند الطلب وصولی	80.1	60.8	1.3
رضاکارانہ ادائیگیاں	465.8	404.6	4.0
دوہولڈنگ ٹیکس	1,237.1	1,091.7	9.5
درآمدات	218.5	199.7	1.2
تنخواہیں	151.8	129.4	1.5
منافع منقسم	63.7	55.1	0.6
بینک شرح سود اور ترسکات	134.8	128.3	0.4
ٹیکس	272.1	237.4	2.3
برآمدات	42.2	38.5	0.2
نقدی انکوانا	15.1	15.2	0.0
بجلی کے بل	51.3	45.4	0.4
ٹیل فون	63.2	54.6	0.6
خالص ملکی ٹیکس	1,726.0	1,523.4	13.3

فیڈرل بورڈ آف ریونیو

تاہم، تیل کی عالمی قیمتوں میں بحالی کے تناظر میں پی ڈی ایل کی شرحیں نظر ثانی کے تحت کم کر دی گئیں تاکہ ملکی منڈی میں صارفین پر قیمتوں کے اضافے کا بوجھ کم کیا جاسکے۔

یہ امر اہمیت کا حامل ہے کہ ستمبر 20ء سے مالیاتی حکام نے تیل کی ملکی قیمتوں (عالمی قیمتوں کی نسبت) میں تبدیلی کا عمل ماہانہ سے تبدیل کر کے پندرہ دن کر دیا ہے۔ جس سے پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتیں اور پیٹرولیم ڈولپمنٹ لیوی کی شرحیں بہتر انداز سے عالمی رجحان کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی ہیں۔

4.4 وفاقی مصارف¹⁴

م س 21ء میں وفاقی اخراجات 4.7 فیصد بڑھے، یہ اضافہ گذشتہ برس 21.8 فیصد تھا۔ اس کمی کی وجہ غیر سودی اخراجات جاریہ کی روک تھام ہے، جبکہ سال بھر میں ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری میں بحالی درج کی گئی۔

¹⁴ اس سیکشن میں متبادل خیال شماریاتی فرق کے علاوہ وفاقی اخراجات کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

¹⁵ تفصیلات کے لیے ماہ 5 بعنوان ”ملکی اور بیرونی قرضہ“ ملاحظہ کیجئے۔

عمل، آگہی مہمات اور کووڈ کے مریضوں کے لیے طبی آلات اور خدمات کی فراہمی پر توجہ مرکوز رہی۔

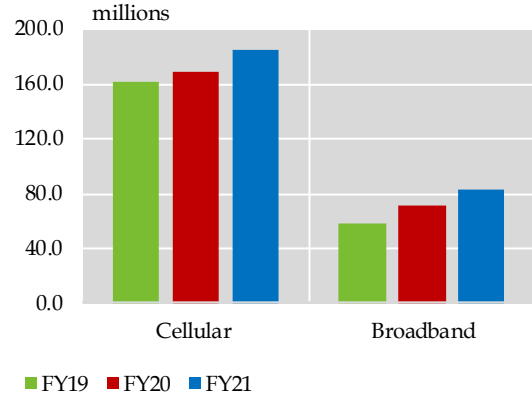
مزید برآں، حکومت نے معاشی سرگرمیوں کی بحالی کے لیے بجلی کے شعبے، چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) اور زراعت جیسے مختلف شعبوں کو سہارا دیا (شکل 4.18)۔

م س 21ء میں سماجی تحفظ کے اخراجات

حکومت نے ای ایس پی کے تحت احساس ایمر جنسی کیش پروگرام متعارف کرایا اور معاشی طور پر کمزور افراد کو فوری مالی اعانت فراہم کی گئی، جس میں ملک بھر سے 15 ملین گھرانوں میں مجموعی طور پر تقریباً 2.179 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔¹⁶

مزید برآں، م س 20ء میں معاشی طور پر کمزور افراد کی مدد کے لیے سماجی تحفظ کے اقدامات (بینظیر انکم سپورٹ پروگرام) پر اخراجات 194.9 ارب روپے رہے، جو م س 20ء میں 242.3 ارب روپے تھے۔

شکل 4.12: صارفین کی تعداد

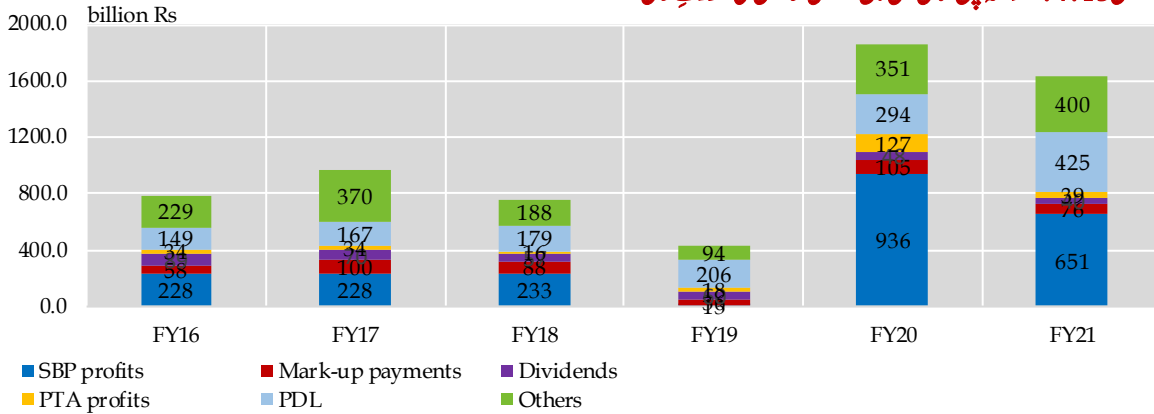


Source: Pakistan Telecommunication Authority

کیا، جس کا بنیادی مقصد معاشرے کے سب سے کمزور طبقات جیسے یومیہ اجرت پر کام کرنے والے اور چھوٹے کاروبار کرنے والوں کو مالی اعانت کی فراہمی، لاک ڈاؤن کا انتظام اور کووڈ ویکسین کی خریداری کے لیے ہنگامی ریلیف اور اسپتالوں کی خدمات کا انتظام تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ٹیکنیج سے معیشت کے مختلف زمروں بشمول برآمدات، ایس ایم ایز اور زراعت کو بھی سہارا ملا۔

م س 20ء میں حکومت نے اس ٹیکنیج کے تحت 700.0 ارب روپے خرچ کیے اور بقیہ رقم م س 21ء میں منتقل ہو گئی۔ اس رقم کے علاوہ م س 21ء میں

شکل 4.13: گذشتہ پانچ سال میں نان ٹیکس حاصل کی صورت حال



Source: Ministry of Finance

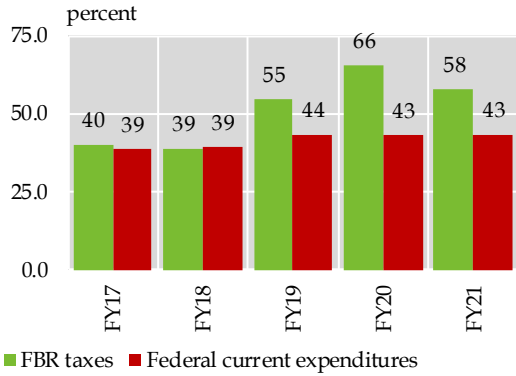
سال کے دوران امور سرکار کے اخراجات میں کمی آئی

175.0 ارب روپے خرچ کیے گئے (شکل 4.17)۔ وبا کی دوسری اور تیسری لہر میں لاک ڈاؤن کے انتظام، کووڈ ویکسین کی خریداری اور لگانے کے

¹⁶ سماجی تحفظ و تخفیف غربت ڈویژن کی ویب سائٹ:

[https://www.pass.gov.pk/NewsDetailWerFf65%5ES23d\\$gH2a3c9cbf-2f66-47d3-a386-4ce516d8bdc30ecFf65%5ES23d\\$Pdf](https://www.pass.gov.pk/NewsDetailWerFf65%5ES23d$gH2a3c9cbf-2f66-47d3-a386-4ce516d8bdc30ecFf65%5ES23d$Pdf)

شکل 4.16: مالیاتی اظہاریوں میں سودی ادائیگیوں کا حصہ



Source: Ministry of Finance

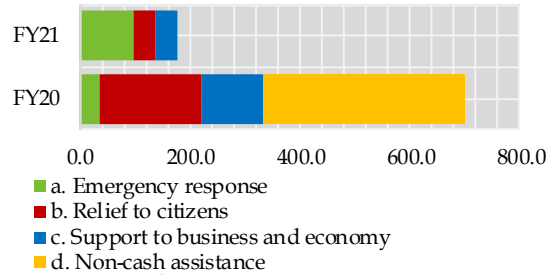
سال کے دوران بجلی کے شعبے کے زراعت میں اضافہ ہوا

م س 21ء میں حکومت نے بجلی کے شعبے کو مختلف مدت میں 339.0 ارب روپے کا زراعت فراہم کیا، گذشتہ برس اس کا حجم 269.8 ارب روپے تھا اور م س 21ء کے لیے بجٹ میں اس کا تخمینہ 139.5 ارب روپے لگایا گیا تھا۔ اس رقم میں گردش قرضے سے متعلق ادائیگیوں کے جزوی تصفیے کے لیے خود مختار بجلی ساز اداروں اور پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ کو کی جانے والی ادائیگی بھی شامل ہے۔ اس کی وجہ سے بجلی کے شعبے کو فراہم کیا جانے والا زراعت بجٹ تخمینے سے خاصی حد تک بڑھ گیا (بکاس 4.2)۔

وفاقی ترقیاتی اخراجات

م س 21ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں 1.0 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 6.0 فیصد کی آئی تھی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے بیشتر حصے میں

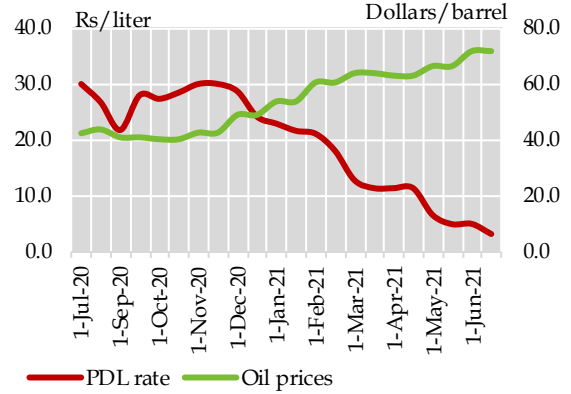
شکل 4.17: معاشی ریلیف پیکج کے تحت رقم کی تقسیم (ارب روپے)



a. Funds released for National Disaster Management Authority (NDMA), health sector, and emergency relief; b. Relief provided to the daily wage workers and poor families and support was provided in terms of food and energy sectors; c) Support to exporters, SMEs, and agriculture sectors; d) Tax exemptions and guarantees for the food, health, energy, and agriculture sectors.

Source: Ministry of Finance

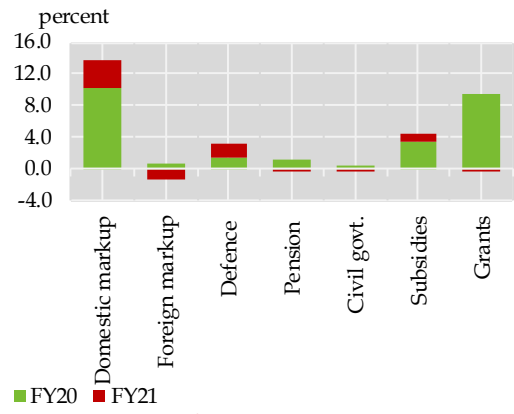
شکل 4.14: م س 21ء میں پیٹرول پمپنگ اور ڈیولپمنٹ لیوی کی شرحیں



Source: State Bank of Pakistan

4.38 م س 21ء میں امور سرکار کے اخراجات میں 3.5 فیصد تخفیف درج کی گئی، جو گذشتہ برس 3.2 فیصد بڑھے تھے۔ مالیاتی حکام کی جانب سے وفاقی وزارتوں کے اخراجات محدود رکھنے کے لیے متعارف کیے گئے متعدد اقدامات سے یہ کمی کرنے میں مدد ملی۔ م س 21ء کے آغاز میں جو کفایت شعاری کی مہم چلائی گئی تھی، اس میں اخراجات جاریہ کے زمرے میں تمام اقسام کی گاڑیوں (ماسوائے موٹر سائیکلیں) کی خریداری، نئی اسامیوں پر پابندی، اور دیگر سرکاری پروڈکٹوں کو لے۔ جیسے اخبارات اور جرائد کا استحقاق۔ پر مکمل پابندی، یوٹیلیٹی خدمات کے صرف میں کمی اور دیگر آپریشنل اخراجات میں تخفیف شامل ہیں۔¹⁷

شکل 4.15: وفاقی اخراجات جاریہ میں نمو کا حصہ



Source: Ministry of Finance

¹⁷ سرکلر نمبر 1(1) یکپ 2016/IV-430، بتاریخ 6 اگست، 2020ء، مصارفی ونگ، فنانس ڈویژن۔

کرائیں۔ خصوصاً، حکومت نے ایک نظام شروع کیا جس کے تحت مختلف وزارتوں کو نیشنل بینک میں 'اسائنمنٹ اکاؤنٹ'، جو اسٹیٹ بینک کے زیر انتظام حکومت پاکستان کے غیر غذائی اکاؤنٹ کا ایک حصہ ہے، کھولنے اور اپنے بقایا جات کو اس میں رکھنے کا پابند بنایا گیا، تاکہ اسٹیٹ بینک میں سنگل اکاؤنٹ کے ذریعے نقد ذرائع ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ وفاقی وزارتوں کو ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد کے لیے ان اکاؤنٹس میں رقوم موصول ہوں۔

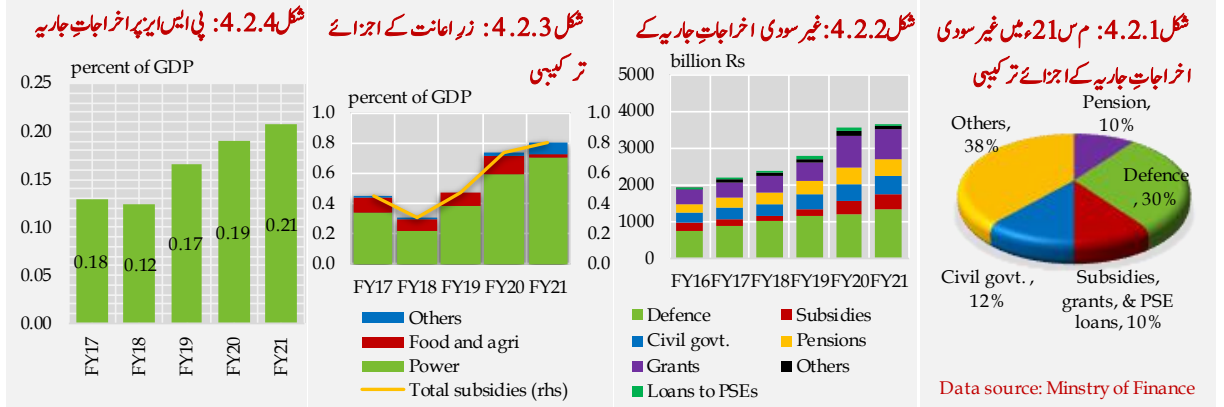
وفاقی اخراجات کم رہے۔ یہ کمی حکومت کی جانب سے مالیاتی خسارہ کم کرنے لیے اقدامات، معاشی سرگرمیوں میں کووڈ کی وجہ سے تعطل اور سرکاری مالیاتی انتظام (پی ایف ایم) اصلاحات سمیت متعدد وجوہ کی بنا پر ہوئی۔

م س 21ء میں ٹریژری سنگل اکاؤنٹ پر منتقلی کے سلسلے میں حکومت نے وزارتوں ترقیاتی فنڈز کی منتقلی کے طریقہ کار میں کچھ اصلاحات متعارف

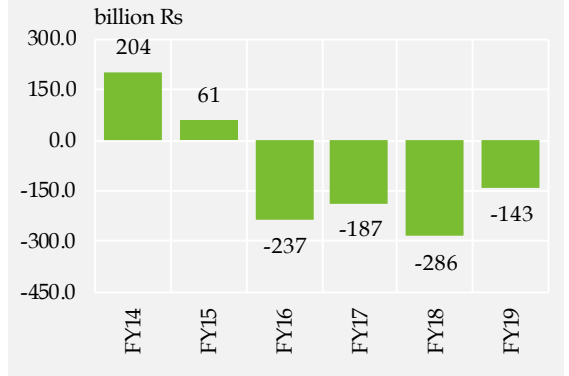
بکس 4.2: بجلی کے شعبے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کا مالیاتی بوجھ

م س 21ء میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کی زراعت، گرانٹس اور قرضوں کا وفاقی حکومت کے غیر سودی اخراجات جاریہ میں بڑا حصہ تھا (شکل 4.2.1)۔ یہ حصہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے، جو مالیاتی کھاتے پر دباؤ مزید بڑھا رہا ہے (شکل 4.2.2)۔ زراعت کا بڑا حصہ بجلی کے شعبے کی نذر ہوتا ہے، مجموعی زراعت میں اس شعبے کا حصہ تقریباً 80.0 فیصد ہے۔ نتیجتاً، بجلی کے شعبے کا زراعت، قرضے اور پی ایس ایز کی گرانٹس اوسطاً گزشتہ تین برس سے بلحاظ جی ڈی پی بنیادی خسارے کی تقریباً نصف ہو چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بلحاظ جی ڈی پی پی ایس ایز کی مالیاتی اعانت بڑھتی رہی ہے (شکل 4.2.4)۔

م س 21ء میں بجلی کے شعبے کا گردش قرضہ 2280.2 ارب روپے تک جا پہنچا،¹⁸ جو جی ڈی پی کا 4.8 فیصد ہے۔ بقایا جات میں اضافے کے سبب میں بجلی کے نرخوں میں تاخیر سے ردوبدل، تقسیم کار



شکل 4.2.5: سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کا خالص نفع/ نقصان



Source: Ministry of Finance

کمیون (ڈسکوز) کے عملی نقصانات، واجب الادا زراعت شامل ہیں۔ حکومت نے بجلی کے شعبے کے بقایا جات پر قابو پانے کے لیے اور گردش قرضے میں کمی تنزیلی یقینی بنانے کی خاطر عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کی مشاورت سے انتظام گردش قرض مضمونہ (سی ڈی ایم پی) تشکیل دیا۔ جس میں قرضے کے اسٹاک میں کمی لانے کے لیے بجلی کے نرخوں میں خود کار سد ماتی وار ردوبدل، اہداف سازی میں بہتری لاکر زراعت کے حجم میں کمی، اور خود مختار بجلی ساز اداروں (آئی پی پی) سے بجلی کی خریداری کے معاہدوں پر دوبارہ مذاکرات جیسے قلیل و وسط مدتی اقدامات شامل ہیں۔

پی ایس ایز کی ابتر کارکردگی کی وجہ گورننس مسائل، سیاسی مداخلت اور دیگر انتظامی عوامل ہیں۔ بحیثیت مجموعی م س 16ء سے اب تک پی ایس ایز مستقل خسارے میں ہیں (شکل 4.2.5)، خسارے کا سامنا کرنے والی 10 بڑی پی ایس ایز کا مجموعی خسارہ ہر سال کے مجموعی خسارے کا 90 فیصد ہے۔ نیشنل ہائی وے

¹⁸ صنعت کی صورت حال پر رپورٹ۔ 2020ء۔ نیشنل ایکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نہرا)۔

اتھارٹی، پاکستان ریلویز، پی آئی اے اور بجلی کے شعبے کی تقسیم کار کمپنیاں خسارے کا سامنا کرنے والی 10 بڑی پی ایس ایز شامل ہیں۔

بجلی کے شعبے اور پی ایس ایز میں اصلاحات کا عمل تیز کرنا، اس مالیاتی بوجھ کو کم کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے، جو ان اداروں کی اہتر کارکردگی سے سامنے آ رہا ہے۔ ان اصلاحات کے مقاصد گورننس میں بہتری، شفافیت اور کارکردگی، نگرانی کی مضبوطی، نجکاری کا عمل تیز کرنے اور پی ایس ایز کے کاموں میں حکومتی مداخلت کم کر کے قانونی اور ضوابطی فریم ورک بہتر بنانا وغیرہ ہونا چاہیے۔ مزید برآں، بجلی کے شعبے میں اصلاحات کے مقاصد زراعت میں کمی، بجلی کی چوری کے خلاف اور وصولی کی کوششیں تیز کرنا، پیداوار اور ترسیل ڈھانچے میں بہتری اور خسارے کا شکار ڈسکوز کی نجکاری کے عمل میں تیزی لانا ہونا چاہیے۔

صوبائی محاصل

م س 21ء میں صوبائی محاصل میں 15.0 فیصد کی نمو ہوئی، جو گذشتہ برس 8.2 فیصد تھی (جدول 4.6)۔ تمام صوبوں ماسوائے بلوچستان کے مجموعی محاصل میں دوہندسی نمو ہوئی۔

م س 21ء میں صوبوں کے اپنے محاصل میں اضافہ ہوا

م س 21ء میں صوبائی محاصل کی وصولی میں 27.7 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 5.7 فیصد تھا۔ اس میں بڑا حصہ خدمات پر جی ایس ٹی اور موٹر ویکل ٹیکس کا ہے (شکل 4.21)۔ معاشی سرگرمیوں کی بحالی، بلند درآمدات، اور گاڑیوں کی خریداری میں تیزی اس اضافے کی وضاحت کرتی ہیں۔

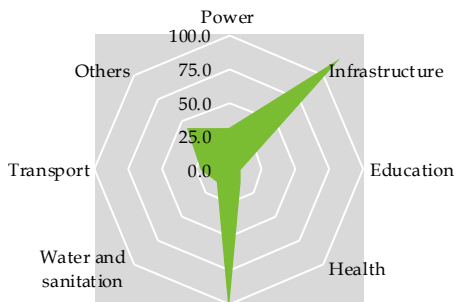
م س 21ء میں معاشی سرگرمیوں کو تقویت دینے کے لیے صوبائی حکومتوں کے ٹیکس ریلیف اقدامات کے باوجود یہ بہتری دیکھی گئی۔ خصوصاً، پنجاب حکومت نے تقریباً 20 خدمات پر جی ایس ٹی 16.0 فیصد سے کم کر کے 4.0 فیصد کر دیا، جن میں ہوٹل، شادی ہال، آئی ٹی خدمات فراہم کنندگان، پراپرٹی ڈیلرز، زرعی خدمات فراہم کنندگان اور ٹیکس کنسلٹنٹ ایجنٹس وغیرہ شامل

تاہم منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نئے طریق ہائے کار کو اپنانے میں تاخیر مختلف وزارتوں کو رقوم کی فراہمی میں سست روی کا باعث بنی، نتیجتاً جولائی تا مارچ م س 21ء میں ترقیاتی منصوبوں کی رفتار متاثر ہوئی۔ تاہم م س 21ء کی آخری سہ ماہی تک یہ پابندیاں نرم کر دی گئیں، جو م س 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں ترقیاتی اخراجات کے چھ سال کے بلند ترین حجم پر منتج ہوا۔ گذشتہ پانچ برسوں کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں (پی ایس ڈی پی) کے اجزائے ترکیبی کا جھکاؤ انفراسٹرکچر اخراجات جیسے سڑکوں، ڈیموں اور پلوں کی تعمیر کی جانب تھا، جس کا مقصد سماجی اور علاقائی ترقی تھا (شکل 4.19)۔ تاہم، متعدد ساختی اور انتظامی رکاوٹوں کی وجہ سے ان منصوبوں کی بروقت تکمیل میں مشکلات پیدا ہوئیں (پاکس 4.3)۔

4.5 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

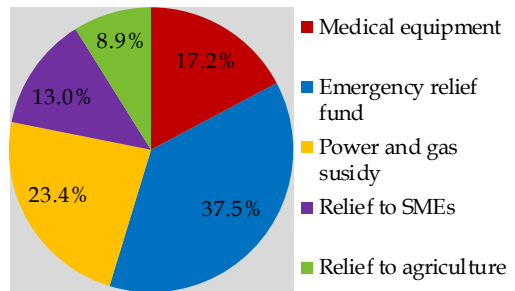
م س 21ء میں صوبوں کے مشترکہ زرفاضل کا حجم 313.6 ارب روپے درج کیا گیا، جو 242.0 ارب روپے کے سالانہ ہدف سے متجاوز ہے۔ اس میں بڑا حصہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کا ہے۔ سال کے دوران مجموعی صوبائی محاصل کی بلند نمو اس اضافے کا سبب بنی، جس نے مجموعی اخراجات کے اضافے کو پیچھے چھوڑ دیا (شکل 4.20)۔

شکل 4.19: پی ایس ڈی پی کا اوسط اجرا م س 15ء سے بڑے پی ایس ڈی پی منصوبوں کی اجازت (ارب روپے)



This analysis is conducted on 70 percent of the PSDP projects for the last five years.
Source: Planning Commission

شکل 4.18: معاشی ریلیف پیکیج میں رقوم کی تقسیم کی تفصیلات



Source: Ministry of Finance

ٹی اور موٹر وہیکل ٹیکس کی وجہ سے ہوا۔ مزید برآں، م س 21ء میں ایف بی آر اور پنجاب ریونیو اتھارٹی کے مابین کراس ان پٹ ٹیکس ایڈ جسٹمنٹ نے بھی وصولی ٹیکس وصولی میں اپنا حصہ ڈالا۔ م س 21ء میں سندھ کی کارکردگی بلحاظ محاصل بھی مضبوط رہی۔ م س 21ء میں درآمدات اور ٹیلی کام شعبے کی بحالی سے سندھ میں خدمات پر جی ایس ٹی کی وصولی میں اضافے کی وضاحت ہوتی ہے۔ جس میں بڑا حصہ بندرگاہ، ایئر پورٹ اور ٹرمنل آپریشنز کے بعد فرنیچر، بیکاری، ٹیلی کام اور بیسے کی خدمات کے زمروں کا ہے۔

ہیں۔¹⁹ مزید برآں، م س 21ء کے بجٹ میں اسپتالوں کے لیے طبی نیسے، طبی مشاورت اور بیڈروم چارجز کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اسی طرح سندھ حکومت نے کال سینٹرز کی برآمدات اور طبی نیسے کی خدمات جیسی مختلف خدمات کو جی ایس ٹی سے مستثنیٰ کر دیا۔

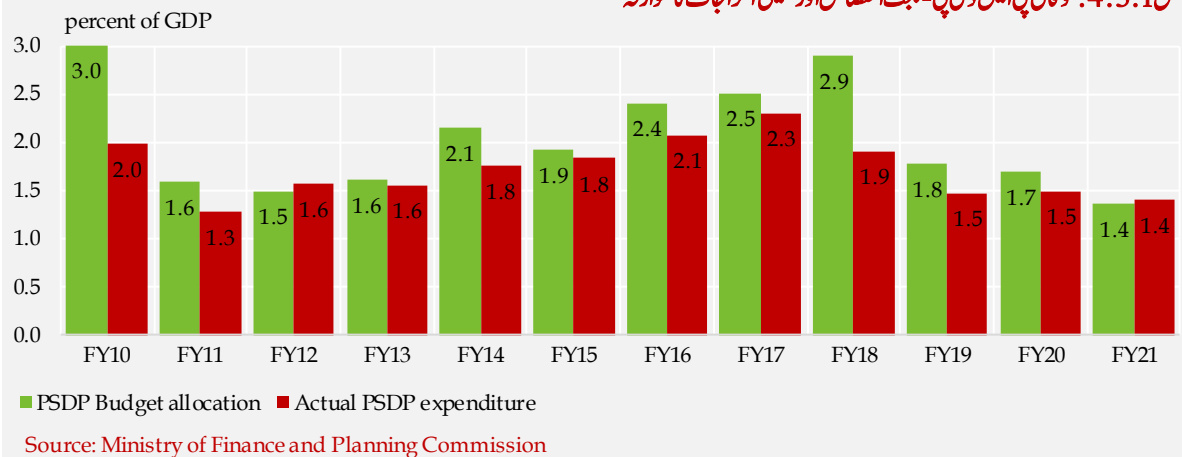
م س 21ء میں پنجاب میں ٹیکس وصولی 18.3 فیصد بڑھی جو گذشتہ برس 1.5 فیصد کم ہوئی تھی۔ وصولی میں یہ اضافہ بنیادی طور پر خدمات اور پر جی ایس

باکس 4.3: پاکستان میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) پر عملدرآمد میں تاخیر

سرکاری شعبے کے اخراجات کسی ملک کی انسانی اور طبعی ترقی کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری میں مسلسل اضافے سے نجی شعبے میں پیداواری نمونہ بڑھتی ہے اور نجی سرمایہ کاری راغب ہوتی ہے [بایوز (2012ء)]۔ تاہم یہ فوائد مختلف ترقیاتی منصوبوں کی مقررہ مدت میں تکمیل پر منحصر ہوتے ہیں۔ منصوبوں کی بروقت تکمیل سے نہ صرف نئی ترقیاتی ترجیحات کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا ہوتی ہے بلکہ منصوبوں میں تاخیر کے نتیجے میں لاگت بڑھنے سے جو اضافی مالیاتی دباؤ پیدا ہوتا ہے، اُسے روکنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس پس منظر میں پاکستان کی کارکردگی سے حالیہ چند برسوں میں پی ایس ڈی پی کے منصوبوں میں تاخیر کی نشاندہی ہوتی ہے۔ تاہم حقیقی ترقیاتی اخراجات رقوم کے کم اختصاف سے ہم آہنگ نہ ہو سکے (شکل 4.3.1)۔ یہ امر انفراسٹرکچر منصوبوں جیسے سڑکوں، پلوں، ڈیموں اور قومی تعمیر کے اہداف بشمول ”پائیدار ترقی کے اہداف“ (ایس ڈی پی) کے حصول اور سماجی بہبود کے پروگراموں کے حوالے سے زیادہ صادق آتا ہے۔ متواتر تاخیر سے پیشگی واجبات جمع ہو جاتے ہیں، جو نئے منصوبوں کی تکمیل کے لیے دستیاب مالیاتی وسائل کو کم کر دیتے ہیں۔

مالی وسائل کی کمی، منصوبہ جاتی انتظام کی ناکافی صلاحیتیں اور مختلف سرکاری اداروں کے درمیان تعاون کے فقدان جیسے متعدد چیلنجز کے باعث مختلف پی ایس ڈی پی منصوبوں کی بروقت تکمیل کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہو گئی ہیں۔ پی ایس ڈی پی منصوبوں کے لیے بجٹ میں مختص، جاری شدہ اور حقیقی فنڈنگ کے درمیان فرق پی ایس ڈی پی پر عملدرآمد کے عمل میں اصلاحات کی ضرورت ظاہر کرتا ہے تاکہ حکومت کے ترقیاتی ایجنڈے کا حصول یقینی بنایا جاسکے۔ منصوبوں پر عملدرآمد میں تاخیر سے فنڈنگ اور عملدرآمد میں درپیش رکاوٹیں جیسے خریداری کا عمل، ٹھیکے داروں کی تقرری اور اراضی کا حصول وغیرہ، سے متعلق مسائل کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ مزید برآں، منصوبے پر عملدرآمد کی معقول استعداد کی کمی بالخصوص خاص معاملات میں اور متعلقہ وزارتیں بھی منصوبوں کی بروقت تکمیل پر اثر انداز ہوتی ہیں [پاشاؤنگر (2012ء)]۔

شکل 4.3.1: وفاقی پی ایس ڈی پی۔ بجٹ اختصاص اور حقیقی اخراجات کا موازنہ



¹⁹ یہ تجزیہ متعلقہ سرکاری نمائندگان سے ہونے والی ہماری گفتگو سے ماخوذ ہے۔

پی ایس ڈی پی منصوبوں کی تکمیل میں تاخیر کے اہم عوامل²⁰

دقوم کے اجرا میں تاخیر: 2011ء تا 2018ء کے دوران 500 میں سے 453 منصوبوں میں رقوم کی فراہمی میں تاخیر سے ان منصوبوں کی تکمیل سست ہو گئی (جدول 4.2.1) (شاہ 2018ء)۔ اراضی کے حصول میں مسائل: مختلف سرکاری ایجنسیوں میں تعاون کا فقدان اور طرز حکمرانی کے مسائل تاخیر کا سبب بنے۔

جدول 4.2.1: 2011ء سے 2018ء کے درمیان زیر گرنٹی منصوبوں میں حائل رکاوٹیں (شعبہ جاتی لحاظ سے منصوبوں کی تعداد)

نمبر شمار	بڑے مسائل	دیگر	سامی	انفراسٹرکچر	مجموعہ
1	رقوم کے اجراء میں تاخیر	113	164	176	453
2	انتظامی استعداد	32	236	90	358
3	خریداری میں تاخیر	47	35	56	138
4	رہا کے مسائل	11	47	40	98
5	ارضی کا حصول	51	27	18	96
6	بھرتیوں میں تاخیر	13	33	47	93
7	امن و امان کے مسائل	38	12	27	77
8	انتظامی مسائل	1	58	12	71
9	کنسلٹنٹس کی بھرتی/ڈیرنگنگ میں تاخیر	27	28	8	63
10	فیصلہ سازی کا فقدان	5	37	11	53
11	کنٹرکٹرز کے مسائل	11	35	4	50
12	پروجیکٹ ڈائریکٹر/اعلیٰ کاٹرن اوور	9	23	15	47
13	پی ایم یوزر*	0	32	5	37

* پی ایم یوزر پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹس۔ نوٹ: درج بالا 13 نمبر میں 2011ء سے 2018ء تک تقریباً 500 پراجیکٹس کی نشاندہی کی ہوئی ہے۔

ماخذ: شاہ، ایس اے (2018ء)۔ پی ایس ڈی پی منصوبوں پر عملدرآمد کا جائزہ

عملدرآمدی استعداد اور منصوبے کے انتظام کا فقدان: منصوبے کا کوزہ اور انتظام اور عملدرآمدی استعداد کی وجہ فیصلہ سازی کے فقدان انسانی وسائل کی درکار اور حقیقی صلاحیتوں کی عدم مطابقت، گورننس کے مسائل، تعاون کے مسائل، بھرتیوں میں تاخیر، پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹس (پی ایم یو) ہیں۔ یہ چند رکاوٹیں منصوبوں کی بروقت تکمیل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ انتظامی استعداد کے حوالے سے یہ مسائل سماجی شعبے کے منصوبوں میں بالخصوص پائے جاتے ہیں (جدول 4.3.1)۔

وفاقی / صوبائی / بلدیاتی سطح کے درمیان تعاون کمی کی وجہ سے ان مسائل کے تصفیے میں غصا وقت ضائع ہوتا ہے۔

خریداری کے عمل میں تاخیر: سرکاری خریداری ضوابط (پی پی آر) کی مکمل معلومات نہ ہونے کی وجہ سے مشینری اور دیگر ساز و سامان کی خریداری میں تاخیر ہوتی ہے۔

کمزور پراجیکٹ ڈیزائن: مجوزہ پی ایس ڈی پی پروگرام میں آٹانٹا تبدیلیلیاں، مثلاً سال کے وسط میں نئے منصوبے متعارف کرائے جانے سے بھی مجموعی منصوبوں کی فعالیت متاثر ہوئی۔

دیگر مسائل: منصوبوں کے ڈائریکٹروں اور منسلک وزارتوں کے بنیادی مسائل جیسے رسمی کارروائیاں، پیش رفت کی رپورٹوں کی تیاری، خریداری میں غیر متوقع تاخیر اور انسانی وسائل کی عدم دستیابی وہ چند وجوہ ہیں، جن سے منظور شدہ/اجرا شدہ رقوم اور ان کی حقیقی وصولی کی وضاحت ہوتی ہے۔

تاہم، پی ایس ڈی پی کے انفراسٹرکچر منصوبوں کی موثر اور بروقت تکمیل میں مسائل کو درج ذیل پہلوؤں پر غور کر کے جزو آدور کیا جاسکتا ہے، جو یہ ہیں: (i) بڑے منصوبوں کے انتظام اور انہیں پایہ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے چند اصول وضع کرنے کے لیے وفاقی، صوبائی اور بلدیاتی حکومتوں کے مختلف متعلقہ فریقوں ایک ساتھ بٹھا جانا چاہیے، جس کے لیے زائد رقوم اور وقت درکار ہے۔ اس تعاون کا مقصد منصوبے کے ڈیزائن اور عملدرآمد کو منفی انتظامی اور سیاسی اثر و رسوخ سے یقینی تحفظ کی فراہمی، تحقیق پر مبنی مقاصد اور واضح اغراض و اہداف کے ذریعے منصوبے کی رہنمائی، واضح غنڈالات، شہریوں کی شمولیت، اور منصوبوں کے حصول، تحقیق اور نگرانی کی خاطر تحقیقی اداروں کا قیام ہونا چاہیے [حق دیگر (2020ء)]: (ii) اقوام متحدہ کا محکمہ برائے اقتصادی و سماجی امور (یو این ڈی ای ایس اے) کا تجویز کردہ مواد برائے رہنمائی²¹ موجودہ منصوبوں کو چلانے اور ان کی بروقت تکمیل کے لیے بلدیاتی اور صوبائی حکومتوں کے لیے مفید ہے؛ (iii) سرکاری مالی انتظام کی اصلاحات سے پی ایس ڈی پی منصوبوں کی نشاندہی اور پی ایس ڈی پی کی رقوم کے اجراء، تکنیکی منظور یوں وغیرہ میں سہولت کے ذریعے عملدرآمد میں مدد ملے گی۔ (iv) مطلوبہ مہارت کے حامل پراجیکٹ مینجرز کی تقرری یقینی بنا کر اور متعلقہ عملے کو تربیت دے کر منصوبے کے انتظام میں بہتری لائی جانی چاہیے؛ اور (v) اراضی کے حصول کو سادہ بنانا۔

²⁰ اس اصطلاح سے مراد وہ طریقے ہائے کار ہیں، جو گمرانی اور پورنگنگ استعداد، اعداد و شمار سے استفادے کو تعقیب دینے، اعداد و شمار پر مبنی فیصلے اور معلومات میں بہتری اور پالیسی سازوں کی آگہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

²¹ پنجاب ریونیو اتھارٹی کے گیس رعاہتی اقدامات۔ ماخذ: www.pra.punjab.gov.pk

حوالہ جات

بائیونز۔ (2012ء)۔ پبلک انویسٹمنٹ: اقتصادی ترقی بڑھانے کا اگلہ نیا عمل۔

(www.epi.org/publication/bp338-public-investments/)

پاشا، ایچ عمران، ایم اقبال، زیڈ اسماعیل، آر شیخ، اور ایس شیرانی۔ (2012ء)۔ پاکستان کی سرکاری سرمایہ کاری پروگرام پر نظر ثانی اور جائزہ: خرد مالیاتی اور ترقیاتی فریم ورک پر فیئر- I رپورٹ۔ آئی جی سی ایس اے شاہ (2018ء)۔ پی ایس ڈی پی منصوبوں پر عملدرآمد کا جائزہ

(www.pc.gov.pk/uploads/pub/Appraisal_of_PSDP_Projects_Implementation.pdf)

ایس اے شاہ (2018ء)۔ پی ایس ڈی پی منصوبوں پر عملدرآمد کی استعداد کی عروج کے لیے فریم ورک

(www.pc.gov.pk/uploads/report/project_opt.pdf)

این یو حق، ایچ مختار، این اشتیاق اور جے گرے (2020ء)۔ ڈویلپمنٹ کرنے میں بہتری۔ پائیڈنگس

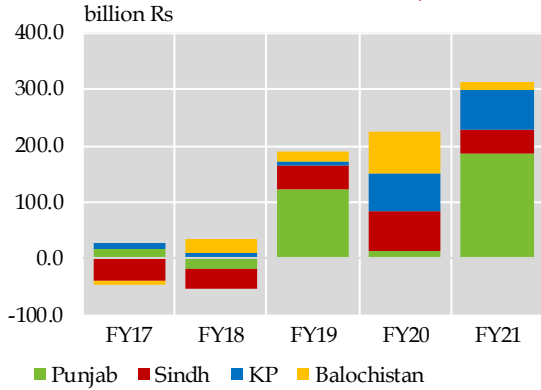
یو این ڈی ای ایس اے (2019ء) 2030ء کے ایجنڈے پر عملدرآمد کے لیے استعداد کاری: والنزی میٹنل ریویوز کی ضروریات اور مسائل۔ جینوا: یو این ڈی ای ایس اے۔

م س 21ء میں صوبائی نان ٹیکس محاصل میں 46 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ

برس 18.6 فیصد تھا۔ اس نمو میں سب سے زیادہ حصہ کے پی کے کا ہے، جو

نفع کی وجہ بنا۔

شکل 4.20: صوبائی زر قاضی



Source: Ministry of Finance

خدمات ہیں، جن میں صوبوں، اور بلدیاتی حکومتوں کو مالی، مالیاتی اور قانونی امور کی منتقلی، اور معاشی امور کی منتقلی جس میں زراعت، غذا، تعمیرات، ٹرانسپورٹ اور صحت عامہ شامل ہیں (شکل 4.22)۔

م س 21ء میں صوبائی ترقیاتی اخراجات میں 23.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اس میں 22.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ بالعموم، سال بھر میں تمام صوبوں نے اس کے اضافے میں اپنا حصہ ڈالا۔

کو وڈو ہا سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لیے اقدامات کی غرض سے صحت عامہ پر صوبائی اخراجات میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔ ان اخراجات کا بیشتر حصہ اسپتالوں اور صحت عامہ کی صوبائی خدمات کی بہتری کے لیے تھا۔

جدول 4.6: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، فیصدی نمو

سال	م س 20	م س 21
مجموعی محاصل	3241.0	3728.0
الف۔ وفاقی محاصل میں صوبوں کا حصہ	2504.0	2741.9
ب۔ وفاقی قرضے اور مستقلیاں	221.0	327.5
ج۔ صوبوں کے اپنے محاصل	516.0	658.7
ٹیکس	413.6	508.4
نان ٹیکس	102.4	150.3
ب۔ مجموعی اخراجات (الف + ب)	3163.9	3614.4
الف۔ جاریہ	2541.9	2844.2
ب۔ ترقیاتی	621.9	770.2
ثاریاتی فرق	-147.8	-200.0
مجموعی توازن (الف - ب)	77.06	313.62

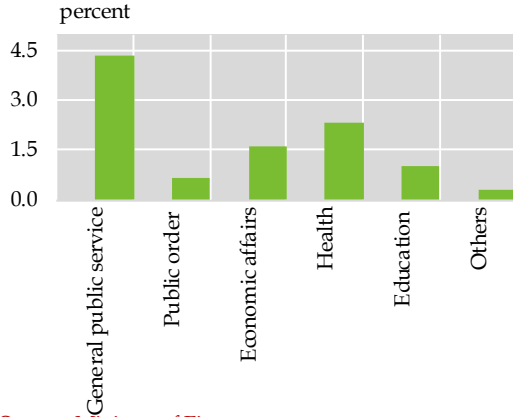
ماخذ: وزارت خزانہ

صوبائی مصارف

م س 21ء میں صوبائی اخراجات جاریہ 11.9 فیصد بڑھے، جس میں گذشتہ

برس 8.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اخراجات کے بڑے زمرے عمومی سرکاری

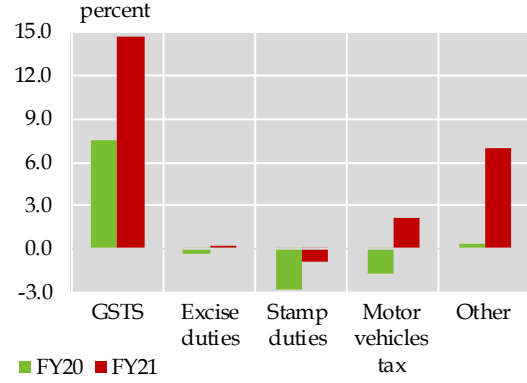
شکل 4.22: صوبائی اخراجات جاریہ میں نمونہ کا حصہ



Source: Ministry of Finance

م س 21ء کے دوران پنجاب نے بھی 'صحت سہولت پروگرام' شروع کیا، جس کا مقصد صوبے بھر میں (نادراسے رجسٹرڈ) صحت کی مفت سہولتیں فراہم کرنا ہے۔

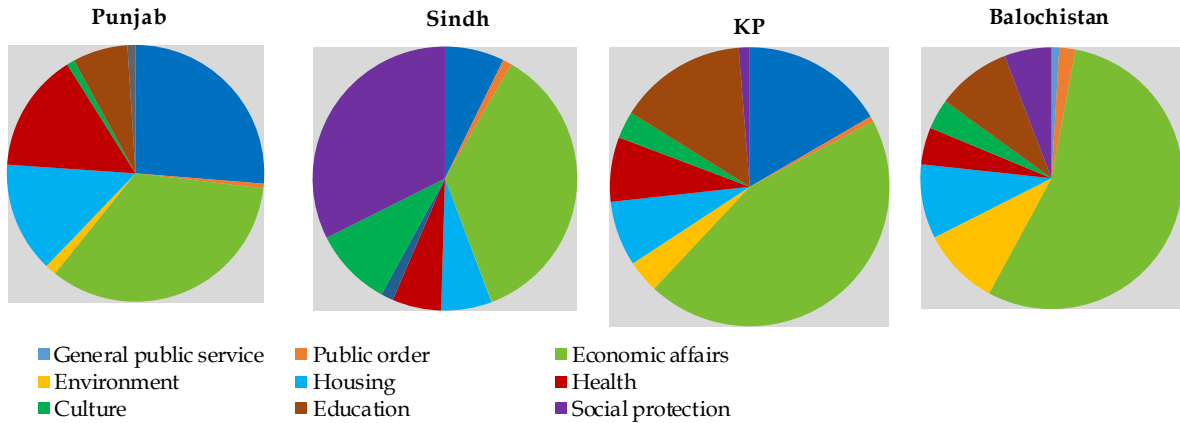
شکل 4.21: صوبوں کے اپنے حاصل کی وصولی میں نمونہ کا حصہ



Source: Ministry of Finance

سال کے دوران خیبر پختونخوا حکومت نے اسپتالوں میں بہتر خدمات فراہم کر کے اپنی توجہ صحت عامہ کے بلند اخراجات پر مرکوز رکھی (شکل 4.23)۔ کے پی کے حکومت نے عوام الناس کو طبی سہولتوں کی خدمات فراہم کرنے کے لیے

شکل 4.23: م س 21ء صوبائی ترقیاتی ترجیحات (ارب روپے)



General public services includes the financial, legislative, and fiscal affairs of the provincial governments. Economic affairs constitute transport, construction, food, agriculture, energy, and other industries. Source: Ministry of Finance

گذشتہ برس کم ہونے کے بعد اس سال سندھ کے اخراجات بھی 19.6 فیصد بڑھے۔ سندھ کے ترقیاتی اخراجات میں بڑا حصہ سماجی تحفظ، غذا اور زراعت کا ہے۔ سماجی تحفظ خواتین اور بچوں کی ترقی پر مرکوز رہا۔ بلوچستان میں تعلیم، ثقافت، ہاؤسنگ اور سماجی تحفظ ترقیاتی اخراجات کا محور رہے۔

ابتدائی طور پر 2015ء میں 'صحت سہولت پروگرام' کا آغاز کیا تھا۔ اس پروگرام کا دائرہ کار آئندہ برسوں میں بڑھا دیا گیا اور م س 21ء میں یہ پروگرام ہمہ گیر حیثیت حاصل کر گیا۔

دوران سال پنجاب کی ترقیاتی ترجیحات جیسے مکاناتی، صحت، تعلیم، سماجی تحفظ یکساں رہیں۔ م س 21ء میں صوبائی ترقیاتی مصارف میں 35.0 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس 9.4 فیصد تھی۔ بالخصوص، م س 21ء میں صحت کے شعبے کے اخراجات دگنے ہو کر 53.8 ارب روپے تک جا پہنچے جو گذشتہ برس 26.1 ارب روپے تھے۔ خیبر پختونخوا کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے

باب 5: ملکی اور بیرونی قرضہ

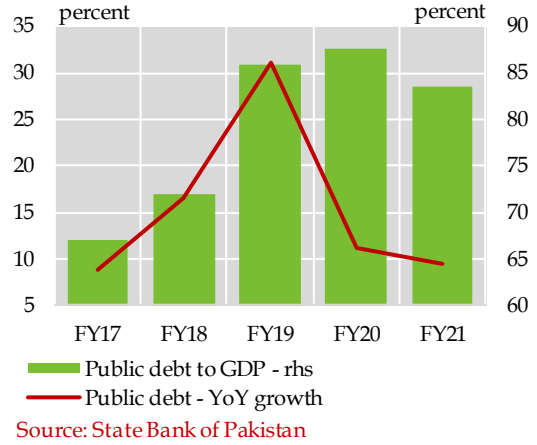
خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کے لحاظ سے پاکستان کا سرکاری قرضہ مالی سال 21ء کے دوران گھٹ کر 83.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 20ء میں 87.6 فیصد تھا۔ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافے کی وجہ سے جڑواں خساروں میں بہتری کے ساتھ ساتھ نو قدر پیمائی فوائد قرض جمع ہونے کی رفتار کو محدود رکھنے میں کامیاب رہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ کووڈ کی وجہ سے مالیاتی اخراجات میں اضافے کے باوجود ملک کے سرکاری قرضوں میں اضافہ بین الاقوامی ہمسر ممالک میں سب سے کم تھا۔ طویل مدتی آلات میں قرض کا خاکہ عرصیت بہتر ہوتا چلا گیا، جبکہ حکومت مالکاری وسائل کو متنوع بنانے میں بھی کامیاب رہی۔ اس ضمن میں، نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سی) متعارف کروائے جانے سے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو روپے اور غیر ملکی کرنسی مالیت کے قرضے کے آلات میں سرمایہ کاری کے مواقع ملے۔ ملک تین سال کے وقفے کے بعد بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں بھی داخل ہوا۔ معاشی سرگرمیوں میں تیزی کے ساتھ ساتھ، زرمبادلہ آمدنی میں استحکام اور جی-20 قرضہ واپسی کے تعطل کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت قرضے میں نرمی کی دستیابی سے سرکاری قرضوں کی پائیداری میں بھی اضافہ ہوا۔

5 ملکی اور بیرونی قرضہ

5.1 سرکاری قرضہ

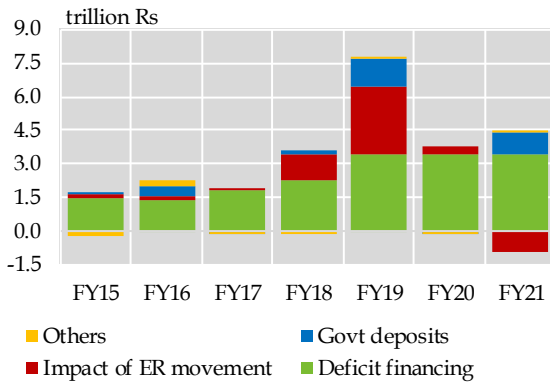
مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کے سرکاری قرضوں کی حرکیات میں کافی بہتری آئی۔ سرکاری قرضے میں اضافے کی رفتار مالی سال 17ء کے بعد سب سے کم رہی (شکل 5.1)۔ سرکاری قرضوں کی ہیئت ترکیبی کا جھکاؤ طویل مدتی قرضوں کی طرف مزید بڑھ گیا ہے، جبکہ مالی سال 21ء کے دوران ملک مالی وسائل کو متنوع بنانے میں بھی کامیاب رہا۔

شکل 5.1: سرکاری قرضے کا خاکہ



سودی ادائیگی اور ٹیکس محاصل کے تناسب نیز بیرونی قرضوں کی واپسی (ای ڈی ایس) اور زرمبادلہ آمدنی کے تناسب سے ہوتی ہے، بھی مالی سال 21ء کے دوران بہتر ہو گئی (شکل 5.3)۔ مزید برآں، ایک بین الاقوامی موازنے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کے مجموعی قرضوں میں تدریجی اضافہ کوڈ کی وجہ سے اخراجات میں ہونے والے اضافے کے باوجود ابھرتی ہوئی اور کم آمدنی والی معیشتوں دونوں کی اوسط کے مقابلے میں کم تھا (باکس 5.1)۔

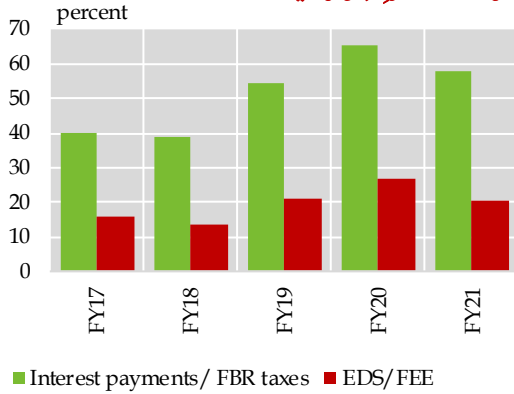
شکل 5.2: سرکاری قرضے میں اضافے کی ہیئت ترکیبی



Source: State Bank of Pakistan

ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافے کی وجہ سے بیرونی قرضوں کے اسٹاک پر نو قدر پیمائی فوائد اور بڑواں خساروں میں بہتری کے باعث قرضوں کے بوجھ میں کمی آئی (شکل 5.2)۔¹ مزید برآں، معاشی سرگرمی میں بحالی، بلند ٹیکس محاصل، زرمبادلہ آمدنی (ایف ای ای) میں مضبوط اضافے اور جی-20 کے قرضہ واپسی کے تعطل کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت فراہم کردہ قرضوں میں 2.3 ارب ڈالر کے ریلیف کی دستیابی سے مالی سال 21ء کے دوران قرضوں کی پائیداری کے اظہار یے بھی مضبوط ہوئے۔

شکل 5.3: ادائیگی قرض کی اہلیت



Source: Ministry of Finance

بالخصوص، مالی سال 21ء کے دوران سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 83.5 فیصد رہ گیا جبکہ مالی سال 20ء میں یہ جی ڈی پی کا 87.6 فیصد تھا (جدول 5.1)، جس سے معیشت کی قرضہ برداشت کرنے کی صلاحیت میں بہتری کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی دوران قرضے کی واپسی کی استعداد، جس کی پیمائش

¹ مالی خسارہ جی ڈی پی کے 8.1 فیصد سے کم ہو کر جی ڈی پی کا 7.1 فیصد رہ گیا۔ جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 4.4 فیصد سے کم ہو کر جی ڈی پی کا 1.8 فیصد رہ گیا۔

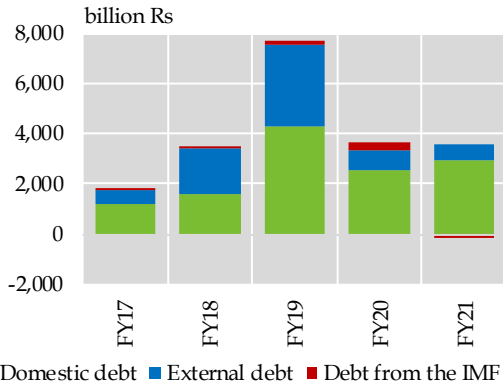
جدول 5.1: پاکستان کے قرضے اور واجبات کا خلاصہ

ارب روپے							
جی ڈی پی کا فیصد		ہزار		اسٹاک			
م 21ء	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 19ء	
100.3	107.3	3,237.6	4,368.4	47,829.1	44,591.5	40,223.1	الف۔ مجموعی قرضے اور واجبات (IX+I کا خلاصہ)
83.5	87.6	3,460.6	3,690.7	39,859.2	36,398.6	32,707.9	ب۔ خام ملکی قرضہ (III+I کا خلاصہ)
74.9	80.0	2,550.7	3,714.6	35,738.1	33,235.3	29,520.7	ج۔ حکومت کے مجموعی ملکی قرضے (X-III+II+I)*
55.1	56.0	2,982.8	2,550.7	26,265.3	23,282.5	20,731.8	I۔ حکومت کا ملکی قرض
26.1	28.5	607.9	769.4	12,432.4	11,824.5	11,055.1	II۔ حکومت کا بیرونی قرض
2.4	3.1	(130.0)	370.5	1,161.5	1,291.5	921.0	III۔ آئی ایم ایف سے قرض
2.9	4.0	(284.9)	(46.8)	1,378.4	1,663.3	1,710.1	IV۔ بیرونی واجبات
5.3	6.3	(87.3)	146.9	2,540.9	2,628.2	2,481.3	V۔ نجی شعبے کا بیرونی قرض
2.2	2.1	191.5	238.9	1,061.0	869.5	630.6	VI۔ پی ایس ایز کا بیرونی قرض
3.0	3.6	(53.8)	96.3	1,436.7	1,490.5	1,394.2	VII۔ پی ایس ایز کا ملکی قرض
1.9	2.0	90.6	57.0	904.0	813.4	756.4	VIII۔ اجناس کی کارروائیاں
1.4	1.8	(79.2)	185.2	648.7	727.9	542.7	IX۔ کینی کا داخلی بیرونی قرض
8.6	7.6	957.8	(23.9)	4,121.1	3,163.3	3,187.2	X۔ بینکاری نظام کی اثاثیں

* مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ کی تعریف کے مطابق

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.4: سرکاری قرضے میں بلحاظ زمرہ تبدیلی



■ Domestic debt ■ External debt ■ Debt from the IMF

Source: State Bank of Pakistan

قرض کے مختلف نئے اور متنوع آلات کے ذریعے خاکہ عرصیت میں بہتری حاصل کی گئی۔ ملکی قرضہ منڈی میں، حکومت نے سہ ماہی کوپن ادائیگیوں کے ساتھ رواں شرح پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) کو متعارف کرایا، اور شریعت سے ہم آہنگ آلات کے ذریعے فنڈز جمع کرنا جاری رکھا۔³ مزید برآں، حکومت نے ستمبر 2020ء میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) کا افتتاح کیا، تاکہ بیرون ملک پاکستانیوں (مقیم اور غیر مقیم) کو سرمایہ کاری کے

سرکاری قرضے میں ہونے والا تقریباً 86 فیصد اضافہ ملکی ذرائع سے ہوا (شکل 5.4)۔ اس اضافے کی وجہ خساروں کی مالکاری کے ساتھ ساتھ بینکاری نظام میں موجود سرکاری ڈپازٹس اضافہ تھا۔ حکومت اسٹیٹ بینک سے صفر تا زہ قرض گیری کے اپنے عزم پر قائم رہی اور مالی فرق کو پورا کرنے کے لیے زیادہ تر کمرشل بینکوں پر انحصار کرتی رہی۔ دوسری طرف، سرکاری قرضے میں بیرونی قرضوں کا حصہ کم ہونے کی وجہ، بنیادی طور پر ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 6.7 فیصد اضافہ تھا، جس کی وجہ سے بیرونی قرض کی روپیہ مالیت گھٹ گئی۔

حکومت پست شرح سود کے ماحول میں مسلسل دوسرے برس بھی سرکاری قرضے کے خاکہ عرصیت کو طول دینے میں کامیاب رہی۔ سال کے دوران اکٹھا کیے گئے سرکاری قرضوں میں تقریباً 72 فیصد اضافہ طویل المیعاد آلات کے ذریعے ہوا، جس نے جون 2021ء کے اختتام تک مجموعی حکومتی قرضوں میں ان آلات کا حصہ بڑھا کر 82.3 فیصد کر دیا (شکل 5.5)۔² اجرائے ثانی کے خطرات میں کمی کی وجہ سے خاکہ عرصیت میں بہتری قرض کی پائیداری کے لیے خوش آئند ہے۔

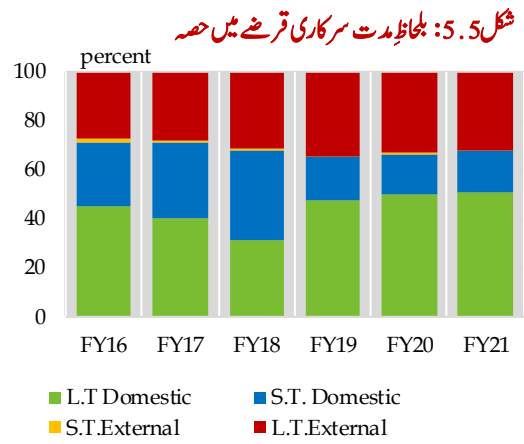
² مالی سال 21ء کے دوران حکومتی بیرونی قرضے میں ہونے والا تمام تر اضافہ طویل مدتی آلات سے ہوا۔ حکومتی ملکی قرضے میں ہونے والا 60 فیصد سے زائد اضافہ طویل مدتی آلات سے حاصل ہوا تھا۔

³ حکومت نے تین سال کے وقفے کے بعد اپریل 2020ء میں اجارہ سٹوک جاری کیا۔ آخری بار حکومت نے جون 2017ء میں سٹوک جاری کیا تھا۔

قرضوں کی واپسی نے سرکاری سرمایہ کاری میں تخفیف کردی، جس سے ملک کی ترقی کے امکانات اور ادائیگی قرض کی استعداد میں مزید کمی واقع ہوئی ہے۔ دوم، سود کی شرحوں میں اضافے کی صورت میں رواں شرح آلات کے بڑھتے ہوئے حصے کے باعث نوبت بندی کا نمایاں خطرہ موجود ہے۔ سوم، مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر حد سے زیادہ انحصار سے بینکوں کے خطرے سے احتراز کے روپے میں اضافہ ہوا جس کی وجہ سے نجی شعبہ خاصی حد تک باہر ہو گیا۔⁴ آخراً، ڈی ایس ایس آئی کے مرحلہ وار اختتام کے بعد، ملک کو بیرونی قرض پر مؤخر زراصل اور سود دونوں ادا کرنا ہوں گے اور زرمبادلہ آمدنی میں ساتھ ہی اضافہ نہ ہو تو بیرونی کھاتے پر دباؤ آ سکتا ہے۔

قرضوں کی پائیداری کی صورت حال میں مسلسل بہتری جڑواں خسارے کو قابل انتظام سطح تک روکنے کی ضمانت دیتی ہے۔ اس کے لیے ساختی مسائل، جو ملکی برآمدات اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں رکاوٹ ہیں، کو حل کرنے کے لیے ٹھوس کوششیں درکار ہیں۔⁵ اسی طرح، مالیاتی اعتبار سے کی جانے والی کوششیں ٹیکس کی اساس کو وسیع کرنے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) میں اصلاحات کو تیز کرنے پر مرکوز ہونی چاہئیں، جو حکومت کے لیے بہت بڑے مالکاری بوجھ کا باعث بنتی ہیں۔⁶

مواقع فراہم کیے جاسکیں۔ مالی سال 21ء کے دوران ان سرٹیفکیٹ سے 1.0 ارب ڈالر کی مجموعی رقم جمع کی گئیں۔ اپریل 2021ء میں حکومت بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں دوبارہ داخل ہوئی اور 2.5 ارب ڈالر کے یوروبانڈز جاری کیے۔ ان آلات سے حکومت کو بیرونی قرض کے خاکہ عرصیت کو بڑھانے اور اپنے کچھ قلیل مدتی بیرونی قرضوں کی ادائیگی میں مدد ملی۔



Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 21ء کے دوران قرضے کی پائیداری کے اظہار یوں میں بہتری کے باوجود، ملک کے خاکہ قرض کو اب بھی کافی خدشات کا سامنا ہے۔ اوّل، سرکاری قرضے کی اس بلند سطح نے سودی ادائیگیوں میں خاصا اضافہ کیا، جو مالی سال 21ء میں ایف بی آر کے ٹیکس حاصل کا 57.7 فیصد تھا۔ ٹیکس حاصل پر

بکس 5.1: کووڈ سے متعلق اخراجات کے حوالے سے قرضے کے مضمرات: پاکستان ہ مقابلہ ہم پلہ ممالک

پاکستان نے کووڈ کے وبائی مرض کے حوالے سے 1.3 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا تقریباً 2.0 فیصد) کی بے مثال مالی معاونت کا اعلان کیا۔⁷ تاہم، عالمی تجربے کے برعکس، کووڈ سے متعلق اخراجات کے نتیجے میں پاکستان کے سرکاری قرضوں میں اضافہ نہیں ہوا۔ مالی سال 21ء کے دوران سرکاری قرضوں میں مطلق اضافہ نہ صرف مالی سال 17ء کے بعد سے پست ترین سطح پر تھا، بلکہ پاکستان کی سرکاری قرضے تاجی ڈی پی کی شرح بھی گھٹ گئی۔ (شکل 5.1.1)۔ تاہم بات یہ ہے کہ پاکستان ان ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں میں سے ایک ہے، جس میں جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر سرکاری قرض میں تبدیلی کووڈ سے متعلق اخراجات کے مقابلے میں کم تھی (شکل 5.1.2)۔⁸

⁴ تفصیل کے لیے دیکھیے: بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے 2019-2020ء، باب 7

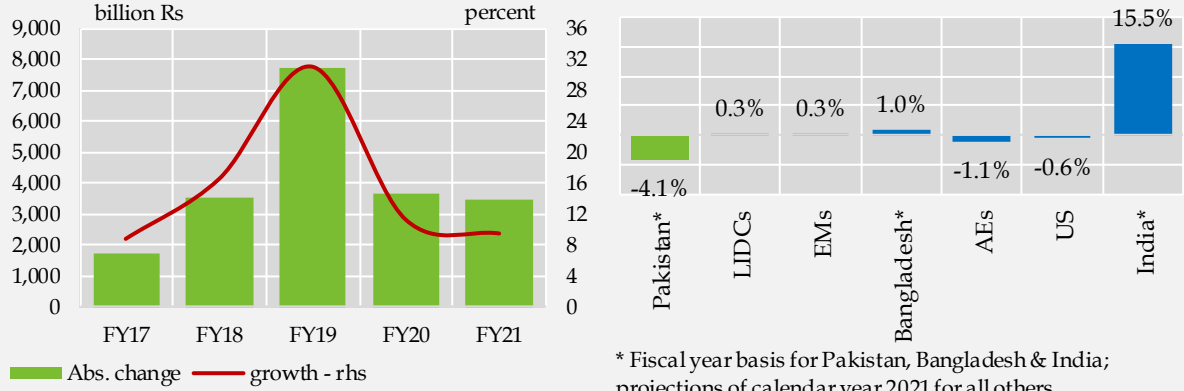
⁵ تفصیل کے لیے دیکھیے: خصوصی سیکشن 1، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پچھلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء

⁶ تفصیل کے لیے دیکھیے: خصوصی سیکشن 2، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

⁷ آئی ایم ایف، مالیاتی مانیٹر، اکتوبر 2020ء۔

⁸ جن معیشتوں کے مالی سال 30 جون سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں، ان کے لیے اعداد و شمار گزشتہ سال میں درج کیے جاتے ہیں۔ جن معیشتوں کے مالی سال 30 جون کو یا اس کے بعد ختم ہوتے ہیں، ان کے اعداد و شمار موجودہ سال میں درج کیے جاتے ہیں۔

شکل 5.1.1: مالی سال 21ء میں جی ڈی پی فیصد کے طور پر حکومتی قرض میں اضافہ سرکاری قرضے کا مجموعہ

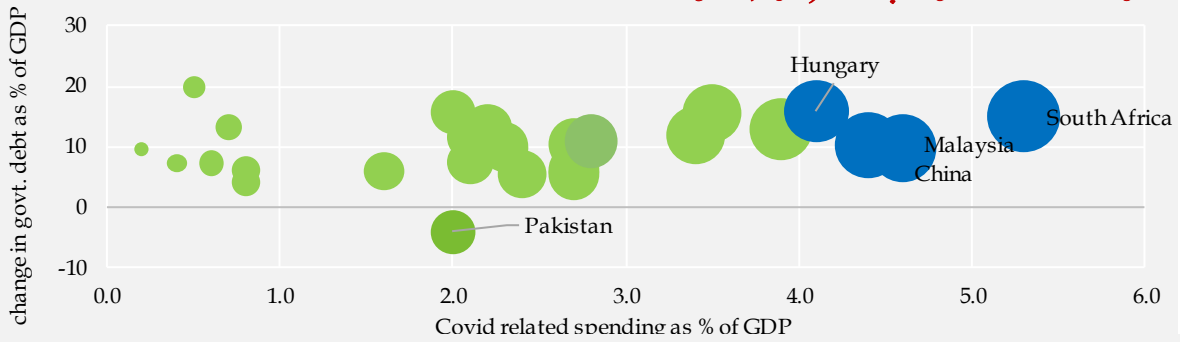


Source: State Bank of Pakistan

Source: IMF Fiscal Monitor, State Bank of Pakistan

کووڈ نے عالمی معیشت پر بہت اثر ڈالا ہے۔ یہ وبائی مرض نظام صحت کے لیے سنگین چیلنج لایا، اس نے معاشی سرگرمیوں اور نقل و حرکت میں خلل ڈالا، تیز دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں وسیع پیمانے پر بے روزگاری میں اضافہ کر دیا۔ وبائی مرض کے رد عمل میں، دنیا بھر کے ممالک نے وسیع مالیاتی وزری معاونت، بشمول ٹیکس رعایتوں، اجرت پر سبسڈیز، سماجی تحفظ کے اخراجات میں اضافے، صحت کے شعبے میں اضافی اخراجات، جو کہ ستمبر 2020ء تک عالمی جی ڈی پی کا 12 فیصد ہے، کے ذریعے فوری پالیسی رد عمل فراہم کیا۔ اگرچہ یہ پالیسی اقدامات دھچکے کی شدت کو روکنے میں مددگار ہے، تاہم مالیاتی عدم توازن اور اس کے نتیجے میں دنیا بھر میں حکومتوں کے عمومی قرضوں کی سطح بھی بڑھ گئی۔

شکل 5.1.2: کووڈ سے متعلق اخراجات اور سرکاری قرضے میں اضافہ



The bubble size refers to the share of covid related spending. Blue bubble indicates a spending of 4 percent of GDP or higher, green bubble implies spending of less than 4 percent.

Source: IMF Fiscal Monitor, State Bank of Pakistan

دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی نسبتاً بہتر صورت حال کی وجہ دانش مندانہ مالیاتی پالیسی موقف ہے، جس میں محاصل کے انتظام کی کوششوں کو مضبوط بنانے اور غیر ترجیحی اخراجات جاریہ، جیسے شہری حکومت کے امور، کو محدود کرنا شامل تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کے ٹیکس محاصل میں خاصا اضافہ ہوا۔ دوسری طرف، پاکستان کے حوالے سے کووڈ سے متعلق کثیر اخراجات کے باوجود جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر اخراجات میں مجموعی اضافہ نسبتاً پست تھا۔

کیونکہ بجٹ خسارے کا 60.7 فیصد داخلی ذرائع سے پورا کیا گیا۔ دوم، بینکاری نظام میں موجود حکومتی ذخائر میں اضافہ۔ اگرچہ، حکومت ان ذخائر کو اکٹھا کر رہی ہے تاہم مالی سال 19ء کے اختتام پر اس میں اضافہ ہوا، جس کا مقصد مستقبل میں قرضوں کی ادائیگی کو ہموار کرنا ہے۔

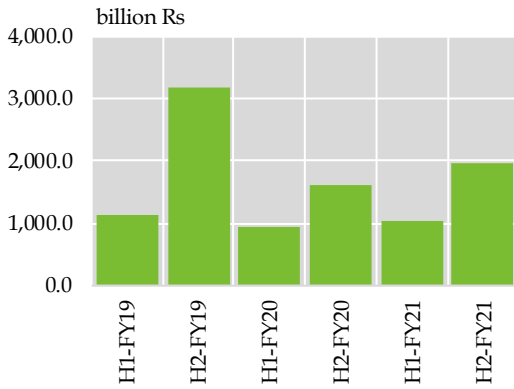
5.2 ملکی قرضہ

جون 2020ء سے 3.0 ٹریلین روپے جمع ہونے کے ساتھ، جون 2021ء کے اختتام پر ملکی قرضوں کا ذخیرہ 26.3 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ یہ توسیع دو عوامل کی وجہ سے ہوئی۔ اول، خسارے کی مالکاری کی مستقل ضروریات،

⁹ آئی ایم ایف، مالیاتی مانیٹر، اکتوبر 2020ء۔

حکومت کو فنڈز فراہم کرنے میں نان بینک اداروں کا حصہ بھی مالی سال 20ء کے مقابلے میں محدود رہا۔ اس کی متعدد وجوہات تھیں۔ اول، حکومت نے طویل مدتی قرضے کی مسابقتی ابتدائی اور ثانوی منڈیوں میں ادارہ جاتی شرکت کو بڑھانے کے لیے جولائی 2020ء سے قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی عائد کر دی تھی۔¹⁰ دوم، حکومت نے دستاویزیت کو بہتر بنانے کے مقصد سے انعامی بانڈز کی بعض مالیتوں کی خرید و فروخت بند کر دی۔ سوم، گذشتہ برس کے مقابلے میں مجموعی طور پر منافع کی پست شرحوں نے قومی بچت اسکیموں کو بچت کنندگان اور سرمایہ کاروں کے لیے نسبتاً کم

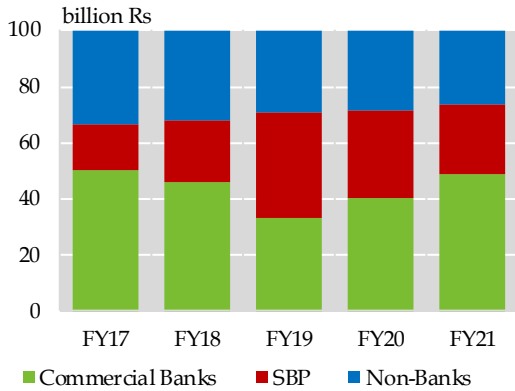
شکل 5.6: ملکی قرضے میں تبدیلی



Source: State Bank of Pakistan

پرسکش رکھا۔

شکل 5.7: ملکی قرضے کی ملکیت



Source: State Bank of Pakistan

دوران سال ملکی قرضے کی حرکیات سے بہتری کے کچھ نمایاں پہلو سامنے آتے ہیں۔ اول، حکومت اسٹیٹ بینک سے کوئی نیا قرض نہ لینے کے عزم پر قائم رہی، چنانچہ خسارے کی تسلیک سے گریز کیا گیا۔ دوم، پست شرح سود کے ماحول کے باوجود ادارے طویل مدتی قرضوں کے حصول میں کامیاب رہے۔ خاص طور پر، مالی سال 21ء کے دوران ملکی قرضوں میں 62 فیصد سے زیادہ اضافہ طویل مدتی آلات کے ذریعے ہوا۔ سوم، حکومت نے منڈی میں کئی نئے آلات متعارف کروا کر اپنے آلات کی اساس کو بھی متنوع بنایا جیسے کہ سہ ماہی کوپن ادائیگیوں کے ساتھ رواں شرح پٹی آئی بیز اور روایتی اور شریعت سے ہم آہنگ نیا پاکستان سرٹیفکیٹ (ایزن پی سیز)۔

توقع ہے کہ یہ نئے تمسکات متبادل مالی وسائل فراہم کر کے قرض کے انتظام کو بہتر بنائیں گے، جن میں سے بعض، بالخصوص نیا پاکستان سرٹیفکیٹس سے نئے سرمایہ کاروں جیسے بیرون ملک مقیم پاکستانی اور اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئیز) کو راغب کرنے میں مدد ملی ہے۔

ماضی کے رجحان کے مطابق ملکی قرضوں میں بیشتر اضافہ مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی کے دوران درج کیا گیا (شکل 5.6) اور اس کا بڑا سبب خسارے کی مالکاری کی شدید ضرورت تھی۔ مجموعی لحاظ سے، مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی کے دوران قرض میں ہونے والا 84.0 فیصد اضافہ قلیل مدتی رواں قرضے کے ذریعے جمع کیا گیا۔

ملکی قرضے کی ملکیت

ادارہ جاتی ترکیب کے لحاظ سے، مالی سال 21ء میں کمرشل بینک حکومت کے لیے اہم مالی معاون تھے۔ مالی سال 21ء کے دوران مجموعی ملکی قرضوں میں بینکوں کا حصہ بڑھ کر 48.6 فیصد ہو گیا جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 40.3 فیصد تھا (شکل 5.7)۔ حکومت مسلسل دوسرے سال مرکزی بینک سے کوئی نیا قرض نہ لینے کے عزم پر قائم رہی۔ درحقیقت، مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک کو 0.6 ٹریلین روپے واپس کیے تھے۔ نتیجتاً، اسٹیٹ بینک کا ملکی قرضوں کا حصہ کم ہو گیا۔

¹⁰ حکومتی تمسکات میں نان بینک سرمایہ کاریاں گذشتہ برس کے مقابلے میں اس سال کم رہیں۔ حکومتی قابل مارکیٹ تمسکات میں نان بینک سرمایہ کاریوں میں 446.2 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 601.7 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔

مستقل قرضہ

رواں شرح طویل مدتی آلات کی مارکیٹ میں موجودگی سے پست شرح سود کے ماحول میں حکومت کو زیادہ مدت کے فنڈز جمع کرنے میں مدد ملی۔ رواں شرح پی آئی بیز کی قبول شدہ رقم مالی سال 21ء کے دوران تقریباً دو گنی ہو گئی،

مالی سال 21ء کے دوران مجموعی ملکی قرضوں میں مستقل قرضوں (جس میں بنیادی طور پر پی آئی بیز، اجارہ صکوک اور انعامی بانڈز شامل ہیں) کے حصے میں

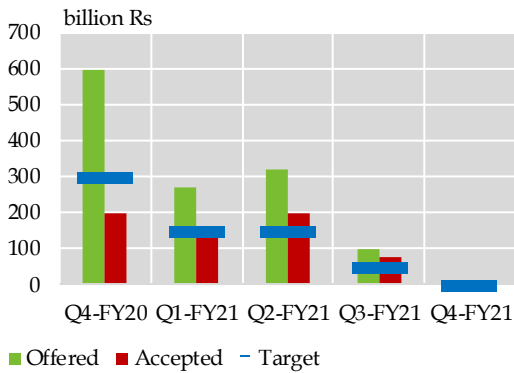
جدول 5.2: حکومت کے ملکی قرض میں تبدیلی

ارب روپے، حصہ فیصد میں

مجموعی اسٹاک میں حصہ	بھاکہ		اسٹاک				
	م س 20ء	م س 21ء	م س 20ء	م س 21ء	م س 19ء		
100.0	100.0	2,982.8	2,550.8	26,265.3	23,282.5	20,731.8	ملکی قرض
60.6	60.2	1,880.6	1,943.4	15,904.1	14,023.5	12,080.0	مستقل قرض
							جس میں
55.5	55.3	1,704.0	1,952.8	14,590.0	12,886.0	10,933.2	پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز
2.5	0.9	467.1	127.2	665.3	198.2	71.0	اجارہ صکوک
1.7	3.2	-290.4	-159.8	443.7	734.1	893.9	پرائز بانڈ
25.4	24.0	1,102.1	77.7	6,680.4	5,578.3	5,500.6	رواں قرض
							جس میں
25.4	23.9	1,101.4	645.1	6,676.9	5,575.5	4,930.5	ایم ٹی بیز
13.9	15.8	-27.7	529.5	3,645.0	3,673.6	3,144.1	غیر فنڈ قرض
0.1	0.0	28.1	0.0	28.1	0.0	0.0	نیپا پاکستان سرٹیفکیٹ (این پی بیز)

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.8: حکومتی اجارہ صکوک: نیلامی کا خلاصہ



Source: State Bank of Pakistan

جبکہ معین شرح پی آئی بیز کی قبول شدہ مقدار گذشتہ برس کے مقابلے میں نصف رہی۔

اس بات پر روشنی ڈالنا ضروری ہے کہ معین شرح پی آئی بیز میں مارکیٹ کی شرکت گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہی، اس کی بنیادی وجہ سود کی شرحوں میں اضافے کی مارکیٹ کی توقعات تھیں۔ تاہم، جنوری 2021ء کے زری پالیسی بیان میں جاری کردہ مستقبل کی رہنمائی اور بعد کے زری پالیسی

کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی (جدول 5.2)۔ پی آئی بیز کے ضمن میں، مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے ان بانڈز سے 1.7 ٹریلین روپے (یکمیل میعاد منہا کر کے) کے فنڈز اکٹھے کیے، جبکہ مالی سال 20ء کے دوران یہ 2.0 ٹریلین روپے تھے۔ مسلسل دوسرے سال اس اضافے کی وجہ مارکیٹ میں نئے آلات متعارف کروائے جانے کو قرار دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، 3 سال اور 5 سال کے رواں شرح پی آئی بیز جون 2020ء میں شروع کیے گئے جنہوں نے مارکیٹ کی توجہ اپنی طرف مبذول کروالی۔

اسی طرح، حکومت نے مالی سال 21ء کے دوران پندرہ روزہ ری سیٹ سے ماہی ادائیگی کوپن کی منفرد خصوصیت کے ساتھ 2 سالہ رواں شرح پی آئی بی (پی ایف ایل) کا آغاز کیا۔ مزید برآں، حکومت نے موجودہ 3 سالہ، 5 سالہ اور 10 سالہ عرصیت والے پی ایف ایل کے لیے نئے کوپن اسٹریکچرز کی بھی پیش کش کی۔ ان آلات کی 3 ماہی ٹی بلز کی یافتوں سے منسلک سے ماہی کوپن اور سے ماہی ری سیٹ کے ساتھ پیش کش کی گئی۔ فلوٹرز کی قبل از نیلامی کا مختص ہدف مالی سال 20ء کے ہدف کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں تقریباً تین گنا زیادہ تھا۔

آلات کا حصہ بڑھانا بھی تھا، کیونکہ یہ آلات اسلامی بینکاری اداروں کی تحویل میں دستیاب سیالیت کو راغب کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔

دوسری جانب، انعامی بانڈز میں مسلسل دوسرے سال خالص اخراج درج کیا گیا۔ دسمبر 2020ء میں، حکومت نے معیشت کی دستاویزیت کو بہتر بنانے کے لیے 25 ہزار روپے مالیت والے انعامی بانڈز بند کر دیے (شکل 5.9)۔

اس ضمن میں 25000 روپے والے انعامی بانڈز کے حاملین کو تین اختیارات دیے گئے تھے: (1) پر بیمہ پر انڈر بانڈز میں تبدیلی (جنہیں سرمایہ کار کے نام پر رجسٹرڈ کروایا جاتا ہے)؛ (2) اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ / ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ کے ساتھ تبدیلی؛ یا (3) عرفی مالیت پر بھنونا (جس میں رقوم کو بانڈ حاملین کے بینک اکاؤنٹ میں منتقل کیا جاتا ہے)۔ منقولی شواہد سے پتا چلا کہ بہت کم حاملین نے ان بانڈز کو پر بیمہ بانڈز میں تبدیل کرایا۔ بالخصوص، 25000 روپے کے انعامی بانڈ کو بند کرنے سے تقریباً 150 ارب روپے کا خالص اخراج درج کیا گیا اور 25000 روپے کے پر بیمہ انعامی بانڈز میں خالص آمد صرف 15 ملین روپے تھی (شکل 5.9)۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ تر حاملین نے ان بانڈز کو عرفی مالیت پر بھنوا لیا۔ مزید برآں، اپریل 2021ء میں، حکومت نے 15000 روپے اور 7500 روپے کے انعامی بانڈز کی فروخت روک دی۔

رواں قرضہ

مالی سال 21ء کے دوران رواں قرض (ایک سال سے کم عرصیت) 1.1 ٹریلیون روپے بڑھ گیا جبکہ گذشتہ برس 0.1 ٹریلیون روپے کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران شرح سود میں ممکنہ اضافے کی منڈی کی توقعات کے باعث مالی سال 21ء کے دوران ایم ٹی بیز کی طلب بلند سطح پر رہی۔ تاہم، ایم ٹی بیز میں، مالی سال 21ء کی سہ ماہیوں کے دوران حکومت خاکہ عرصیت کو طول دینے میں کامیاب رہی۔ مالی سال 21ء کے دوران ٹی بلز کے واجب الادا مجموعی اسٹاک میں 3 ماہی ٹی بلز کا حصہ گھٹ گیا، جبکہ ششماہی آلات کا حصہ بڑھ گیا (شکل 5.10)۔

مالی سال 21ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں، مارکیٹ تین ماہی ٹی بلز میں دلچسپی لیتی رہی۔ تاہم، شرح سود میں فوری اضافہ نہ کرنے کے بارے میں زری پالیسی

اجلاسوں میں (باب 3) میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ چوتھی سہ ماہی میں معین شرح پی آئی بیز میں مارکیٹ کی شرکت بڑھ گئی تھی (جدول 5.3)۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ زری موقف میں تبدیلی کے ساتھ، طویل مدتی رواں شرح پی آئی بیز کی طرف بڑھتے ہوئے انحصار سے، مستقبل میں قرضوں کی واپسی کی لاگت بڑھ جائے گی۔

جدول 5.3: پی آئی بیز کی نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

معیں پی آئی بیز	رواں پی آئی بیز			معیں پی آئی بیز		
	قبولیت شدہ	پیش کش	ہدف	قبولیت شدہ	پیش کش	ہدف
سہ ماہی سال 20ء	219.4	334.2	300.0	963.5	2521.2	325.0
سہ ماہی سال 20ء	178.6	468.7	150.0	411.4	1003.5	300.0
سہ ماہی سال 20ء	179.4	421.3	150.0	296.3	736.5	300.0
سہ ماہی سال 20ء	241.2	353.9	250.0	399.6	765.7	375.0
سہ ماہی سال 21ء	870.6	1970.4	830.0	249.2	448.9	420.0
سہ ماہی سال 21ء	455.1	622.7	930.0	42.4	186.1	390.0
سہ ماہی سال 21ء	112.2	206.8	515.0	182.4	436.8	325.0
سہ ماہی سال 21ء	223.5	371.0	450.0	582.4	1467.9	375.0

مسابقہ اور غیر مسابقتی نیلامی

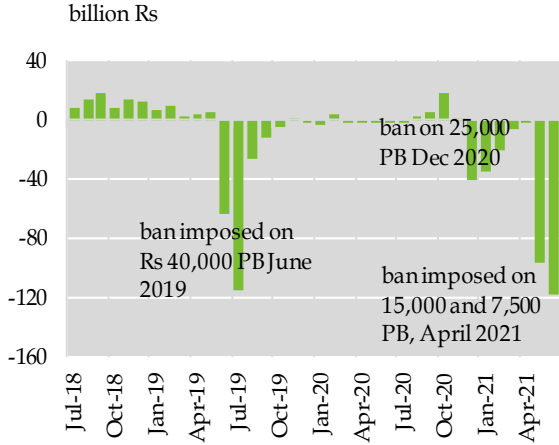
ہ: ہدف؛ پ: پیش کش؛ حق: قبولیت

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

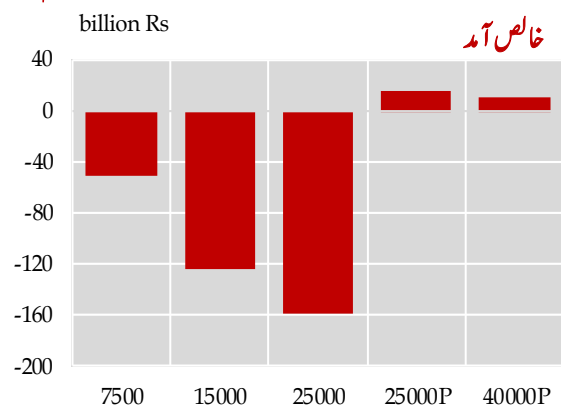
دریں اثنا، اپریل 2020ء میں 5 سالہ مدت کے شریعت سے ہم آہنگ معین شرح کے اجارہ صکوک کے تین سال کے وقفے کے بعد اور متغیر ریٹیل شرح کے اجارہ صکوک چار سال کے وقفے کے بعد دوبارہ آغاز سے حکومت کو مالی سال 20ء کے دوران 0.1 ٹریلیون روپے اور مالی سال 21 میں مزید 0.5 ٹریلیون روپے جمع کرنے میں مدد ملی۔ صکوک کے ذریعے جمع ہونے والے فنڈز کا ایک بڑا حصہ مالی سال 21ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں مرکوز رہا۔ پیش کردہ اور قبول شدہ دونوں مقدار میں قبل از نیلامی ہدف سے زائد رہیں (شکل 5.8)۔ تاہم، تیسری سہ ماہی میں صرف ایک نیلامی ہوئی، جبکہ چوتھی سہ ماہی کے دوران کوئی نیلامی نہیں ہوئی۔

صکوک کا دوبارہ آغاز حکومت کی ماکاری کی ترکیب میں تنوع اور اسلامی بینکوں کی سیالیت کے تناظر میں خوش آئند ہے۔ وسط مدتی قرضوں کے انتظام کی حکمت عملی کا ایک اہم مقصد سرکاری قرضوں میں شریعت سے ہم آہنگ

مالی سال 21ء کے دوران انعامی بانڈز میں بلحاظ مالیت رقوم کی خالص آمد



شکل 5.9: مالی سال 21ء کے دوران انعامی بانڈز میں بلحاظ مالیت رقوم کی خالص آمد



Source: Central Directorate of National Savings

صرف مجموعی سرمایہ کاری گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی بلکہ ان اسکیموں سے اپنی رقوم کے اخراج کے لیے اداروں کو ترغیب ملی جس کی وجہ سے مالی سال 21ء کے دوران قومی بچت اسکیموں میں مجموعی طور پر خالص اخراج دکھائی دیا (جدول 5.4)۔ دوم، موجودہ پست شرح سود کے ماحول کی وجہ سے، مختلف آلات پر پیش کردہ منافع کی شرح مالی سال 20ء کے مقابلے میں اوسطاً 100 تا 150 پی پی ایس کم رہی (جدول 5.5)۔

بیان میں فراہم کردہ گئی مستقبل کی رہنمائی سے، مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی کے دوران مارکیٹ کی دلچسپی ششماہی ٹی بلز کی طرف منتقل ہو گئی (شکل 5.10)۔

غیر فنڈ قرضہ

مالی سال 21ء کے دوران غیر فنڈ قرضہ، جو بنیادی طور پر قومی بچت اسکیموں پر مشتمل ہے، میں 27.7 ارب روپے کا خالص اخراج درج کیا گیا جبکہ گذشتہ برس 529 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ مندرجہ ذیل عوامل قومی بچت آلات میں کمی کی وضاحت کرتے ہیں: اول، حکومت نے طویل مدتی قرض کی مسابقتی

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس

مالی سال کی ایک اور اہم پیش رفت نیا پاکستان سرٹیفکیٹس کے حامل مقیم پاکستانیوں کی ملکی قرضے کے زمرے میں شمولیت تھی۔ مالی سال 21ء کے دوران حکومت این پی سیز میں ان سرمایہ کاروں سے 28.1 ارب روپے کے فنڈز جمع کرنے میں کامیاب رہی۔¹¹ یہ بات قابل غور ہے کہ این پی سیز روایتی اور شریعت سے ہم آہنگ آلات دونوں میں پیش کیے جاتے ہیں۔

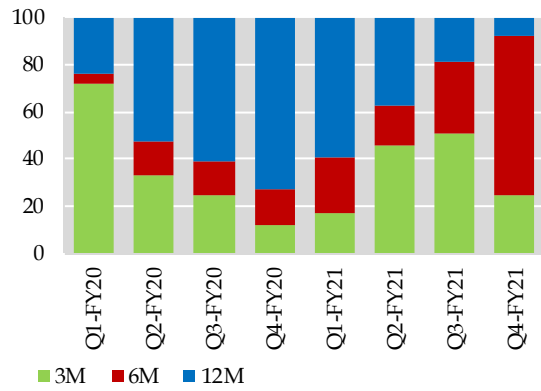
جدول 5.4: قومی بچت سرٹیفکیٹس کے منافع کی شرحیں اور سرمایہ کاری

ارب روپے		م 19ء		م 20ء		م 21ء	
منافع کی شرحیں (فیصد)		م 19ء		م 20ء		م 21ء	
م 19ء	م 20ء	م 19ء	م 20ء	م 21ء	م 20ء	م 21ء	م 20ء
ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس	10.0	10.1	9.0	38.0	97.8	38.0	97.8
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس	11.8	11.9	10.8	83.4	235.3	172.8	83.4
آر آئی سی	9.6	10	8.6	205.8	82.2	87.1	205.8
اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹس	8.6	9.7	7.9	37.4	19.3	95.5	37.4
پنی پی اے	11.8	11.9	10.8	78.9	33.8	67.6	78.9

¹¹ اس رقم میں صرف مقیم افراد کے پاس موجود این پی سیز شامل ہیں۔ غیر مقیم افراد کے پاس موجود این پی سیز بیرونی سال کے دوران اوسط منافع

ڈیٹا کا ماخذ: سینٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز

شکل 5.10: ٹی بلز کے ہٹا یا ذخیرے میں حصہ



Source: State Bank of Pakistan

ابتدائی اور ثانوی منڈیوں میں ادارہ جاتی شرکت کو بڑھانے کی غرض سے قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی عائد کی۔ اس پابندی سے نہ

سے، مالی سال 21ء کے دوران ملکی قرضے پر سودی ادائیگی 2.5 ٹریلین روپے رہی جبکہ مالی سال 20ء کے دوران یہ 2.3 ٹریلین روپے تھی۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جون 2019ء کے اختتام پر، حکومت نے 3 تا 10 سالہ عرصیتوں کے ساتھ، اسٹیٹ بینک کے پاس موجود ایم آر ٹی بیز اسٹاک کو پی آئی بیز میں تبدیل کر دیا تھا۔ ششماہی ٹی بلز (ایم آر ٹی بیز کے لیے نشانیہ) اور اختتام جون 2019ء پر یکے گئے پی آئی بیز کے درمیان تفاوت تقریباً 100 بی پی ایس تھا جس کے نتیجے میں مالی سال 20ء میں قرضے کی واپسی کی لاگت میں اچانک اضافہ ہوا۔ مثبت امر یہ تھا کہ یہ نوخاکہ بندی ایم آر ٹی بیز سے منسلک اجرائے ثانی کے خطرات سے بچنے میں مددگار رہی۔

بلحاظ آلات سودی ادائیگیوں کے تجزیے سے پتا چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کے دوران قرض کی واپسی میں تقریباً نصف اضافہ پی آئی بیز کی بلند کوپن ادائیگیوں کی وجہ سے ہوا (شکل 5.11)۔ اسٹیٹ بینک کے قرضے کے تقریباً 70 فیصد اسٹاک کو 10 سالہ رواں شرح پی آئی بیز (ایف آر پی آئی بیز) میں تبدیل کر دیا گیا۔ اپریل 2020ء سے مجموعی 625 بی پی ایس کی کٹوتی کے ساتھ پالیسی ریٹ میں کمی سے، ملکی قرضوں پر قرض کی واپسی کی رفتار کم ہو گئی ہے۔ اس نوخاکہ بندی کے موقع پر پی آئی بیز پر بہ وزن اوسط شرح تقریباً 13.7 فیصد تھی، جو مالی سال 21ء کے دوران کم ہو کر 9.6 فیصد رہ گئی۔ تقریباً 400 بی پی ایس کی اس کمی سے مالی سال 21ء کے دوران حاصل کردہ فوائد کی وضاحت ہوتی ہے۔¹²

مالی سال 21ء کے دوران ٹی بلز پر سودی ادائیگیاں بھی بڑھ کر 0.7 ٹریلین روپے ہو گئیں جو گذشتہ برس 0.5 ٹریلین روپے تھیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا، ٹی بلز کے بقایا اسٹاک میں اضافے کے نتیجے میں مالی سال 21ء کے دوران سودی ادائیگیاں بڑھ گئیں۔ اس کے برعکس، حکومت نے گذشتہ دو برسوں کے دوران اسٹیٹ بینک سے براہ راست قرض نہیں لیا، لہذا، ایم آر ٹی بیز پر سودی ادائیگیاں صفر رہیں۔

دستیاب اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ زیر جائزہ مدت میں این پی سیز کے دونوں ورژن پر کشش رہے۔

جدول 5.5: پاکستان کا بیرونی قرض اور واجبات

ارب ڈالر

	آخر جون اسٹاک				
	مطلق تبدیلی	م 20 م 21	م 21 م 20	م 20 م 19	م 19 م 20
مجموعی بیرونی قرض اور واجبات	9.2	6.7	122.2	113.0	106.3
بیرونی سرکاری قرض (2+1)	8.4	4.5	86.4	78.0	73.4
1- حکومت کا بیرونی قرض	8.7	2.5	79.0	70.3	67.8
(i) طویل مدتی (ایک سال سے زیادہ) جس میں	9.4	2.2	78.2	68.8	66.5
بیرس کلب	-0.2	-0.3	10.7	10.9	11.2
کثیر فریقی	2.9	3.1	33.8	30.9	27.8
دیگر دو طرفہ	1.4	0.7	14.8	13.4	12.7
یورو / حکوک گلوبل بانڈز	2.5	-1.0	7.8	5.3	6.3
کمرشل قرضے / کریڈٹ	1.6	-0.4	9.7	8.1	8.5
مقامی حکومتی ترسکات	0.4	0.1	0.5	0.1	0.0
این پی سی	0.8	0.0	0.8	0.0	0.0
(ii) قلیل مدتی (ایک سال سے کم) جس میں	-0.7	0.3	0.9	1.5	1.3
کثیر فریقی	-0.3	0.0	0.5	0.8	0.8
کمرشل قرضے	-0.1	-0.3	0.0	0.1	0.5
مقامی کرنسی کے ترسکات (ٹی بلز)	-0.2	0.6	0.4	0.6	0.0
2- آئی ایم ایف سے	-0.3	2.0	7.4	7.7	5.6
3- زرمبادلہ کے واجبات	-1.1	-0.6	8.8	9.9	10.5
4- سرکاری شعبے کی انٹرا پر انٹرز	1.6	1.3	6.7	5.2	3.9
5- کمرشل بینک	0.6	-0.1	5.3	4.6	4.7
6- نجی شعبہ	-0.1	0.5	10.9	11.0	10.5
7- سرمایہ کاروں کو براہ راست قرضہ واجبات	-0.2	1.0	4.1	4.3	3.3

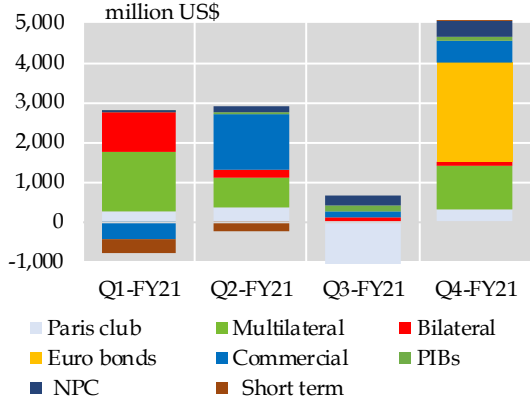
ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں کی سطح بلند رہی

مالی سال 21ء کے دوران ملکی قرض پر سودی ادائیگی 9.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال 20ء کے دوران 27.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ سودی ادائیگی میں یہ کمی بنیادی طور پر گذشتہ برس کی بلند اساسی اثرات کی وجہ سے تھی۔ مطلق لحاظ

¹² جون 2019ء کے اختتام پر طویل مدتی قرض میں تبدیلی ہونے والے قلیل مدتی قرضے کی رقم تقریباً 6.4 ٹریلین روپے تھی۔ اس اسٹاک کا تقریباً 70 فیصد (4.5 ٹریلین روپے) رواں شرح پر تبدیل کیا گیا تھا۔ لگ بھگ 1.9 ٹریلین روپے کی باقی رقم کو تقریباً 13.75 فیصد کی معین شرح (ایم آر ٹی بیز کی شرح سے تقریباً 100 بی پی ایس زائد) پر تبدیل کر دیا گیا۔ مالی سال 20ء کے دوران معین شرح طویل مدتی آلے میں یہ منتقلی لگ بھگ 20 ارب روپے کے اضافی قرضوں کی واپسی کا باعث بنی۔ تاہم نوخاکہ بندی کے بعد سے شرح سود میں تقریباً 400 بی پی ایس کی کمی کے ساتھ، مالی سال 21ء کے دوران رواں پی آئی بیز پر ادائیگیوں کی واپسی سودی رقم 400 ارب روپے تھی جو معین شرح سود کی صورت میں 580 ارب روپے ہو جاتی۔ چنانچہ، مالی سال 21ء کے دوران تقریباً 160 ارب روپے کا فرق بہت شرح سود کی وجہ سے سودی ادائیگی پر ہونے والی بچت کا اظہار کرتا ہے۔

شکل 5.12: سرکاری بیرونی قرضے میں تبدیلی



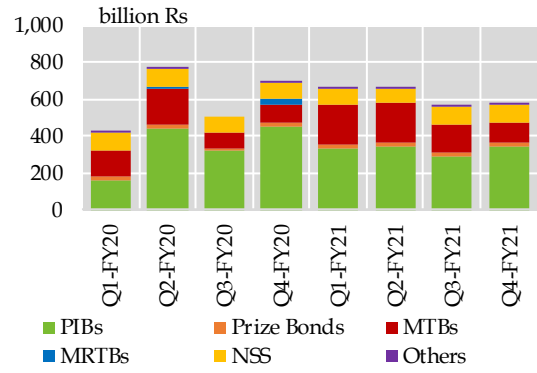
Source: State Bank of Pakistan

سرٹیفکیٹس (این پی سیز)، اسٹاک مارکیٹ، میوچل فنڈز، ریئل اسٹیٹ سمیت متنوع شعبوں میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع بھی فراہم کرتا ہے (باب 6)۔

جون 2021ء کے اختتام تک غیر مقیم پاکستانیوں نے این پی سیز میں نمایاں دلچسپی لی اور ان میں 0.8 ارب ڈالر رقوم کی آمد ہوئی۔¹⁴ اسی طرح، مالی سال 21ء کے دوران طویل مدتی ملکی سرکاری تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری 0.4 ارب ڈالر بڑھ گئی، جو گذشتہ برس 0.1 ارب ڈالر تھی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مالی سال 20ء میں غیر مقیم پاکستانیوں کے لیے ٹیکس نظام کو آسان بنایا گیا تاکہ طویل مدتی سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔¹⁵ مالی سال 21ء میں بین الاقوامی مارکیٹ میں کافی سیالیت اور پاکستان کے بیرونی کھاتے کے استحکام سے اس سرمایہ کاری کی بڑی حد تک وضاحت ہوتی ہے۔ بیرونی کھاتے کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے مالی وسائل کا متنوع بنایا جانا ایک اہم اصلاح ہے۔ بیرونی ماکاری کی ناکافی دستیابی کی وجہ سے ملک کو ماضی میں متعدد بار توازنِ ادائیگی کے بحران کا سامنا رہا ہے۔

مزید برآں، مالی سال 21ء میں حکومت نے جی-20 قرضہ واپسی کے تعطل کے اقدام (ڈی ایس آئی) کے تحت قرض میں 2.3 ارب ڈالر کی نرمی حاصل کی۔ اس التوا سے بیرونی قرضوں کی واپسی میں آسانی آئی اور مالی سال 21ء میں پاکستان کے بیرونی قرضوں کی پائیداری کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

شکل 5.11: بلحاظ آلات سودی ادائیگیاں



Source: State Bank of Pakistan

5.3 سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

جون 2021ء کے اختتام تک سرکاری بیرونی قرض 10.8 فیصد اضافے کے ساتھ 86.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ مالی سال 21ء کے دوران 8.4 ارب ڈالر اضافے کے ساتھ بیرونی قرض جمع ہونے کی رفتار بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس 4.5 ارب ڈالر اضافہ ہوا تھا (جدول 5.5)۔¹³ بیرونی قرضے کی نمو میں اس تیزی کی وجہ دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہونے والے نو قدر پیمائی نقصانات تھے، جنہوں نے ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضے کی مالیت کو بڑھا دیا۔ نصف سے زائد نو قدر پیمائی نقصان ڈالر کے مقابلے میں ایس ڈی آر کی قدر میں اضافے کی وجہ سے ہوا۔

مالی سال 21ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں کا جزدان دو لحاظ سے بہتر ہوا: پہلا، بیرونی قرضوں میں ہونے والا تمام اضافہ طویل مدتی آلات سے ہوا، جبکہ حکومت نے قلیل مدتی قرضے کا ایک حصہ واپس کر دیا۔ دوم، حکومت نے روایتی ذرائع، جیسے کثیر جہتی، دو طرفہ اور کمرشل قرض دہندگان کے علاوہ متنوع ذرائع، جیسے یورو بانڈز، نیا پاکستان سرٹیفکیٹس اور ملکی سرکاری تمسکات میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے ذریعے فنڈز اکٹھے کیے۔

اہم بات یہ ہے کہ سرمایہ کاروں کی اساس کو متنوع بنانے اور بیرونی رقوم کے حصول کی کوشش میں، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 21ء کے دوران روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کا آغاز کیا، یہ اکاؤنٹس بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو نیا پاکستان

¹³ مالی سال 21ء کے دوران زرمبادلہ واجبات میں 1.1 ارب ڈالر کا خالص اخراج درج کیا گیا جبکہ مالی سال 20ء کے دوران 0.6 ارب ڈالر کی خالص واپسی کی گئی تھی۔

¹⁴ مالی سال 21ء کے دوران این پی سیز میں مجموعی آمدنی 1.0 ارب ڈالر رہی۔ بیرونی قرضوں میں 0.8 ارب ڈالر درج کیے گئے۔

¹⁵ ERD/M&PRD/PR/01/2020-01 dated January 2, 2020

جدول 5.6: بیرونی ادائیگیوں کا ماخذ¹⁶

ملین ڈالر

	م 20ء		م 21ء	
	معاہدہ	ادائیگی	معاہدہ	ادائیگی
کثیر فریقی جس میں	6,791.0	5,670.0	5,253.8	4,370.2
اسے ڈی بی	3,112.0	2,824.0	1,470.0	1,368.3
آئی ڈی اے		1,179.2	1,467.5	1,596.4
دو طرفہ	193.0	1,648.3	457.0	453.5
محفوظ امانت	-	-	-	1,000.0
بانڈز	-	-	1,500.0	2,500.0
کمرشل بینک	3,463.0	3,373.3	3,922.5	4,721.2
مجموعی ادائیگیاں	10,447.0	10,691.7	12,233.4	13,044.9
مجموعہ (بشمول سرکاری طور پر ضمانت کردہ)				14,282.9

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

جدول 5.7: معاہدہ کردہ بیرونی کمرشل قرضوں کی شرائط

قرض کار	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء (جولائی تا مارچ)
یولیس ایس ای اے بی، یو بی ایل، اے بی ایل	لا بور-3+ ماہ 3.25	لا بور+ ماہ 12 2
دبلیو بینک	لا بور-3+ ماہ 2.2	لا بور+ ماہ 12 2.05
بینک آف چائنا	لا بور-6+ ماہ 2.93	
چائین ڈولپمنٹ بینک	لا بور-6+ ماہ 3	
سٹی بینک	لا بور-3+ ماہ 2.2	
اجمان بینک	لا بور-6+ ماہ 2.2	
آئی سی بی سی		لا بور+ ماہ 3 2.75
ایئر ٹریڈ این بی ڈی		لا بور+ ماہ 12 2.05

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21

کثیر فریقی ذرائع میں، بیشتر رقوم ایشیائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی) اور بین الاقوامی ترقیاتی انجمن (آئی ڈی اے) سے حاصل ہوئیں۔ دوران سال کمرشل ذرائع سے ادائیگیوں کا حجم بھی بڑھا، تاہم گذشتہ برس کے مقابلے میں امسال (جولائی تا مارچ) پاکستان کی طرف سے معاہدہ کیے گئے بیرونی کمرشل قرضوں کی شرائط سازگار تھیں (جدول 5.7)۔

غیر ملکی قرضوں کا استعمال

مجموعی ادائیگیوں کا الگ الگ تجزیہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آنے والی رقوم کا نصف سے زیادہ حصہ اعانت میزانیہ کے لیے اور تقریباً 12 فیصد (1.8 ارب ڈالر) کو جاری منصوبوں کی مالکاری کے لیے استعمال کیا گیا۔ مالی سال 21ء کے دوران حاصل ہونے والے بڑے قرضوں کے استعمالات کو جدول 5.8 میں پیش کیا گیا ہے۔ توانائی کے شعبے سے متعلق کچھ اہم منصوبوں میں کراچی نیوکلیئر پاور پراجیکٹ (چین کی جانب سے تقریباً 1.0 ارب ڈالر کی مالکاری) اور جامشور پاور جزیشن پراجیکٹ (ایشیائی ترقیاتی بینک کی جانب سے 0.2 ارب ڈالر کی مالکاری) شامل ہیں۔ ملک نے کووڈ 19 کے حوالے سے ہنگامی امداد کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک سے 10.2 ارب ڈالر بھی حاصل کیے۔

مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں بیرونی قرضوں میں خاصا (57.0 فیصد) اضافہ ہوا

پہلی تین سہ ماہیوں میں بلند مالی خسارے اور جاری کھاتے کے توازن میں معمولی بگاڑنے دوران سہ ماہی حکومت کو کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے رقوم جمع کرنے پر مجبور کیا۔ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرض کے ذخیرے میں 4.8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، جس میں سے 2.5 ارب ڈالر یورو بانڈ کے اجراء سے جمع کیے گئے (شکل 5.12)۔ اس کے علاوہ، مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں ملکی حکومتی تسکات میں بیرونی سرمایہ کاری اور نیا پاکستان سرٹیفیکیشن میں غیر مقیم سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوا۔

مجموعی بیرونی ادائیگیاں

مالی سال 21ء کے دوران مجموعی بیرونی ادائیگیاں (سرکاری گرانٹ اور قرضے) 13.0 ارب ڈالر تک بڑھ گئیں، جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 10.7 ارب ڈالر تھیں، حالانکہ مالی سال 21ء کے بجٹ میں 12.2 ارب ڈالر کے معاہدات کا تصور کیا گیا تھا۔ مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے یورو بانڈز اور این پی سی کے ذریعے رقوم جمع کر کے بیرونی مالکاری کے ذرائع کو توسیع دی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 21ء کے دوران کثیر فریقی اور دو طرفہ قرض گاروں کی جانب سے قرضے کی ادائیگی میں معمولی کمی آئی (جدول 5.6)۔

¹⁶ ماسوا، آئی ایم ایف، پاکستان بناؤ سرٹیفیکیشن، نیا پاکستان سرٹیفیکیشن اور سرکاری تسکات میں غیر مقیم افراد کی سرمایہ کاری سے رقوم کی آمد۔

جدول 5.8: مالی سال 21ء کے دوران اہم غیر ملکی اقتصادی معاونت¹⁷

ملین ڈالر

رقم	مقصد	منصوبے کا نام	عطیہ دہندہ
13,044.9			مجموعی ادائیگی
			جس میں
			منصوبے اور بجٹ کی معاونت
1,114.0	منصوبہ	کراچی نیوکلیئر پاور پراجیکٹ	چین
1,000.0	بجٹ سے معاونت	میحادی سہولت کا معاہدہ	چائنا ڈیولپمنٹ بینک
533.0	قلیل مدتی معاہدہ	خام تیل کی خریداری	آئی ڈی بی
397.4	بجٹ سے معاونت	دوسری انسانی سرمایہ کاری کا حصول	آئی ڈی اے
300.0	بجٹ سے معاونت	تجارت اور مسابقت ذیلی پروگرام-II	اے ڈی بی
290.2	بجٹ سے معاونت	سرمایہ منڈیوں کی ترقی کا تیسرا پروگرام-I	اے ڈی بی
285.0	بجٹ سے معاونت	ایریٹس این بی ڈی مالکاری سہولت	ایریٹس این بی ڈی
256.1	بجٹ سے معاونت	رائز ڈیولپمنٹ پالیسی فنڈنگ	آئی ڈی اے
250.0	بجٹ سے معاونت	ریزیلینٹ انسٹی ٹیوٹسز برائے پائیدار معیشت	آئی بی آر ڈی
249.4	بجٹ سے معاونت	آر آئی ایس ای پروگرام	اے آئی آئی بی
204.1	منصوبہ	جامشورو میں نئے کول فائر ڈیولپمنٹ کی تنصیب کے لیے تھرمل	اے ڈی بی
198.2	منصوبہ	کووڈ-19 سے لڑنے کے لیے ہنگامی معاونت	اے ڈی بی
147.9	بجٹ سے معاونت	کرائسٹس ریزیلینٹ سوشل پروٹیکشن	آئی ڈی اے
75.0	منصوبہ	پولیو ایجوکیشن پروگرام	آئی ڈی بی
70.7	منصوبہ	پاکستان ریزرو یونیورسٹی	آئی ڈی اے
54.4	منصوبہ	پنجاب سٹیز پروگرام	آئی ڈی اے
52.2	منصوبہ	سندھ ہیرا اجزا پرومٹ پراجیکٹ	آئی ڈی اے
2,500			یورہ بانڈز

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

یہ 5.3 ارب ڈالر کی آرڈر بک، یعنی 2.1 گنا زائد سبسکریپشن، کے ساتھ پاکستان کی طرف سے جاری کیا جانے والا سب سے بڑا روایتی بانڈ تھا۔¹⁹

ان بانڈز پر پیش کردہ شرحیں پچھلی بار کی پیشکش کے مقابلے میں قدرے زیادہ ہیں (جدول 5.9)۔ مزید برآں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چونکہ یہ بانڈز معین شرح پر جاری کیے جاتے ہیں، اس لیے شرح سود میں منفی تحریک سے انھیں نوبت بندی کے خطرے کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ، ملک

مالی سال 21ء میں یورو بانڈ کا اجرا

اپریل 2021ء میں، پاکستان تین سال سے زائد عرصے کے وقفے کے بعد اپنے پہلے عالمی میڈیم ٹرم نوٹ پروگرام کے تحت بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں داخل ہوا۔¹⁸ اہم بات یہ ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ پاکستان نے بانڈ کے اجرا کے لیے گلوبل میڈیم ٹرم نوٹ (جی ایم ٹی این) پروگرام کی رجسٹریشن کے ساتھ پروگرام پر مبنی طریقہ کار اپنایا۔ ملک نے 5 سالہ، 10 سالہ اور 30 سالہ یورو بانڈز کے متعدد اقساط میں لین دین کے ذریعے 2.5 ارب ڈالر اکٹھے کیے۔

¹⁷ میڈیم ٹرم نوٹ پروگرام نامزد یا مقرر کردہ ڈیٹا کے ذریعے سرمایہ کاروں سے مسلسل رقم جمع کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت، ایک بانڈ صرف ایک بار رجسٹرڈ ہوتا ہے۔ تاہم، اجرا کنندہ سرمائے کے حصول کے لیے زیادہ آسانی سے مارکیٹ میں داخل ہو سکتا ہے۔

¹⁸ مجموعی سرکاری گرانٹس اور قرضے 13044.9 ملین ڈالر ہیں۔ اگر سرکاری طور پر ضمانت شدہ آمدنی کی رقم بھی شامل کی جائے تو مالی سال 21ء کے لیے مجموعی طور پر 14282.9 ملین ڈالر ہیں۔

¹⁹ پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء، باب 9 سرکاری قرضہ۔ مالی سال 21ء کے دوران واپڈا کی جانب سے 500 ملین ڈالر مالیت ایک گرین بانڈ بھی جاری کیا گیا، تاہم، یہ لین دین سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے کا حصہ ہے اور سرکاری قرضے میں شامل نہیں ہے۔

جدول 5.9: پاکستان کی جانب سے جاری کردہ ریاستی بانڈز

مالیت بلین ڈالر میں

مدت	مالیت	آفر کردہ شرح
مالی سال 04ء - 5 سالہ	500	6 ماہی لائبر + 323 بی پی ایس (6.75 فیصد)
مالی سال 06ء - 10 سالہ	500	10 سالہ یو ایس ٹی بٹز + 240 بی پی ایس (7 تا 12.5 فیصد)
مالی سال 06ء - 30 سالہ	300	30 سالہ یو ایس ٹی بٹز + 302 بی پی ایس (7.875 فیصد)
مالی سال 07ء - 10 سالہ	750	10 سالہ یو ایس ٹی بٹز + 200 بی پی ایس (6.875 فیصد)
مالی سال 14ء - 5 سالہ	1000	7.25 فیصد
مالی سال 14ء - 10 سالہ	1000	8.25 فیصد
مالی سال 16ء - 10 سالہ	500	8.25 فیصد
مالی سال 18ء - 5 سالہ	1000	5.63 فیصد
مالی سال 18ء - 10 سالہ	1500	6.88 فیصد
مالی سال 21ء - 5 سالہ	1000	6 فیصد
مالی سال 21ء - 10 سالہ	1000	7.38 فیصد
مالی سال 21ء - 30 سالہ	500	8.88 فیصد

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

کے ریاستی بانڈز کے لیے بہت زیادہ سبسکریپشن سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد اور پاکستان کے مثبت معاشی منظر نامے کی عکاسی ہوتی ہے۔²⁰ ریاستی بانڈز کے کامیاب اجرا سے بیرونی قرضے کی عرصیت بہتر ہوئی ہے۔ نیز، ان فنڈز کی دستیابی نے بیرونی ادائیگیوں کو پورا کرنے کے لیے زرمبادلہ کے ذخائر کی کفایت میں اضافہ کیا ہے۔

5.4 بیرونی قرضے کی پائیداری

ادائیگی قرض کی صلاحیت اور سیالیت کے اظہار یوں سے ملک کے بیرونی قرضوں اور واجبات کی پائیداری کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہار یے جیسے قرض تاجی ڈی پی، قرض تازر مبادلہ آمدنی (ایف ای ای) اور قرض کی واپسی تا ایف ای ای، ملک کی بیرونی ادائیگیوں کی مستقل بنیادوں پر واپسی کی صلاحیت کا پیمانہ ہوتے ہیں۔ دوسری طرف، سیالیت کے اظہار یے ملک کی اپنے فوری واجبات کو ادا کرنے کی صلاحیت کا پیمانہ ہوتے ہیں۔ ان میں قلیل مدتی قرض تا ذخائر، وغیرہ شامل ہیں۔

5.10: بیرونی قرضے کے اظہار یے

فیصد

م س 16ء	م س 17ء	م س 18ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 21ء
ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہار یے					
26.6	27.4	33.4	45.7	45.7	40.3
20.8	20.5	24.7	31.5	31.2	28.2
31.2	25.6	17.2	13.6	16.7	20.0
24.5	19.3	10.3	6.9	10.7	14.2
8.5	12.3	10.7	17.0	20.4	12.8
15.8	23.1	19.2	31.3	39.6	26.6
سیالیت کے اظہار یے					
2.8	1.3	2.1	1.5	1.8	0.9
7.3	4.1	9.9	8.7	8.2	3.5
9.3	5.5	16.6	17.4	12.7	5.0

ٹی ڈی ایل: مجموعی قرضہ اور واجبات؛ بی ای ڈی: سرکاری بیرونی قرضہ؛ ٹی آر: مجموعی ذخائر؛ ایس بی پی آر: اسٹیٹ بینک کے ذخائر؛ ایس ٹی پی ای ڈی: قلیل مدتی بیرونی قرضہ؛ پی ای ڈی ایل: سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات؛ ای ڈی ایس: بیرونی قرضے کی واپسی؛ ایف ای ای: زرمبادلہ آمدنی؛ ای ای: برآمدی آمدنی؛ جی ڈی پی: مجموعی ملکی مصنوعات

ماخذ: ای اے ڈی، بی پی ایس، اسٹیٹ بینک

مالی سال 21ء کے دوران ادائیگی قرض کی صلاحیت اور سیالیت کے اظہار یوں دونوں کے لحاظ سے پاکستان کے بیرونی قرضوں کے استحکام میں بہتری آئی۔ دوران سال جی ڈی پی اور زرمبادلہ آمدنی میں تبدیلی نے معیشت کی قرض کا بوجھ اٹھانے کی استعداد کو بڑھایا۔ مالی سال 21ء کے دوران مجموعی بیرونی قرض اور واجبات (ٹی ڈی ایل) تاجی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 40.3 فیصد رہ گیا جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 45.7 فیصد تھا (جدول 5.10)۔ یہ تناسب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ دوران سال نامیہ جی ڈی پی میں نمونے ٹی ڈی ایل کی نمونے تجاوز کر گئی۔ اسی طرح، مالی سال 21ء کے دوران بیرونی کھاتے میں بہتری کے ساتھ مجموعی ذخائر تاجی ڈی ایل کا تناسب بھی بہتر ہوا۔

مزید برآں، واپسی کی استعداد کے اظہار یے جیسے بیرونی قرضوں کی واپسی (ای ڈی ایس) تازر مبادلہ آمدنی دو لحاظ سے مضبوط ہوئے: اول، برآمدی آمدنی (ای ای) میں بحالی اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں ریکارڈ اضافے نے بیرونی

²⁰ حوالے کے لیے، مصر نے فروری 2021ء میں بین الاقوامی مارکیٹ میں پاکستان کے مقابلے میں قدرے کم نرخوں پر مختلف میعادوں (5، 10، اور 40 برس) کے 3.75 ارب ڈالر مالیت کے ریاستی بانڈز جاری کیے۔ مصر نے ریاستی بانڈز 5 سال، 10 سال اور 40 سال کے ریاستی بانڈز بائربلٹریب 3.875، 5.875 اور 7.5 فیصد پر جاری کیے۔ ترکی نے بھی جنوری 2021ء میں 5 اور 10 برس کی میعادوں کے لیے 3.5 ارب ڈالر کے ریاستی بانڈز جاری کیے۔ پانچ سالہ بانڈ پر 5.25 فیصد کوپن ریٹ کی پیش کش کی گئی اور دس سالہ بانڈ کے نرخ 6.25 فیصد تھے، جو پاکستان کے پیش کردہ کوپن ریٹ کے مقابلے میں تقریباً 100 بی پی ایس زیادہ ہے۔

5.11: پاکستان کے بیرونی قرضے کی واپسی - اصل

ملین ڈالر

م 21ء-20	م 21ء-20	م 21ء-20	م 21ء-20	م 21ء	م 20ء	
1,749.0	1,597.9	1,381.1	1,423.5	6,151.0	7,862.0	1- سرکاری قرضہ (الف+بی)
1,448.0	1,375.5	1,078.5	1,170.2	5,072.2	7,118.1	الف- حکومتی قرضہ
4.0	0.0	4.7	0.0	8.7	375.8	بیرس کلب
339.0	454.4	319.1	442.7	1,555.2	1,455.1	کثیر فریقی
5.0	11.1	4.7	70.0	90.7	407.2	دیگر دوطرفہ
0.0	0.0	0.0	0.0	0.0	1,000.0	یورو / سکو عالمی بانڈز
1,100.0	910.0	750.0	657.5	3,417.5	3,879.3	کمرشل لوز / قرضے
301.0	222.4	302.6	253.3	1,079.0	744.0	ب- آئی ایم ایف کے قرضے
0.0	1,000.0	1,000.0	1,000.0	3,000.0	500.0	2- زرمبادلہ واجبات
						یادداشتی اجزا
39.0	318.1	154.5	272.3	784.0	1,181.0	قلیل مدتی حکومتی قرضہ

ماخذ: اسٹیٹ بینک

تھے (جدول 5.11)۔ قرضوں کی واپسی میں یہ کمی بڑی حد تک ڈی ایس ایس آئی کے تحت حاصل ہونے والی قرض میں نرمی سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ ماسوا کثیر الفریقی ذرائع، دیگر تمام ذرائع کو قرض کی واپسی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔ تاہم، مبادلہ واجبات کے اسٹاک میں 3.0 ارب ڈالر کی خالص کمی درج کی گئی۔ ملک نے مالی سال 21ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران ہر سہ ماہی میں 1.0 ارب ڈالر ادا کیے۔ یہ واجبات مرکزی بینک میں ڈپازٹ کی صورت رکھے گئے تھے۔

مالی سال 21ء کے دوران سرکاری بیرونی قرض پر سودی ادائیگیاں 1.5 ارب ڈالر رہیں، جبکہ مالی سال 20ء کے دوران یہ 2.0 ارب ڈالر تھیں۔ ڈی ایس ایس آئی کے تحت 0.5 ارب ڈالر کے قرض میں ریلیف بنیادی طور پر زیر جائزہ سال کے دوران سود کی ادائیگی میں سست روی کی وضاحت کرتا ہے۔ ڈی ایس ایس آئی کے تحت حاصل ہونے والی قرض میں 0.5 ارب ڈالر کی نرمی کے علاوہ، نسبتاً پست لائبر (بینچ مارک ریٹ) کمرشل قرض گاروں کو سودی ادائیگی میں کمی کی ایک اور وجہ ہے جو گذشتہ برس کے 450 ملین ڈالر سے گھٹ کر مالی سال 21ء میں 336.0 ملین ڈالر رہ گئی۔

قرضوں کی واپسی کے لیے دستیاب زرمبادلہ آمدنی میں اضافہ کیا۔ دوم، جی، 20 قرضہ واپسی کے تعطل کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت قرضے میں نرمی نے قرضوں کی واپسی کے دباؤ کو کافی حد تک کم کر دیا۔²¹ بالخصوص، مالی سال 21ء کے دوران ملک کو 2.3 ارب ڈالر (1.8 ارب زراصل کی ادائیگیوں اور 0.5 ارب ڈالر کی سودی ادائیگیوں) کے لیے التوا حاصل ہوا۔ ڈی ایس ایس آئی کی شرائط کے مطابق، یہ رقوم اگلے 4 تا 6 سال کے بعد واجب الادا ہوں گی۔ چنانچہ، مالی سال 21ء کے دوران ان بھاری ادائیگیوں کی عدم موجودگی سے ملک کی قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت میں بہتری آئی۔

مالی سال میں قلیل مدتی قرضوں پر انحصار میں کمی سے سیالیت کے اظہاریوں میں اضافہ ہوا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، زیر جائزہ مدت میں بیرونی قرضوں کے خاکہ عرصیت کو بڑھانا اور اپنے کچھ قلیل مدتی قرضوں کو واپس کرنا حکومت کا مقصد تھا۔ قلیل مدتی قرضوں کے کم ہوتے حصے سے اجرائے ثانی کا خطرہ کم ہوا ہے اور یہ بیرونی قرضوں کے استحکام کے لیے سازگار ہے۔

بیرونی قرضے کی واپسی

مالی سال 21ء کے دوران ملک نے 6.9 ارب ڈالر کے اپنے ریاستی (بشمول قلیل مدتی) قرضے واپس کیے جبکہ گذشتہ برس 9.0 ارب ڈالر واپس کیے گئے

²¹ تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 4.1 تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء

باب 6: بیرونی شعبہ

مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے میں خاصی بہتری آگئی۔ ترسیلات زر اور برآمدی آمدنی میں اضافے کے سبب جاری کھاتے کا خسارہ گھٹ کر دس برسوں کی کم ترین سطح 1.9 ارب ڈالر پر آ گیا۔ کووڈ سے متعلق فضائی سفر کی پابندیوں کے ساتھ مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ سے ترسیلات زر کو باضابطہ ذرائع کی طرف لانے اور خدمات کی درآمدات کو کم کرنے میں مدد ملی۔ مزید برآں، پاکستان نے جی 20 قرضہ سروس معطلی کے اقدام اور عالمی نشانیہ شرح سود میں کمی سے بھی فائدہ اٹھایا، جس نے بیرونی قرض پر سودی ادائیگیوں میں کمی کر دی۔ اسی طرح، مالی سال 21ء میں آئی ایم ایف پروگرام شروع ہوا، جس سے دیگر کثیرفریقی ایجنسیوں، اور کمرشل اور دو طرفہ قرض دہندگان سے بیرونی قرضوں تک مسلسل رسائی میں سہولت ملی۔ پاکستان تین سال سے زائد کے وقفے سے بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں دوبارہ داخل ہوا، یورو بانڈز کے ذریعے 2.5 ارب ڈالر جمع کیے گئے، اور ایک ریاستی فرم نے پائیدار قرضہ جاتی تمسکات کی عالمی طلب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گرین بانڈ سے 500 ملین ڈالر جمع کیے۔ ان حرکیات کے بل بوتے پر مالی سال 21ء میں زرمبادلہ کے ذخائر 5.5 ارب ڈالر کے اضافے کے ساتھ 24.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئے اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں سال بسال بنیادوں پر 6.7 فیصد اضافہ ہوا۔ ان مثبت پیش رفتوں سے قطع نظر کچھ چیلنج ابھرے کیونکہ کووڈ کے بعد کی گنجائشی پالیسیوں اور ان کے نتیجے میں صنعتی سرگرمی میں اضافے کے سبب توانائی اور غیر توانائی مصنوعات دونوں کی بلند درآمدات ضروری ہو گئی تھیں۔ گندم، چینی اور کپاس سے متعلق رسدی چیلنجوں نے اجناس کی بلند عالمی قیمتوں پر درآمدات کی ضرورت کو بڑھا دیا۔ بیرونی کھاتے کی پائیداری کو یقینی بنانے کے لیے پالیسی کی توجہ زرمبادلہ آمدنی کے ذرائع کو متنوع بنانے پر مرکوز رہی۔ اس میں بیرون ملک مقیم افراد کو متوجہ کرنے کی غرض سے روشن ڈجیٹل اکاؤنٹس کے ذریعے نیا پاکستان سرٹیفکیٹس اور برآمدی نوعیت کی صنعتوں کو ترغیب دینا شامل ہیں۔

6 بیرونی شعبہ

6.1 عالمی معاشی رجحانات

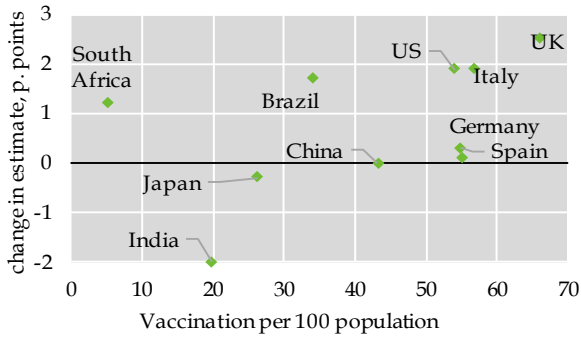
کھلنے، مضبوط صارفی اخراجات، ذخائر میں اضافے اور پست اساسی اثر کے بل بوتے پر جی ڈی پی کی بحالی مضبوط رہی۔ جنوری تا جون 2021ء میں اہم یورپی معیشتوں میں بھی بحالی ہوئی۔ برطانیہ میں نمو جو لائی 2020ء تا جون 2021ء میں سال بسال بنیادوں پر منجمد رہی۔ برطانوی معیشت پر کووڈ سے متعلق لاک ڈاؤن کے اثر میں جنوری 2021ء میں بریگزٹ پروسیس کی تکمیل کے باعث مزید شدت آگئی³، تاہم دیگر یورپی معیشتوں کی طرح برطانیہ کی نمو بھی اپریل تا جون 2021ء کی سہ ماہی میں بحال ہوئی۔

ابھرتی منڈیوں میں بہترین کارکردگی چین نے دکھائی، کیونکہ وہ جولائی 2021ء سے قبل بڑی حد تک وائرس پر قابو پانے میں کامیاب رہا تھا۔ جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں اس نمو میں بڑا حصہ خالص برآمدات کا تھا کیونکہ چین نے خدمات (جیسے سفر اور تفریح) سے ایشیا (خصوصاً ای تعلیم اور دور دراز مقام سے کام جیسے حالات میں الیکٹرونکس) پر منتقلی جیسے بدلتے ہوئے صرف کے رجحانات کی صورت حال میں کئی قسم کی صارفی مصنوعات کی طلب میں اضافے سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ پاکستان سمیت کئی دیگر ابھرتی

مالی سال 21ء کے دوران عالمی معیشت نے کووڈ 19 کی وبا سے پیدا شدہ چیلنجوں سے نمٹنے کا تسلسل برقرار رکھا۔ وائرس کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کرنے کے ساتھ برہدف لاک ڈاؤن نافذ کیے گئے اور پھر ویکسین کا اجرا شروع کیا گیا۔¹ وبا کے جواب میں مختلف ممالک نے لاکھوں فرموں اور گھرانوں کو وبا کے مالی اثر سے بچانے کے لیے معاون مالیاتی اور زرعی پالیسیاں نافذ کیں۔ تاہم، ترقی پذیر معیشتوں² کے مقابلے میں ترقی یافتہ معیشتوں نے خاصا مضبوط جواب دیا اور وہ آخر جون 2021ء تک اپنی آبادی کے ایک بڑے حصے کو وبا سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے لگانے میں کامیاب رہیں۔ نتیجتاً، جنوری 2021ء سے (شکل 6.1 الف) کئی ترقی یافتہ معیشتوں کی حقیقی جی ڈی پی میں نمو کی بحالی ہوئی اور پورے 2021ء کے دوران ان کی معیشتوں کی زیادہ مضبوط نمو کا تخمینہ لگایا گیا (شکل 6.1 ب)۔

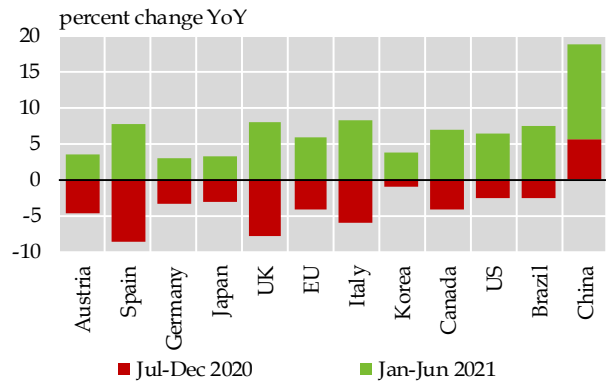
ترقی یافتہ معیشتوں میں یہ رجحانات امریکہ میں خاصے نمایاں تھے، جہاں خصوصاً جنوری تا جون 2021ء میں حفاظتی ٹیکے لگنے، کاروباروں کے دوبارہ

شکل 6.1 ب: جی ڈی پی کی پیش گوئیوں میں تبدیلی اور کووڈ 19 ویکسینیشن



*change in 2021 GDP est. b/w Jan 2021 & July 2021 WEO
Source: Our World in Data/Oxford University and IMF

شکل 6.1 الف: اہم معیشتوں کی جی ڈی پی نمو



Source: OECD/Haver Analytics

¹ اپریل 2020ء میں تمام ممالک کا اوسط عالمی مالی تخمینہ کا اسکور 78.6 (جس میں 100 سب سے زیادہ سخت ہے) کی بلند سطح پر تھا اور پھر جولائی 2019ء تا جون 2020ء کے دوران وقفے سے اضافے کے باوجود اس میں کمی ہوئی رہی۔ جون 2021ء تک اوسط اشاریہ گر کر 51.9 پر آ گیا (ماخذ: کووڈ 19 حکومتی رد عمل ٹریکر)۔

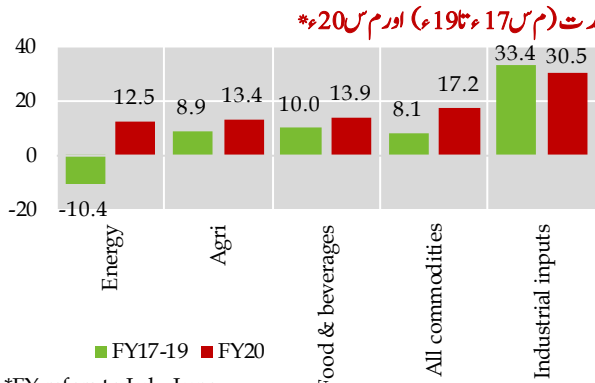
² آئی ایم ایف کے تخمینوں کے مطابق 5 جون 2021ء تک کووڈ 19 وبا سے متعلق ترقی یافتہ معیشتوں کے مالیاتی رد عمل۔ اضافی اخراجات اور ضائع حاصل، اور ایکویٹی، قرضے اور ضمانتیں۔ مجموعی مالیت 2020ء کی جی ڈی پی کے 28.7 فیصد بنتی ہے۔ اس کے مقابلے میں ابھرتی معیشتوں کے مالیاتی رد عمل کی مالیت جی ڈی پی کے 6.7 فیصد تھی۔

³ ضوابط میں تبدیلی اور کاروبار میں قحط نے پیداوار پر عارضی منفی اثر ڈالا۔ جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں برطانیہ کی پورے سال کی اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو 0.05 فیصد تھی جس کا اہم سبب جولائی 2020ء تا مارچ 2021ء کے دوران 22 فیصد کا سال بسال سکر ڈاؤن تھا۔ اپریل تا جون 2021ء کی سہ ماہی میں پیداوار میں 22.2 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا تھا (ماخذ: او ای سی ڈی / ہیور اینالیٹکس)۔

تیل کی قیمتیں جو مارچ تا اپریل 2020ء میں 30 ڈالر فی بیرل سے کم تھیں، وہ جون 2021ء میں اوپیک پلس اراکین کی جانب سے پیداوار میں کٹوتیوں اور تیل کی طلب کی بتدریج بحالی کے باعث تقریباً 75 ڈالر فی بیرل پر آگئیں۔⁶ س 21ء کے اختتام پر غیر توانائی اجناس میں غذائی اجزا (جیسے گندم اور خوردنی تیل) کی تجارت دہائی کی بلند ترین قیمت پر تھی۔ اس کی وجوہات میں خراب موسم یا افرادی قوت، کچھ اہم عالمی درآمد کنندگان کی جانب سے تزیوراتی ذخائر میں پیشگی اضافہ اور عالمی جہاز رانی کے بڑھتے ہوئے نرخ شامل ہیں۔

جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ مجموعی طلب بڑھانے کے لیے پالیسی اعانت نے کئی ترقی پذیر اور کچھ ترقی یافتہ ممالک خصوصاً امریکہ میں عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا (شکل 6.4)۔ مہنگائی کے ان نتائج کے سبب مالی منڈیاں کوڈ سے متعلق زری اعانت میں کمی کی توقع کرنے لگیں۔ پالیسی کے معمول پر آنے کا آغاز مرکزی بینکوں کی جانب سے اثاثوں کی خریداریوں میں کمی سے ہو گا، جس کے بعد پالیسی نرخ بڑھ جائیں گے۔ تاہم، امریکی فیڈرل ریزرو سمیت کئی ترقی یافتہ ممالک کے مرکزی بینکار بظاہر مہنگائی کے حالیہ نتائج کو "عارضی" سمجھتے ہیں اور انہیں توقع ہے کہ آئندہ مہینوں میں عالمی رسدی زنجیر میں تعطل ختم ہو جائے گا۔ اس طرح ان اہم مرکزی بینکوں نے آخر جون 2021ء تک اپنی گنجائشی پالیسیوں میں تبدیلی نہیں کی تھی۔

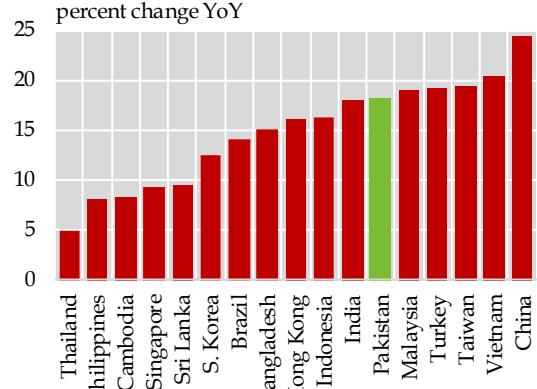
شکل 6.3: م س 21ء میں اجناس کی قیمتوں میں نمو بمقابلہ کووڈ سے پہلے کی مدت (م س 17ء تا 19ء) اور م س 20ء*



*FY refers to July-June

Source: International Monetary Fund

شکل 6.2: اہم بھرتی منڈیوں کی برآمدی نمو۔ جولائی 20ء تا جون 21ء

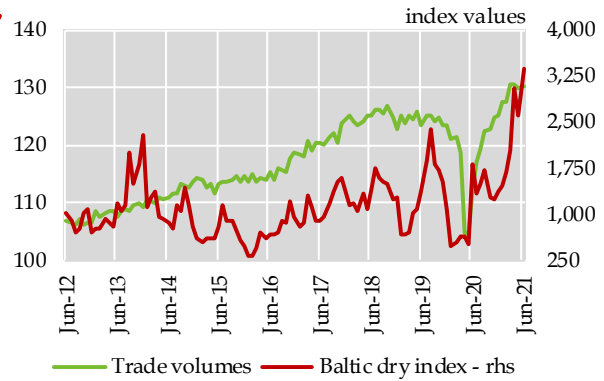


Source: Haver Analytics

منڈیوں نے بھی عالمی تجارت کی اس بحالی سے فائدہ اٹھایا اور جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں اس نے بلند برآمدی کارکردگی درج کی (شکل 6.2)۔

عالمی تجارتی حجم میں تبدیلی قابل ذکر تھی کیونکہ پورے سال رسدی زنجیر میں تعطل موجود تھا۔ لاجسٹکس کی صنعت خصوصاً جہاز رانی کی صنعت پر دباؤ مال برداری کی شرحوں میں بھاری اضافے پر منتج ہوا (شکل 6.3 الف)۔⁴ ان عوامل نے ایک دہائی میں ایک مرتبہ ابھرنے والے اجناس کے نام نہاد "بڑے چکر" میں اہم کردار ادا کیا، جس میں توانائی اور غیر توانائی اجناس کی وسیع رینج کی بین الاقوامی قیمتوں میں بیک وقت اضافے کا رجحان تھا (شکل 6.3 ب)۔

شکل 6.3 الف: عالمی تجارتی حجم میں اضافہ اور جہاز رانی کی شرحیں



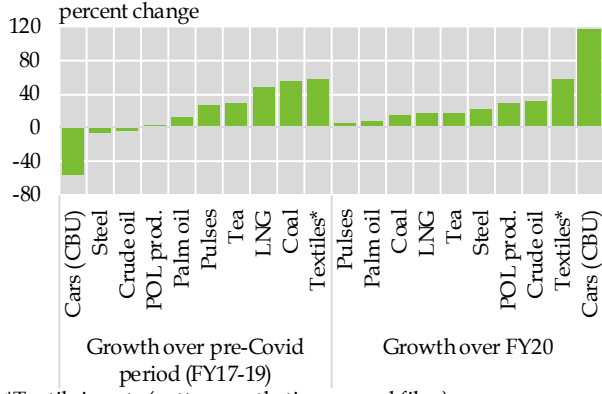
Source: CPB World Trade Monitor, Bloomberg

⁴ عالمی سطح پر تجارتی سامان کی تقریباً 90 فیصد نقل و حمل سمندر کے ذریعے ہوتی ہے (www.oecd.org/ocean/topics/ocean-shipping/)

⁵ بالٹک ڈرائے انڈیکس ایک مرکب اشاریہ ہے اور اس کا خشک بھاری کارگو کی نقل و حمل کی لاگت کے پیمانے کے طور پر وسیع استعمال کیا جاتا ہے، اور یہ دنیا بھر کے سرفہرست شپ بروکنگ ہاؤسز کی کوششوں پر مبنی ہوتا ہے۔

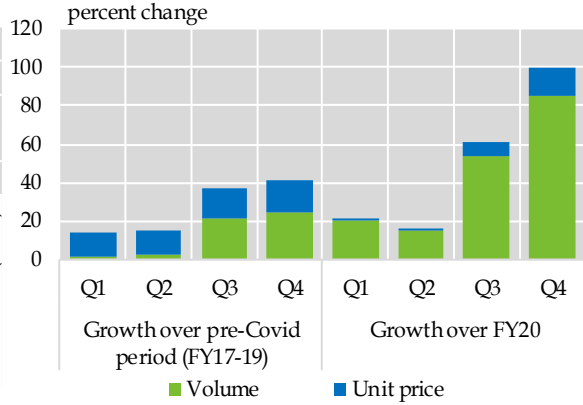
⁶ مالی سال 20ء کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں عرب لائٹ کروڈ آئل کی قیمتیں اوسطاً 2.3 فیصد سال بسال زیادہ تھیں۔ تاہم، آخر جون 2020ء اور آخر جون 2021ء کے درمیان قیمتیں 112.9 فیصد اضافے کے ساتھ 35.2 ڈالر فی بیرل سے بڑھ کر 175 امریکی ڈالر فی بیرل ہو گئیں (ماخذ: بلومبرگ)۔

شکل 6.5: درآمدی حجم میں وسیع البنیاد نمو، مالی سال 21ء



*Textile inputs (cotton, synthetic yarn and fiber)
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.5 الف: درآمدی نمویں حجم اور قیمت کے اثرات کا حصہ



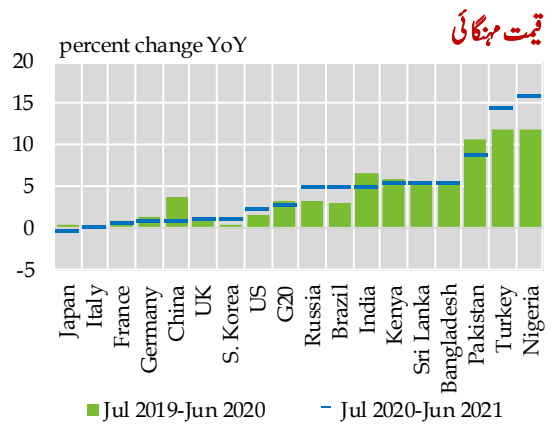
Source: Pakistan Bureau of Statistics & SBP calculations

6.2 پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے میں خاصی بہتری آئی اور آخر جون 2021ء تک زرمبادلہ کے ذخائر 5.5 ارب ڈالر کے اضافے سے بڑھ کر 24.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئے، جبکہ پاکستانی روپیہ ایسی ابھرتی منڈیوں کی کرنسیوں میں شامل رہا جن کی قدر میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں اضافہ دیکھا گیا (جدول 6.1)۔ ذخائر کی پوزیشن میں یہ بہتری نومبر 2020ء تک جاری کھاتے کے فاضل میں اضافے کے ساتھ خصوصاً چوتھی سہ ماہی میں بھاری سرکاری بیرونی قرضوں کی دستیابی کی بدولت ممکن ہوئی۔ کارکنوں کی ترسیلات زر میں جون 2020ء سے شروع ہونے والے اضافے کا سلسلہ پورے مالی سال 21ء جاری رہا، جبکہ برآمدی وصولیوں میں بھی اضافہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ٹیکسٹائل اور غیر ٹیکسٹائل اجزادوں کی آمدنی میں وسیع البنیاد نمو ہوئی۔ اس کے ساتھ درآمدی ادائیگیوں کی خاصی بڑھ گئیں جس کی وجوہات میں وسیع البنیاد طلب کا دباؤ، اہم زرعی اجناس میں رسدی مشکلات، اجناس کی عالمی قیمتوں میں خاصا اضافہ اور کووڈ 19 ویکسین کی ضروری درآمدات شامل ہیں۔

اہم مرکزی بینکوں کی جانب سے سیالیت کی مسلسل فراہمی کے سبب گھرانوں، کارپوریٹوں کے ساتھ ساتھ ریاستی اداروں کے لیے مجموعی عالمی ماکاری کے حالات خاصے سیال اور سازگار رہے۔ تقریباً صفر قلیل مدتی شرح سود کی صورت حال میں ترقی یافتہ ممالک کی جانب سے بھاری زرعی اعانت نے سرمایہ کاروں کو پرخطر اثاثوں کے زمروں (جیسے ایکویٹی) اور منڈیوں (خصوصاً ابھرتی منڈیوں میں) کی یافتوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔ پاکستان بھی ان ابھرتی منڈیوں میں شامل تھا جنہوں نے عالمی سرمایہ منڈیوں میں اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور ملک نے اپریل 2021ء میں یورپا بانڈز کے ذریعے 2.5 ارب ڈالر جمع کیے جبکہ ریاستی ادارے واپڈ اگوستی 2021ء میں ملک کے پہلے گرین بانڈز کے اجرا سے 500 ملین ڈالر حاصل ہوئے۔

شکل 6.4: اہم ترقی یافتہ اور ابھرتی معیشتوں میں صارف اشاریہ



Source: OECD & Haver Analytics

⁷ بلومبرگ کے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق ابھرتی معیشتوں اور کارپوریٹ اداروں کی جانب سے یکم جنوری تا 17 اپریل 2021ء تک جنک درجہ بندی والے بانڈز کی ادائیگیوں کی مالیت 81 ارب ڈالر تھی، جو ان معیشتوں کی جانب سے 2018ء کی اسی مدت میں جمع کیے گئے ریکارڈ 89 ارب ڈالر کے قریب ہے۔

جدول 6.1: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

ارب امریکی ڈالر

م س 21ء میں سال بسال مطلق تبدیلی	م س 21ء	م س 20ء	م س 17ء تا 19ء کی اوسط	
-2.5	-1.9	-4.4	-15.0	جاری کھاتے کا توازن
7.1	-28.2	-21.1	-28.2	تجارتی توازن
3.1	25.6	22.5	23.7	برآمدات
10.2	53.8	43.6	51.8	درآمدات
-1.4	-2.0	-3.3	-5.4	خدمات کا توازن
-0.8	-4.6	-5.5	-5.4	بنیادی آمدنی کا توازن
7.4	32.8	25.4	23.9	ثانوی آمدنی کا توازن
6.2	29.4	23.1	20.3	کارکنوں کی ترسیلات زر
-0.1	0.2	0.3	0.3	سرمایہ کھاتے کا توازن
-1.4	-7.1	-8.6	-11.6	مالی کھاتے کا توازن ^۸
-0.7	1.9	2.6	2.2	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
3.3	2.8	-0.5	0.2	پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
4.0	3.0	-1.0	0.6	یورویانڈ / واپڈ امانڈ
-3.1	3.1	6.2	9.7	زر مبادلہ قرضے خالص *
-1.3	-2.5	-1.2	2.2	بینک دولت پاکستان *
-0.2	5.7	5.9	4.7	حکومت
-1.5	-0.3	1.5	2.7	بینک اور غیر بینک فرمیں
5.2	17.3	12.1	7.3**	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)
-0.9	-4.9	-5.8	-8.0**	اسٹیٹ بینک کے پینگی واجبات (آخر مدت)
-	6.7	-4.8	-12.6	پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+) / کمی (-)، امریکی ڈالر کے مقابلے میں (فیصد میں)

^۸ مالی کھاتے کے توازن کے ساتھ منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان میں خالص زر مبادلہ رقوم کی آمد۔
* بشمول آئی ایم ایف کے دیگر قرضے۔ ** آخر جون مالی سال 19ء تک۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

نومولند برآمدی مقدار سے حاصل ہوئی۔ مزید برآں، معدنی اور دھاتی برآمد
خصوصاً تانبے کی برآمدات بڑھ گئی اور اس نے مجموعی برآمدی وصولیوں کو
بڑھانے میں کردار ادا کیا۔^۸

مالی سال 21ء میں صنعتی اور برآمدی نوعیت کی سرگرمیوں میں اضافے کے
ساتھ اہم زرعی اجناس (کپاس، گندم اور چینی) کے رسدی مسائل کے سبب
درآمدی ادائیگیاں 23.3 فیصد اضافے سے بڑھ کر 53.8 ارب ڈالر تک پہنچ
گئیں۔ پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ درآمدی حجم،
جس سے طلب کی حرکیات کی عکاسی ہوتی ہے، میں اضافے نے اجناس کی بلند

مالی سال 21ء کے دوران سال بسال بنیادوں پر پاکستان کی برآمدی
وصولیاں 13.7 فیصد اضافے سے بڑھ کر 25.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں؛ اور
کووڈ (مالی سال 17ء تا 19ء) سے پہلے کی اوسط سطح سے 8.3 فیصد زائد رہیں۔
کووڈ 19 کے پھیلاؤ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مواقع نے برآمدی
وصولیوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ طبی ٹیکسٹائل اجزاء (جیسے
اسپتال کی بستر کی چادریں اور ماسک) اور دو سازی اور آلات جراحی کی طلب
بڑھ گئی۔ بھارت اور بنگلہ دیش سمیت کاروباری حریفوں کے کچھ ٹیکسٹائل
درآمدی آرڈروں کی منتقلی بھی دیکھنے میں آئی۔ اس کے نتیجے میں اہم ٹیکسٹائل
مصنوعات، خصوصاً بلند قدر اضافی کے حامل ٹیکسٹائل اجزاء، کی برآمدات میں

^۸ ایچ ایس 8 سطح پر اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 21ء میں مجموعی برآمدی وصولیوں میں سب سے بڑا حصہ صاف تانبے کا تھا اور اس کی برآمدات 79.3 فیصد کے اضافے سے بڑھ کر 456.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ مالی سال 21ء میں مصنوعات سمیت معدنیات (ایچ ایس 26) اور دھاتوں (ایچ ایس 72 تا 83) کی برآمدات 64.5 فیصد اضافے سے بڑھ کر 1.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔

دوسری جانب، سال کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد کمزور رہی۔ اگرچہ کووڈ 19 کے پھیلاؤ کے بعد ابھرتی منڈیوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی کا تجربہ صرف پاکستان کو نہیں ہوا، تاہم یہ کمی بیرونی سرمایہ کاری کے بڑے حصے کے لیے ملک کے چند معاشی شعبوں (جیسے بجلی اور ٹیلی کام) اور ممالک (چین) پر انحصار کو بھی اجاگر کرتی ہے۔

مذکورہ بحث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اگر م س 21ء میں ملک کی بیرونی پوزیشن میں بہتری آگئی، تاہم اب مجموعی پالیسی آمیزہ ایک بلند قلیل مدتی نمو کے نتائج کی اعانت کے لیے تیار ہے۔ تاریخی لحاظ سے اتنی زیادہ نمو پاکستان میں ادا بیگیوں کے توازن کے چیلنجوں پر منتج ہوتی ہے۔ تاہم اس مرتبہ پاکستانی روپیہ نے بین البینک منڈی میں زرمبادلہ رقوم کی آمد اور اخراج پر رد عمل ظاہر کیا ہے، جس کی عکاسی شرح مبادلہ کی دوہری حرکت سے ہوتی ہے۔

ملک کی زرمبادلہ آمدنی میں بھی بتدریج تنوع دیکھنے میں آیا ہے۔¹¹

مارچ 2020ء سے ترسیلات زر کے تحت زرمبادلہ رقوم کی آمد ایشیائی برآمدات سے تجاوز کر چکی ہے۔ مزید برآں، پاکستان کی مجموعی خدمات کی برآمدات میں گذشتہ دس برسوں کے دوران انفارمیشن، کمیونی کیشن اور ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کے حصے میں مسلسل اضافہ دیکھا گیا اور خاص طور پر کووڈ 19 کے پھیلاؤ سے یہ مزید بڑھی ہیں۔¹²

یہ صورت حال اس بات کی متقاضی ہے کہ پالیسی ساز مذکورہ شعبوں کا حصہ محدود کرنے والی مختلف ضابطے یا طریقہ کار سے متعلق رکاوٹیں دور کر کے ان دونوں اجزا کو مزید تحریک فراہم کریں۔ اس ضمن میں ستمبر 2020ء میں روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ متعارف کرانے کے ذریعے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں

بین الاقوامی قیمتوں کے مقابلے میں درآمدی ادا بیگیوں پر زیادہ اثر ڈالا (شکل 6.5 الف)۔ کووڈ سے متاثرہ مالی سال 20ء میں پست اساسی اثر کو شامل کرنے کے بعد بھی مالی سال 21ء میں توانائی اور غیر توانائی مصنوعات دونوں کے درآمدی حجم میں مضبوط نمو ہوئی (شکل 6.5 ب)۔

معیشت کے کچھ درآمدات پر منحصر اور اندرونی نوعیت کے شعبوں جیسے گاڑیاں اور تعمیرات نے درآمدات کی نمو میں خاصا اہم کردار ادا کیا، جسے طلب میں پالیسی پر مبنی بحالی اور کچھ بردف مالیاتی اعانت سے فائدہ پہنچا۔⁹ ٹیکسٹائل مشینری سمیت مشینری اجزا کی درآمدات بڑھ گئیں جنہیں جزوی طور پر اسٹیٹ بینک کی عارضی اقتصادی ری فنانس سہولت کے تحت سرمایہ کاریوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مالی سال 21ء میں توانائی کی درآمدی ادا بیگیوں میں 5 فیصد اضافہ ہوا، اگرچہ یہ اضافہ تیل کی بین الاقوامی قیمتوں اور پہلے سے بلند درآمدی حجم میں اضافے کے حالات میں چوتھی سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھا۔¹⁰

کثیر فریقی، دو طرفہ اور کمرشل قرض دہندگان تک ملک کی رسائی کی بدولت پورے سال کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر کو مسلسل بڑھانے کا موقع ملا۔ تیسری سہ ماہی کے دوران آئی ایم ایف کے دوسرے تاپانچویں مشترکہ جائزوں کے مکمل ہونے کے نتیجے میں 500 ملین ڈالر کی قسط وصول ہوئی اور اس سے چوتھی سہ ماہی میں بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں ملک کے دوبارہ داخلے میں بھی سہولت ملی، جس سے یوربانڈز اور ریاستی ادارے کے گرین بانڈز کے ذریعے مجموعی طور پر 3.0 ارب ڈالر جمع کیے گئے۔ مزید برآں، سال کے دوران سرکاری دو طرفہ قرض گیری کی کچھ منتقلی دیکھی گئی، ایک شراکت دار کو ڈپازٹس کی واپسی اور نئے ڈپازٹس لینے اور دوسرے سے کرنسی تبدیل کے سمجھوتوں کو استعمال کرتے ہوئے۔

مالی سال 21ء میں بینکوں کی جانب سے گاڑیوں کے لیے دیے گئے قرضے بڑھ کر اپنی بلند ترین سطح 97.0 ارب روپے تک پہنچ گئے (مالی سال 07ء تک کے پچھلے ڈیٹا کی بنیاد پر)، جبکہ مالی سال 20ء میں 4.3 ارب روپے کی واپسی کی گئی تھی، اور کووڈ سے پہلے کی مدت (مالی سال 17ء تا 19ء) میں اوسطاً 34.6 ارب روپے کے قرضے دیے گئے تھے۔ ٹرانسپورٹ جز کی بڑھتی ہوئی درآمدات کے علاوہ گاڑیوں نے بھی فولاد کی صنعت کی طلب میں بالواسطہ کردار ادا کیا۔⁹

¹⁰ مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں توانائی کی درآمدی ادا بیگیوں سال بسال بنیادوں پر دگنے سے زائد اضافے کے ساتھ 3.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جس کا ایک جزوی سبب مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں پست اساسی اثر تھا کیونکہ اس وقت کووڈ 19 پھیلنے کے بعد تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصی کمی آچکی تھی۔

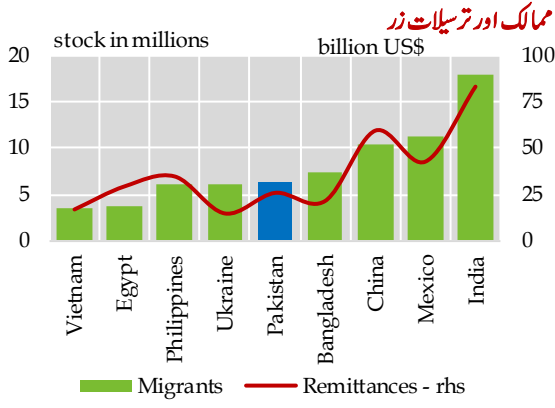
¹¹ غیر قرضہ جاتی رقوم کی آمد تخلیق کرنے والی پراکسی سمجھی جانے والی زرمبادلہ کی آمدنی کی تعریف برآمدی آمدنی (ایشیا اور خدمات دونوں)، ترسیلات زر اور دیگر جاری مستقیمیوں اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے طور پر کی جاتی ہے۔

¹² مالی سال 12ء تا مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کی خالص آئی سی ٹی برآمدات 29 فیصد کی مرکب اوسط شرح نمو کے ساتھ صرف 123 ملین ڈالر سے بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر تک پہنچ چکی ہیں۔ مجموعی خدمات کی برآمدات میں خالص آئی سی ٹی برآمدات کا حصہ اسی مدت کے دوران 2.6 فیصد سے بڑھ کر 26.5 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔

کو پاکستان کے باضابطہ بینکاری نظام سے منسلک کرنا ایک اہم پالیسی اقدام تھا
(بکس 6.1)۔

بکس 6.1: بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو پاکستان کے بینکاری نظام سے منسلک کرنا۔ روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس

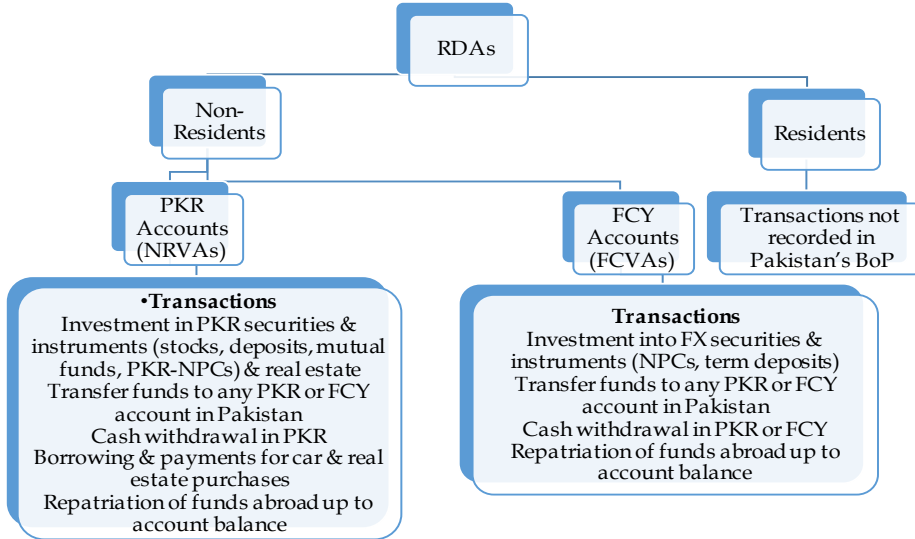
شکل 6.1.1: 2020ء میں بیرون ملک سب سے زیادہ تارکین وطن والے



پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جن کے شہری بڑی تعداد میں بیرون ملک مقیم ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 6.3 ملین (اقوام متحدہ، 2020ء) سے لے کر 8.8 ملین (حکومت پاکستان، 2018ء) پاکستانی بیرون ملک مقیم ہیں (شکل 6.1.1)۔¹³ ان تارکین وطن کی جانب سے اپنے خاندانوں کی اعانت اور سرمایہ کاری کے مقصد سے بھجوائے گئے زر مبادلہ کے نتیجے میں ملک کا شمار مسلسل ترسیلات زر وصول کرنے والی 10 سر فہرست معیشتوں میں ہونے لگا ہے۔ معیشت کے لیے ان رقوم کی آمد کی عمومی حیثیت اور خصوصاً بیرونی شعبے کی پائیداری کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیرون ملک مقیم افراد کو اپنے ملک ترسیلات زر بھجوانے میں سہولت دینے پر پالیسی توجہ مرکوز کرنے کی ایک تاریخ موجود ہے۔ ان میں 2009ء میں پاکستان ریپی ٹینس انی شیڈ (پی آر آئی) کا قیام شامل ہے جس کے تحت ترسیلات زر پر و سیس کرنے والوں (بینکوں اور مینی ٹرانسفر آپریٹروں) کو پاکستان رقوم بھجوانے کے لیے ٹیلی گرافک ٹرانسفر (ٹی ٹی) چارجز اور مارکیٹنگ اخراجات کی واپسی سمیت مالی ترغیبات دی گئی ہیں۔

حال ہی میں بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو براہ راست بینکاری ذرائع سے پاکستان کی اسٹاک مارکیٹ، میوچل فنڈز اور ریسٹ اسٹیٹ کے شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے میں حائل آپریشنل رکاوٹوں کا ادراک کیا گیا۔ غیر مقیم افراد کے لیے موجودہ بینک اکاؤنٹ، خصوصی روپیہ قابل منتقلی کھاتہ (ایس سی آر اے) مثالی طور پر انفرادی تارکین وطن کے لیے موزوں نہیں تھا کیونکہ اس کا جھکاؤ ادارہ جاتی سرمایہ کاروں اور اداروں کی طرف زیادہ تھا۔ اس کا پالیسی حل مالی سال 21ء میں زر مبادلہ کے ضوابط میں متعدد تبدیلیوں پر مشتمل تھا، جس سے پناہ گزینوں (غیر مقیم افراد) اور اہل پناہ گزینوں کو پاکستان کے

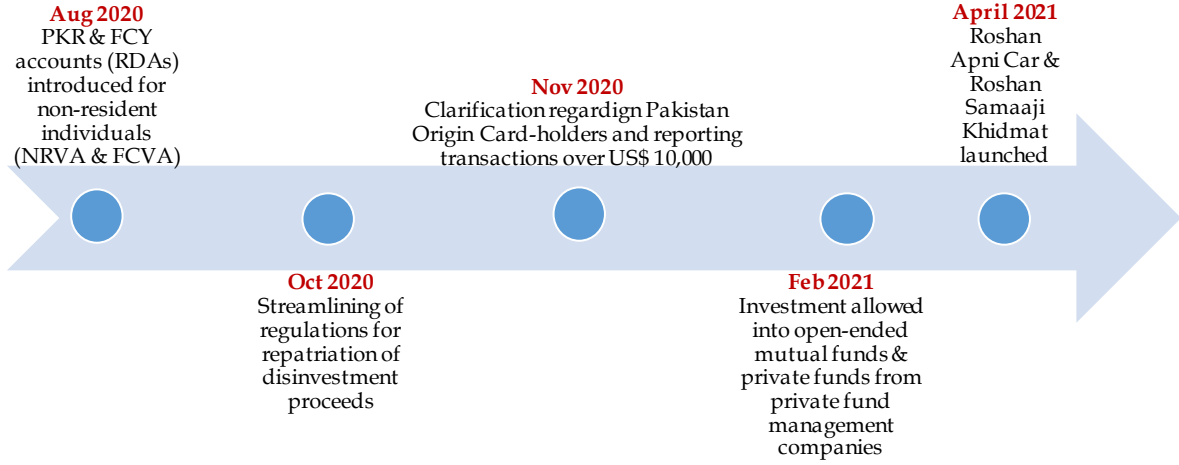
شکل 6.1.2: آر ڈی اے اور منظور شدہ لین دین کا خلاصہ



¹³ ماخذ: اقوام متحدہ کا شعبہ برائے اقتصادی امور، آبادی ڈویژن، اور وزارت سمندر پار مقیم پاکستانی اور انسانی وسائل کی ترقی کی سالانہ کتاب 2017-18ء۔

بعض کمرشل بینکوں میں چھ کرنسیوں - امریکی ڈالر، پونڈ اسٹرنلنگ، یورو، یو اے ای درہم، سعودی ریال اور پاکستانی روپے - میں ڈیجیٹل طور پر بینک اکاؤنٹ کھولنے کی سہولت فراہم کی گئی۔ یہ اکاؤنٹ اب روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ (آر ڈی اے) کے نام سے مشہور ہے۔ غیر مقیم اور مقیم افراد کی وہی تعریف کی گئی ہے جو پاکستان کے انکم ٹیکس قوانین میں ہے۔

شکل 6.1.3: آر ڈی اے سے متعلق اہم پیش رفتوں کی ٹائم لائن



آر ڈی اے، اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کی بڑی تعداد میں بیرون ملک میں مقیم پاکستانیوں کو ملک کے بینکاری نظام سے مربوط کرنے کی ایک مشترکہ کوشش ہے۔ ان کھاتوں کے ذریعے انجام دیے جانے والے لین دین اور سرمایہ کاریوں کی وسعت میں مسلسل اضافے کے باعث ملک کو زرمبادلہ رقوم کی آمد کے ذرائع متنوع بنانے میں مدد ملی ہے۔ شکل 6.1.2 میں آر ڈی اے کے کھاتوں کی اقسام اور ایسے مختلف قسم کے لین دین کا خلاصہ دیا گیا ہے، جنہیں بیرون ملک مقیم پاکستانی ان کھاتوں کے ذریعے انجام دے سکتے ہیں۔ شکل 6.1.3 میں روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس کے حوالے سے ضوابطی تبدیلیوں کی ایک ٹائم لائن فراہم کی گئی ہے۔

اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کی جانب سے اکاؤنٹس متعارف کرانے اور ان کے بارے میں بڑھتی ہوئی آگاہی کی صورت حال میں ان کھاتوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ آخر جون 2021ء تک غیر مقیم اور مقیم پاکستانیوں کی جانب سے 181,556 روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ

جدول 6.1.1: اپنی کارائیم کے تحت قرضوں کی شرحیں

مہینہ	تعمیر شرح*	مہینہ
9.5	اسٹیٹ بینک فلور + 1 فیصد	8.25
11.5	کابور + 1 فیصد	10.25

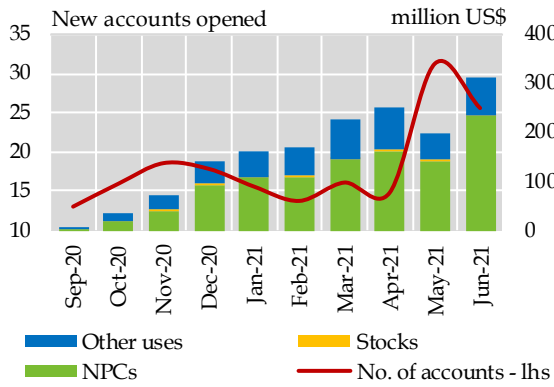
* اسٹیٹ بینک کا فلور ریٹ آخر جون 2021ء تک 6 فیصد تھا۔

** بینک مہینہ شرحوں کا تین اندرونی معیار کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ کے اعداد و شمار، 6 ستمبر 2021ء تک

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 6.1.4: نئے آر ڈی اے اکاؤنٹس اور سرمایہ کاریاں*



*Investments are gross inflows during the month

Source: State Bank of Pakistan

کھولے گئے اور خام لحاظ سے ان میں مجموعی طور پر 1.6 ارب ڈالر کی رقوم کی آمد ہوئی (شکل 6.1.4)۔ مزید برآں، دستیاب ڈیٹا سے نشانہ بندی ہوتی ہے کہ ان رقوم کے ایک بڑے حصے کو بعد ازاں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری (باب 5)، دیگر مقاصد (جیسے اہل خانہ کی اعانت وغیرہ) اور پھر اسٹاک مارکیٹ اور میوچل فنڈز کی سرمایہ کاریوں میں استعمال کیا گیا۔ آخر جون 2021ء تک غیر مقیم افراد صرف بینکوں کے ذریعے بیرون ملک سے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس میں نئے فنڈز جمع کر سکتے تھے۔

¹⁴ روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کے مقصد سے مقیم اور غیر مقیم کی تعریف وہی ہے جو انکم ٹیکس قوانین میں ہے (ماخذ: ایف ای سرکلر نمبر 01 برائے 2020ء)۔ ایف بی آر کے مطابق ایک فرد ٹیکس سال کے لیے مقیم پاکستانی کہلائے گا اگر فرد: (i) پاکستان میں اتنی مدت یا مدتوں کے لیے موجود ہو جو ٹیکس سال میں ایک سواور بیس دن یا اس سے زیادہ اور ٹیکس سال میں سواور [ترامی] دن یا اس سے زائد ہوں یا (ii) پاکستان میں اتنی مدت یا مدتوں کے لیے موجود ہو جو ٹیکس سال میں ایک سواور بیس دن یا اس سے زیادہ اور ٹیکس سال سے پہلے چار برسوں میں پاکستان میں موجود ہو، مجموعی طور پر تین سواور بیس دن یا زیادہ مدت تک۔ وہ افراد جو مذکورہ معیار پر پورا نہیں اترتے انہیں غیر مقیم افراد کہا جاتا ہے

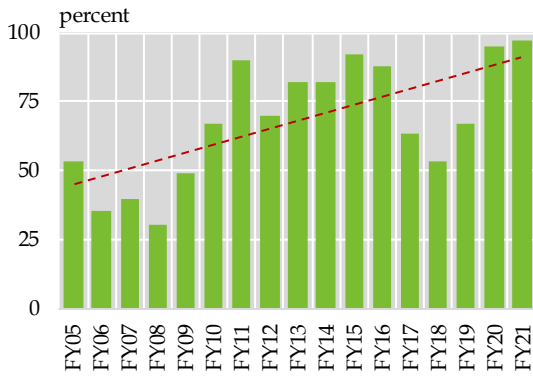
(ماخذ: www.fbr.gov.pk/income-tax-basics/51147/61148)

بعد ازاں، اسٹیٹ بینک نے ان کھاتوں کے ذریعے انجام دیئے جانے والی لین دین کی اقسام میں توسیع کی۔ آخر اپریل 2021ء تک اسٹیٹ بینک نے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو روشن اپنی کار اسکیم کے تحت ان کے آرڈی اے کے ذریعے کاروں کی خریداری کی اجازت دی۔ اسکیم کے تحت بینک حق دعویٰ اور غیر حق دعویٰ دونوں قرضوں کی بنیاد پر آرڈی اے رکھنے والوں کو قرض کی پیشکش کرتے ہیں، اور کاروں کے اسمبلروں کا دعویٰ ہے کہ وہ آرڈی اے رکھنے والوں کو ترجیحی بنیادوں پر کاریں فراہم کرتے ہیں۔ حق دعویٰ پر مبنی فنانسنگ کے تحت بینک کے پاس آرڈی اے میں رقوم یا امانت گزاروں کی تحویل میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس پر حق دعویٰ ہوتا ہے؛ کیونکہ یہ قرضے قدرے کم نرخوں پر دستیاب ہیں۔ مزید برآں، معین اور متغیر دونوں قسم کے قرضے مختلف قسم کے خطرات کے حامل صارفین کو سہولت دینے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ مزید برآں، دستیاب آپشنز کے تحت قرضوں کی لاگت کا خلاصہ جدول 6.1.1 میں دیا گیا ہے۔ پاکستانی روپے میں قرض کے ذریعے کار کی خریداری کے مقابلے میں روشن اپنی کار اسکیم کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کم از کم کار کی فروخت کے نتیجے میں کچھ درآمدی بوجھ کی تلافی آرڈی اے کے ذریعے بیرون ملک سے زرمبادلہ رقوم کی آمد سے ہو جاتی ہے۔

بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور متعلقہ فریقوں سے موصول شدہ رائے کی روشنی میں آرڈی اے کے تحت جائز لین دین کی وسعت میں مسلسل اضافہ کرتے ہوئے اس کی خصوصیات میں بہتری لائی جا رہی ہے۔ مالی سال 22ء میں غیر مقیم پاکستانی اب مکانات کے قرضے (روشن اپنا گھر اسکیم کے تحت) حاصل کرنے کی درخواست دے سکتے ہیں اور ویسٹرن یونین اور مینی گرام جیسے مینی ٹرانسفر آپریٹروں کے ذریعے آرڈی اے میں فنڈ جمع کرا سکتے ہیں۔

جاری کھاتے

شکل 6.6: پاکستان میں ترسیلات زر سے ادا شدہ تجارتی فرق کا حجم



*trade gap of goods & services
Source: State Bank of Pakistan

اس تناظر میں دیکھیں تو ترسیلات زر سے سال کے دوران ملک کے تجارتی عدم توازن (ایشیا اور خدمات دونوں) کے تقریباً 97 فیصد سے زائد حصے کی مالکاری میں مدد ملی، اور اس نے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے اور حکومت کے بیرونی قرضوں کی ضروریات کو کم کرنے میں کردار ادا کیا۔ دراصل، تجارتی فرق کی مالکاری کے لیے ترسیلات زر پر انحصار میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے (شکل 6.6)۔¹⁶ مشرق وسطیٰ اور ترقی یافتہ معیشتوں کے تمام اہم کوریڈوروں سے رقوم کی آمد بڑھی ہے (جدول 6.2)۔

جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 21ء میں کم ہو کر 10 برسوں کی کم ترین سطح 1.9 ارب ڈالر پر آ گیا جبکہ یہ مالی سال 20ء میں 4.4 ارب ڈالر اور کووڈ سے پہلے (مالی سال 17 تا 19ء) اوسطاً 15.0 ارب ڈالر تھا۔ دراصل جاری کھاتے کا مجموعی توازن اپریل 2021ء تک فاضل تھا جو گذشتہ دو مہینوں میں خسارے میں تبدیل ہو گیا۔ جاری کھاتے کے توازن میں بہتری کا اہم سبب کارکنوں کی ترسیلات زر کے ساتھ ساتھ خدمات اور بنیادی آمدنی خسارے کا سکڑنا تھا۔ ان ذرائع کی خالص زرمبادلہ آمدنی سے خصوصاً چوتھی سہ ماہی میں درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کے تناظر میں سامان تجارت کے کھاتے میں ادائیگی کے فرق کا خاصا احاطہ کیا گیا۔

بین الاقوامی فضائی سفر میں کمی کا جاری کھاتے پر مثبت اثر بھی قابل ذکر ہے۔ سرحد پار فضائی سفر کی پابندیاں خدمات کی درآمدات کے فضائی ٹرانسپورٹ اور سفر میں براہ راست کمی کا باعث بنیں اور اس نے بے ضابطہ ذرائع سے زرمبادلہ رقوم کی نقد منتقلیوں کے خاتمے کے ذریعے کارکنوں کی ترسیلات زر کو خاصا بڑھانے میں بھی کردار ادا کیا۔¹⁵

کارکنوں کی ترسیلات زر

کووڈ 19 پھیلنے کے بعد کے مہینے پاکستان کے ساتھ ساتھ دیگر کئی اہم وصول کنندگان ممالک میں ترسیلات زر کی وصولی کے لحاظ سے خاصے قابل ذکر ہیں۔

مالی سال 21ء میں بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی ترسیلات زر 27.0 فیصد اضافے سے بڑھ کر 29.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ زرمبادلہ رقوم کی آمد کو

¹⁵ فلائٹ راڈر 24 کی ٹریڈنگ کے مطابق کرشل پروازوں کی اوسط تعداد جنوری تا جون 2021ء میں 78,356 تھی، جو جنوری تا جون 2020ء میں کووڈ سے متاثرہ مدت کے مقابلے میں 18.8 فیصد زیادہ لیکن کووڈ سے پہلے (جنوری تا جون 2019ء) کی 42.5 فیصد سطح سے کم تھی۔

¹⁶ مالی سال 18ء میں صرف 53.3 فیصد ایشیا اور خدمات کے خسارے کی مالکاری کے بعد مالی سال 19ء میں 66.7 فیصد خسارے کی مالکاری ترسیلات زر سے کی گئی ہے، جبکہ یہ مالی سال 20ء میں 94.7 فیصد اور آخر مالی سال 21ء میں 97.4 فیصد رہی۔

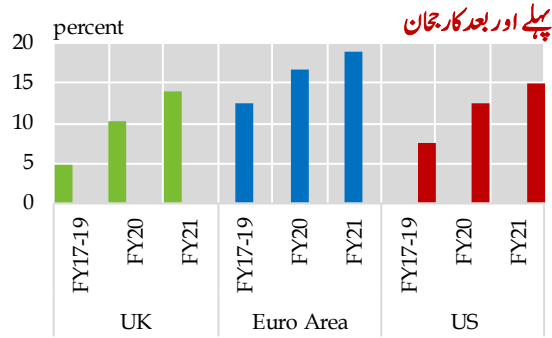
جدول 6.2: پاکستان کو کوویڈ اور کے لحاظ سے ترسیلات زر

ملین امریکی ڈالر

تہدیلی	م 21ء	م 20ء	
امریکہ	2,754.2	1,742.8	1,011.3
برطانیہ	4,067.1	2,569.0	1,498.0
خلیج تعاون کونسل	17,090.9	15,135.4	1,955.4
سعودی عرب	7,667.0	6,613.5	1,053.6
متحدہ عرب امارات	6,114.0	5,611.8	502.2
دیگر خلیج تعاون کونسل	3,309.9	2,910.2	399.7
سینٹ لوسیا	251.8	78.6	173.2
فرانس	419.8	240.4	179.4
اٹلی	600.8	361.3	239.6
آسٹریلیا	593.5	339.8	253.7
کینیڈا	586.0	313.4	272.6
دیگر	2,849.9	1,948.7	901.2
کل	29,370.9	23,132.3	6,238.6

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 6.8: ترقی یافتہ معیشتوں میں گھرانوں کی بچتوں کی شرح میں کووڈ سے



*FY refers to July-June

Source: Office of National Statistics (UK), Eurostat, US Bureau of Economic Analysis

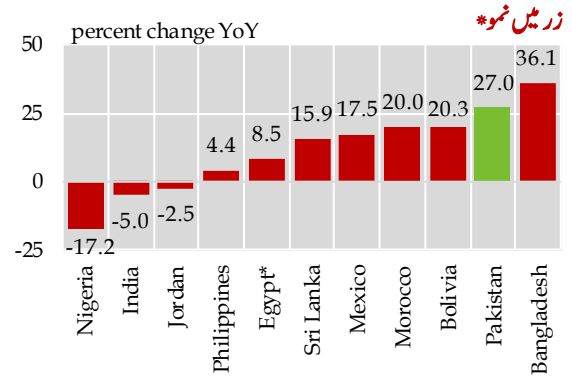
تارکین وطن کی بچتوں میں اضافہ اور ہوم ممالک میں

اعانت کی بلند ضروریات

بڑی تعداد میں پناہ گزینوں کی میزبانی کرنے والے ترقی یافتہ ممالک میں بچتوں کی شرحوں میں کووڈ 19 کے بعد سے خاصا اضافہ ہو چکا ہے۔ وائرس پھیلنے کے بعد کارکنوں کی بڑی تعداد میں برطانیہ کو مد نظر رکھتے بظاہر یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم، ان معیشتوں میں مالیاتی اعانت۔ نقد منتقلیوں اور کرائے / یوٹیلیٹی ادائیگیوں کی قانونی معطلی۔ اور کم اخراجات (بشمول سفر اور

مارچ 2020ء میں کووڈ پھیلنے کے سبب لاک ڈاؤن کے نتیجے میں بیرونی گاری میں بہت زیادہ اضافہ ہوا، اور یہ خدشات بڑھ گئے تھے کہ عالمی ترسیلات خاصی کم ہو جائیں گی۔¹⁷ تاہم، کووڈ 19 پھیلنے کے بعد زر مبادلہ رقوم کی آمد میں متوقع کمی کے بجائے جولائی 2020ء تا جون 2021ء کے دوران بیشتر اہم وصول کنندگان معیشتوں کو ترسیلات زر بڑھ گئیں (شکل 6.7)۔ اس پیش رفت کے پس پردہ چند عوامل پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

شکل 6.7: م 21ء میں اہم وصول کنندگان ممالک کو کارکنوں کی ترسیلات



*Jul-Mar (latest available data)

Source: Haver Analytics & State Bank of Pakistan

رقوم کی آمد کی باضابطہ ذرائع پر منتقلی، خصوصاً ڈیجیٹل ذرائع سے

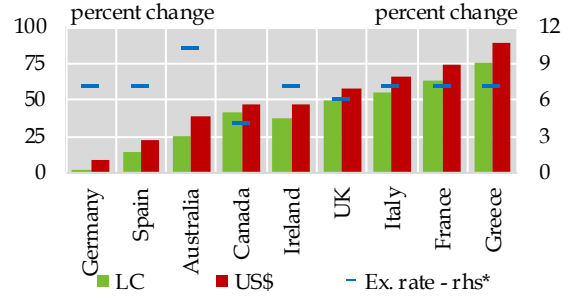
بین الاقوامی فضائی سفر پر پابندیاں جو فوری طور پر کووڈ کی وبا پھیلنے کے بعد شروع ہوئی تھیں اور بعد میں مسلسل جاری رہیں (اگرچہ کم سختی کے ساتھ)، انہوں نے زر مبادلہ رقوم کی بے ضابطہ ذرائع سے منتقلی میں کردار ادا کیا، لہذا اس کا نتیجہ بین البینک منڈی میں زر مبادلہ رقوم کی آمد کے ساتھ ادائیگیوں کے توازن کے شماریات میں ترسیلات زر میں اضافے کی صورت میں نکلا۔ اس کی تصدیق کیوڈرو غیرہ (2021ء) نے تجرباتی طور پر کی ہے، اور انہوں نے یہ پتہ چلایا ہے کہ رقوم کے بہاؤ کی ضابطہ سازی 52 نمونہ ممالک (بشمول پاکستان)¹⁸ کی ترسیلات زر کو بڑھانے میں شماریاتی لحاظ سے اہم حصہ ہے۔ خصوصاً، محققین کو پتہ چلا کہ ان ممالک کی فضائی پروازوں میں 100 فیصد (یعنی مکمل) کی آئندہ دو مہینوں کے لیے ترسیلات زر میں 10 فیصد اضافے پر منتج ہوگی، اور بعد ازاں یہ اضافہ کم ہوتا جائے گا۔

¹⁷ عالمی بینک نے اپریل 2020ء میں عالمی ترسیلات زر میں 2020ء کے دوران 19.9 فیصد اور پاکستان کو رقوم کی آمد میں 23 فیصد کمی کا تخمینہ لگایا تھا۔

¹⁸ ماخذ: K. Kpodar, M. Mlachila, S. Quayyum and V. Gammadigbe (2021). *Defying the Odds: Remittances during the Covid-19 Pandemic*. IMF Working Paper 21/186. Washington D.C.: IMF.

عوامل کی کشاکش نے مالی سال 21ء میں پاکستان کو ترسیلات زر میں وسیع البنیاد اضافے میں کردار ادا کیا۔

شکل 6.9: جولائی 20ء تا جون 21ء میں مقامی کرنسی میں اہم کوریڈوروں سے ترسیلات زر میں نمو، امریکی ڈالر کے لحاظ سے



*change in local currency against US\$ during July 2020-June 2021

Source: SBP, Haver Analytics & staff calculations

بین کرنسی شرح مبادلہ کی حرکت پذیری امریکی ڈالر کے لحاظ سے ترسیلات بڑھانے کا باعث بنی

مزید برآں، مالی سال 21ء میں کئی ترقی یافتہ معیشتوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی نے امریکی ڈالر کے لحاظ سے پاکستان کو ترسیلات بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مثلاً، اگر اس کرنسی کے مقابلے میں ڈالر کی قدر گرتی ہے جس میں تارک وطن فنڈز بھجوا رہا ہو (جیسے جرمنی میں تارک وطن کے لیے یورو) تو ڈالر میں ترسیلات کی بلنڈ رقم درج کی جائے گی، خواہ تارک وطن میزبان ملک کی کرنسی (اس معاملے میں، یورو) میں اتنی ہی رقم کیوں نہ بھجوائے۔ مالی سال 21ء میں بھی کچھ ایسا ہی دیکھنے میں آیا، جب پونڈ اسٹریلنگ، یورو، اور آسٹریلوی اور کینیڈین ڈالروں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اوسطاً کمی ہوئی۔ شکل 6.9 میں دکھائے گئے کوریڈوروں کے مقابلے میں شرح مبادلہ کے اس اثر نے پاکستان کو ڈالر کی ترسیلات زر میں مجموعی اضافی 7.1 فیصد (516.3 ملین ڈالر) حصہ ڈالا۔¹⁹

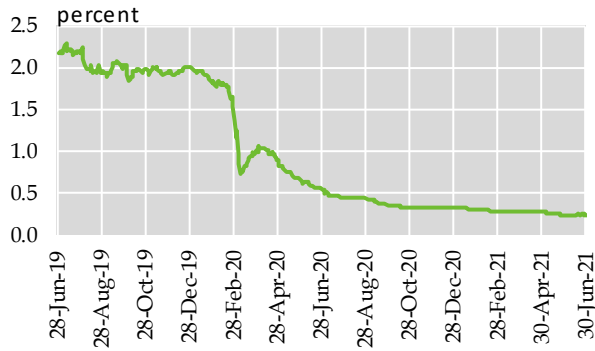
تفصیح) نے ترقی یافتہ ممالک میں گھرانوں کی بچتوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا (شکل 6.8)۔ اس سے تارکین وطن کو اپنے ہوم ممالک میں بلنڈ ترسیلات زر بھجوانے کا موقع ملا۔

کو وڈ پھیلنے کے بعد آمدنی میں نقصانات، بلنڈ طبی اخراجات اور مہنگائی کے ماحول (بعض ترقی پذیر ممالک میں) کی وجہ سے تارکین وطن کے اپنے ملک میں مقیم خاندانوں کے لیے مالی اعانت کی ضروریات بھی بلنڈ تھیں۔ مزید برآں، کپوڈر وغیرہ (2021ء) کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ ملکی معاشی سرگرمیوں کو قابو میں رکھنے کے بعد معیشت کو ترسیلات زر میں اضافے اور کو وڈ کیسوں کے رجحان کے درمیان شاریاتی لحاظ سے ایک خاصا مثبت تعلق موجود ہے۔ ان

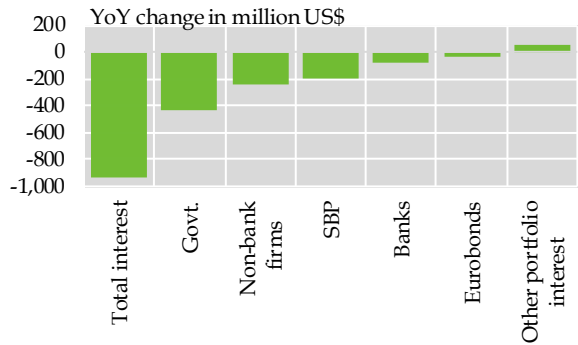
بنیادی آمدنی

مالی سال 21ء میں بنیادی آمدنی خسارہ 15.5 فیصد سکڑ کر چھ برسوں کی کم ترین سطح 14.6 ارب ڈالر پر آگیا۔ اس کم خسارے کا سبب بیرونی قرض پر سودی ادائیگیوں میں 27.6 فیصد کمی تھی (شکل 6.10 الف)، جس نے سال کے

شکل 6.10 الف: 21ء میں بیرونی قرض پر ماخذ وار سودی ادائیگیوں میں تبدیلی



Source: ICE/US Federal Reserve



Source: State Bank of Pakistan

¹⁹ ترسیلات کی کرنسی کے لحاظ سے شکل 6.9 میں نمو کو ان معیشتوں سے امریکی ڈالر میں موصول شدہ ماہانہ ترسیلات زر کو اوسط ماہانہ شرح مبادلہ (برطانوی پونڈ/ امریکی ڈالر) میں منتقل کر کے اخذ کیا گیا ہے، پھر مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے ماہانہ اعداد و شمار جمع کر کے سال بیکال نمو کا حساب لگایا گیا ہے۔

جدول 6.3: خدمات کے توازن کی تفصیل

ملین امریکی ڈالر

تبدیلی**	م 20	م 21	
	-2,295.0	-2,385.1	ٹرانسپورٹ
	-431.5	841	جس میں فضائی مسافر
	-1,753.9	-2,274.1	مال برداری
	-739.1	-323.8	سفر
	1055.1	1,564.2	آئی سی ٹی خدمات
	1,440.0	2,114.1	برآمدات
	384.9	549.9	درآمدات
	-333.0	-157.0	مالی خدمات
	-1,004.0	-655.7	دیگر خدمات
	-3,316.0	-1,957.4	خدمات کا توازن (خالص)

* منفی توازن کا مطلب ہے خسارہ اور مثبت علامت کا مطلب فاضل۔

** مثبت علامت خدمات کے کھاتے اور دیگر میں سال بہتری کو ظاہر کرتی ہے۔

بینک دولت پاکستان۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

خدمات میں تجارت

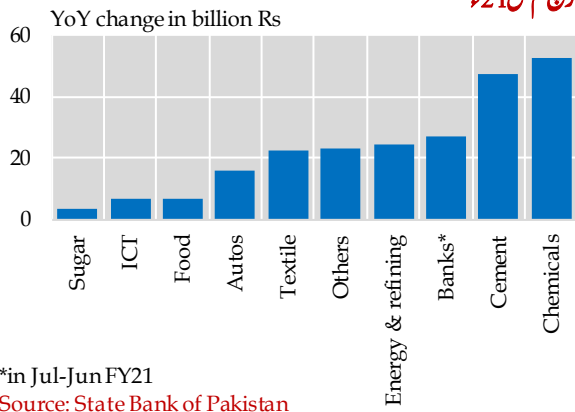
مالی سال 21ء میں خدمات کا تجارتی خسارہ 41.0 فیصد سکڑ کر 2.0 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جبکہ مالی سال 20ء میں 3.3 ارب ڈالر تھا (جدول 6.3)۔ اس کا اہم سبب کووڈ کے باعث فضائی سفر پر عائد پابندیاں تھیں، جس سے فضائی ٹرانسپورٹ اور سفری خدمات کی درآمدات کم ہو گئیں۔ مالی سال 21ء میں

دوران بیرونی فرموں کی جانب سے منافع اور منافع منقسمہ میں 20.5 فیصد اضافے کی تلافی کر دی۔

بیرونی قرض پر سود میں کمی کو جی 20 ممالک کے قرضہ سروس معطلی کے اقدام کے تحت قرض مؤخر کرنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے اور ممکنہ ادا بیگیوں کو مؤخر کرنے کے لحاظ سے پاکستان کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا۔²⁰ تخمینے کے مطابق مالی سال 21ء میں ملک کی بیرونی قرض کی واپسی (اصل زر اور سود دونوں) میں 2.3 ارب ڈالر کمی واقع ہوئی۔ مزید برآں، کووڈ سے پہلے کی سطح کے نشانیہ لائبرور میں کمی (شکل 6.10 پ) نے سال کے دوران رواں شرح قرضوں پر سودی ادا بیگیاں کم کرنے میں کردار ادا کیا۔²¹

سودی ادا بیگیوں سے ہونے والی زر مبادلہ کی بچت نے ملک میں کام کرنے والی بیرونی فرموں کے منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی میں اضافے کی تلافی کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ کووڈ 19 پھیلنے کے بعد منافع میں خاصی کمی درج کرنے والے شعبوں، جیسے غذا اور کیمیکل میں ملٹی نیشنل کمپنیوں (بشمول دوا سازی اور صفائی کی رسد والی کمپنیاں) کے ساتھ ساتھ بینکوں نے بھی بلند منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی درج کی (شکل 6.11 الف)۔ اس کے مقابلے میں تیل و گیس (ریفائننگ) کے شعبوں سمیت کم زور منافع والے شعبوں نے بھی سال میں منافع کی کمی واپسی درج کی (شکل 6.11 ب)۔

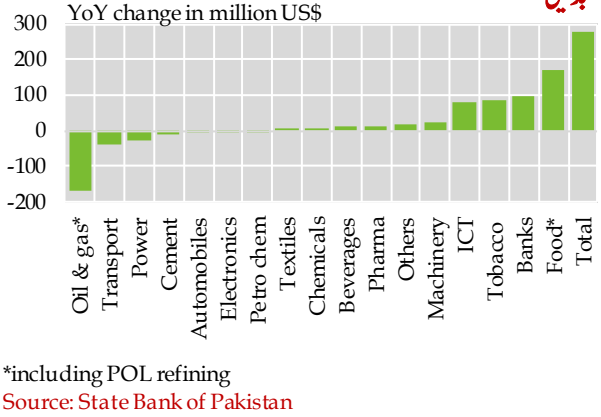
شکل 6.11 ب: اہم فہرستی فرموں کے بعد از ٹیکس منافع میں تبدیلی، جولائی تا مارچ م 21ء



*in Jul-Jun FY21

Source: State Bank of Pakistan

شکل 6.11 الف: م 21ء میں شعبہ وار منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی میں تبدیلی



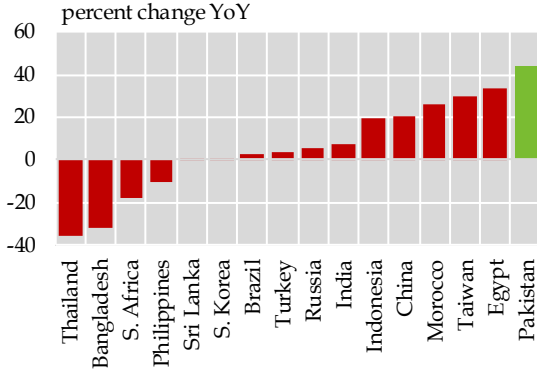
*including POL refining

Source: State Bank of Pakistan

²⁰ عالمی بینک کے تخمینوں کے مطابق قرضے کو ممکنہ طور پر مؤخر کرنے، جس کے لیے پاکستان قرضہ سروس معطلی اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت اہل ہے، کی مالیت مئی 2020ء تا دسمبر 2021ء کے دوران تقریباً 7.3 ارب ڈالر ہے۔

²¹ ملک کے بیرونی قرض کا بڑا حصہ رواں شرح پر مبنی ہے۔ مثلاً، مالی سال 19ء تا جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے درمیان 26.2 ارب ڈالر کی نئی سرکاری قرض گیری (علاوہ آئی ایم ایف اور کرنسی تبدیل) میں سے 3.8 ارب ڈالر مالیت کے قرضے (14.7 فیصد) معین شرح پر حاصل کیے گئے جبکہ بقیہ رواں شرح پر یا معین اور متغیر شرحوں کے امتزاج پر مبنی تھے (ماخذ: اقتصادی سروے پاکستان 2020-21ء)۔

شکل 6.12: آئی سی ٹی برآمدات میں نمو*



*During Jul 2020-Mar 2021 (latest available data w/ WTO)
Source: World Trade Organization

سال بسال کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں درج کی گئی؛ چوتھی سہ ماہی میں بانڈ کے اجراء (3 ارب ڈالر) اور کمرشل قرضوں (ایک ارب ڈالر) کی وجہ سے رقوم کی آمد خاصی بلند (6.5 ارب ڈالر) بلند رہی۔

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

مالی سال 21ء میں پاکستان کو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 28.3 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ جزو اور سہ ماہی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی تین سہ ماہیوں میں رقوم کی آمد میں کمی آئی اور پھر چوتھی سہ ماہی کے دوران اس میں معمولی اضافہ ہوا۔

خصوصاً عالمی گرین فیلڈ سرمایہ کاریاں متعدد عوامل کی وجہ سے گزشتہ برس کے مقابلے میں متاثر ہوئی ہیں۔ پہلا، کووڈ 19 کے پھیلاؤ اور اس کے نتیجے میں حرکت پذیری کی پابندیوں نے اہم کارپوریٹیشنوں اور سرمایہ کاروں کو کئی صنعتی شعبوں میں نئے منصوبے شروع کرنے کی حوصلہ شکنی کی۔ کووڈ 19 پھیلنے کے بعد تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی نے تیل کے شعبوں میں ابتدائی (نکلنے) اور اختتامی (ریفائننگ اور خوردہ) دونوں مراحل کی سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ دیکھا گیا۔²³ دوسرا، ماحولیاتی تبدیلی اور ماحولیاتی پائیداری کے بارے میں بڑھتے ہوئے خدشات کے باعث اہم سرمایہ کاروں اور مالی اداروں کو ترغیب دی ہے کہ وہ رکاڑی ایندھن اور خصوصاً گولڈ سے چلنے والے بجلی کے منصوبوں میں نئی سرمایہ کاریوں کی حوصلہ شکنی کریں۔ دنیا میں گولڈ کا

خدمات کے کھاتے کو خالص آئی سی ٹی برآمدات میں 46.8 فیصد سال بسال بہتری سے بھی مدد ملی۔

خدمات کے دو اہم اجزا پر بین الاقوامی فضائی پابندیوں کے اثرات مرتب ہوئے: فضائی ٹرانسپورٹ اور سفر۔ کووڈ پھیلنے کے بعد ملک میں کئی بیرونی فضائی کمپنیوں کے فلائٹ آپریشن میں کمی نے گزشتہ برس کے مقابلے میں فضائی سفر کی خدمات کی درآمدات میں 76.9 فیصد کمی بھاری کمی کر دی۔ مزید برآں، پاکستانی مقیم افراد کی جانب سے سفر کے لیے زرمبادلہ کی خریداریوں اور ادائیگیوں۔ بشمول مذہبی مقاصد جیسے حج، اور علاج کے لیے۔ نے بھی فضائی سفر پر پابندیوں کو متاثر کیا۔ زرمبادلہ کی ان ادائیگیوں کو سفری خدمات کی درآمدات سمجھا جاتا ہے، اور مالی سال 21ء کے دوران، ان کی شدت میں گزشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں نصف سے بھی زیادہ کمی دیکھنے میں آئی ہے۔

مالی سال 21ء میں آئی سی ٹی کی سالانہ برآمدات پہلی مرتبہ دو ارب ڈالر کی حد سے تجاوز کر کے 2.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، تاہم عالمی آئی سی ٹی برآمدات میں پاکستان کا حصہ ابھی تک کافی کم ہے اور اس کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جن کی آئی سی ٹی برآمدات میں کووڈ 19 کے بعد تیزی سے اضافہ ہوا ہے (شکل 6.12)۔²² یہ نمونہ ٹیلی کام، سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ اور مشاورت، اور کمپیوٹر خدمات سے متعلق دیگر اجزا کی بدولت حاصل ہوئی۔

مالی کھاتہ

مالی سال 21ء میں ملک میں خالص مالی رقوم کے بہاؤ کی مالیت بڑھ کر 7.1 ارب ڈالر (آئی ایم ایف کی دیگر رقوم کی واپسی سمیت) تک پہنچ گئی، جو مالی سال 20ء کے 8.6 ارب ڈالر اور کووڈ سے پہلے (مالی سال 17ء تا 19ء کے دوران) کی 11.6 ارب ڈالر کی اوسط کے مقابلے میں کم ہے۔ کم خالص رقوم کی آمد کا اہم سبب حکومت اور اسٹیٹ بینک دونوں کی جانب سے بلند سرکاری قرض اور واجبات کی ضروریات تھیں؛ جس نے نان بینک فرموں کی بیرونی قرض گیری اور خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی کر دی۔ مالی بہاؤ میں پیشتر

²² عالمی آئی سی ٹی برآمدات میں پاکستان کے حصے کا تخمینہ تقریباً 0.2 فیصد ہے (ماخذ: ڈی جی ٹی پاکستان: ایک کاروباری اور تجارتی تجزیہ، عالمی بینک، مئی 2020ء)۔

²³ 2020ء میں گولڈ اور بیٹریولیم کے شعبے کی عالمی گرین فیلڈ سرمایہ کاری 69 فیصد کمی کے ساتھ 130 ارب ڈالر پر آنے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، جبکہ 2019ء میں منصوبوں کی تعداد میں 50 فیصد کمی ہوئی تھی (ماخذ: عالمی سرمایہ کاری رپورٹ 2021ء، یو این سی ٹی اے ڈی)۔

جدول 6.4: پاکستان کو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد

ملین امریکی ڈالر

تہدیلی	م س 20ء	م س 21ء
غذا*	27.5	13.1
ٹیکسٹائل	37.7	6.9
تجارت	43.2	146.8
تیل و گیس**	311.4	183.8
انفارمیشن ٹیکنالوجی	41.5	73.2
برقی مشینری	153.4	114.3
گاڑیاں	53.9	19.0
بجلی	765.6	906.1
جس میں کوئلہ	545.0	511.9
غیر کوئلہ	220.6	394.1
ٹیلی کام	622.5	34.8
بینک	274.8	235.5
دیگر	266.0	128.2
کل	2,597.5	1,862.8

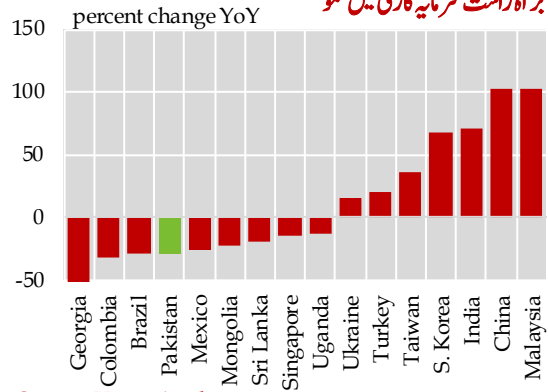
* بشمول غذائی بیکنگ ** بشمول دریافت اور ریفائننگ

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ٹیلی کام شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری گزشتہ برس کی بلند سطح سے تیزی کے ساتھ کم ہوئی۔ مالی سال 20ء میں حکومت نے ملک میں موبائل فون کی خدمات فراہم کرنے والی تین کمپنیوں کے لائسنسوں کی تجدید کی فیس وصول کی تھی۔ ٹیلی کام فرمیں ایسی ادائیگیوں کے لیے اپنے بیرونی اسپانسرز سے کمپنی کے اندرونی قرضے لیتی رہتی ہیں اور ان قرضوں نے مالی سال 20ء میں ٹیلی کام کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ کر دیا تھا۔ پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پچھلے کئی برسوں سے معیشت کے کچھ اجزا میں مخصوص شعبہ جاتی سرگرمی پر منحصر رہی ہے اور اب اس کا بنیادی انحصار سی پیک سے متعلق منصوبوں پر ہے۔ ٹیلی کام کے لیے اس میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ شامل ہے اور جب بھی حکومت ٹیلی کام اسپیکٹرم کی نیلا میاں منعقد کرتی ہے یا جب موبائل فون کمپنیوں کی لائسنس فیس واجب الادا ہو جائے۔ اسی طرح، مالی سال 16ء میں سی پیک کے آغاز

سب سے بڑا صارف چین بھی اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ بیلٹ اینڈ روڈانی شیڈو (بی آر آئی) کے تحت بجلی کے منصوبوں میں کونے کو ایندھن کے اہم ذریعے کے طور پر استعمال کرنے پر نظر ثانی کر رہا ہے۔²⁴

6.13: جولائی 20ء تا جون 21ء میں اہم ابھرتی منڈیوں کو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں نمو



Source: Haver Analytics

ان کئی حرکیات کے تحت پاکستان سمیت کئی ابھرتی منڈیاں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے لحاظ سے دشوار ماحول کا سامنا کر رہی ہیں (شکل 6.13)۔²⁵ مثلاً، سال کے دوران بجلی کے شعبے کی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں 18.4 فیصد اضافہ ہوا جو کونے کے بغیر چلنے والے بجلی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کا مرہون منت تھا، جبکہ کونے سے بجلی کے منصوبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں معمولی کمی واقع ہوئی (جدول 6.4)۔ اسی طرح، ذخائر دریافت کرنے والی کچھ اہم کمپنیوں میں رقوم کی کم آمد اور دو آئل ریفائنریوں اور تیل کی بازار کاری کرنے والی کمپنیوں سے رقوم کے اخراج کے سبب تیل اور گیس کے شعبوں (ابتدائی اور حتمی مراحل دونوں) میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں 41.0 فیصد سے زیادہ سال بسال کمی ہوئی۔

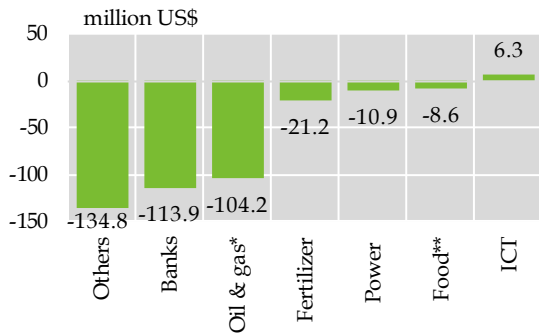
تاہم، ان عالمی عوامل کے علاوہ مالی سال 21ء میں پاکستان کو کم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے بھی کچھ اندرونی عوامل کی عکاسی ہوتی ہے۔ پہلا، ٹیلی کام کی کسی اہم قسم کے اجراء لائسنس کی تجدید کی عدم موجودگی کے تناظر میں

²⁴ پیکنگ میں قائم انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف گرین فنانس کے مطابق مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں بیلٹ اینڈ روڈانی شیڈو ممالک کے توانائی کے شعبوں میں چین کی سرمایہ کاری گیس، تیل اور آبی بجلی کے منصوبوں میں مرکز رہی تھی، اور کونے سے چلنے والے منصوبوں میں کوئی سرمایہ کاری نہیں کی گئی (ماخذ: نیڈو پل واگ، کرسٹوف (جولائی 2021ء): ”چین کے بیلٹ اینڈ روڈانی شیڈو (بی آر آئی) میں سرمایہ کاری کی رپورٹ برائے بجلی ششماہی 2021ء“، گرین بی آر آئی سینٹر، انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف گرین فنانس، پیکنگ۔)

²⁵ کوڈو 19ء کی وبا کے دوران بھارت میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری خاصی بڑھ چکی ہے، جس کا اہم سبب ٹیلی کام اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں انضمام اور تحویل کی سرگرمی ہے۔ سب سے بھاری بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ”جیو پیٹ فارمز“ پر درج کی گئی، جو بھارت کی سب سے بڑی ٹیلی کام فرم ہے جو اپنی توسیع کر کے ڈیٹا اور ٹیلی کام فراہم کنندہ سے کم لاگت موبائل فون ساز بننا چاہتی ہے۔ یہ کمپنی 2020ء میں سلیکون ویلی کی فیس بک اور گوگل جیٹی بڑی کمپنیوں کو اپنا جزوی حصہ فروخت کر چکی ہے۔

رہی جبکہ گزشتہ برس 746 ملین ڈالر حاصل ہوئے تھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ کووڈ 19 کے پھیلاؤ سے قبل ترقی یافتہ اور ابھرتی معیشتوں میں شرح سود کے بلند فرق، شرح مبادلہ کو بازار کی مبادیات کے ساتھ دوبارہ ہم آہنگ کرنے، اور جولائی 2019ء میں آئی ایم ایف پروگرام کے دوبارہ آغاز کے حالات میں ملک کو پاکستانی روپے کے حکومتی بانڈز میں بھاری بیرونی جزدانی سرمایہ کاری وصول ہوئی تھی۔ کووڈ پھیلنے کے بعد اس سرمایہ جاتی بہاؤ کا رخ بدل گیا جو تمام دیگر ابھرتی منڈیوں میں اسی طرح کی حرکت پذیری سے ہم آہنگ ہے۔ مالی سال 21ء میں پاکستانی روپے کے طویل مدتی حکومتی بانڈز میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد ہوتی رہی، جبکہ چھوٹی میعاد کے بانڈز میں اخراج درج کیا گیا۔²⁶

شکل 6.14: پاکستان اسٹاک ایکس چینج میں خالص بیرونی خریداری



*incl. exploration & OMCs **incl. personal care items
Source: National Clearing Company of Pakistan Ltd.

مالی سال 21ء کے دوران قرضہ تمسکات کے مقابلے میں ایکویٹی تمسکات میں 292 ملین ڈالر کے سرمائے کا اخراج درج کیا گیا، جو تقریباً گزشتہ برس کے 282 ملین ڈالر جتنا ہی ہے۔ جیسا کہ شکل 6.14 میں نشاندہی کی گئی ہے، ایکویٹی کے اثاثوں کی فروخت تقریباً معیشت کے تمام اہم شعبوں میں درج کی گئی۔ ایکویٹی مارکیٹ میں مسلسل فروخت کسی حد تک تشویشناک تھی کیونکہ جولائی 2020ء تا جون 2021ء، میں پاکستان اسٹاک ایکس چینج کا شمار عالمی سطح پر بہترین کارکردگی دکھانے والی منڈیوں میں کیا گیا (شکل 6.15 الف)۔

سے بجلی کے شعبے میں بھاری سرمایہ کاریوں کا بڑا حصہ چین سے حاصل ہوا ہے۔ لہذا، ضرورت اس امر کی ہے کہ سی بی کے دوسرے مرحلے کو فعال انداز میں آگے بڑھاتے ہوئے چین سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کی خاطر متوقع خصوصی اقتصادی زونوں (باب 7) کے ذریعے فراہم ہونے والے مواقع سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ پالیسی ماحول کو متعلقہ ضوابط آسان بنانے سمیت مزید سازگار بنانے سے بھی معیشت کے آئی سی ٹی جیسے زیادہ متحرک شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کو متوجہ کیا جاسکتا ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

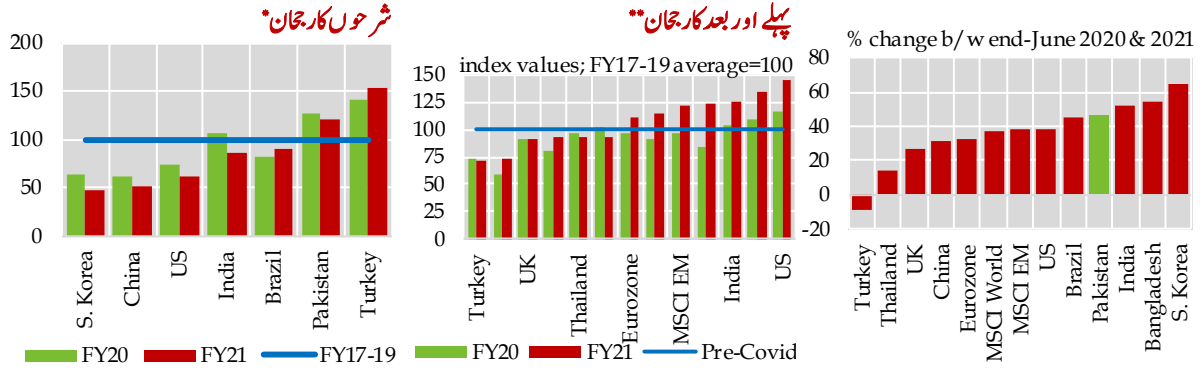
مالی سال 21ء میں ملک میں خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری بڑھ کر 2.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جبکہ گزشتہ برس 0.5 ارب ڈالر کا خالص اخراج درج ہوا تھا۔ موجودہ سال میں رقوم کی آمد میں یورو بانڈز (2.5 ارب ڈالر) کے اجر اور چوتھی سہ ماہی میں واپڈا کے گرین بانڈ (0.5 ارب ڈالر) کو بالادستی حاصل رہی۔ اسی طرح، مقامی ایکویٹی مارکیٹ سے رقوم کے اخراج کی مالیت 0.3 ارب ڈالر رہی جبکہ مالی سال 20ء میں بھی اخراج اسی سطح پر تھا۔ یورو بانڈ کا اجرا وہ موقع تھا جس میں ملک تین برسوں میں پہلی بار بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں داخل ہوا۔ عالمی منڈیاں خصوصاً ترقی یافتہ معیشتوں کی جانب سے نافذ کردہ بھاری زرعی اعانت کے تناظر میں خاصی سیال تھیں، جبکہ بلند یافت کے حامل اثاثوں کے لیے سرمایہ کاروں کی طلب بلند تھی۔ علاوہ ازیں، پاکستان نے کچھ وقت پہلے ہی آئی ایم ایف کے مشترکہ دوسرے تا پانچویں جائزہ پروگرام کامیابی سے مکمل کیے تھے جس کے بعد ملک کو فنڈ سے 0.5 ارب ڈالر کی قسط موصول ہوئی۔

اس طرح بحیثیت مجموعی ملک کو بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں سے فائدہ اٹھانے کا اچھا موقع مل گیا۔ اس اجر کے ذریعے جمع شدہ 2.5 ارب ڈالر میں سے ایک ارب ڈالر 5 سالہ اور 10 سالہ بانڈز سے اور 0.5 ملین ڈالر 30 سالہ بانڈز سے حاصل ہوئے (باب 5)۔

یورو بانڈز کے علاوہ بیرونی سرمایہ کاروں نے مقامی کرنسی کے قرضہ تمسکات میں معمولی دلچسپی دکھائی، جو مالی سال 21ء میں خالص بنیادوں پر 41 ملین ڈالر

²⁶ مالی سال 21ء کے دوران پاکستانی روپے کے قرضہ تمسکات میں خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی مالیت 41 ملین ڈالر تھی۔ جزوار تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ طویل مدتی تمسکات میں 317 ملین ڈالر کی خالص رقوم کی آمد اور قلیل مدتی تمسکات سے 276 ملین ڈالر کا خالص اخراج دیکھا گیا۔

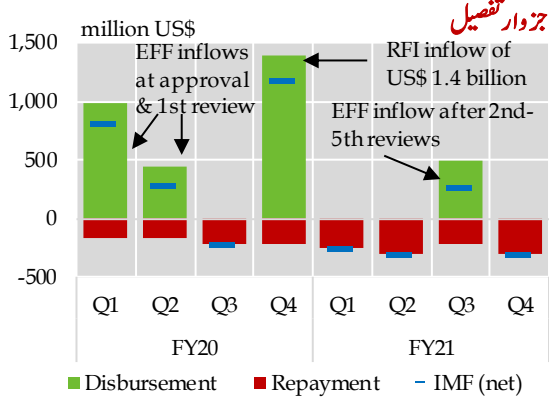
شکل 6.15 الف: اہم ایکویٹی منڈیوں کا مطلق منافع ** شکل 6.15 ب: اہم ایکویٹی اشاریوں میں کووڈ سے شکل 6.15 ج: اہم معیشتوں کی 5 سالہ سی ڈی ایس



*FY refers to July-June **Equity indices in 6.15a & b are in US Dollar terms

Source: Bloomberg & staff calculations

شکل 6.16: م س 20ء اور 21ء میں پاکستان کو آئی ایم ایف کے قرضوں کی جزوار تفصیل



Source: State Bank of Pakistan

پاکستان کے خطرے کا پریمیم - جس کی عکاسی قرضہ نادرہنگی تبدیل کی شرحوں سے ہوتی ہے - پچھلے برس کے مقابلے میں سال بسال بنیادوں پر کم ہو گیا تھا، لیکن یہ ابھی تک کووڈ سے پہلے (جولائی 2018ء تا جون 2019ء) کی سطح سے تھوڑا سا زیادہ ہے (شکل 6.15 ج)۔ یہ بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے ممکنہ ڈھال تھی کیونکہ کم خطرے کے پریمیم کی حامل کچھ اہم ترقی یافتہ معیشتوں، خصوصاً امریکہ کی ایکویٹی بھی بلند منافع کی پیشکش کر رہی تھی۔

زرمبادلہ قرضے اور واجبات

مالی سال 21ء کے دوران ملک میں آئی ایم ایف کے سابقہ قرضوں کی مد میں 2.9 ارب ڈالر کی ادائیگیوں سمیت زرمبادلہ قرضوں کی خالص آمد پچھلے برس موصول ہونے والے 6.2 ارب ڈالر کے مقابلے میں خاصی کم تھی۔ اس پیش رفت کی وضاحت متعدد عوامل سے ہوتی ہے۔ پہلا، ملک کی بیرونی قرضوں کی ضروریات کے بڑے حصے کو چوتھی سہ ماہی میں تین ارب ڈالر کے

بہترین کارکردگی اور سرمایہ جاتی بہاؤ کے درمیان اس فرق کی دو وجوہات ہیں۔ پہلا، مالی سال 21ء میں ایکویٹی منڈیاں مالی سال 20ء میں کووڈ پھیلنے کے بعد ایکویٹی اثاثوں میں تیزی سے کمی کے پست اساسی اثر سے پوری طرح بحال ہو گئی تھیں۔ تاہم جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں کئی ایکویٹی منڈیاں ڈالر کے لحاظ سے کووڈ سے پہلے (یعنی جولائی 2018ء تا جون 2019ء کی اوسط) کی سطح پر بحال ہو گئی تھیں، جبکہ پاکستان اسٹاک ایکس چینج ان ایکس چینجوں میں شامل تھا جو کارکردگی کے لحاظ سے کووڈ سے پہلے کی اوسط پر بحال ہو گئی تھیں (شکل 6.15 ب)۔ دوسرا، سرمایہ کار مسلسل پاکستان کو قدرے بلند خطرے کے پریمیم سے منسلک کرتے رہے۔ جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں

جدول 6.5: پاکستان کو خالص سرکاری زرمبادلہ قرضوں اور واجبات کی آمد کی جزوار تفصیل

ملین امریکی ڈالر	م س 20ء	م س 21ء
آئی ایم ایف	2,834	499
دو طرفہ رقوم کی آمد	37	1,783
دیگر رقوم کی آمد	10,347	9,304
واپسی	-7,299	-5,855
دو طرفہ رقوم کی آمد	0	1,536
دیگر رقوم کی آمد	3	3
آئی ایم ایف	-745	-1,080
دو طرفہ رقوم کا اخراج	-501	-3,007
رقوم کی آمد	13,221	13,125
رقوم کا اخراج	-8,545	-9,942
سرکاری رقوم کی آمد - خالص	4,676	3,183

* دو طرفہ رقوم کی آمد / اخراج زرمبادلہ ڈپازٹس اور دیگر بیرونی مرکزی بینکوں کے ساتھ تبدیل۔

** سرکاری میں حکومت اور اسٹیٹ بینک شامل ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان۔

**جدول 6.6: خام سرکاری بیرونی قرضوں کے اہم ذرائع *
ملین امریکی ڈالر**

تبدیلی	م 21ء	م 20ء**	
عالمی بینک (آئی ڈی اے + آئی بی آر ڈی)	2,035.5	1,376.0	659.5
ایشیائی ترقیاتی بینک	1,365.9	2,824.0	-1,458.1
بانڈز***	2,500	-	2,500.0
آئی ڈی بی (بیشول قلیل مدت)	623.9	879.0	-255.1
دو طرفہ فنانسنگ	1,000.0	-	1,000
کمرشل قرضے	4,721.2	3,373.0	1,348.2
دیگر	1,785.9	2,208.0	-422.1
کل	14,032.4	10,660.0	3,372.4

* علاوہ آئی ایم ایف (مالی سال 20ء میں 12 ارب ڈالر، مالی سال 21ء میں 500 ملین ڈالر)۔

** قریب ترین مکمل نمبر پر راولڈ آف کیا گیا، دستیاب اعداد و شمار کے مطابق۔

*** مالی سال 21ء میں علاوہ واپڈا کا 500 ملین ڈالر بانڈ۔

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن، وزارت خزانہ۔

آئی ایم ایف سے مالکاری کی پست سطح نے یورو بانڈز کے ساتھ ساتھ کمرشل قرضوں کی مد میں رقوم کی آمد کی تلافی کر دی۔ دراصل، سال کے دوران سرکاری قرضوں (خام لحاظ سے) کا بڑا ذریعہ کمرشل قرضے تھے (جدول 6.6)۔ بیرونی مالکاری کے دیگر ذرائع کے علاوہ عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک جیسے کثیر فریقی اداروں کے ساتھ مسلسل رابطے نے سال کے دوران سرکاری قرضوں کی وصولی میں کردار ادا کیا۔ کثیر فریقی اداروں کے قرضے کو وڈ سے متعلق اعانت، انفراسٹرکچر کی ترقی (قابل تجدید توانائی اور زراعت سے متعلق)، سماجی شعبے کے پروگراموں، اقتصادی اصلاحات اور مالی شعبے کی ترقی پر مرکوز تھے۔

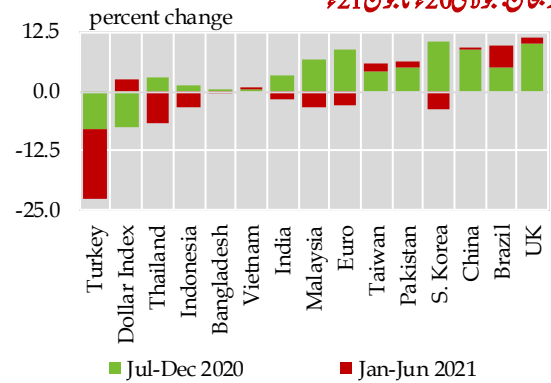
6.3 شرح مبادلہ اور ذخائر

مالی سال 21ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کی پوزیشن میں مسلسل اضافہ ملک کے بیرونی کھاتے کی مضبوطی کا عکاس تھا جو آخر جون 2021ء تک 5.2 ارب ڈالر کے اضافے سے بڑھ کر 17.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ مرکزی بینک کے خالص بیٹنگی واجبات میں بھی سال کے دوران 0.9 ارب ڈالر کمی ہوئی۔ اس بہتری کے ساتھ مالی سال 21ء میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 6.7 فیصد اضافہ ہوا۔

یورو بانڈز اور گرین بانڈز کے ذریعے پورا کیا گیا۔²⁷ دوسرا، اس مدت کے دوران جاری کھاتے کے فرق میں خاصی کمی کی وجہ سے تیسری سہ ماہی میں قرضوں کی ضروریات خاصی محدود تھیں۔ تیسرا، اس سال مرکزی بینک کی جانب سے واجبات کی واپسی کی سطح بلند رہی، جس نے سال کے دوران بیرونی قرضوں کی مد میں رقوم کی خالص آمد میں کمی کر دی (جدول 6.5)۔ اور چونکہ مالی سال 21ء میں نجی شعبے سمیت غیر بینکاری فرموں کی جانب سے بیرونی قرض گیری گذشتہ برس کے 1.6 ارب ڈالر سے کم ہو کر صرف 27 ملین ڈالر رہ گئی۔

مالی سال 21ء کے دوران بیرونی سرکاری قرضوں کے اہم ذرائع میں کچھ تبدیلیاں دیکھی گئیں۔ پہلی، آئی ایم ایف سے قرضے گذشتہ برس کی نسبت کافی کم تھے؛ توسیع شدہ فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے دوسرے تاپانچویں جائزے کی تکمیل کے بعد مارچ 2021ء میں 500 ملین ڈالر کی ایک قسط جاری

شکل 6.17: امریکی ڈالر کے مقابلے میں ابھرتی منڈیوں کی شرح مبادلہ کا رجحان: جولائی 20ء تا جون 21ء

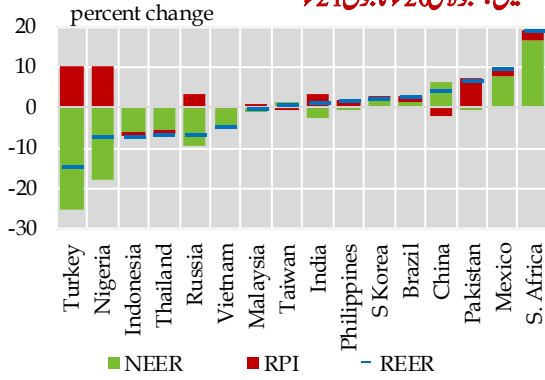


Source: Bloomberg

کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک فنڈ کو پچھلے قرضوں کی واپسی بھی کر رہا تھا۔ خالص بنیادوں پر پاکستان نے مالی سال 21ء میں آئی ایم ایف کو 0.6 ارب ڈالر ادا کیے۔ یہ صورت حال مالی سال 20ء کے مقابلے میں مختلف ہے، جب ای ایف ایف کی دو قسطیں - مجموعی طور پر 1.5 ارب ڈالر مالیت کی - کے ساتھ کو وڈ 19 پھیلنے کے بعد ریپڈ فنڈنگ انسٹرومنٹ کی مد میں 1.4 ارب ڈالر موصول ہوئے؛ گذشتہ برس خالص بنیادوں پر فنڈ کی مالکاری کی رقم 2.1 ارب ڈالر تھی (شکل 6.16)۔

²⁷ یورو بانڈز سے آمدنی کو ادا کیے جانے کے توازن کے ڈیٹا میں بیرونی جزو دانی سرمایہ کاری اور غیر زرمبادلہ قرضوں میں درج کیا گیا ہے۔

شکل 6.18: اہم ابھرتی منڈیوں کی حقیقی موثر شرح مبادلہ میں تبدیلی کی تفصیل: جولائی 20ء تا جون 21ء



Source: JP Morgan/Haver Analytics

کی عکاسی مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ سے ہوتی ہے، جس میں سہ ماہی کے دوران تین فیصد کمی واقع ہوئی۔

دوسری جانب، جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں ملک کی حقیقی موثر شرح مبادلہ میں 6.8 فیصد اضافہ ہوا، اگرچہ تمام اضافہ جولائی 2020ء تا مارچ 2021ء میں درج کیا گیا، جس کے بعد چوتھی سہ ماہی کے دوران قدر میں معمولی کمی ہوئی۔²⁸ تبدیلی کی جزوار تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقی موثر شرح مبادلہ میں تمام اضافہ اہم تجارتی شراکت داروں کے مقابلے میں ملک میں قیمتوں کی سطح میں اضافے کے سبب ہوا؛ اس کے مقابلے میں نامیہ موثر شرح مبادلہ زیادہ تر مستحکم رہی اور سال کے دوران 0.3 فیصد کمی معمولی کمی ہوئی (شکل 6.18)۔ مہنگائی کا یہ دباؤ، جس کی پیمائش نسبتی قیمت اشاریے میں اضافے سے ہوتی ہے، بھارت، ترکی اور نائیجیریا جیسی دیگر اہم ابھرتی منڈیوں میں بھی درج کیا گیا؛ تاہم ان کے معاملے میں نامیہ موثر شرح مبادلہ میں کمی نے نسبتی اشاریہ قیمت میں اضافے کی جزوی یا مکمل تلافی کر دی۔

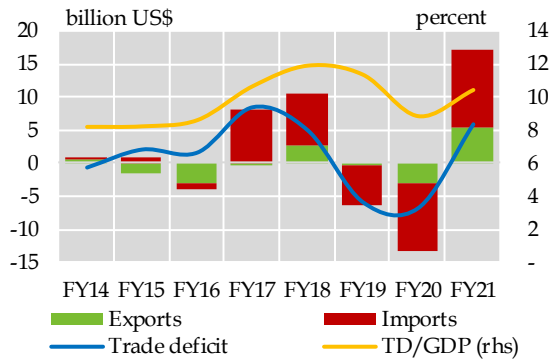
6.4 تجارتی کھانہ²⁹

مالی سال 21ء میں پاکستان کے سامان تجارت کا خسارہ بڑھ کر 31.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جو کووڈ سے پہلے مالی سال 18ء میں 37.6 ارب ڈالر کے خسارے کے قریب رہا۔ برآمدات میں خاصی تبدیلی دیکھنے میں آئی اور ان

اس کے باوجود سالانہ اعداد و شمار کی جزوار تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا دسمبر 2020ء میں مجموعی جاری کھاتے کا فاضل، کمرشل بینکوں (جولائی تا ستمبر 2020ء میں) اور اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافے (اکتوبر تا ستمبر 2020ء میں) پر منتج ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس مدت میں امریکی ڈالر خود کئی ابھرتی معیشتوں کے مقابلے میں کمزور ہو رہا تھا جس کا اہم سبب پہلی ششماہی کے دوران ترقی پذیر معیشتوں کی صنعتی سرگرمیوں کا جلد دوبارہ کھل جانا اور ان میں تیزی تھی۔ ان عوامل اور دیگر ابھرتی منڈیوں کی طرح جولائی تا دسمبر 2020ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 5.1 فیصد اضافہ ہو گیا (شکل 6.17)۔

جنوری تا جون 2021ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں کم اضافہ (1.0 فیصد) ہوا؛ اور اس میں تمام اضافہ جنوری تا مارچ 2021ء میں مرکوز رہا۔ پاکستانی روپے کی مضبوطی کی عکاسی ملک کے کووڈ کی دوسری اور تیسری لہروں پر قدرے کامیابی سے قابو پانے، مسلسل معاشی بحالی اور آئی ایم ایف کے دوسرے تاپانچویں جائزوں کی کامیاب تکمیل سے ہوتی ہے۔

شکل 6.19: تجارتی خسارہ اور جی ڈی پی کا تناسب اور تجارتی خسارے میں سال بسال تبدیلی کی تفصیل



Source: Pakistan Bureau of Statistics

تاہم، اپریل تا جون 2021ء سے درآمدی ادائیگی کا دباؤ زیادہ نمایاں ہو گیا اور برآمدی وصولیوں اور ترسیلات زر سے اس کی مکمل تلافی نہیں کی جاسکی۔ نتیجتاً، چوتھی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ گیا۔ ان ادائیگیوں کے دباؤ

²⁸ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان کی حقیقی موثر شرح مبادلہ کی قدر میں 6.8 فیصد اضافہ ہوا اور پھر مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں 0.3 فیصد کمی ہوئی، صارف اشاریہ قیمت ڈی فلینڈے پی مورگن بورڈ موثر شرح مبادلہ اشاریہ (ماخذ: ہیور اینڈ ہاٹکنس)۔

²⁹ یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار پر مبنی ہے اور اس میں کسٹمز سے موصول ہونے والی معلومات شامل ہیں۔ یہاں فراہم شدہ معلومات کی سیکشن 6.1 سے مماثلت ضروری نہیں، جو اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا پر مبنی ہے (ادائیگی ریکارڈ)۔ ڈیٹا کے ان دو سلسلوں کے درمیان فرق سمجھنے کے لیے براہ مہربانی اعداد و شمار کی توضیح پر ضمیمہ ملاحظہ فرمائیے۔

جدول 6.7: جولائی تا جون، پاکستان کی اہم برآمدات

ملین امریکی ڈالر

مالی سال 21ء میں مطلق تبدیلی بمقابلہ			مالی سال 17ء تا 19ء کی اوسط		
م 20ء	مالی سال 17ء تا 19ء کی اوسط	مالی سال 21ء	مالی سال 20ء	مالی سال 17ء تا 19ء کی اوسط	گروہس /جزا
2,872	2,299	15,399	12,527	13,100	ٹیکسٹائل گروپ
1,038	808	9,905	8,867	9,097	غیر ٹیکسٹائل گروپ
2,872	2,299	15,399	12,527	13,100	ٹیکسٹائل
123	-456	2,938	2,815	3,394	سستی ٹیکسٹائل مصنوعات *
1,501	1,674	6,848	5,347	5,174	ملبوسات
847	694	3,709	2,862	3,015	گھریلو ٹیکسٹائل
165	88	756	591	668	ٹیکسٹائل کی دیگر تیار مصنوعات ^
31	20	4,392	4,361	4,372	غذا
-134	138	2,042	2,176	1,904	چاول (الف + ب)
-213	13	570	783	557	الف) باستی
80	125	1,472	1,392	1,347	ب) غیر باستی
8	-13	415	407	428	پھل اور اس کی تیار مصنوعات
70	182	800	730	618	سبزیاں اور پھل
28	102	332	304	230	گوشت اور اس کی تیار مصنوعات
-91	-171	182	273	353	بیٹریوں
-79	-77	107	186	184	بیٹریوں میں خام
2	-72	43	41	115	بیٹریوں میں مصنوعات
431	181	3,467	3,036	3,286	دیگر اشیاء
-22	-147	162	184	309	خام چمچرا
88	62	562	474	500	چمچرا
72	59	428	356	369	طبی آلات
141	129	1,149	1,008	1,020	کیمیکیں اور دوا
9	24	268	259	244	سینٹ اور مصنوعات
3,910	3,106	25,304	21,394	22,198	مجموعی برآمدات

* سستی ٹیکسٹائل مصنوعات: سوتی دھاگہ اور سوتی کپڑے؛ ^ بیٹریوں کی چادریں اور تولیے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کے 11.9 فیصد سے کم اور مالی سال 12ء تا 20ء کے دوران 9.6 فیصد کی اوسط سے تھوڑا سا زیادہ ہے۔ لہذا، یہ اضافہ زیادہ تر معیشت میں بحال ہوتی طلب سے ہم آہنگ تھا (شکل 6.19)۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 21ء میں برآمدات 18.3 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 25.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جو 15 برسوں میں اس کی بلند ترین سطح ہے، جبکہ مالی سال 18ء میں 13.7 فیصد کی قدرے کم سال بسال نمو حاصل ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء میں زیادہ تر نموملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل

میں 18.3 فیصد نمو ہوئی جو درآمدات میں 26.6 فیصد نمو کی تلافی کے لیے ناکافی تھی۔ نتیجتاً، مالی سال 21ء میں تجارتی خسارے میں 34.3 فیصد سال بسال اضافہ ہوا جس کی مالیت 7.9 ارب ڈالر تھی۔ گذشتہ دو برسوں میں مسلسل سکڑنے کے بعد مالی سال 21ء میں خسارہ بڑھ گیا اور خسارے میں تیزی سے اضافہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں قدرے غیر متوقع تھا۔ مالی سال 18ء میں تجارتی خسارے میں 15.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 17ء میں 35.9 فیصد نمو ہوئی تھی (شکل 6.19)۔ مزید برآں، جی ڈی پی کے لحاظ سے مالی سال 21ء میں تجارتی خسارہ صرف 10.4 فیصد تھا جو مالی سال 18ء

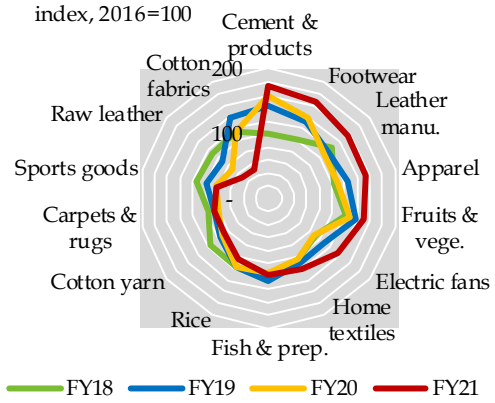
نمو کو پست اساسی اثر کے علاوہ مارکیٹ کی قوتوں کی طلب اور رسد سے بھی مہینز ملی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 21ء میں حالیہ برسوں کے مقابلے میں پاکستان کی کئی اہم برآمدات - جیسے پھل اور سبزیاں، ملبوسات، گھریلو ٹیکسٹائل، چمڑا سازی (چمڑے کے تیار ملبوسات اور دستانے)، جوتے، سینٹ اور مصنوعات اور برقی پنکھے - کی مقدار میں اضافہ درج کیا گیا (شکل 6.20)۔

ٹیکسٹائل برآمدات مالی سال 20ء کے 12.5 ارب ڈالر کی سطح سے بڑھ کر مالی سال 21ء میں 15.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں اور مجموعی برآمدات کی نمو میں ان کا حصہ تقریباً تین چوتھائی ہے۔ سرفہرست زمروں میں ملبوسات (نٹ ویئر اور تیار ملبوسات) اور گھریلو ٹیکسٹائل (چادریں اور تولیے) شامل ہیں، جس کے بعد دیگر تیار ٹیکسٹائل مصنوعات (جن میں دھونے اور رکابی کے کپڑے، پردے، میز کا کور شامل ہیں) کی باری آتی ہے۔ وبا کے حالات میں دوسازی اور آلات جراحی کی برآمدات بھی بلند رہیں۔ اس کے مقابلے میں چاول کی برآمدات 2 ارب ڈالر سے زائد ہو گئیں لیکن سال کے دوران ان میں کمی دیکھی گئی۔

سال کے دوران مجموعی برآمدات کی بحالی میں کووڈ پھیلنے کے بعد صنعتی سرگرمی کی اعانت کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک کے جانب سے کیے گئے اقدامات سے سہولت ملی۔ ان اقدامات سے قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل سے وابستہ فرموں کو بلند پیداواری گنجائش کے استعمال میں سہولت ملی اور گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ آرڈر پورے کیے گئے۔ بعض معاون پالیسی اقدامات یہ ہیں: پانچ سرفہرست برآمدی شعبوں کو نومبر 2020ء تک بجلی اور گیس پر زر اعانت کی فراہمی کے لیے سابقہ صفر درجہ سرٹیفیکیشن میں توسیع اور منظوری: نومبر 2020ء سے صنعتی امدادی پنکج کے تحت گیس اور بجلی پر زر اعانت؛ اور وسط مارچ اور جون 2020ء کے درمیان پالیسی ریٹ کے 13.25 فیصد سے گر کر 7.0 فیصد پر آنے سے صنعتوں کے لیے جاری سرمائے کی لاگت میں کمی۔^{30، 31}

شکل 6.20: پاکستان کی اہم مصنوعات کی برآمدی مقدار



Source: Pakistan Bureau of Statistics

میں ہوئی، جس سے گزشتہ برس کے مقابلے میں کم اساسی اثر کے کچھ اثرات کی بھی عکاسی ہوئی۔ مزید برآں، کووڈ کے ابتدائی دھچکے کے بعد معاشی نمو کو تحریک دینے کے لیے اختیار کی گئی گنجائشی مالیاتی اور زری پالیسیوں اور اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے نے مالی سال 21ء کے دوران درآمدات میں 13 سال کی بلند ترین نمو میں کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں، نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم کے تحت اعلان کردہ سہولت سے مکان کے شعبے میں سرگرمی بڑھ گئی۔ اس کے نتیجے میں مشینری، ٹرانسپورٹ، دھات، اور زراعت اور کیمیکلز گروپس کی درآمدات میں مضبوط نمو دیکھی گئی۔

برآمدات

کسٹم کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 21ء میں پاکستان کی برآمدات 18.3 فیصد اضافے سے بڑھ کر 25.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں (جدول 6.7)، جو مالی سال 20ء میں 21.4 ارب ڈالر تھیں۔ 3.9 ارب ڈالر کے اضافے کو جزوی طور پر مالی سال 20ء کی آخری سہ ماہی کے پست اساسی اثر سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جب کووڈ پھیلنے کے بعد برآمدات میں تقریباً 33 فیصد کمی ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود اس سال کی برآمدی کارکردگی کووڈ سے پہلے کی سطح کے مقابلے میں بہتر رہی (جدول 6.7)۔ مالی سال 17ء تا 19ء کی اوسط برآمدات کے مقابلے میں مالی سال 21ء کے دوران برآمدات میں 14 فیصد اضافہ ہو گیا اور یہ 22.2 ارب ڈالر سے بڑھ کر 25.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس لیے معلوم یہ ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء میں برآمدات کی

³⁰ تفصیلات کے لیے دیکھیے معیشت کی کیفیت رپورٹ کا بیرونی شعبہ۔

³¹ مثلاً، مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی جانب سے ایکسپورٹ ری فنانس اسکیم کے تحت خاص قرض گیری کی مالیت 59 ارب روپے تھی۔

نمو پیشتر امریکہ، برطانیہ اور یورپی یونین 27 سے ہوئی، اور یہ جزوی طور پر گذشتہ برس کے مقابلے میں پست اساسی اثر کی عکاس تھی۔ تاہم، وبا کے باعث پیدا شدہ حالات میں پاکستان کے ملبوسات کی بلند طلب بھی موجود تھی۔ اس کی عکاسی اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ پاکستان سے ان ترقی یافتہ معیشتوں کو ملبوسات کی درآمدات کو وڈ سے پہلے (مالی سال 19ء) کے مقابلے میں بھی بلند تھیں۔ اس کے مقابلے میں ان اہم منڈیوں کی پاکستان کے مسابقت کاروں۔ جیسے بھارت، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش۔ سے درآمدات یا تو کم رہیں یا ان میں اتنا اضافہ نہیں ہوا کہ وہ اپنی مالی سال 19ء کی سطح عبور کر لیں۔

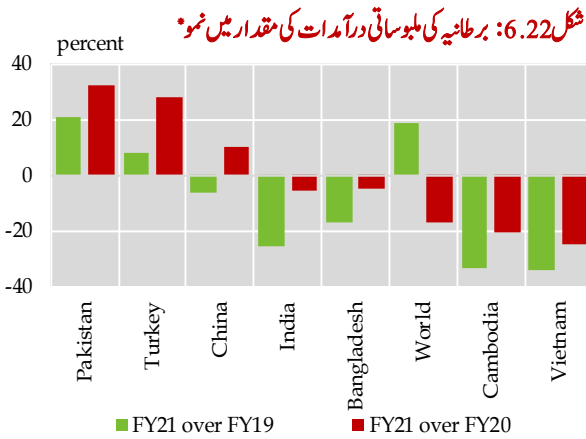
حکومت نے فاسٹر کو اپ گریڈ کرتے ہوئے فاسٹر پلس کو اختیار کیا تاکہ برآمد کنندگان کے لیے سیلز ٹیکس ری فنڈز میں مزید تیزی لائی جاسکے۔³² سال کے دوران سیلز ٹیکس ری فنڈز میں خاصا اضافہ ہوا جس سے برآمد کنندگان خصوصاً ٹیکسٹائل فرموں کی سیالیت کی پوزیشن بہتر ہو گئی۔³³ درآمدی سوتی دھاگے پر ریگولیٹری ڈیوٹی اور کسٹم ڈیوٹی بھی دسمبر 2020ء اور مئی 2021ء میں ہٹائی گئی تاکہ اجزا کی ملکی قلت کی صورت حال میں برآمدی نوعیت کے خام مال کی درآمدی لاگت میں کمی لائی جاسکے۔³⁴

ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل نے قدر اور حجم دونوں میں بلند ترین سطح درج کی

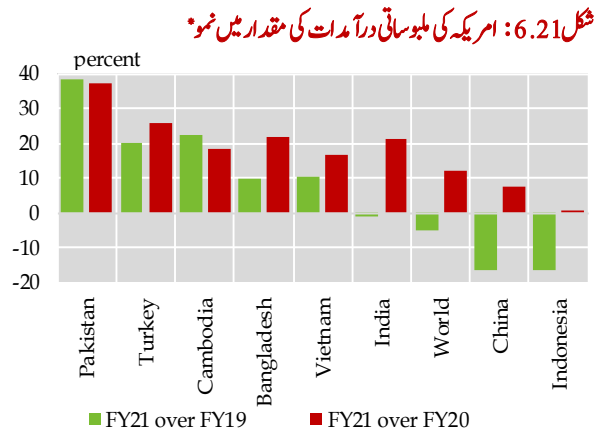
جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں پاکستان سے امریکہ اور برطانیہ کی درآمدات میں بالترتیب 37.4 فیصد اور 32.4 فیصد اضافہ ہوا (شکل 6.21 اور شکل 6.22)۔ یہ اس حقیقت کے باوجود دیکھنے میں آئی کہ مالی سال 21ء کی بیشتر مدت میں دنیا کے دیگر ممالک سے برطانیہ اور امریکہ کی مجموعی درآمدات کم رہی تھیں۔ پاکستان کے بھارت، کمبوڈیا اور بنگلہ دیش جیسے کچھ کاروباری حریف ممالک سے امریکہ اور برطانیہ کی درآمدات میں بھی بیک وقت کمی دیکھی گئی۔³⁵ اس کی وضاحت جزوی طور پر ان منقولی شواہد سے ہوتی ہے کہ

مالی سال 21ء میں ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل، بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل مصنوعات مجموعی طور پر 28.6 فیصد کے اضافے سے بڑھ کر 10.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس یہ 8.2 ارب ڈالر تھیں۔

مالی سال 21ء میں ملبوسات 28.1 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 6.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ برآمدات کے بلند حجم کو بالادستی حاصل رہی اور ملک نے گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً 39 فیصد بلند مقدار ترسیل کی۔ مقدار کی



*FY refers to July-June
Source: UK Trade Info



*FY refers to July-June
Source: Office of Textiles & Apparel (USA)

³² ایف بی آر نے جولائی 2019ء میں فاسٹر (مکمل خود کار سیلز ٹیکس ری فنڈ) متعارف کرایا، جسے نظام میں بعض تکنیکی مشکلات کی وجہ سے اکتوبر 2020ء میں اپ گریڈ کرتے ہوئے فاسٹر پلس کر دیا گیا (ماخذ: FBR Press Release, fbr.gov.pk/pr/fbr-upgrades-faster-to-faster-plus-system-for/152507)۔

³³ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں سیلز ٹیکس ری فنڈز بڑھ کر 155 ارب روپے تک پہنچ گئے، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 60 ارب روپے کے ری فنڈز کے مقابلے میں 158 فیصد بلند تھے (ماخذ: ایف بی آر)۔

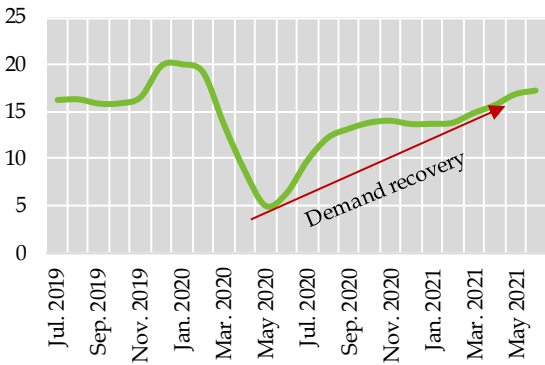
³⁴ ماخذ: ایف بی آر، ایس آر 2020/ (I)/1352 اور 2021/ (I)/533 بالترتیب بتاریخ 2020-12-23 اور 2021-05-05۔

³⁵ ”وبا کی وجہ سے ضروری اشیاء اور خدمات کے علاوہ تمام معاشی سرگرمیاں رک گئی تھیں۔ اس ضمن میں صرف ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت ہی متاثر نہیں ہوئی۔۔۔ مارکیٹ میں بے یقینی کی وجہ سے بین الاقوامی اور ملکی خریداروں نے اپنے آرڈر منسوخ یا معطل کر دیے جس سے صنعت کی مشکلات بڑھ گئیں۔“ ماخذ: بھارتی ٹیکسٹائل اور ملبوساتی صنعت کی سالانہ رپورٹ 2021ء، ایچ آر ایکس پورٹ پروموشن کونسل، بھارت۔

بیشتر خردہ فروش اور برانڈز بھی نئے آرڈروں پر رعایت کے متلاشی تھے۔ ان حالات میں پاکستان نے اپنے کمبوڈیا، بھارت اور انڈونیشیا جیسے بیشتر کاروباری حریفوں کے مقابلے میں کم قیمتوں کی پیشکش کی۔

اسی طرح، گھریلو ٹیکسٹائل (بستر کی چادریں اور تولیے) نے بھی مالی سال 21ء میں 3.7 ارب ڈالر حاصل کر کے ٹیکسٹائل برآمدات میں اہم حصہ ڈالا۔ یہ برآمدات گذشتہ برس کے مقابلے میں 847 ملین ڈالر زیادہ تھیں اور ملبوسات

شکل 6.24: امریکی ملبوساتی دکانوں پر خردہ فروخت



Source: US Census Bureau

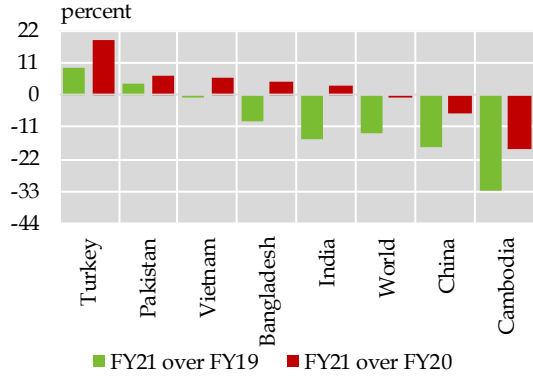
کی طرح یہ بھی قدر اور حجم دونوں لحاظ سے اپنی کووڈ سے پہلے (مالی سال 19ء) کی سطح سے تجاوز کر گئی تھیں۔ بلند گھریلو ٹیکسٹائل برآمدات میں قیمت اور مقدار دونوں کے اثرات نے کردار ادا کیا۔

قیمت کا اثر مرتب ہوا کیونکہ ملکی اور بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی بلند قیمتوں کے ردعمل میں گھریلو ٹیکسٹائل کی خام مال کی لاگت گذشتہ برس کے مقابلے میں بڑھ گئی تھی۔ ملک میں درپیش قلت کے سبب سوئی ریشہ خاصی مقدار میں درآمد کرنا پڑا۔³⁷ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی اکائی قیمتوں میں اضافہ بین الاقوامی رجحان سے ہم آہنگ تھا (جدول 6.8)۔ اس لیے مالی سال گزرنے کے ساتھ پاکستان کو کاروباری حریفوں سے منتقل شدہ آرڈر ملنا شروع

پاکستان کو ایسے ممالک سے منتقل شدہ آرڈر موصول ہوئے جہاں کے برآمد کنندگان کو وہاں زیادہ شدت سے متاثر کیا۔³⁶

جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں یورپی یونین کے معاملے میں بھی پاکستان سے ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں 6.9 فیصد کا اضافہ ہوا (شکل 6.23)۔ اگرچہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں یورپی بلاک کی ایسی درآمدات کم ہوئیں، لیکن یہ ملک کے اہم مسابقت کاروں کے مقابلے میں بہت محدود تھی۔ پاکستانی ملبوسات کی طلب کے پس پردہ ایک اہم عامل وہاں کی پہلی لہر کے بعد ترقی یافتہ معیشتوں میں ان صارفین کی خردہ طلب، تعطل کے باوجود، بتدریج بحالی تھی؛ شکل 6.24 امریکہ کے معاملے میں اس رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ اس بتدریج بحالی کا آغاز 2020ء کی دوسری ششماہی میں ہوا اور اس کے بعد جاری رہا۔ پاکستانی برآمد کنندگان کو ایک جانب بحال ہوتی ہوئی طلب اور دوسری جانب کووڈ سے متعلق تعطل کے سبب کاروباری حریفوں کے آرڈروں کی منتقلی سے فائدہ پہنچا۔

شکل 6.23: یورپی یونین 27 کی ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں نمو



*FY refers to July-June

Source: Eurostat

ایک اور عامل یہ تھا کہ دنیا کی وبا سے نشٹنے کی کوششوں کے حالات میں قوت خرید میں کمی نے ملبوسات کے کچھ صارفین میں سستی ملبوساتی مصنوعات کے لیے شدید رغبت پیدا کی۔ اس کے ساتھ وبا کے دوران نقصان میں چلنے والے

³⁶ مثلاً، بھارت میں کووڈ 19 کا نتیجہ وہاں پر ٹیکسٹائل سازی کے بگاڑ اور جیسے اہم مراکز میں ملازمتوں کے مستقل نقصان کی صورت میں نکلا، جس کا ذکر معیشت کی کیفیت پر تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء میں کیا گیا ہے۔ مزید برآں، بھارت میں کارکنوں کی بڑے پیمانے پر منتقلی دیکھی گئی کیونکہ تارک وطن کارکن کووڈ کے پھیلاؤ سے بچنے کے لیے اپنی دور دراز رہائشی ریاستوں میں واپس چلے گئے تھے۔ اس کے نتیجے میں جنوبی بھارت میں نٹ ویٹر کے مرکز تپور اور دیگر مقامات پر خصوصاً ہنر مند کارکنوں پر مشتمل افرادی قوت کی ایسے وقت میں شدید قلت پیدا ہو گئی جب ترقی یافتہ معیشتوں کی طلب میں مضبوط بحالی ہو رہی تھی (www.just-source)

<https://www.style.com/features/skilled-worker-shortage-latest-to-hit-india-exporters/>

³⁷ پاکستان نے مالی سال 21ء میں 0.86 ملین ٹن سوئی دھاگہ درآمد کیا جو کسم ڈیٹا کے مطابق مالی سال 16ء تا مالی سال 20ء کے درمیان 0.49 ملین ٹن کی سالانہ اوسط سے تقریباً تین چوتھائی زیادہ ہے۔ مالی سال 21ء میں ملک کی امریکہ اور برازیل سے سوئی دھاگے کی مجموعی درآمدات 0.86 ملین ٹن رہیں، جو کسم ڈیٹا کے مطابق مالی سال 16ء تا مالی سال 20ء کے دوران 0.49 ملین ٹن کی سالانہ اوسط کے مقابلے میں تقریباً چوتھائی زیادہ ہے۔ مالی سال 21ء کے دوران ملک کی برازیل اور امریکہ سے سوئی دھاگے کی مجموعی درآمدات 31 فیصد اضافے سے بڑھ کر 0.50 ملین ٹن تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 0.38 ملین ٹن زیادہ ہے۔

اس پروڈکٹ کے زمرے میں ذاتی حفاظتی سامان اور طبی اجزاء جیسے صفائی کا کپڑا، جس کی بین الاقوامی طلب میں وبا پھیلنے کے بعد کافی تیزی سے اضافہ دیکھا گیا۔³⁹

جدول 6.8: یورپی یونین 27 کی اوسط اکائی مالیت
ماخذ کے لحاظ سے گھریلو ٹیکسٹائل کی درآمدات، جولائی تا جون
امریکی ڈالر / 100 کلوگرام

مطلق	مطلق		مطلق		مطلق
	م 20	م 21	م 20	م 21	
چین	611	590	-1.2	-2.3	
پاکستان	622	596	-4.2	3.0	
بھارت	691	687	1.1	-1.6	
بھارت	687	689	0.3	3.0	
ترکی	864	849	-1.8	5.5	
دنیا (جولائی تا مئی)	690	682	-2.9	1.8	

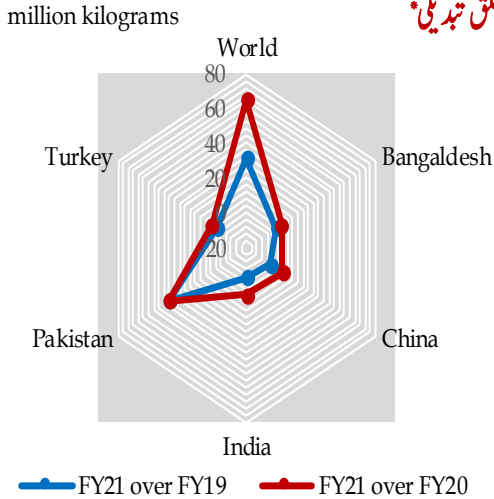
*م س جولائی تا جون کو ظاہر کرتا ہے۔

ماخذ: یورواسٹیٹ اور ہیور اینالیٹکس

مالی سال 21ء میں کم قدر اضافی کے حامل جز سوتی دھاگے اور کپڑے کی برآمدات 4.4 فیصد اضافے سے بڑھ کر 2.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ان اجزاء کی برآمدات کی نمو کا اہم سبب بلند اکائی قیمتیں ہیں، جنہیں ملکی اور بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی بلند اکائی قیمتوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ملکی منڈی میں خام مال کی بلند قیمتیں کپاس کی پیداوار میں کمی کی عکاس تھیں۔ مزید برآں، بلند قدر اضافی کے حامل ٹیکسٹائل جز کی طلب کے سبب سوتی دھاگے اور کپڑے جیسی ثانوی مصنوعات کی برآمدات کے قابل کم فاضل پیداوار پہنچنے کا نتیجہ کم برآمدات کی صورت میں نکلا؛ خصوصاً، سوتی کپڑے کی برآمدات میں پورے سال تیزی سے کمی دیکھی گئی۔ علاوہ ازیں،

ہو گئے۔³⁸ اس کے ساتھ پست اساسی اثر کا نتیجہ پورے مالی سال کے دوران مثبت مقدراری اثر کی صورت میں نکلا۔ پاکستان کی اہم برآمدی منڈی یورپی یونین 27 کی گھریلو ٹیکسٹائل کی درآمدات کی مقدار جولائی 2020ء تا جون 2021ء میں تقریباً 17.7 فیصد تک بڑھ چکی تھیں۔ ملک میں سامان کی بحری ترسیل میں بھی مالی سال 19ء کی سطح کے مقابلے میں بھاری مار جن سے اضافہ ہوا، خصوصاً، بھارت اور دیگر کاروباری حریفوں کے مقابلے میں (شکل 6.25)۔

شکل 6.25: یورپی یونین 27 کی گھریلو ٹیکسٹائل کی درآمدی مقدار میں مطلق تبدیلی*



*FY refers to July-June
Source: Eurostat

پاکستان تھوڑی سی بلند اکائی قیمت پر بھی یورپی بلاک کو برآمدات بڑھانے میں کامیاب رہا، جس سے وہاں پر اس کی مستحکم منڈی اور کچھ آرڈروں کی منتقلی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اضافے کے باوجود پاکستان کی اکائی قدریں ابھی تک بنگلہ دیش، بھارت اور ترکی کے مقابلے میں کم ہیں، اس لیے تھوڑی بلند اکائی مالیت پر بھی ان کی مسابقت برقرار رہی (جدول 6.8)۔

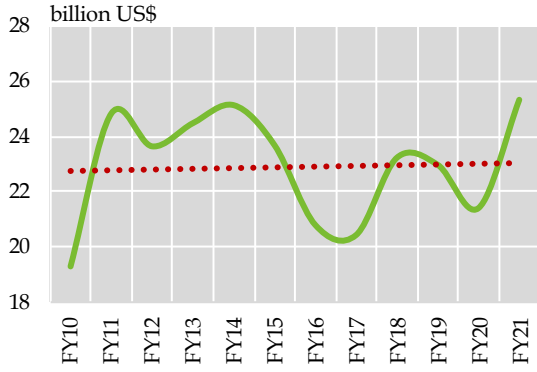
علاوہ ازیں، دیگر ٹیکسٹائل مصنوعات کی پاکستانی برآمدات بھی مالی سال 21ء میں 28 فیصد کے خاصے اضافے سے بڑھ کر 756 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔

³⁸ کووڈی دوسری لہر کے دوران بھارت میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے گھریلو ٹیکسٹائل کی مکمل طلب پوری کرنے کی اہلیت نہ رکھنے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ایک ٹیکسٹائل مل کے چیف ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے جراثیم کو بتایا: "اس طلب کو پورا نہ کرنے کا خطرہ واضح ہے۔ جیرامانڈ کے دو (ہمارے) صارفین نے اپنے آرڈر پاکستان اور بنگلہ دیش کو منتقل کر دیے تاکہ وہ اس بات کو یقینی بناسکیں کہ انہوں نے اپنے وعدے پورے کیے۔" (ماخذ:

www.just-style.com/features/skilled-worker-shortage-latest-to-hit-india-exporters/

³⁹ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں 1,083 فیصد کے سال بسال ہوشربا اضافے کے بعد مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں کووڈ سے متعلق طبی ٹیکسٹائل مصنوعات (ایچ ایس 630790) کی عالمی درآمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا اور پھر گذشتہ برس کے بلند اساسی اثر کی وجہ سے ان میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران یہ 239 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 38.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 11.3 ارب ڈالر تھے (ماخذ: آئی ٹی سی)۔

شکل 6.27: گذشتہ دہائی میں پاکستان کی برآمدات



Note: dotted line is the trend line

Source: Pakistan Bureau of Statistics

⁴¹ چاول کے زمروں میں باسمتی چاول کے حجم میں غیر باسمتی چاول کے مقابلے میں تیزی سے کمی ہوئی۔

مالی سال 21ء میں باسمتی چاول کی برآمدات 27 فیصد کمی کے ساتھ 576 ملین ڈالر پر آگئیں۔ قیمت کے معمولی مثبت اثر کی مکمل تلافی مثبت مقداری اثر نے کر دی۔ مالی سال 21ء میں مشرق وسطیٰ میں باسمتی چاول کی اہم منڈیوں۔ بحرین، عراق، عمان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور یمن۔ کو پاکستانی برآمدات کی مقدار تقریباً نصف ہو گئی، جبکہ جولائی تا اپریل مالی سال 21ء میں ان ممالک کو بھارتی برآمدات میں 5.8 فیصد اضافہ ہو گیا۔ باسمتی چاول پر بھارت کی پیشکش کردہ اوسط اکائی مالیت جولائی تا اپریل مالی سال 20ء کے 941 ڈالر فی ٹن سے کم ہو کر جولائی تا اپریل مالی سال 21ء میں 856 ڈالر فی ٹن ہو گئی۔⁴² اس کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں پاکستان کی اوسط اکائی کی مالیت 905 ڈالر فی ٹن سے بڑھ کر 919 ڈالر فی ٹن تک پہنچ گئی۔

دوسری جانب مالی سال 21ء میں غیر باسمتی چاول کی برآمدات 5.3 فیصد کے تھوڑے اضافے سے بڑھ کر 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ قیمت کے خاصے اور مثبت اثر کا نتیجہ تھا (شکل 6.26)۔ اس پیش رفت کی دو اہم وجوہات تھیں۔ ابتدائی طور پر پاکستان کی اکائی مالیت نئی فصل سے قبل پہلی سہ ماہی میں سخت رسد کے باعث بڑھ چکی تھی۔ بعد ازاں، ستمبر تا اکتوبر میں نئی فصل کی

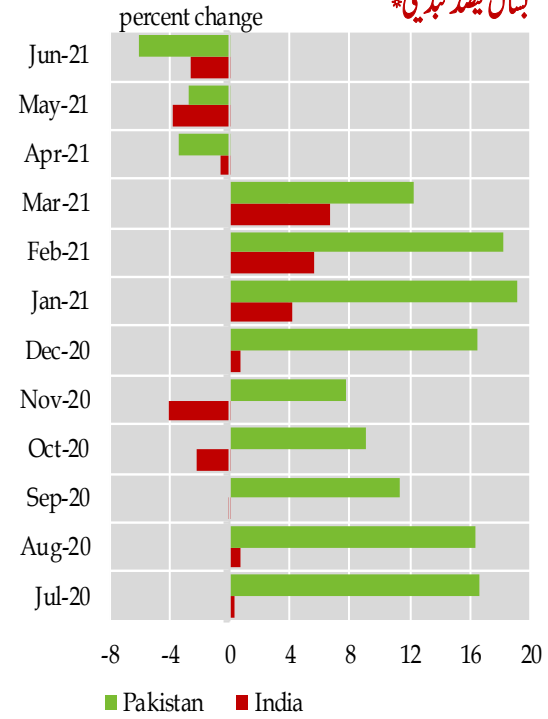
ملبوسات کی تجارت میں عالمی تعطل کے سبب پاکستان کے سوئی کپڑے کے دھاگے اور کپڑے کی بین الاقوامی طلب بھی سال بسال بنیادوں پر کم رہی۔⁴⁰

چاول کی برآمدات کو زیادہ مسابقت کا سامنا رہا

مالی سال 21ء میں چاول کی برآمدات 6.1 فیصد کمی کے ساتھ 2 ارب ڈالر پر آ گئیں، جبکہ مالی سال 20ء میں 5.1 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ برآمدات کم ہونے میں بلا دست عامل کم برآمدی حجم تھا، جس سے بلند اکائی مالیتوں کی قیمت کے مثبت اثر پر قابو پانے میں مدد ملی۔ پاکستانی چاول کی برآمدات کم کرنے میں بھارت کی مسابقتی قیمت نے کردار ادا کیا، جسے دیگر وجوہات کے علاوہ مؤخر الذکر کے پاس چاول کے بھاری ذخائر سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

شکل 6.26: پاکستان اور بھارت کے غیر باسمتی چاول کی قسم میں سال

بسال فیصد تبدیلی*



*25% broken

Source: Food and Agriculture Organization

⁴⁰ مثلاً، چین، بنگلہ دیش، جرمنی، برطانیہ، اسپین اور اٹلی جیسی اہم منڈیوں کو پاکستان کی سوئی کپڑے کی برآمدات نصف سے بھی کم رہ گئیں (پاکستان دفتر شماریات)۔

⁴¹ بھارتی چاول کی برآمدات کو وافر رسد اور مسلسل ہیر فصلوں، دنیا کی سب سے زیادہ مسابقتی قیمتوں اور بھاری مقدار میں چاول برآمد کرنے کے قابل بہتر برآمدی انفراسٹرکچر سے فائدہ ہوا ہے۔ "ماخذ: یو ایس ڈی اے 2021ء؛ اناج کی عالمی تجارتی رپورٹ۔ جون کا شمارہ۔ واشنگٹن ڈی سی: امریکی محکمہ زراعت۔

⁴² ماخذ: وزارت کامرس اور صنعت، بھارت اور اسٹیٹ بینک کا حساب۔

ہے کہ اس نمو کی بہتری میں ان اہم عوامل نے کردار ادا کیا: گنجائشی زری اور مالیاتی پالیسیاں، بازار پر مبنی شرح مبادلہ کا نظام، 2020ء کے اوائل میں کووڈ پھیلنے کے بعد صنعتی سرگرمی کے ساتھ برآمدی شعبے کی بحالی کے لیے حکومت کے معاون اقدامات اور کچھ اہم برآمدی مصنوعات کے آرڈروں کی منتقلی۔ تاہم اس کے باوجود گذشتہ برسوں میں پاکستان کی برآمدات میں مسلسل اضافہ نہیں ہوا ہے جس کا نتیجہ ان کے منجمد ہونے کی صورت میں نکلا (شکل 6.27)۔ باکس 6.2 میں اس صورت حال کے پس پردہ عوامل پر بحث کی گئی ہے۔

آمد کے بعد گذشتہ برس کے مقابلے میں چین سے اناج کی خاصی زیادہ طلب دیکھنے میں آئی، جس نے برآمدی قیمتوں کو مزید بڑھا دیا۔⁴³،⁴⁴ اس سے قطع نظر، ان بلند اکائی قیمتوں نے اہم افریقی خریداروں کو بھارتی رسد کنندگان پر منتقل ہونے کی ترغیب دی، جنہوں نے زیادہ مسابقتی قیمتوں کی پیش کش کی تھی۔⁴⁵ افریقہ کو کم برآمدات نے چین سے بلند طلب کے اثر کو زائل کر دیا، اور یہ مجموعی برآمدات میں کمی باعث بنیں۔ لہذا، غیر باسستی چاول کے حجم میں کمی باسستی چاول کے مقابلے میں معتدل تھی۔

مالی سال 21ء میں پاکستان کی برآمدات 18.3 فیصد کی معقول سال بسال نمو کے ساتھ بڑھ کر 25.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی

باکس 6.2: برآمدات میں مستحکم نمو پر اثر انداز عوامل: پاکستان بعض ہمسر ملکوں سے پیچھے کیوں ہے

گذشتہ ایک عشرے کے دوران پاکستان کی برآمدات میں نموبے قاعدہ اور غیر مستحکم رہی۔ اس کے مقابلے میں بھارت اور چین جیسے بعض ہمسر ممالک کی کارکردگی خاصی بہتر رہی۔ ان ملکوں کو توازن ادائیگی کے بحرانوں کا بار بار سامنا کرنا نہیں پڑا جبکہ پاکستان کو کرنا پڑا۔ ورلڈ انٹی گریٹڈ ٹریڈ سولوشنز کے مطابق 2020ء سے 2019ء تک کے دوران پاکستان کی برآمدات میں صرف 2 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ بھارت اور چین نے بالترتیب 103 ارب ڈالر اور 921 ارب ڈالر اضافہ کیا۔ اس عرصے کے دوران پاکستان کی برآمدات اوسطاً 23 ارب ڈالر رہیں جبکہ بھارت اور چین کی اوسط بالترتیب 293 ارب ڈالر اور 2.2 ٹریلین ڈالر رہی۔ پاکستان، بھارت اور چین کی 2019ء میں برآمدات جی ڈی پی کے اعتبار سے بالترتیب تقریباً 9 فیصد، 11 فیصد اور 17 فیصد تھیں۔ عالمی برآمدات میں پاکستان کا حصہ جو 2010ء میں پہلے ہی 0.13 فیصد تھا، 2019ء میں مزید گر کر 0.12 فیصد رہ گیا۔ دوسری طرف، بھارت کا عالمی تناسب ان ہی برسوں میں 1.31 فیصد سے بڑھ کر 1.57 فیصد، اور چین کا 9.37 فیصد سے 12.17 فیصد ہو گیا۔ پاکستان کی برآمدات مستحکم طریقے سے کیوں نہیں بڑھ سکیں، اس کے چار اہم اسباب کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے جو متعدد مطالعوں کا نتیجہ ہے۔⁴⁶

الف) لیبر کی پیداواریت

دیش لکھ اور پائن (2013ء) کے مطابق، اس خود انتخابی مفروضے (self-selection hypothesis) کا پختہ ثبوت موجود ہے، جو کہتا ہے کہ زیادہ پیداوار دینے والی فرموں کا برآمدی منڈی میں آنے اور پیداوار دوسرے ملکوں کو بھگانے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ میلز (2003ء) اور گردنی اور میلز (2005ء) نے بھی کسی فرم کی پیداواریت اور برآمدی منڈی میں اس کی آمد کی اہلیت کے مابین تعلق تلاش کیا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ زیادہ پیداواریت والی فرمیں برآمد کرتی ہیں، کم پیداواریت والی فرمیں ملکی منڈیوں تک محدود رہتی ہیں اور سب سے کم پیداوار والی ختم ہو جاتی ہیں۔

کسی فرم کی مجموعی پیداواریت کے اہم عوامل میں سے ایک عامل اس کے لیبر کی پیداواریت ہے۔ لیبر کی پیداواریت کوئی کارکن پیداوار سے ناپا جاتا ہے اور اس کا تعین کرنے والے بنیادی عناصر انسانی و مادی سرمائے کا معیار اور ٹیکنالوجی کی جدت ہیں جو زیر غور ملکوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ چین اور بھارت کی پیداواریت کی ملکی سطحیں پاکستان سے بلند ہیں، اور اسی سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ

⁴³ غیر باسستی چاول کی مجموعی تین ملین ٹن برآمدات میں سے تقریباً 0.9 ملین ٹن پاکستان کی چین کو برآمدات پر مشتمل تھا جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں 2.5 گنا یا 148 فیصد بلند تھا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

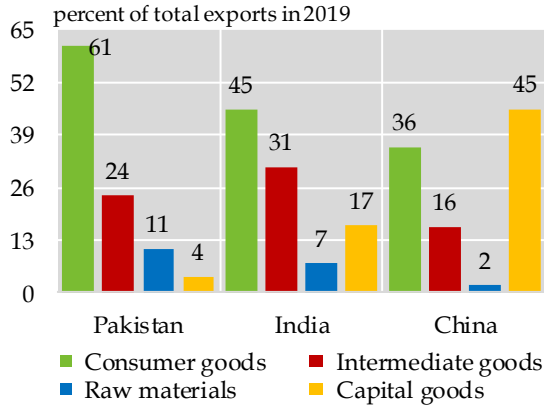
⁴⁴ مارکیٹ کی ایک تحقیق میں پاکستان کے غیر باسستی چاول کی حوالہ قیمتوں پر چین کی بلند درآمدات کے اثر کی نشاندہی بھی کی گئی ”۔۔۔ ایک تاجر کے مطابق یہ مارکیٹ ایک ’چھوٹی رولر کو سٹر‘ ہے جو چینی طلب کے حجم کے لحاظ سے بدلتی ہے۔“ (ماخذ: ایس ایچ ڈی گلوبل پلاسٹکس، 26 فروری 2021ء)۔

⁴⁵ مالی سال 21ء میں مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ میں کینیا، تنزانیہ، موزمبیق، صومالیہ، ٹوگو، نیگال کو پاکستان کی غیر باسستی برآمدات کی مقدار نصف سے زائد کمی کے ساتھ 0.5 ملین ٹن (مجموعی غیر باسستی برآمدات کا 15 فیصد) پر آگئیں، جبکہ گذشتہ برس یہ ایک ملین ٹن (32 فیصد) تھیں، جبکہ جولائی تا اپریل مالی سال 21ء میں بھارت کی مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ دونوں کو چاول کی برآمدات بڑھ کر 4.7 ملین ٹن تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 8 گنا زیادہ ہے (پاکستان دفتر شماریات؛ اور وزارت کامرس اور صنعت، بھارت)۔

⁴⁶ واضح رہے کہ یہ وجوہات کسی بھی طرح مکمل اور جامع نہیں ہیں۔

گذشتہ برسوں کے دوران ان کی برآمدی تفصیلات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ چین اور بھارت کی لیبر کی پیداواری سطح (اگر 2010ء کے ڈالر کو مستقل رکھا جائے تو) 2017ء میں پاکستان کے مقابلے میں 3.4 گنا اور 1.4 گنا زائد تھی۔⁴⁷

شکل 6.2.1: پراسیسنگ کے مرحلے کے اعتبار سے مصنوعات کا تنوع



Source: World Integrated Trade Solutions

مزید برآں، شعبہ جاتی نقطہ نظر سے ایشیائی شعبہ کسی ملک کی برآمدات میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر Soderbom اور Teal (2002ء) نے تائیوان، سنگاپور اور جنوبی کوریا کی اقتصادی کامیابی کو ان کی برآمدی کارکردگی سے جوڑتے ہوئے رائے ظاہر کی کہ مصنوعات کی برآمدات سرفہرست متغیرہ (variable) ہے۔ Reis اور دیگر (2013ء) نے بھی یہ بات نوٹ کی کہ ایشیا کی بین الاقوامی تجارت میں مصنوعات سب سے اہم عنصر ہوتی ہیں۔ پاکستان کی لیبر کی پیداواریت ایشیائی ممالک میں بھی بھارت اور چین سے خاصی پیچھے ہے۔ پاکستان کی ایشیائی ممالک کی پیداواریت 2017ء میں 12000 امریکی ڈالر تھی (2011ء کی پی پی پی شرح مبادلہ کے لحاظ سے) جبکہ بھارت کی 22000 اور چین کی 35000 امریکی ڈالر تھی۔⁴⁸

ب) مصنوعات میں تنوع

بعض ماہرین میک ملن، راڈرک اور Verduzco-Gallo (2014ء) کی رائے میں مصنوعات میں تنوع ایسی خوبی ہے جو آگے چل کر برآمدی آمدنی بڑھانے میں مدد دے سکتی ہے اور اسے مستحکم بھی بنا

سکتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر ترقی پذیر ممالک جیسے نائجر یا کے معاملے میں سچ ہے جو مصنوعات کے ارتکاز کی بنا پر تجارتی دھچکوں کی زد میں رہتے ہیں۔ نیز، فیسٹر اور لی (2004ء) نے ثابت کیا کہ کسی ملک کی تمام صنعتیں اگر برآمدی تنوع صرف 10 فیصد بڑھائیں اس ملک کی پیداواریت کی نمونہ میں 1.3 فیصدی درجے اضافہ ہو جائے گا۔

اس معاملے میں پاکستان کی برآمدی باسکٹ میں تنوع کی کمی ہے، خاص طور پر جب بھارت اور چین سے اس کا موازنہ کیا جائے (شکل 6.2.1)۔ بحیثیت مجموعی، پراسیسنگ کے مرحلے کی بنیاد پر پاکستان کے برآمدی آمیزے میں صارفی مصنوعات کا پلہ بھاری ہے یعنی پاکستان کی 60 فیصد سے زائد برآمدات صارفی مصنوعات پر مشتمل ہیں۔ اس کے مقابلے میں بھارت اور چین کے برآمدی آمیزے میں صارفی ایشیا، وسطی ایشیا اور سرمایہ جاتی ایشیا کا تناسب نسبتاً مساوی ہے۔

تفصیلی اٹیچ ایس 2 سطح پر پاکستان کی برآمدات میں صارفی اور وسطی ایشیا کے چند زمرے حاوی ہیں، جو ملبوسات (ٹوٹا اور بننے ہوئے کپڑے)، گھریلو ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل کی دیگر مصنوعات، کپاس اور اس کی ایشیا، اور دلیہ ہیں جو مجموعی طور پر کل برآمدات کا تقریباً 65 فیصد بناتے ہیں۔ ان ایشیا کا حصہ 2019ء میں 23.8 ارب ڈالر کی مجموعی برآمدات میں 15.5 ارب ڈالر تھا۔

بھارت میں اٹیچ ایس 2 سطح پر مصنوعات کے متعدد زمرے اس آمیزے کو ظاہر کرتے ہیں جس سے پاکستان کی نسبت زیادہ تنوع کا اظہار ہوتا ہے۔ ان زمروں میں دھاتی تیل اور ایندھن، جواہرات اور قیمتی دھاتیں، دوائی مصنوعات، مشینری اور مکینکل آلات، لوہا اور فولاد، اناج، پلاسٹک اور اس کی مصنوعات، وغیرہ شامل ہیں۔ بھارت کی 2019ء میں مجموعی برآمدات میں ایشیا کے ان گروپوں کا مجموعی حصہ تقریباً 60 فیصد تھا۔ اسی طرح چین کی اہم مصنوعات کے زمرے اٹیچ ایس 2 کے متعدد ڈیپٹیٹرز میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں یہ شامل ہیں: برقی مشینری اور آلات، مشینری اور مکینکل آلات، فرنیچر، پلاسٹک کی ایشیا، آپٹیکل آلات، گاڑیاں، ٹیکسٹائل کی ایشیا، کھلونے، لوہا اور فولاد اور ان کی ایشیا، ملبوسات، نامیاتی کیمیکل، جوتے، وغیرہ۔ چین کی 2019ء میں مجموعی برآمدات میں ایشیا کے ان گروپوں کا مجموعی حصہ تقریباً 73 فیصد تھا۔

مزید برآں، اٹیچ ایس 2 سطح پر پاکستان مصنوعات میں تنوع کی جس کمی کا شکار ہے اس کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ اس کی سرفہرست 50 برآمدی مصنوعات نے مجموعی برآمدات میں (2019ء میں امریکی ڈالر میں مالیت کے اعتبار سے) تقریباً 63 فیصد جگہ گھیری۔ اس کے برعکس بھارت اور چین کی اپنی اپنی سرفہرست 50 مصنوعات نے بالترتیب تقریباً 49 فیصد اور 38 فیصد جگہ گھیری۔

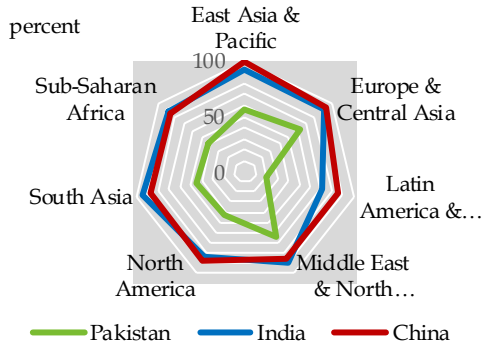
Dieppe, A., S. Kilic Celik, and G. Kindberg-Hanlon. 2020. *Global Productivity Trends*. In *Global Productivity: Trends, Drivers, and Policies*, edited ⁴⁷

by A. Dieppe. Washington, DC: World Bank

⁴⁸ فٹ نوٹ 47 ملاحظہ کیجیے۔

شکل 6.2.2: 2019ء میں ایچ ایس 6 عددی برآمدی مصنوعات کی مجموعی

تعداد میں ان مصنوعات کا علاقہ وار حصہ



Source: World Integrated Trade Solutions

ج) منڈی کا متنوع

منڈی کا متنوع بلند اور زیادہ منظم آمدنی کے نئے مواقع کا باعث بنتا ہے، جبکہ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کسی منڈی میں طلب کے اتار چڑھاؤ کی بنا پر برآمدی فرموں کو زیادہ متنفر نہیں ہونا پڑتا (غنی، محمود، دین، 2012ء)۔ پاکستان کی برآمدی منڈیاں بھارت اور چین کے مقابلے میں کہیں کم متنوع ہیں۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے پہلے ورلڈ ٹریڈ انٹی گریٹڈ سلسلہ، کے عالمی علاقائی تجزیے کو سمجھنا ہو گا جو شکل 6.2.2 میں دیا گیا ہے۔

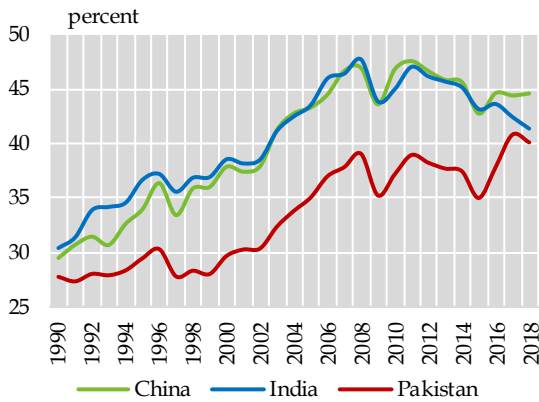
پاکستان کی ایچ ایس 6 عددی مصنوعات کی اوسط تعداد جو ان تمام خطوں میں بھیجی گئی 2019ء میں 47 فیصد تھی جبکہ مجموعی مصنوعات 2824 ہیں (شکل 6.2.2)۔ اس کے برعکس، بھارت اور چین کی اوسط ہالترتیب 87 فیصد اور 90 فیصد تھی، جبکہ دونوں میں سے ہر ایک کی مصنوعات کی تعداد 4400 سے کچھ زیادہ تھی۔ اس تعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں علاقائی منڈیوں میں پاکستان کے لیے اپنی جگہ بنانے کی گنجائش موجود ہے۔ وہ ممکنہ منڈیاں یہ ہیں: لاطینی امریکہ اور جزائر غرب الہند، افریقہ ماسوائے صحرائے اعظم، شمالی امریکہ، جنوبی ایشیا، مشرقی ایشیا اور بحر الکاہل کا خطہ۔

مثال کے طور پر لاطینی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے ملکوں نے 2019ء میں لگ بھگ 33 ارب ڈالر کی ٹیکسٹائل اور ملبوساتی اشیاء درآمد کیں۔ ان ملکوں نے چین سے 13 ارب ڈالر اور بھارت سے 1.6 ارب ڈالر کی مصنوعات منگوائیں، جبکہ پاکستان سے ان کی درآمدات صرف 344 ملین ڈالر تک محدود ہیں۔

د) عالمی قدری زنجیریں (جی وی سی)

”گلوبل ویلیو چین ڈیولپمنٹ رپورٹ 2019ء“ کے مطابق عالمی تجارت کا دو تہائی سے زائد حصہ عالمی قدری زنجیروں کے ذریعے اپنی منزلوں تک پہنچا جن میں مصنوعات نے حتمی طور پر تیار ہونے سے پہلے کم از کم ایک سرحد اور عموماً کئی کئی سرحدیں عبور کیں۔ جی وی سی برآمدات میں نمو کو تیز کرنے میں دو طریقوں سے مدد دیتے ہیں۔ (1) پسپا شرکت (Backward participation) یا ارتباط، جس میں کوئی ملک وسائل اشیاء درآمد کر کے انہیں تیار مصنوعات میں ڈھالتا اور برآمد کر دیتا ہے جس سے اسے مسابقتی فائدہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر، بنگلہ دیش سوتی ریشہ اور دھاگہ درآمد کرتا ہے، اور اس سے سوتی ملبوسات بنا کر برآمد کر دیتا ہے۔ (2) پیش قدم شرکت (Forward participation)، جس میں کوئی ملک وسائل اشیاء درآمد کرتا ہے کیونکہ متعلقہ تیار شدہ مصنوعات بنانے میں اس کا کوئی مسابقتی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر امریکہ آئی فون کا ڈیزائن اور انجینئرنگ آئٹم جوڑنے (assembly) کے لیے چین کو برآمد کرتا ہے جو سستا ہے اور اس سے مسابقت ملتی ہے۔

شکل 6.2.3: مجموعی برآمدات میں جی وی سی کا حصہ بطور فیصد



Source: UNCTAD EORA

عالمی قدری زنجیروں میں پاکستان کی شرکت، جو دراصل پسپا شرکت اور پیش قدم شرکت کا مجموعہ ہوتی ہے، بھارت اور چین سے کم ہے اور 1990ء سے اب تک کے بیشتر عرصے میں ایسا ہی رہا ہے (شکل 6.2.3)۔ اگرچہ 2007ء کے بحران کے بعد والے عرصے میں اس کی شرکت مرکوز ہوئی ہے، تاہم یہ اب بھی سست رفتار ہے۔

اسٹیٹ بینک (2020ء) نے نوٹ کیا کہ پاکستان عالمی قدری زنجیروں میں اب بھی گہرائی کے ساتھ منسلک نہیں ہے جس کی دوا ہم وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ پاکستان کی بیشتر برآمدات پست اضافہ قدری مصنوعات اور ابتدائی اجناس ہیں جنہیں عام طور پر درآمدی خام مال کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ ملکی مصنوعات کے تحفظ کا معاشی نظام (protectionism) ہے۔ وسطی ایشیا پر پاکستان جو نرخ لاگو کرتا ہے وہ مشرقی ایشیا کی اوسط سے چار گنا زیادہ ہے۔ عالمی بینک (2019ء) نے پاکستان کی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کے تجزیے میں رائے دی کہ برآمد کنندگان کا انحصار پست معیار کی کپاس پر ہے جو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی عالمی قدری زنجیروں سے پست رابطے پر منتج ہوتا ہے۔ اس انحصار کا تعلق کپاس کی ملکی صنعت سے اور اس بات سے ہے کہ برآمد کنندگان عالمی قیمتوں پر مصنوعی ریشوں اور اعلیٰ معیار کی کپاس تک آسانی سے رسائی حاصل کرنے کے قابل نہیں (ملکی مصنوعات کے تحفظ کی معاشی روایت کی بنا پر) اور اسی لیے وہ آرڈرز کی تعمیل بروقت نہیں کر سکتے۔ یہی معاملہ بنگلہ دیش کا ہے۔

- World Integrated Trade Solutions
- Deshmukh, J. and Pyne, PK. 2013. *Labour productivity and export performance: Firm-level evidence from Indian manufacturing industries since 1991*. ARTNeT Working Paper Series No. 126, June, Bangkok, ESCAP
- Melitz, M. 2003. *The impact of trade on intra-industry reallocations and aggregate industry productivity*. *Econometrica*, vol. 71, pp.1695-1725
- Ghironi, F. and Melitz, M. 2007. *Trade flow dynamics with heterogeneous firms*. *The American Economic Review*, vol 97, No.2, pp-356-361
- Måns Söderbom and Francis Teal. 2002. *Are manufacturing exports the key to economic success in Africa?* Centre for the Study of African Economies, Department of Economics, University of Oxford
- Reis, C. & Marconi, N. & Araújo, E. 2013. *The role of manufacturing exports in the economic development of middle-income countries*
- McMillan, M., and D. Rodrik, and I. Verdusco-Gallo. 2014. *Globalization, Structural Change, and Productivity Growth with an Update on Africa*. *World Development* 63: 11-32
- Feenstra, R.C. and Kee, HL. 2004. *Export variety and country productivity*. National Bureau for Economic Research, NBER Working Paper 10830
- Ghani, E., Mahmood, T., and Musleh ud Din. 2012. *Market Diversification and Firms' Characteristics of Export-Oriented Manufacturers in Pakistan*. *The Pakistan Development Review*. Pakistan Institute of Development Economics, Islamabad
- UNCTAD-Eora Global Value Chain (GVC) database (2018)
- بینک دولت پاکستان کی پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ، 2020ء۔
- World Bank Group. 2019. *Modernizing Trade in Pakistan: Policy Reform Handbook*. World Bank, Washington, DC.

سال 21ء کے دوران 2.3 ارب ڈالر اضافے سے 10.4 ارب ڈالر تک جا پہنچیں (جدول 6.9)۔ نیز، صارفی ایشیا کے لیے خام مال کی درآمد کا تناسب بلند رہا اور زیر جائزہ مالی سال کی مجموعی درآمدات میں 26.4 فیصد نمو میں اس کا تناسب 11.6 فیصدی درجے تھا (شکل 6.28)۔

اس زمرے میں خوردنی تیل (جس میں پام آئل ہے)، ٹیکسٹائل کا خام مال (بشمول خام کپاس) اور توانائی کی درآمدات شامل ہیں۔ مالی سال 21ء کے دوران درآمدات میں ہونے والے مجموعی اضافے کا 64 فیصد سے زائد حصہ ان دوزمروں کے مجموعے میں مرکوز تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ بلحاظ اضافہ ان میں سے بیشتر بھاری اجزاء زرعی اجناس ہیں (شکل 6.29)۔

مالی سال 19ء کے دوران زرعی پیداوار میں جو کمی آئی اور چند منفی واقعات ہوئے جیسے ناسازگار موسم، ٹڈی دل کا حملہ اور گئے اور کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی، ان کے اثرات مالی سال 20ء کی زرعی شعبے کی پیداوار پر اور مالی

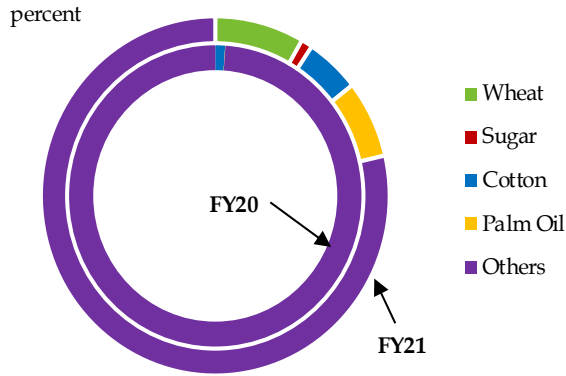
درآمدات

مالی سال 21ء میں پاکستان کی درآمدات بڑھ کر 56.4 ارب ڈالر ہو گئیں جو مالی سال 20ء میں 44.6 ارب ڈالر تھیں۔ بہر حال یہ مالی سال 18ء کی ریکارڈ درآمدات 60.8 ارب ڈالر سے کچھ ہی کم رہیں۔ مالی سال 20ء میں درآمدات کم رہنے کا سبب ابتدائی تین ماہیوں میں اقتصادی استحکام کا سخت پالیسی ماحول تھا، بعد ازاں آخری سہ ماہی میں کورونا کی وجہ سے کساد بازاری آگئی اور مجموعی طلب گر گئی۔ تاہم مالی سال 21ء میں تین اہم عوامل درآمدات میں تیز رفتار نمو کا سبب بنے۔

خصوصاً صارفی غذائی ایشیا اور دواؤں، اور صارفی مصنوعات کے لیے خام مال کی ضروریات سے اجناس کی درآمدی طلب بڑھ گئی

غذائی ایشیا (بشمول گندم اور شکر) اور دواؤں (بشمول کووڈ ویکسین) جیسی صارفی ضروریات کی بلند طلب کی وجہ سے صارفی ایشیا کی درآمدات بڑھ گئیں جو مالی

شکل 29.6: درآمدی نمویں اہم زرعی اجناس کا حصہ



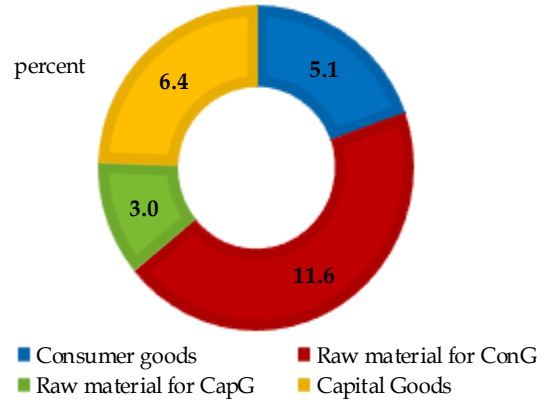
Source: Pakistan Bureau of Statistics

میں ہدف سے کم پیداوار، موسمی تبدیلیوں سے لاحق خطرات اور گندم کی اگلی فصل پر کیڑوں کے حملے نے، نیز کووڈ کی وجہ سے گندم اور آٹے کی طلب میں بار بار اتار چڑھاؤ نے حکومت کو اپنا موقف بدلنے پر مجبور کیا۔ اس کے نتیجے میں حکومت نے نہ صرف مالی سال 21ء میں گندم کی ملکی ضروریات پوری کرنے بلکہ مستقبل کے لیے بھاری اسٹریٹجک ذخائر برقرار رکھنے کی غرض سے گندم درآمد کرنے کی اجازت دے دی۔

اسی طرح، غیر معمولی موسمی اتار چڑھاؤ اور کیڑوں کے حملے کے علاوہ ایک اور چیز نے مالی سال 21ء کے دوران زرعی اجناس کی بھاری مقدار میں درآمد کو ضروری بنا دیا اور وہ چیز تھی کپاس، گٹے اور خوردنی تیل کے بیجوں کی فصلیں اگانے میں کاشت کاروں کی عدم دلچسپی۔ پاکستان نے زیر جائزہ سال میں 3.1 ملین میٹرک ٹن پام آئل اور سویا بین آئل درآمد کیا جو مالی سال 20ء کے مقابلے میں 8.2 فیصد زائد، اور ملکی ضروریات کا تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔ خوردنی تیل کے بیجوں اور تیل کی ملکی پیداوار کم ہونے کی وجہ بنوے، ریپ سیڈ اور سوسوں، سورج کھھی اور کینولا کی پیداوار میں کمی ہے۔ ان اجناس کا زیر کاشت رقبہ مالی سال 21ء میں 21.4 فیصد گھٹ گیا۔⁵⁰

اہم بات یہ ہے کہ تیل کے بیجوں کی فصل اور اس کے زیر کاشت رقبے میں کمی پاکستان کے نقطہ نظر سے نیک شگون نہیں ہے، خصوصاً اس وقت جب پام

شکل 28.6: معاشی زمرے کے لحاظ سے نمویں حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 6.9: معاشی زمرے کے لحاظ سے پاکستان کی درآمدات

ملین امریکی ڈالر

مطلق فرق	م 21ء	م 20ء	صاری ایشیا
2,284	10,367	8,084	غذا
1,695	7,068	5,372	گندم
983	983	-	شکر
125	128	3	دوائیں
359	1,308	949	دیکٹین
312	531	219	خام مال (الف + ب)
6,515	30,155	23,640	الف- صاری ایشیا
5,178	24,025	18,847	پام آئل
827	2,669	1,842	ایل این جی
-45	2,617	2,662	بیٹرولیم
427	5,160	4,733	خام کپاس
600	1,480	880	ب- ایشیائی سرمایہ
1,337	6,129	4,793	ایشیائی سرمایہ
2,849	15,610	12,762	موبائل فون
695	2,065	1,370	موٹر گاڑیاں
1,179	2,458	1,279	مجموعہ
11,852	56,405	44,553	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

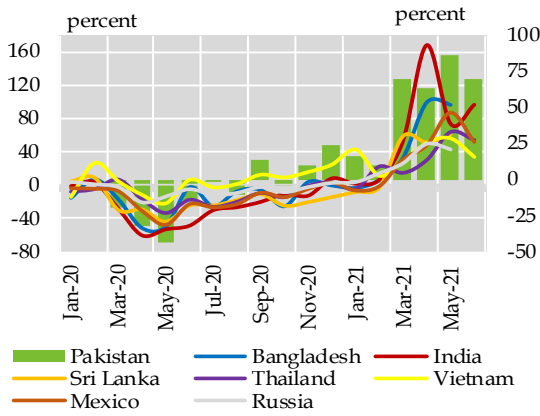
سال 21ء کے لیے اُن کے نچ جانے والے ذخائر پر بھی پڑے۔ پاکستان نے بھاری ذخائر کی دیکھ بھال پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی کے لیے مالی سال 19ء میں تقریباً 2.0 ملین ٹن گندم برآمد کی تھی۔⁴⁹ تاہم مالی سال 20-19ء

⁴⁹ امریکی محکمہ زراعت (2021ء)۔ ”گریں اینڈ فیڈ اینیٹل - پاکستان (جون)، واٹشمن ڈی سی۔

⁵⁰ پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء

سال کے ساتھ ساتھ بہ وزن اوسط حقیقی شرح قرض گاری میں نمایاں کمی آگئی جس سے مجموعی طلب بڑھ گئی اور جس نے بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نمو کو مالی سال 21ء کے دوران بڑھا کر 14.8 فیصد کر دیا (شکل 6.30)۔⁵² مزید برآں، کارکنوں کی ترسیلات میں تقریباً 27 فیصد اضافے اور روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس میں 1.5 ارب ڈالر سے زائد کی آمد، جس میں سے تقریباً 500 ملین ڈالر گھرانوں نے وصول کیے، کی بنا پر وصول کنندہ گھرانوں کی صرف کی طلب بڑھ گئی۔⁵³ چنانچہ معیشت میں مجموعی طلب کی بحالی کے رد عمل میں درآمدی طلب سامنے آئی۔

شکل 6.31: علاقائی معیشتوں میں درآمدی نمو



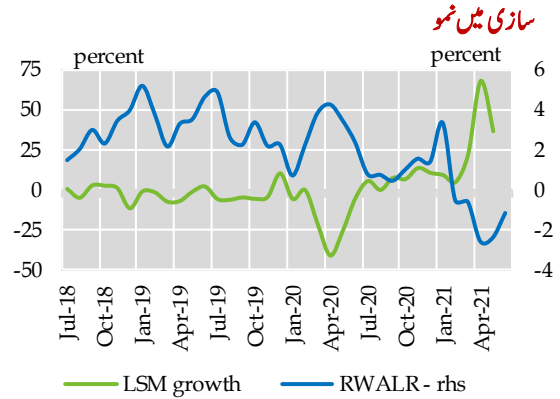
Source: World Bank & International Monetary Fund

اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں نے مارچ 2021ء کے بعد سے درآمدات بڑھا دیں

اجناس کی عالمی قیمتوں میں غیر متوقع اضافہ بھی پاکستان کا درآمدی بل بڑھنے کا سبب بنا، اگرچہ کہ واجبی سا۔ مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں، خصوصاً مارچ 2021ء سے آگے اجناس کی عالمی قیمتیں بڑھ گئیں (سیکشن 6.1)، جس کو توقع سے زیادہ طاقتور بحالی نے مدد دی اور ویکسینیشن مہم نے تیز کیا۔⁵⁴

عالمی اقتصادی بحالی اور اوپیک اور اس کے شریک ممالک کی جانب سے کم پیداوار برقرار رکھے جانے کے نتیجے میں خام تیل کی قیمتیں پھر سے بڑھ کر کووڈ وبا سے پہلے کی سطح پر آگئیں، جبکہ وبا کے دوران وہ ریکارڈ پست سطح تک چلی گئی

شکل 6.30: بہ وزاوسط حقیقی شرح قرض گاری اور بڑے پیمانے کی ایشیا سازی میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

آئل کی عالمی قیمتیں انڈونیشیا اور ملائیشیا میں رسدی رکاوٹوں کی بنا پر تیزی سے بڑھ رہی ہیں اور چین اور بھارت کی طلب میں بھی اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ چین کا ارادہ یہ ہے کہ خوردنی تیل کے اپنے ذخائر تیار کرے، جبکہ بھارت نے مہنگائی سے نمٹنے کے لیے پام آئل کی درآمدات پر ٹیکس کم کر دیا ہے۔⁵¹ خوردنی تیل کے بیجوں کی ملکی پیداوار بڑھانے کی غرض سے پاکستان کو ایک حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے جس سے خوردنی تیل کے درآمدی اخراجات گھٹانے میں مدد مل سکتی ہے۔ اگرچہ پاکستان نے مالی سال 21ء میں گندم کی بھر فصل اور گنے کی زائد پیداوار حاصل کی جس سے آئندہ ان اجناس کو درآمد کرنے کا دباؤ کم رہے گا، تاہم ایک زیادہ جامع زرعی پالیسی تشکیل دی جانی چاہیے جس کے دہرے مقاصد ہوں، یعنی غذائی سلامتی بڑھانا اور غذائی درآمدات پر انحصار گھٹانا۔ اس طرح، جب کبھی زرعی شعبہ سست رفتاری کا شکار ہو گا بھی تو درآمدی دباؤ کم کرنے میں مدد ملے گی۔

نرم پالیسی سے معیشت کو مطلوبہ مہمیز ملی

کووڈ کے دھچکے کے بعد، مالی سال 20ء کے اواخر میں نرم زرعی اور مالیاتی مہمیز کا جو اعلان کیا گیا تھا اس کا بیشتر نفاذ مالی سال 21ء میں بھی جاری رہا۔ کووڈ کے دھچکے کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات نے مختلف اسکیموں کے تحت کافی سیالیت کو دستیاب رکھا۔ یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ گزرتے

⁵¹ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

⁵² جون 2021ء تک بہ وزن اوسط حقیقی شرح قرض گاری 350 بی پی ایس گر چکی تھی۔ نیز، جولائی تا مئی مالی سال 20ء کے دوران بڑے پیمانے کی ایشیا سازی میں 10.2 فیصد کمی آئی۔

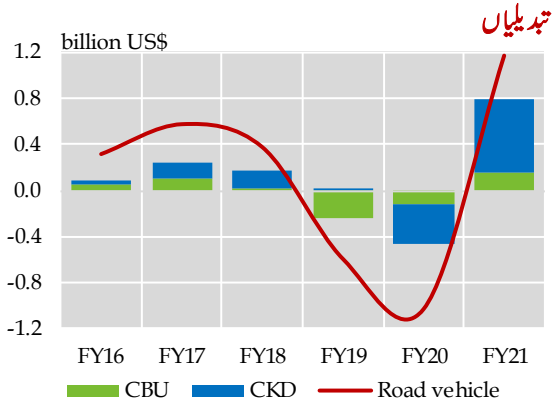
⁵³ www.sbp.org.pk/rda/progress.html

⁵⁴ عالمی بینک کے مطابق اجناس کی عالمی قیمتوں میں توانائی کی مصنوعات جیسے خام تیل، قدرتی گیس، اور کوئلہ کی قیمتیں شامل ہوتی ہیں، ان کے علاوہ بہت سی غیر توانائی مصنوعات بشمول زرعی مصنوعات (غذائی اور غیر غذائی دونوں)، کھاد، دھات اور معدنیات، اور قیمتی دھاتوں کی قیمتیں شامل ہوتی ہیں۔

اور کشتیوں کا ہے۔ کاروں کی درآمداتی طلب بڑھنے کا اہم سبب مجموعی طلب کی بحالی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ بھاری اور ہلکی گاڑیوں دونوں کے زمرے پر الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں ہونے والی درآمدات حاوی ہیں جو مالی سال 21ء میں بڑھ کر 2.5 ارب ڈالر ہو گئیں۔ موخر الذکر مالی سال 20ء میں 1.3 ارب ڈالر تھیں جو مالی سال 21ء میں بڑھ کر 2.5 ارب ڈالر ہو گئیں۔ ہلکی گاڑیوں (موٹر کار) کی درآمدات مالی سال 21ء میں 799 ملین ڈالر اضافے

شکل 6.33: گاڑیوں کی مجموعی درآمدات میں کاروں کے درآمدی حصے میں

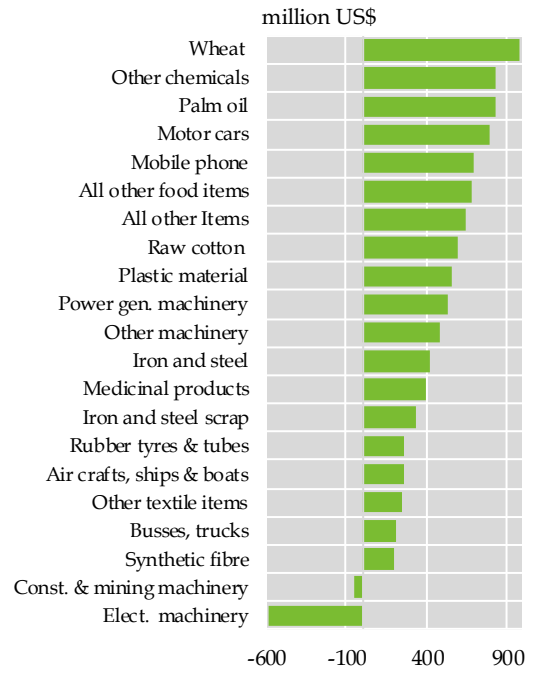


Source: Pakistan Bureau of Statistics

کے ساتھ 1.4 ارب ڈالر ہو گئیں۔ الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں درآمدات نے کاروں کی مجموعی درآمدات میں 81.3 فیصد حصہ لیا (شکل 6.33)۔ ملکی آٹومارکیٹ میں نئے اسمبلرز کی آمد کو سہولت دینے اور کاروں کے نئے روپ متعارف کرانے میں آٹوموٹیو ڈیولپمنٹ پالیسی 2016-21ء کے تحت ترغیبات نے اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں درآمدات بڑھ گئیں۔

دریں اثناء، مکمل ساختہ یونٹ کی درآمدات بھی گزشتہ چند سال میں کمی کے بعد مالی سال 21ء میں 157.2 ملین ڈالر بڑھ کر 256.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ان میں سے بیشتر کاریں ایک ہزار سی سی کی یا اس سے کم گنجائش کی ہیں۔ پاکستان میں اسمبلرز کی توجہ مہنگی اور پُر تیش کاریں بنانے پر ہے، اور اس زمرے میں بہت کم معروف برانڈز گزشتہ چند سال میں متعارف کرائے گئے ہیں۔ نیز، موجودہ برانڈز کی قیمتیں خاصی بلند ہیں۔ ٹرانسپورٹ کا سرکاری نظام

شکل 6.32: م س 21ء میں اہم غیر توانائی درآمدات میں سال بسال تبدیلی



Source: Pakistan Bureau of Statistics

تھیں۔ ادھر زرعی نرخ لاطینی امریکہ میں خاصی رسدی رکاوٹوں کی بنا پر، اور چین میں مضبوط طلب کے سبب بڑھ گئے۔

اس کے ساتھ چین اور دوسری ترقی یافتہ ملکوں میں بحال ہوتی ہوئی صنعتی سرگرمی، اور امریکہ کے مالیاتی مہمیز کے متوقع پیکج کی آمد نے دھاتوں کا منظر نامہ بہتر بنا دیا۔ چنانچہ ابھرتی ہوئی بیشتر معیشتوں کے درآمدی اخراجات میں تیزی سے اضافہ دیکھا گیا (شکل 6.31)، اگرچہ کہ موجودہ قیمتیں بڑھنے کے مکمل اثرات 2021ء کی دوسری ششماہی میں حقیقت نہیں گے۔

غیر توانائی درآمدات

اگر غذائی اشیاء، خام کپاس جیسی اہم زرعی اجناس، اور دواؤں سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو غیر توانائی درآمدات میں اضافہ وسیع البینا تھا (شکل 6.32)۔ ان میں قابل ذکر حصہ ٹرانسپورٹ، مشینری اور دھاتوں کا تھا۔

ٹرانسپورٹ

ٹرانسپورٹ کی درآمدات 93.2 فیصد بڑھ گئی جس میں بیشتر حصہ موٹر گاڑیوں، خصوصاً ذیلی گروپ میں ہلکی گاڑیوں (موٹر کار) اور ایئر کرافٹ، بحری جہازوں

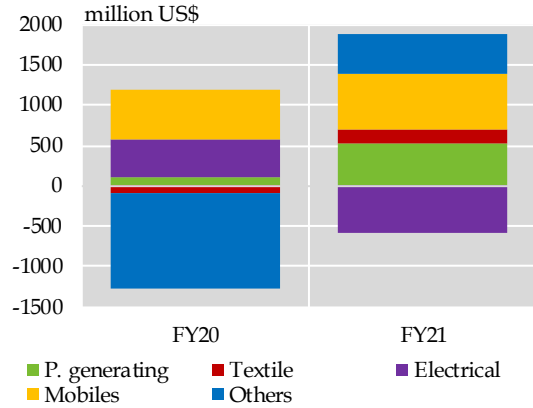
دریں اثنا، ملک میں لاک ڈاؤن کے نفاذ کی حکمت عملی نے جہاز شکنی کی سرگرمیوں کی بحالی میں اُس وقت مدد دی جب پاکستان کے حریف ممالک کو ڈو کی وبا پر قابو پانے اور اپنی معیشت کی بحالی کے لیے کوشاں تھے۔ اس طرح توڑے جانے والے جہازوں کی درآمدات مالی سال 21ء میں بڑھ کر 256.6 ملین ڈالر ہو گئی جو گذشتہ مالی سال صرف 34.4 ملین ڈالر تھی۔

مشینری

اسٹیٹ بینک کی ٹی ای آر ایف ری فنانس سہولت سے مدد پا کر مشینری کی درآمدات مالی سال 21ء میں بڑھ کر 10.1 ارب ڈالر ہو گئیں جو گذشتہ برس کے دوران 8.8 ارب ڈالر تھیں۔ یہ پاکستان کے مجموعی درآمدی اخراجات کا تقریباً 18 فیصد بنتا ہے۔ مشینری کی درآمدات میں اضافہ وسیع البنیاد رہا، ماسوائے برقی مشینری کے، جبکہ موبائل فون سب سے آگے رہے جن کی درآمدات مالی سال 21ء میں 50.7 فیصد بڑھی، گذشتہ مالی سال یہ اضافہ 81.3 فیصد تھا (شکل 6.34)۔

یہ بات اہم ہے کہ مالی سال 21ء میں موبائل فون مارکیٹ کو نمایاں طور پر وسعت ملی، جس کی بڑی وجہ تعلیمی اور بعض دفتری سرگرمیوں پر وبا سے منسلک پابندیاں تھیں۔ کاروں کی درآمدات کی طرح، ایک نمایاں بہتری یہ ہے کہ ملک میں موبائل فون تیار ہونے لگے ہیں۔ مالی سال 20ء کے دوران 19.4 ملین کی تعداد میں مکمل ساختہ موبائل فون درآمد کیے گئے جن کی مالیت 1.3 ارب ڈالر تھی۔ یہ تعداد اور مالیت مالی سال 21ء میں بڑھ کر بالترتیب 21.8 ملین اور 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی (شکل 6.35)۔ مزید تفصیل جاننے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے تقریباً دو تہائی موبائل فون مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں درآمد کیے گئے۔ اس کے برعکس دوسری ششماہی میں الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں درآمد کردہ موبائل فون کی تعداد مکمل ساختہ موبائل فون سے بڑھ گئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ مالی سال 21ء میں مکمل ساختہ موبائل فون کی درآمدات نہ صرف تعداد اور مالیت میں کم ہو گئیں بلکہ ان کا رجحان مینگے موبائل فون کی طرف بتدریج بڑھ گیا۔⁵⁷

شکل 6.34: پاکستان میں مشینری کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

چونکہ بوسیدہ ہے اس لیے سستی کاروں کا خریدار درآمد شدہ گاڑیاں خریدنے پر مجبور ہے جن میں مناسب قیمتوں پر بہتر خصوصیات کی گاڑی مل جاتی ہے۔

ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ حکومت نے پاکستان میں سستی کاروں کی مقامی تیاری کے لیے متعدد ترغیبات کا اعلان کیا جس سے دیگر کار ساز اداروں کو گاڑیوں کی مارکیٹ کے اس زمرے میں آنے کا حوصلہ ملے گا۔⁵⁵ سستی کاروں کی مارکیٹ میں درآمدی کاروں کا کسی حد تک متبادل دستیاب ہو گا، ملازمتوں کے مواقع ملنے سے معاشی سرگرمیوں کو مدد ملے گی، اور مکمل ساختہ یونٹوں والی کاروں کے درآمدی اخراجات میں کمی آئے گی۔

ٹرانسپورٹ کی طرح بڑھتا ہوا اور ٹیوب کی درآمدات بھی 266.8 ملین ڈالر اضافے سے 374.8 ملین ڈالر ہو گئی جو 247.2 فیصد کا نمایاں اضافہ ہے۔ نئی گاڑیوں میں اضافے اور ٹرانسپورٹ شعبے میں بڑھتی ہوئی سرگرمیوں نے ٹائر اور ٹیوب کی درآمدات بڑھادی۔ اس کے علاوہ کسٹم حکام کی طرف سے سخت نگرانی نے بھی غیر قانونی درآمدات کے کچھ چینلز کا رخ قانونی چینلز کی طرف موڑ دیا جس سے سرکاری اعداد و شمار میں ٹائر اور ٹیوب کی درآمدات میں تیز رفتار اضافہ دیکھا گیا۔⁵⁶

⁵⁵ www.engineeringpakistan.com (Incentives-for-Autosector-1.pdf)

⁵⁶ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

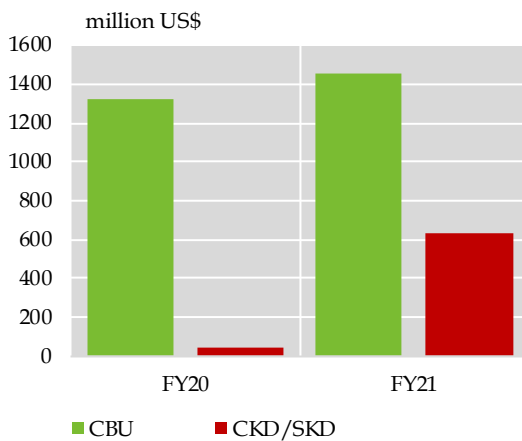
⁵⁷ مالی سال 21ء میں درآمد کیے گئے 21.8 ملین مکمل ساختہ یونٹوں میں سے 738.2 ملین ڈالر مالیت کے 14.4 ملین یونٹ پہلی ششماہی میں منگوائے گئے جبکہ 712.9 ملین ڈالر مالیت کے 7.4 ملین یونٹ دوسری ششماہی میں۔ ان درآمدات کی اکائی قیمت مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 51.2 ڈالر اور دوسری ششماہی میں 96.5 ڈالر تھی۔

والٹ ٹرانسمیشن لائن پر وجیکٹ پر ہونے والی پیش رفت ہے جس کے لیے مالی سال 20ء میں بڑی مقدار میں درآمدی برقی آلات کی ضرورت پڑی تھی۔ اب جبکہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچنے والا ہے، اور ستمبر 2021ء میں اس کے کمرشل آپریشنز کا آغاز متوقع ہے، لہذا مالی سال 21ء میں منصوبے سے متعلق برقی آلات کی درآمدات خاصی کم ہو گئیں۔ اس کے علاوہ پاکستان نے بڑی تعداد میں برقی آلات، ٹی وی سیٹ، اور ریڈیو ٹیلی فون کے لیے ٹرانسمیشن آلات، اور کارڈ لیس ٹیلی فون درآمد کیے۔ گھریلو شعبہ اور چھوٹے کاروباری ادارے ان اشیاء کے بیشتر استعمال کنندہ ہیں۔ کووڈ وبا کی آمد سے یہ دونوں فی الحال سخت حالات سے گزر رہے ہیں چنانچہ ان اشیاء کی طلب زیر جائزہ عرصے میں محدود رہی۔

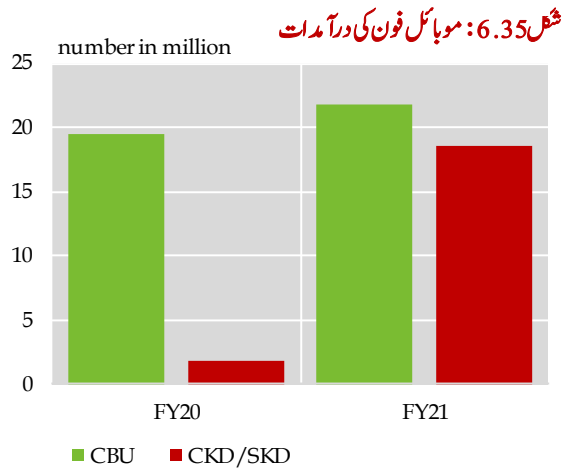
یہ بات دلچسپ ہے کہ بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمد میں 539.5 ملین ڈالر کا نمایاں اضافہ ہوا جو مالی سال 20ء میں صرف 110.3 ملین ڈالر ہوا تھا۔ مالی سال 20-19ء کے دوران درآمدات کم رکھنے کے لیے ٹیرف اور نان ٹیرف کی جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں ان میں مشینری کی درآمدات بیشتر مستثنیٰ رکھی گئی تھیں تاہم اسٹیکامی پالیسی کے مجموعی ماحول نے اس زمرے میں مالی سال 20ء کے دوران صرف انتہائی نمو (restrictive growth) ہونے دی۔ پاک چین اقتصادی راہداری سے منسلک اور سی پیک سے الگ دونوں طرح کے بجلی ساز منصوبے مالی سال 21ء میں تکمیل کے قریب تھے چنانچہ متعلقہ مشینری کی درآمد بڑھ گئی۔ ان منصوبوں میں یہ شامل ہیں: جبکو تھر کول

اس کے برعکس الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں موبائل فون کی جو درآمدات مالی سال 20ء میں 1.8 ملین تعداد (47.5 ملین ڈالر مالیت) تھی وہ مالی سال 21ء میں 18.5 ملین تعداد (636.2 ملین ڈالر مالیت) تک جا پہنچی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موبائل فون کی ملکی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔⁵⁸ موبائل ڈیوائس مینوفیکچرنگ پالیسی (ایم ڈی ایم پی) 2020ء کے تحت اعلان کردہ ترغیبات، اور ڈیوٹی کی ادائیگی کے بغیر ملک میں لائے گئے موبائل فون کا استعمال روکنے کے لیے ڈیوائس آئیڈنٹی فیکیشن رجسٹریشن اینڈ بلاکنگ سسٹم (ڈی آئی آر بی ایس) پر عمل درآمد کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ تیاری کی غرض سے الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں موبائل فون کی درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی اور ایڈوائس انکم ٹیکس 350 امریکی ڈالر تک ایم ڈی ایم پی کے تحت ہٹائی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں اسمبل کیے گئے یا بنائے گئے فون کو ملکی فروخت پر عائد 4 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ نیز، موبائل آلات درآمد کرنے پر مقامی آلات ساز اداروں کو 3 فیصد ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ الاؤنس کی پیشکش کی گئی۔ اب تک 21 سے زائد اداروں نے موبائل فون کی تیاری / اسمبلنگ شروع کر دی ہے جس کی وجہ سے الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں موبائل آلات کی درآمدی تعداد بڑھ گئی ہے۔

دریں اثناء کئی عوامل مالی سال 21ء میں برقی مشینری اور آلات کی درآمدات میں کمی کا سبب بنے۔ ان میں سے اہم ترین سبب ٹیاری سے لاہور تک 660 کلو

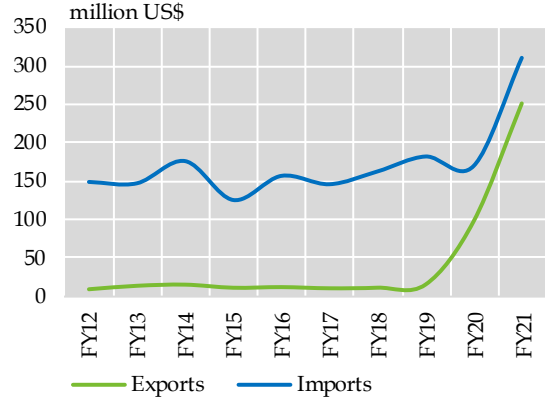


Source: Pakistan Bureau of Statistics



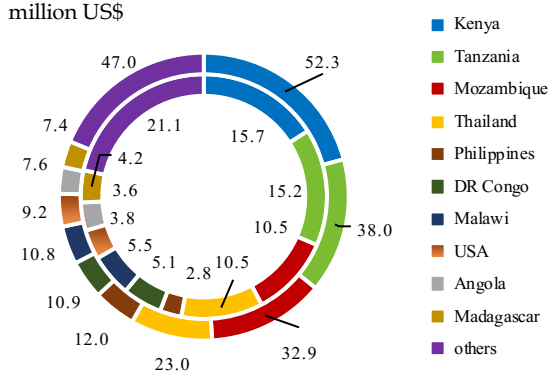
⁵⁸ تفصیلی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں الگ الگ پوزوں کی شکل میں / نیم ساختہ صورت میں 199.9 ملین ڈالر مالیت کے 7.8 ملین موبائل فون درآمد کیے گئے جبکہ دوسری ششماہی میں 10.8 ملین موبائل فون منگوائے گئے جن کی مالیت 436.2 ملین ڈالر تھی۔

شکل 6.36: استعمال شدہ کپڑوں کی درآمدات و برآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.37: استعمال شدہ کپڑوں کی برآمدات کی منزل



Note: inner pie is for FY20; outer pie, FY21
Source: Pakistan Bureau of Statistics

نسبتاً جلد بحال ہو گئیں۔ اسی امر نے استعمال شدہ کپڑوں کی صنعت کو اپنی درآمدات بڑھانے کا موقع دیا تاکہ سارٹنگ، سلٹائی و مرمت، دھلائی اور پیکنگ جیسے کاموں سے ان کی قدر بڑھا کر انہیں برآمد کیا جاسکے۔ مالی سال 21ء میں پاکستان نے 251 ملین ڈالر کے استعمال شدہ کپڑے دوبارہ برآمد کیے جو گذشتہ مالی سال سے سال بسال 156.4 ملین ڈالر زائد ہیں۔ یہ برآمدات بیشتر افریقی ملکوں کینیا، تنزانیہ اور موزمبیق اور چند ایشیائی ملکوں تھائی لینڈ اور فلپائن اور چند ترقی یافتہ ملکوں کو بھیجی جاتی ہیں (شکل 6.37)۔

توانائی کی درآمدات

توانائی کی درآمدات (ماسوائے کوئلہ) مالی سال 21ء میں سال بسال 9.1 فیصد بڑھ گئیں جبکہ مالی سال 19ء میں یہ جول کی توں رہی تھیں اور م س 20ء میں 27.9 فیصد کی تیزی سے گر چکی تھیں۔ مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں بالخصوص مارچ 2021ء کے بعد سے تیل کی عالمی قیمتوں کو لگنے والا دھچکا اس اضافے کا بڑا سبب ہے۔

مالی سال 21ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں پست نرخوں کی بنا پر پیٹرولیم اور اس کی مصنوعات کی درآمدات بھی پست رہیں حالانکہ ان کی درآمدی مقدار بڑھ گئی تھی۔ تاہم آخری سہ ماہی میں بلند نرخ اس اضافے پر حاوی آگئے، اور گذشتہ سہ ماہیوں میں پست نرخوں کا جو فائدہ اٹھایا گیا تھا کسی حد تک اسے زائل کر دیا چنانچہ پورے مالی سال 21ء میں توانائی کی بحیثیت مجموعی درآمدات میں نمو کا باعث بنے (شکل 6.38)۔

پاور پراجیکٹ (تھر انرجی)، تھل نوواتھر کول پاور پراجیکٹ، ایل این جی سے چلنے والا 1263 میگا واٹ کاتریو پاور پراجیکٹ، سکی کناری پن بجلی گھر، اور کروٹ پن بجلی منصوبہ۔⁵⁹

ٹیکسٹائل

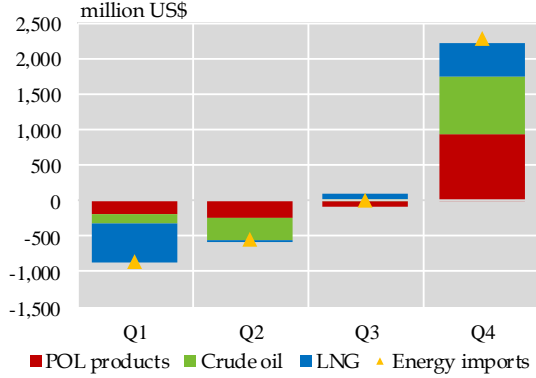
جیسا کہ بحث ہو چکی، مالی سال 21ء میں کپاس کی پیداوار اس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کے سبب کم رہی۔ پاکستان نے مالی سال 21ء میں 1.5 ارب ڈالر کی خام کپاس درآمد کی جو مالی سال 20ء کی نسبت 600 ملین ڈالر اضافہ ہے۔ خام کپاس کے ساتھ ساتھ، استعمال شدہ کپڑوں کی درآمد بڑھ کر 309.6 ملین ڈالر تک جا پہنچی جو مالی سال 21ء میں سال بسال 83.4 فیصد اضافہ ہے۔

استعمال شدہ کپڑے پاکستان میں عام طور پر گھریلو استعمال کے لیے درآمد کیے جاتے ہیں۔ تاہم ان کپڑوں کی دوبارہ برآمد کی صنعت نے بھی گذشتہ چند برسوں میں ملک میں رواج پایا ہے کیونکہ اس میں صرف مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ مالی سال 20ء میں پاکستان نے 98 ملین ڈالر کے استعمال شدہ کپڑے برآمد بھی کیے جو مالی سال 19ء کے مقابلے میں 528 فیصد اضافہ ہے (شکل 6.36)۔ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں کووڈ کی وبا پھوٹنے اور بعد ازاں لاک ڈاؤن کے نفاذ سے مالی سال 21ء میں اس شعبے کی حرکیات بدل کر پاکستان کے حق میں ہو گئیں۔

پاکستان کو اپنے حریف ملکوں پر یہ فوقیت ملی کہ اس نے وبا کو بہتر طریقے سے قابو پایا جس سے لاک ڈاؤن کو نرم کرنا ممکن ہوا اور معاشی سرگرمیاں بھی

⁵⁹ تفصیلات کے لیے دیکھیے (www.ppb.gov.pk) اور (www.cpec.gov.pk/energy) PRIVATE POWER & INFRASTRUCTURE BOARD

شکل 6.39: 21ء میں توانائی کی درآمدات میں سال بسال تبدیلی



Source: Pakistan Bureau of Statistics

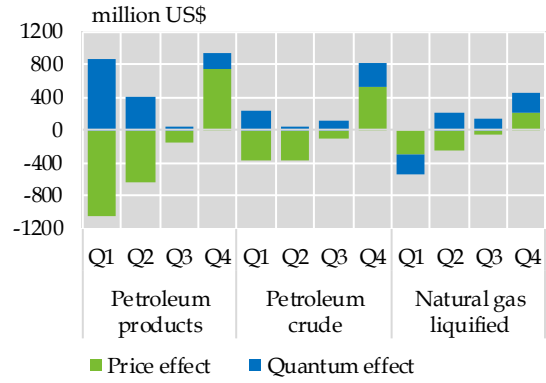
اپ گریڈ کرنے کی ہدایت کر دی ہے، جس کے نتیجے میں دوسری سہ ماہی میں خام درآمدات خلل کا شکار ہوئیں۔

توانائی کی درآمدات کا حجم بحیثیت مجموعی مالی سال 21ء میں سال بسال 26.6 فیصد بڑھا کیونکہ معیشت کی دوبارہ فعالیت کے ساتھ توانائی کی طلب نمایاں طور پر بڑھ گئی۔ مالی سال 21ء میں پیٹرول اور ڈیزل کی فروخت کا حجم بالترتیب 12.0 فیصد اور 17.5 فیصد بڑ گیا، جبکہ مالی سال 20ء میں ان چیزوں کی فروخت کا حجم گر گیا تھا جس کی اہم وجہ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں سخت لاک ڈاؤن کا نفاذ تھا (شکل 6.40)۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس دوران جب گیس کی ملکی پیداوار گر رہی ہے اور مالی سال 21ء میں ایل این جی کی رسد میں معتدل اضافہ ہو رہا ہے، حکومت نے ٹرانسپورٹ شعبے کو رسد محدود کرتے ہوئے بجلی کے شعبے کے لیے زیادہ گیس مختص کی۔ ساتھ ساتھ جولائی 2020ء میں گیس کے نرخ 17 سے 18 روپے فی لٹر بڑھا دیے گئے، نیز ایل این جی کی درآمدات پر سی این جی اسٹیشنوں کے لیے اضافی 5 فیصد جی ایس ٹی عائد کیا گیا۔ ان اقدامات نے سی این جی کی قیمت فروخت کو موثر اسپرٹ سے بھی زائد کر دیا، اور سی این جی کے متعدد دصار فین کو پیٹرول کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔

نیز، سڑکوں پر مسافر گاڑیوں کی تعداد تیزی سے بڑھی ہے، اور مالی سال 21ء میں دو ملین سے زائد گاڑیوں کا (بشمول دو، تین اور چار پہیوں والی گاڑیوں

شکل 6.38: توانائی کی درآمدات میں تبدیلی کا مقدار اور قیمت کا اثر

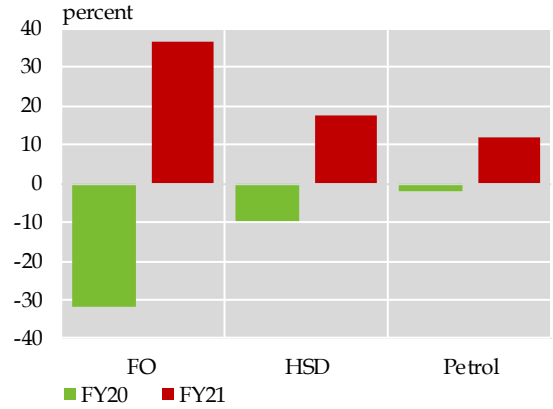


Source: Pakistan Bureau of Statistics

سہ ماہی رجحانات کا بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایل این جی کا درآمدی حجم مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں درحقیقت کم ہوا (شکل 6.39)، جبکہ مقدار مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی سے بھی کم ہوئی (شکل 6.38)۔ چونکہ جولائی اور اگست میں بین بجلی نسبتاً زیادہ پیدا ہوئی اور ستمبر میں بجلی بنانے کے لیے فرنس آئل زیادہ استعمال ہوا اس لیے مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں ایل این جی کی درآمدات پر انحصار بھی کم ہو گیا۔⁶⁰

دوسری طرف مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں خام درآمدات کم ہو گئیں اور ان کی درآمدی مقدار محض 4.9 فیصد بڑھی (شکل 6.39)۔ حکومت نے ریفرنسریوں کو یورو V ڈیزل اور پیٹرول کے معیارات کے مطابق اپنی تنصیبات

شکل 6.40: پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں نمو



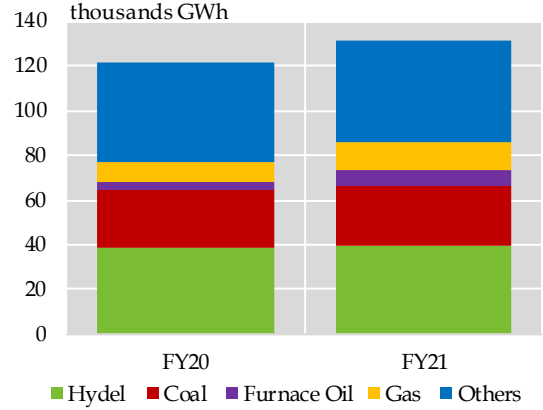
Source: Oil Companies Advisory Council

⁶⁰ جنوری 2019ء میں حکومت نے بجلی بنانے کے لیے فرنس آئل کے استعمال پر پابندی لگادی تھی۔ ایل این جی کی رسد میں سست روی اور بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کے لیے حکومت نے جولائی 2020ء میں پابندی اٹھائی۔

مالی سال 21ء کے دوران بجلی سازی میں فرنس آئل کے بڑھتے ہوئے استعمال کے باوجود سال بھر میں بننے والی 131.5 ٹیرا واٹ گھنٹے بجلی میں سے صرف 6.7 ٹیرا واٹ گھنٹے (ایک ہزار گیگا واٹ گھنٹے) بجلی فرنس آئل سے بنائی گئی، اگرچہ یہ مالی سال 20ء میں بننے والی 4.2 ٹیرا واٹ گھنٹے بجلی سے زائد رہی (شکل 6.41)۔⁶¹

حال میں بجلی کی پیداوار میں کونسلے کا حصہ زیادہ رہا ہے۔ مالی سال 21ء میں کونسلے سے 27.3 ٹیرا واٹ گھنٹے بجلی پیدا کی گئی جو مالی سال 20ء کے 25.6 ٹیرا واٹ گھنٹے سے زیادہ ہے۔ چنانچہ یہ باعث حیرت نہیں کہ کونسلے کی درآمدات مالی سال 21ء میں بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جو گذشتہ مالی سال 1.3 ارب ڈالر تھیں۔ تاہم کونسلے کی درآمد کو بطور غیر توانائی پراڈکٹ ”دیگر تمام ایشیا“ کے زمرے میں درج کیا جاتا ہے، کیونکہ اسے سیمنٹ کی پیداوار میں بھی ایک خام مال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی توانائی کی درآمد کا معاملہ کونسلے کے بغیر نامکمل ہے۔⁶² چنانچہ پاکستان کی توانائی کی درآمدات بشمول کونسلے 10.5 فیصد اضافے سے 12.9 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جو مالی سال 20ء کے دوران 11.7 ارب ڈالر تھیں۔

شکل 6.41: بجلی کی پیداوار بلحاظ ذریعہ



Source: National Electric Power Regulatory Authority

کے) اضافہ ہو گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر گاڑیاں پیٹرول سے چلتی ہیں، ماسوائے تین پہیوں والے رکشا کے (جنہیں سی این جی سے چلنے کے لیے بنایا گیا ہے)۔ سی این جی کی عدم دستیابی سے یہ رکشا بھی پیٹرول سے چلنے پر مجبور ہوئے۔ علاوہ ازیں، فضائی سفر اور ریل نے بھی مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں اپنی سرگرمیاں محدود کر دی تھیں۔ شہروں کے درمیان سفر کرنے والے افراد نے ذاتی گاڑیوں پر سفر کیا یا شہروں کے درمیان چلنے والی بسوں سے، جس سے پیٹرول اور بیچ ایس ڈی کی طلب بڑھ گئی۔

دوسری طرف مالی سال 21ء میں فرنس آئل کی فروخت بھی 36.8 فیصد بڑھ گئی کیونکہ بجلی بنانے میں اس کے بطور ایندھن استعمال پر جو پابندی تھی حکومت نے اسے ہٹا لیا تھا۔ قبل ازیں مالی سال 19ء میں حکومت نے فرنس آئل پر پابندی لگادی تھی تاکہ بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کم کی جائے چنانچہ مالی سال 20ء میں اس کی فروخت کم ہو گئی تھی۔

⁶¹ بجلی کی پیداوار مالی سال 21ء میں 6.7 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 1.0 فیصد گری تھی۔

⁶² اس کے ساتھ ساتھ اس کی درآمدی مقدار زیر جائزہ عرصے کے دوران 22.4 فیصد بڑھ گئی۔

باب 7:

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

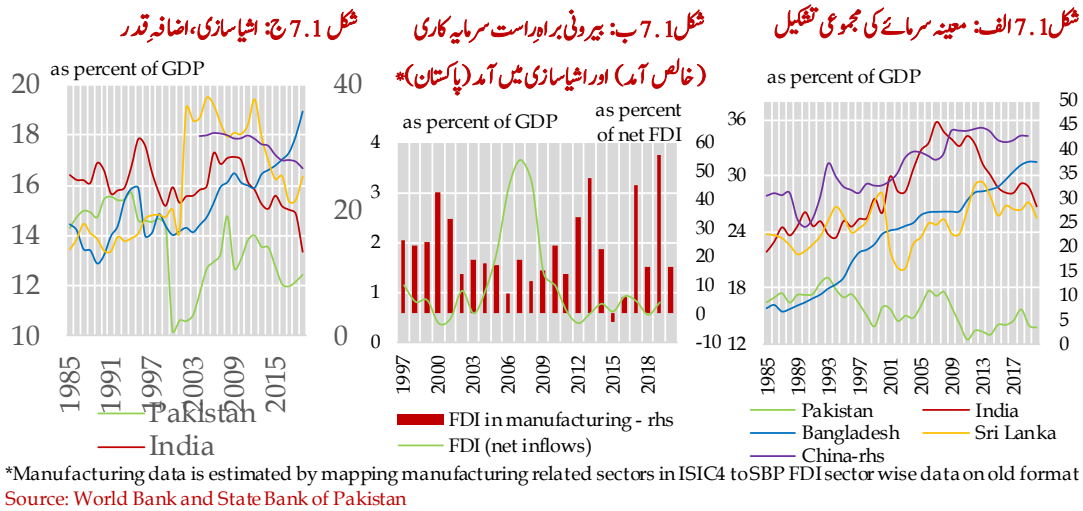
خصوصی اقتصادی زونز (Special Economic Zones) پست سرمایہ کاری، برآمدات، اور صنعت سازی کے مسائل حل کرنے کے لیے سرمایہ کاری پالیسی کے ایک اہم ذریعے کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ یہ اقتصادی زونز ایک مخصوص حد کے اندر کاروبار دوست ماحول کو یقینی بناتے ہوئے ان مسائل کو حل کرتے ہیں جہاں معاون ادارہ جاتی، قانونی، اور ڈھانچہ جاتی نقشہ موجود ہوتا ہے۔ چونکہ ترقی پذیر معیشتوں کو پورے ملک میں کاروباری ماحول کی فوراً اصلاح کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ ممالک ایسے زونز کو دو طرح سے استعمال کرنے ہیں: انہیں مثالی جزائر بناتے ہیں، اور پالیسی اور ضوابطی اصلاحات کی تجربہ گاہ بھی بناتے ہیں، اور بعد ازاں ان تبدیلیوں کو بتدریج پورے ملک میں متعارف کرا دیتے ہیں۔ پاکستان نے صنعت کاری اور برآمدات کے فروغ کے لیے مخصوص صنعتی علاقے (Industrial Estates) 1960ء کی دہائی میں بنانا شروع کیے، جبکہ ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز 1980ء کی دہائی میں شروع کیے۔ تاہم یہ کوششیں مطلوبہ اہداف کو پورا کرنے میں ناکام ثابت ہوئیں کیونکہ ماحول کاروبار دوست نہیں تھا اور انفراسٹرکچر کمزور تھا۔ پاکستان نے دوسرے ملکوں میں خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے بعد 2012ء میں متعلقہ ایس ای زیڈ ایکٹ منظور کیا جس کے تحت خصوصی اقتصادی زونز کے قیام کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ تاہم پاکستان میں کاروبار اور سرمایہ کاری کا مجموعی ماحول ان زونز پر بھی اثر انداز ہوا، نیز منظوری اندراج، اور اجازت ناموں کے لیے پیچیدہ طریقے، قانونی دشواریاں، اور ہنرمند لیبر کی ناکافی دستیابی بھی مسائل کا سبب بنی چنانچہ یہ زونز تمام امکانات پورے نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ خصوصی اقتصادی زونز کی ممکنہ کامیابی میں بہت سی دوسری رکاوٹیں بھی ہیں: ایک ہی جگہ تمام حل (one-stop shops) کی عدم موجودگی، زونز کے طویل مدتی عملی استحکام کے لیے درکار فریم ورک کی کمزوری، زون کی انٹرپرائزز کی مالکاری میں حائل تکنیکی رکاوٹیں، اور نگرانی کا ناقص نظام۔ مستقبل میں ان زونز کے پھلنے پھولنے کے لیے انہیں سہولتوں اور انفراسٹرکچر کی تیزی سے فراہمی یقینی بنانا لازمی ہے۔ نیز، سازگار کاروباری ماحول کی فراہمی کے لیے عمدگی سے تشکیل دیا گیا ادارہ جاتی، قانونی اور ڈھانچہ جاتی نقشہ بھی درکار ہے۔

7 پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟¹

7.1 تعارف

کلی اقتصادی رکاوٹوں کے علاوہ دیگر بہت سے عوامل بھی سرمایہ کاری کی نمو کو محدود کرتے ہیں جس کا اظہار ڈھانچہ جاتی، قانونی، ادارہ جاتی اور عملی پیمانوں کا احاطہ کرنے والے متعدد اظہاریوں میں پاکستان کے درجے سے ہوتا ہے (شکل 7.2)۔³ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: معاہدے پر عملدرآمد اور تنازع کے حل کا ناقص طریقہ کار، ٹیکس انتظامیہ کا غیر مناسب رویہ، اور ضوابط کی غیر یقینی کیفیت۔ کاروبار دوست ماحول کی تشکیل میں دیگر رکاوٹوں میں بنیادی

سرمایہ کاری، خاص طور پر جو ایشیا سازی اور صنعتی شعبے میں کی جائے، اقتصادی نمو اور ترقی کو مہمیز دینے والے اہم عناصر میں سے ہے۔ تاہم پاکستان میں گذشتہ چند عشروں سے سرمایہ کاری گر رہی ہے اور دیگر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی نسبت پست سطح پر ہے (شکل 7.1 الف، ب، اور ج)۔ ملک میں پست سرمایہ کاری کی متعدد کئی اقتصادی وجوہات میں سے چند یہ ہیں: بے ضابطہ شعبے کے عام رواج اور مالی وساطت کی پست سطح کے ساتھ ساتھ بچت کی مسلسل پست شرح، بلند مہنگائی، اور ٹیکس محاصل کا کم ہونا۔²



¹ اس باب کی تیاری میں ان اداروں سے وابستہ افراد کے ساتھ گفتگو سے استفادہ کیا گیا: بورڈ آف ایڈمنسٹریٹو، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون اتھارٹی، سندھ اٹاناک زون مینجمنٹ کمپنی، بلوچستان کا محکمہ صنعت و تجارت، پنجاب انڈسٹریل ایڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی، فیصل آباد انڈسٹریل ایڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی، پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریٹو اینڈ ٹریڈ، خیبر پختونخوا بورڈ آف ایڈمنسٹریٹو اینڈ ٹریڈ، خیبر پختونخوا اٹاناک زون ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی، پنجاب پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن، پاکستان بزنس کونسل، اور سیز چیئرمین آف کامرس اینڈ انڈسٹری، پاکستان چاناجوائنٹ چیئرمین آف کامرس اینڈ انڈسٹری، سابق چیئرمین ایو آئی جناب ہارون شریف، اور سابق سی ای او نیشنل انڈسٹریل پارکس جناب سید محمد حسن۔

² Ali, A. (2016) *Saving and Investment in Pakistan*. SBP Staff Notes 01/16. Karachi: State Bank of Pakistan;

Lopez-Calix, J., and I. Touqeer (2013). *Revisiting the Constraints to Pakistan's Growth*. World Bank Policy Paper Series on Pakistan, no. PK 20/12.

Washington DC: World Bank; Khan, A. H., and K. Yun-Hwan (1999). *Foreign Direct Investment in Pakistan: Policy Issues and Operational Implications*. Mandaluyong: Asian Development Bank; Akram, N. (2011). *Impact of Public Debt on the Economic Growth of Pakistan*. *The Pakistan Development Review*, 50(4): 599-615.

³ Sanchez-Triana, E., Biller, D.; Nabi, I., Ortolano, L., Dezfali, G., Afzal, J., and S. Enriquez (2014). *Revitalizing Industrial Growth in Pakistan: Trade, Infrastructure, and Environmental Performance*. Directions in Development-Private Sector Development. Washington, DC: World Bank Group; Weiss, J., and S. Lall (2003). *Industrial Competitions: The Challenge for Pakistan*. Mandaluyong: Asian Development Bank; Nazeer, N., and R. Rasiah

(2016). *Explaining Pakistan's Premature Deindustrialization*. *Lahore Journal of Economics*, 21, 351-368.

شکل 7.2: منتخب اظہار یوں میں پاکستان کا درجہ



Source: World Bank, WEF, Transparency International, World Justice Project, Property Rights Alliance

سہولتوں کے حصول کی بھاری لاگت اور ناقص فراہمی، ماہر ہنرمندوں کی دستیابی میں رکاوٹیں، اور دیگر عملی عوامل شامل ہیں۔⁴

ابھرتی ہوئی کئی ترقی پذیر معیشتوں کو درپیش انفراسٹرکچر سے متعلق، قانونی، ادارہ جاتی اور عملی مسائل کا جو قابل قبول حل سمجھ میں آیا ہے وہ خصوصی اقتصادی زونز کی تشکیل ہے۔ میزبان ملک کی معیشت میں جو بھی ساختی نقائص ہوں ان سے سرمایہ کاروں کو الگ تھلگ رکھ کر ان میں سے بہت سے مسائل کو حل کر لیا جاتا ہے۔ ایک مختص کردہ علاقے میں بہترین کاروباری ماحول تشکیل دے کر یہ کام کیا جاتا ہے۔ ترقی پذیر معیشتوں کے لیے آسان ہوتا ہے کہ وہ ایسا مطلوبہ انفراسٹرکچر اور پالیسی اصلاحات وہاں نافذ کریں جو پورے ملک میں فوری طور پر نافذ کرنا دشوار ہو۔ خصوصی اقتصادی زونز کے قیام سے پالیسی اصلاح کے تجربات آزمانے میں حکومتوں کو بھی مدد ملتی ہے، جس کے بعد وہ پورے ملک میں اسے نافذ کر سکتی ہیں۔⁵

اب جبکہ کاروبار اور کاروبار کے درمیان تعاون پر توجہ رکھتے ہوئے پاکستان سی پیک کے دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے، خصوصی اقتصادی زونز سرمایہ کاری کو راغب کرنے، صنعت کاری کو فروغ دینے، مارکیٹ کی زیادہ رسائی اور علاقائی ارتباط میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔⁶ تاہم جیسا کہ بہترین بین الاقوامی روایات پر موجود لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے، خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی جزوی طور پر اس امر پر منحصر ہے کہ ایک جسم ضوابطی اور ادارہ جاتی فریم ورک تشکیل دیا جائے، جس میں ملک کی مسابقتی خوبیوں کے استعمال پر توجہ رکھی جائے۔

بہترین بین الاقوامی روایات پر موجود لٹریچر کی روشنی میں، اس باب میں خصوصی اقتصادی زونز کے فریم ورک، ادارہ جاتی انتظام، اور سرمایہ کاروں کو پیش کی گئی متعدد مالیاتی اور غیر مالیاتی ترغیبات کا جائزہ لے کر، پاکستان میں ان زونز کے ماحول کو جانچا گیا ہے۔ یہ باب انڈسٹریل اسٹریٹجی اور انکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے بارے میں پاکستان کے تجربات بھی بیان کرتا ہے، اور یہ بات اجاگر کرتا ہے کہ ان اقدامات سے بحیثیت مجموعی تمام ممکنہ فوائد نہیں اٹھائے جاسکے کیونکہ جن سہولتوں اور انفراسٹرکچر کا وعدہ کیا گیا تھا وہ نہیں پہنچائے گئے، جبکہ ریئل اسٹیٹ کی سرگرمیوں کی بنا پر ان زونز میں اراضی کی قیمت بڑھ گئی جس سے صنعتی سرمایہ کاری کا انخلا عمل میں آیا۔

اس باب میں پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز کے فوائد کو درپیش چیلنجوں پر بھی بحث کی گئی ہے جہاں زونز میں کاروبار دوست ماحول یقینی بنانے کے لیے ایک چھت کے نیچے تمام سہولتوں (One-Stop Shop) کی موثر دستیابی کا نہ ہونا، زون کے اداروں کے لیے قرضوں میں رکاوٹیں، اور نگرانی اور قدر پیمائی کے موزوں طریقہ کار کی عدم موجودگی بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان زونز کی ممکنہ کامیابی میں حائل دیگر رکاوٹیں یہ بھی ہیں: موجودہ

⁴ پاکستان میں سرمایہ کاری میں حائل رکاوٹوں پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19ء میں باب 7 بعنوان ”پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کئی معاشیات سے آگے“۔

⁵ World Investment Report. (2019), *Special Economic Zones*. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development; Alexianu, M., Saab M.,

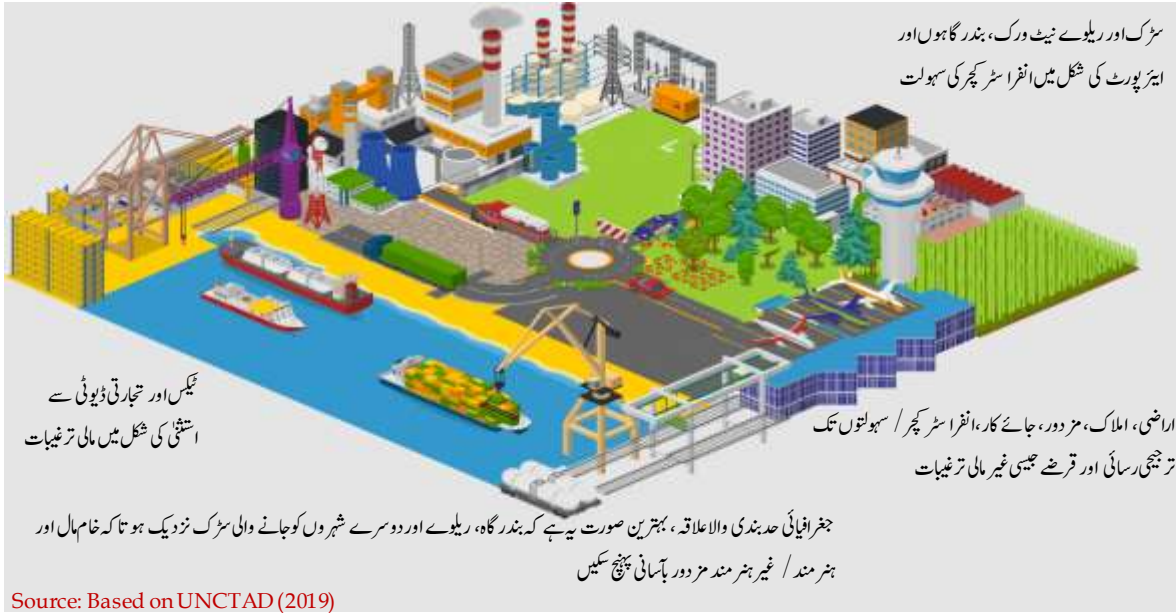
Teachout M., and A.K. Khandelwal (2019). *Doing Special Economic Zones Right: A Policy Framework*. London: International Growth Centre

⁶ سی پیک کے پہلے مرحلے میں انفراسٹرکچر اور توانائی میں حائل رکاوٹیں دور کرنے پر توجہ رکھی گئی۔ دوسرا مرحلہ صنعت کاری میں اضافہ کرنا اور زراعت کو جدید بنانا ہے۔ ماخذ: سی پیک سیکرٹریٹ، وزارت منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات (www.cpec.gov.pk/news/167)، اور وزارت منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات کا پریس ریلیز، بتاریخ 19 ستمبر 2019ء

(www.pc.gov.pk/web/press/get_press/348)

⁷ Khan, K. and S. Anwar (2016). Special Economic Zones (SEZs) and CPEC: Background, Challenges and Strategies; *The Pakistan Development*

شکل 7.3: خصوصی اقتصادی زون - چند بنیادی خصوصیات



آپشنز دیے گئے ہیں (سیکشن 7.5)۔ سیکشن 7.6 میں اختتامی تبصرے کے ساتھ باب ختم ہو جاتا ہے۔

ضوابطی نظام ان خصوصی اقتصادی زونز کو ملک کے مجموعی قانونی ماحول سے الگ تھلگ نہیں کرتا، ہنرمند مزدوروں کی تشویش ناک حد تک عدم دستیابی۔

7.2 اصول درجہ بندی، ارتقاء اور کامیابی کے عوامل

خصوصی اقتصادی زونز ایک وسیع اصطلاح ہے جس میں کئی اقسام کے صنعتی اور غیر صنعتی کاروباری علاقے شامل کیے جاسکتے ہیں جن پر مختلف ممالک واضح اہداف پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ گذشتہ کئی عشروں سے تجربات کر رہے ہیں (شکل 7.3)۔ بعض ممالک تاجروں کو ڈیوٹی فری علاقوں کی پیشکش کرتے ہیں جہاں گودام، ذخیرہ گاہ اور تقسیم کی سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ انہیں فری ٹریڈ زونز (ایف ٹی زیڈ) کہا جاتا ہے۔ دیگر ملکوں نے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز بنائے ہیں جہاں اداروں کو فری ٹریڈ والے حالات میں کام کرنے کی اجازت ہوتی ہے، جبکہ برآمدی اشیاء بنانے کے لیے انہیں پلانٹ، مشینری، اور خام مال کی ڈیوٹی فری درآمد جیسی ترغیبات فراہم کی جاتی ہیں۔

ان دشواریوں کے پیش نظر، ایک چھت کے نیچے واحد سہولت کار کے تحت تمام سہولتوں کی موثر دستیابی کی سفارش کی جاتی ہے، جبکہ اختیارات کو گڈ ٹڈ ہونے سے بچانے کے لیے وظائف اور ذمہ داریوں کا واضح تعین کیا جائے، اور خصوصی اقتصادی زونز کے مقدمات تیزی سے نمٹانے کے لیے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ خصوصی کمرشل کورٹس کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ نیز، ہنرمندی کی کمی پوری کرنے کے لیے مقامی مزدوروں کی تربیت کی ترغیب دی جاسکتی ہے، جبکہ سرمایہ کاروں کے لیے قرضوں کی سہولت فراہم کرنے کے لیے سہ فریقی معاہدوں جیسے تخلیقی حل تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

اسی طرح، بعض ممالک انڈسٹریل پارک / انڈسٹریل زون اور انڈسٹریل اسٹیٹ جیسے علاقے تشکیل دیتے ہیں جہاں سڑکوں، ٹرانسپورٹ، پبلک یٹیلیٹیز جیسی بہت سی سہولتیں موجود ہوتی ہیں جبکہ چند مشترک آسائشیں بھی ہوتی ہیں جنہیں اشیاء سازوں اور سرمایہ کاروں کے ایک گروپ کے درمیان تقسیم کر

اسی طرح، اس باب کو یوں منظم کیا گیا ہے: اگلے سیکشن میں اصول زمرہ بندی، ارتقاء اور ان عوامل کو بیان کیا گیا ہے جو دنیا بھر میں خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے لیے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ سیکشن 7.3 صنعتی علاقوں اور ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے معاملے میں پاکستان کے تجربے کے ساتھ ساتھ ملک میں خصوصی اقتصادی زونز کے موجودہ ڈھانچے پر روشنی ڈالتا ہے۔ سیکشن 7.4 پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز کی نمو کو درپیش چند اہم چیلنجز اجاگر کیے گئے ہیں، جس کے بعد خصوصی اقتصادی زونز کے آگے بڑھنے کے لیے پالیسی

شکل 4.7: پست اور متوسط آمدنی والے ملکوں میں اقتصادی زونز کی مختلف اقسام بنانے کے حکومتی مقاصد

خصوصی اقتصادی زونز:	پست آمدنی والے ملکوں میں	اوسط آمدنی والے ملکوں میں
صنعتی ترقی اور تفریح کا آغاز سرمایہ کاری کے ماحول میں فٹافٹ دور کرنا ایک محدود علاقے میں کاروباری اصلاحات کا تجربہ یا نافذ ایک محدود علاقے میں انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری پر توجہ براہ راست روزگار اور برآمدی نوآباد پر توجہ	صنعتی ترقی کا فروغ جی وی سی ائی گریڈیشن اور اپ گریڈنگ کا فروغ ٹیکنالوجی کی منتقلی اور پھیلاؤ پر توجہ	اوسط آمدنی والے ملکوں میں صنعتی ترقی کا فروغ جی وی سی ائی گریڈیشن اور اپ گریڈنگ کا فروغ ٹیکنالوجی کی منتقلی اور پھیلاؤ پر توجہ
ایک سپورٹ پراسیسنگ زون:	اعلیٰ ٹیکنالوجی والے صنعتی ترقیاتی زونز:	انڈسٹریل پارکس:
<ul style="list-style-type: none"> زر مبادلہ کی آمد ملازمتوں کا فروغ اور آمدنی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ٹیکنالوجی کی منتقلی، علم کا پھیلاؤ 	<ul style="list-style-type: none"> ملازمتوں کے مواقع اعلیٰ ٹیکنالوجی والی صنعت کی تشکیل سائنسی اور تحقیقی نتائج کا تجارتی استعمال 	<ul style="list-style-type: none"> صنعتی پیداوار اور روزگار میں اضافہ سرمایہ کاری کو راغب کرنا تحقیق و ترقی اور جدت طریقی کا آغاز طبیعی انفراسٹرکچر کی تشکیل
ٹریڈ فری زونز:		
<ul style="list-style-type: none"> زر مبادلہ آمدنی کا حصول نئی ملازمتیں اور آمدنی میں اضافہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو راغب کرنا ٹیکنالوجی کی منتقلی، علم کا پھیلاؤ 		

Source: UNESCAP (2005). Free Trade Zone and Port Hinterland Development. Bangkok: UNESCAP

S. Liang (2011). Physical Planning Strategies of National High-Tech Industrial Development Zones in China. Publicly Accessible Penn Dissertations 989. Pennsylvania: University of Pennsylvania.

UNCTAD (2019). World Investment Report 2019. Geneva: UNCTAD

دیا جاتا ہے، اگرچہ اس کا کوئی یادگیر فائدہ نہیں ہوتا (شکل 4.7)۔⁸ عرصے سے اس اصطلاح میں ہائی ٹیک انڈسٹریز کے لیے ٹیکنالوجی کی ترقی کے علاقوں کو بھی شامل کیا جا رہا ہے، جس میں زیادہ توجہ صنعتی اپ گریڈیشن اور نئی صنعتوں کے قیام کے ساتھ ساتھ صحت، سیاحت اور تعلیمی مراکز پر بھی دی جاتی ہے۔⁹

ایک سروے کے مطابق جو 2019ء میں کیا گیا، اکثر ملتے جلتے اقسام کے مخصوص زونز کو بیان کرنے کے لیے کم از کم 82 مختلف اصطلاحات مختلف ملکوں کی قانون سازی اور اشتہاری مواد میں استعمال کی جاتی ہیں۔¹⁰ تاہم ان میں سے بیشتر کو 'خصوصی اقتصادی زونز' (SEZ) کے جبرک لیبل کے تحت مجتمع کر دیا گیا تھا۔ پاکستان میں بھی ماضی میں ایسی مثالیں ہیں (ایس ای زیڈ ایکٹ 2012ء کی منظوری سے پہلے) جب گدوں کو امتیازی جیسے صنعتی علاقے کو مستحقین اور سرمایہ کاری کے فروغ کے اداروں دونوں نے خصوصی اقتصادی زون قرار دیا تھا۔¹¹

خصوصی اقتصادی زونز کی اصطلاح کی حال ہی میں تشریح کی گئی ہے، اگرچہ ایک وسیع اصطلاح کے طور پر یہ تصور کم از کم کئی عشرے پرانا ہے۔ پہلی بار قابل ذکر تشریح عالمی بینک کے ایک مقالے میں 2015ء میں استعمال کی گئی جب خصوصی اقتصادی زون ایک ایسے علاقے کو قرار دیا گیا جس کی چند جغرافیائی حدود ہوں، جس کا انتظام چلانے والی صرف ایک اتھارٹی ہو، جو کم ٹیکس اور ڈیوٹی جیسی مالی ترغیبات، اور زمین، لیبر، یوٹیلٹیز، انفراسٹرکچر تک رسائی اور انتظامی تعاون جیسی غیر مالی ترغیبات پیش کرے۔¹²

یو این سی ٹی اے ڈی نے 2019ء میں خصوصی اقتصادی زون کی تشریح یوں کی "جغرافیائی طور پر محدود علاقے جن میں حکومت مالی اور ضوابطی ترغیبات اور انفراسٹرکچر کے تعاون کے ذریعے صنعتی سرگرمی کو سہولت فراہم

⁸ ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی (1997)۔ ترقی پذیر ملکوں میں صنعتی علاقوں کے قیام کے لیے رہنما ہدایات۔ ویانا: یونائیٹڈ نیشنز انڈسٹریل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن۔

⁹ ورلڈ انویسٹمنٹ رپورٹ، (2019)۔ اسٹیٹس آف انڈسٹریل زونز۔ جیو اینڈ یونائیٹڈ نیشنز کانفرنس آن ٹریڈ اینڈ ڈیولپمنٹ۔

¹⁰ Bost, F. (2019). "Special Economic Zones: Methodological Issues and Definition", *Transnational Corporations Journal*, Vol. 26, No. 2

¹¹ ایسی ایک مثال برکی اے اے، منیر اے اے، خان ایم اے، خان ایم یو، فہیم اے، خالد اے، اور ایس ٹی حسین (2021) کی ہے۔ *Industrial Policy, Its Spatial Aspects and Cluster*

Development in Pakistan۔ لاہور: لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز۔

¹² Douglas Z. (2015). *Global Experiences with Special Economic Zones Focus on China and Africa*, Policy Research Working Paper 7240,

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

چین نے 1980ء میں دو صوبوں گوآننگ ڈانگ اور فوجیان میں چار زون بنائے۔ چار سال بعد چین نے 14 ساحلی شہروں کو 'اکنامک اینڈ ٹیکنیکل ڈیولپمنٹ زونز' (ای ٹی ڈی زیڈ) قرار دے دیا اور انہیں اُس قسم کی ترغیبات دیں جو جدید دور کے خصوصی اقتصادی زونز کو دی جاتی ہیں۔ چنانچہ 1979ء سے 1991ء تک چین میں آنے والی مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا تقریباً 70 فیصد ان ہی زونز کی طرف آیا۔¹⁶

چین نے بتدریج ترقی کرتے ہوئے 'ہائی ٹیک انڈسٹریل ڈیولپمنٹ زونز' (ایچ آئی ڈی زیڈ) بنالیے جنہوں نے ٹیکنالوجی اور اختراع کو فروغ دیا۔ یو این سی ٹی اے ڈی (2019) کے مطابق دنیا بھر میں قائم خصوصی اقتصادی زونز میں سے 47 فیصد صرف چین میں ہیں۔ تاہم چینی ماڈل اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کا انتظامی ڈھانچہ غیر مرکزی ہے جس میں مقامی حکومت کی بنائی ہوئی ایک کمیٹی اتنی باختیار ہوتی ہے کہ (متعین حدود میں رہ کر) بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے منصوبوں کی منظوری دیتی ہے اور ساتھ ساتھ اراضی کے استعمال کے ضوابط بناتی اور انفراسٹرکچر کی بہتری کی منظوری دیتی ہے۔¹⁷

ترقی پذیر ملکوں میں خصوصی اقتصادی زونز کی ترقی

چین کی کامیابی کے بعد خصوصی اقتصادی زونز سرمایہ کاری پالیسی کے لیے ایک مقبول عام طریقہ بن گیا، چنانچہ 1986ء میں 47 ملکوں میں 176 خصوصی اقتصادی زونز تھے جو بڑھ کر 2006ء میں 130 ملکوں میں 3500 ہو گئے۔ 2018ء تک یہ تعداد 147 ملکوں میں 5400 خصوصی اقتصادی زونز تک جا پہنچی تھی جبکہ مزید 500 نئے منصوبوں کے زیر تکمیل ہونے کی توقع تھی۔ ان میں سے تقریباً 89 فیصد اقتصادی زونز ترقی پذیر ملکوں میں واقع ہیں جو ان ملکوں کو تجربہ کرنے، اصلاحات متعارف کرانے اور تھوڑا تھوڑا کر کے معاون انفراسٹرکچر کی فراہمی کا موقع دیتے ہیں، کیونکہ ان ملکوں کے لیے اکثر یہ مشکل

کرے۔"¹³ اس تشریح کے بعد ہی علمی تحریروں اور مطبوعات میں خصوصی اقتصادی زونز کو فری ٹریڈ زونز اور ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے ساتھ خلط ملط کرنے کا رجحان کچھ کم ہوا۔¹⁴

بہ الفاظ دیگر، ایک خصوصی اقتصادی زون کو، خاص طور پر ترقی پذیر معیشتوں میں، ناقص نظم و نسق اور ناکافی انفراسٹرکچر کے وسیع و عریض سمندر میں مثالی جزیرہ کہا جاسکتا ہے۔ دوسری جانب، صنعتی علاقے جغرافیائی طور پر محدود و متعین ہو سکتے ہیں، اور انہیں بنیادی انفراسٹرکچر بھی فراہم کیا جاسکتا ہے، تاہم وہ مالی، زمینی، لیبر اور یوٹیلٹیز کے لیے خصوصی ضوابطی نظام کے حامل نہیں ہوتے۔ اسی طرح ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز بھی جغرافیائی طور پر متعین علاقے ہوتے ہیں جنہیں اکثر کسٹم ڈیویژن اور ملکی لیبر قوانین سے استثنیٰ دیا جاتا ہے، تاہم وہاں کے ادارے سخت شرائط کے تحت ملک میں اپنی مصنوعات فروخت نہیں کر سکتے۔

خصوصی اقتصادی زونز کا ارتقا

فری اقتصادی زونز ایک ہزار سال سے زائد عرصے سے موجود ہیں۔ قدیم ترین اقتصادی زونز فری پورٹ کی صورت میں موجود تھے جنہیں تجارت کی آزادانہ سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔¹⁵ جدید دور میں ابتدا میں ملکوں نے تجارت کو سہولت دینے کے لیے فری ٹریڈ زون بنائے، تاہم صنعت کاری اور برآمدات کو مقصد بنانے سے ان کے اندر اشیا سازی کے ادارے بنائے جانے لگے۔ چنانچہ ایکسپورٹ پراسیسنگ زون کا اچھوتا تصور ابھرا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ملکوں نے زونز کی مختلف اقسام کے ساتھ تجربات کیے جن میں سب سے حوصلہ افزا تجربات چین میں کیے گئے۔

چین کے خصوصی اقتصادی زونز: تبدیلی کی حوصلہ افزا مثال

World Investment Report. (2019). *Special Economic Zones*. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development ¹³

Bost, F. (2019). "Special Economic Zones: Methodological Issues and Definition". *Transnational Corporations Journal*, Vol. 26, No. 2, 2019 ¹⁴

Grubel, H. (1982). "Towards a Theory of Free Economic Zones." *Weltwirtschaftliches Archiv*, 118(1), 39-61 ¹⁵

Zeng, Z. (2015). *Global experiences with special economic zones: focus on China and Africa*. Policy Research Working Paper Series 7240, ¹⁶

Washington DC: World Bank; Graham, E. (2004). "Do Export Processing Zones Attract FDI and its Benefits?" *International Economics and Economic Policy*, 1.87-103. 10.1007/s10368-003-0003-4

UNESCAP (2017). *Handbook on Policies, Promotion and Facilitation of Foreign Direct Investment for Sustainable Development in Asia and the* ¹⁷

Pacific. Bangkok: United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific

کامیابی کا پیمانہ

خصوصی اقتصادی زونز کی کارکردگی جانچنے کا ایک آفاقی معیار بنانا دشوار کام ہے۔ اس کی تین اہم وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ کسی زون کا بنیادی مقصد مختلف ہو سکتا ہے اور اس کی کامیابی یا ناکامی کے بارے میں فیصلہ بنیادی طور پر اس مقصد کے حصول پر منحصر ہو گا۔ ممکن ہے، کچھ ممالک کے نزدیک اس کا مقصد بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو راغب کرنا ہو۔ دوسروں کے لیے یہ مقصد مختلف پالیسی اصلاحات کا تجربہ کرنا ہو سکتا ہے۔¹⁹ خصوصی اقتصادی زونز کے مطلوبہ نتائج بھی ارتقا پذیر ہیں (جدول 7.1)۔

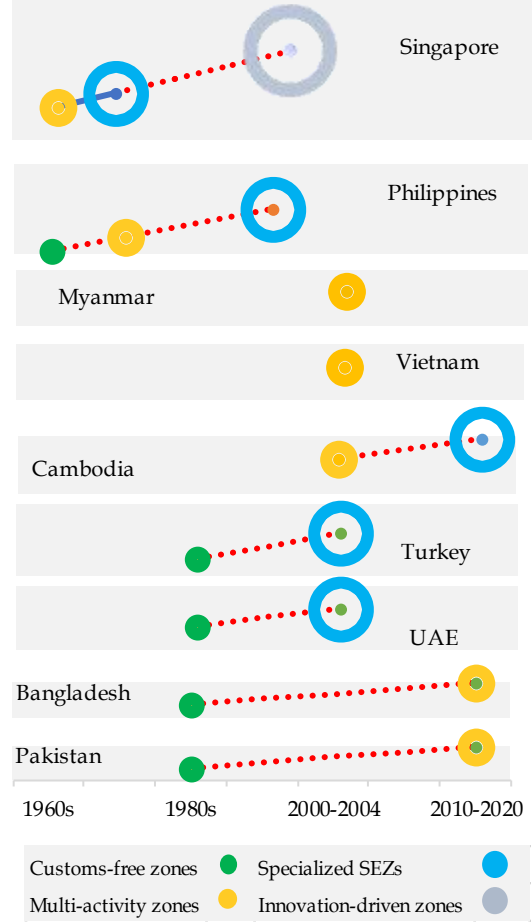
جدول 7.1: خصوصی اقتصادی زونز کا ارتقا

اہداف	زون
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، برآمدات، زرمبادلہ	1.0
زون + 1.0 مقامی روابط، بڑا حجم، مالی ترغیبات پر کم انحصار	2.0
زون + 2.0 ماحولیاتی اور سماجی ترقی	3.0

ماخذ: زیگ (2016)²⁰

دوسری وجہ، خصوصی اقتصادی زونز کی مختلف اقسام ہیں جن کے ترجیحی شعبے مختلف ہیں چنانچہ ان کی کارکردگی ناپنے کے لیے ایک ہی پیمانہ بنانا دشوار ہے۔ مثال کے طور پر کسی ہائی ٹیک زون اور کسی فری ٹریڈ زون کی کارکردگی کا تجزیہ کرنے کے لیے ایک ہی پیمانہ کام نہیں دے سکتا۔ آخری وجہ یہ کہ انتظامی طرز اور اعداد و شمار مرتب کرنے میں جو فرق پائے جاتے ہیں وہ بھی خصوصی اقتصادی زونز کا مختلف ملکوں میں یکساں موازنہ مشکل بنا دیتے ہیں۔²¹ خصوصی اقتصادی زونز کے مختلف پہلوؤں، مثلاً ملکی معیشت پر ان کے ذیلی اثرات، پر تجربی مطالعات نایاب ہیں۔²²

شکل 7.5: مختلف ملکوں میں خصوصی اقتصادی زونز کا ارتقا



Source: UNCTAD (2019)

ہوتا ہے کہ کوئی چیز یکدم پورے ملک میں پھیلا دی جائے۔ ان ملکوں میں حکومتیں ابتدا میں فری ٹریڈ زون اور کثیر الاستعمال زون بناتی ہیں جن میں بنیادی توجہ مزدوروں کو کھپانے اور برآمدی صنعتیں بنانے پر دی جاتی ہے۔ بالآخر یہ خصوصی، جدت طراز اور خدمات کے شعبے پر مرکوز خصوصی اقتصادی زونز میں ڈھل جاتے ہیں (شکل 7.5)۔¹⁸

¹⁸ World Investment Report (2019), Special Economic Zones. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development

¹⁹ Farole, T. (2011). *Special Economic Zones in Africa: Comparing Performance and Learning from Global Experience*. Directions in Development; trade. Washington, DC: World Bank

²⁰ D. Zeng (2016). *Special Economic Zones: Lessons from the Global Experience*. Private Enterprise Development in Low Income Countries, Synthesis Paper Series.

²¹ UNESCAP (2017). *Handbook on Policies, Promotion and Facilitation of Foreign Direct Investment for Sustainable Development in Asia and the Pacific*. Bangkok: United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific

²² Frick S., and A. Rodrigues-Pose (2021). Special Economic Zones and Sourcing Linkages with the Local economy: Reality or Pipedream? *European journal of Development Research*, DOI: 10.1057/s41287-021-00374-4.

بیان کردہ مقاصد اور اہداف:

ایک کامیاب خصوصی اقتصادی زون کے لیے نقطہ آغاز یہ ہے کہ واضح طور پر بیان کردہ مقاصد طے کیے جائیں، جو اُس زون کی خصوصیات، مسابقتی فوئیت، اور جائے وقوع پر منحصر ہوں۔ چین میں خصوصی اقتصادی زونز، جو دنیا کے کامیاب ترین زون ہیں، اپنا واضح نشانہ اور اہداف رکھتے ہیں۔²⁴ اہداف کی شناخت لازمی ہے کیونکہ متعلقہ بنیادی پالیسی فریم ورک ان ہی کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی خصوصی اقتصادی زون کا بنیادی مقصد روزگار کا فروغ ہے تو وہ ایسی پالیسیوں کے ساتھ کام کرے گا جو زیادہ مزدور کھپانے والی صنعتوں کو اپنی طرف راغب کریں۔ تاہم اگر مقصد برآمدات بڑھانا یا ٹیکنالوجی کی منتقلی ہے تو پالیسی فریم ورک ان مقاصد کی عکاسی کرے گا۔ نیز، ایسے خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کا زیادہ امکان ہے جن کے مقاصد وسیع ترین الاقوامی صنعتی پالیسی کے ساتھ ہم آہنگ ہوں، جس کے بعد ایک قابل عمل منصوبے کی باری آتی ہے۔²⁵

ایک جسیم ضوابطی فریم ورک کی تشکیل:

خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کی خاطر ضروری ہے کہ ان کو چلانے کے لیے ملکی قانونی فریم ورک میں الگ قوانین اور ادارہ جاتی انتظام بنایا جائے۔ مثال کے طور پر چین ان زونز کو چلانے کے لیے عدم مرکزیت کا ڈھانچہ استعمال کرتا ہے جس کی تین سطحیں ہیں: ملکی قوانین سے پالیسی ہدایات ملتی ہیں، صوبائی قوانین صوبوں میں ایک دوسرے سے مختلف حالات کو پیش نظر رکھتے ہیں، اور خصوصی اقتصادی زون کے انفرادی قوانین جو ہر زون کی انفرادیت کی وضاحت کرتے ہیں۔²⁶ بیرونی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے بھی قوانین کو استعمال کیا جاتا ہے جس کے لیے اُن کے مفادات کا تحفظ، اور زون کے آپریشنز میں ممکنہ ابہام کو دور کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ترکمانستان میں، مستقبل میں ضوابط کی تبدیلی سے جو منفی اثرات پڑ سکتے ہیں، خصوصی اقتصادی زونز کے قوانین بیرونی سرمایہ کاروں کو ان اثرات سے تحفظ کی

مختلف خصوصیات اور مقاصد رکھنے کے باوجود خصوصی اقتصادی زونز کی اثر انگیزی کا تجزیہ کرنے میں مدد دینے والے چند وسیع پیمانے موجود ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: ملکی معیشت کے ساتھ روابط، ٹیکنالوجی کی منتقلی، اور ماحولیات پر اثرات۔ علاوہ ازیں برآمدات، روزگار اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں ان زونز کا کردار ان کی کامیابی کے مشترک پیمانے ہیں۔

ورلڈ انویسٹمنٹ رپورٹ 2019ء کے مطابق چین میں خصوصی اقتصادی زونز میں بیرونی براہ راست مجموعی سرمایہ کاری کا 80 فیصد سے زائد آتا ہے۔ ویت نام میں یہ تناسب 60 سے 70 فیصد درمیان ہے جبکہ ملائیشیا میں خصوصی اقتصادی زونز میں آنے والی مجموعی سرمایہ کاری کا تقریباً 90 فیصد بیرونی سرمایہ کار بھیجتے ہیں۔ برآمدات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو میکسیکو کی مجموعی برآمدات میں 31 فیصد حصہ خصوصی اقتصادی زونز کا ہوتا ہے۔ فلپائن میں یہ

تناسب 60 فیصد، مصر میں 25 فیصد، اور بھارت میں تقریباً 10 فیصد ہے۔ تاہم خصوصی اقتصادی زونز کے معیشت پر اثرات اور حصہ داری، خصوصاً بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں حصہ داری کی پیمائش مشکل ہے کیونکہ ڈیٹا کی قلت ہے۔ ممالک ہوں یا کثیر جہتی ادارے، خصوصی اقتصادی زونز کے لیے کلیدی معاشی اعداد و شمار علاحدہ سے رپورٹ کرتے ہیں نہ ان پر نظر رکھتے ہیں، جبکہ یہ حقیقت پیمائش کے مسئلے کو دو چند کر دیتی ہے کہ خصوصی اقتصادی زونز کی تشریح پر اتفاق رائے حال ہی میں ہوا ہے۔²³

کامیابی کے عوامل

ایک کامیاب خصوصی اقتصادی زون قائم کرنے کے لیے مختلف عوامل پر مبنی ایک جامع حکمت عملی درکار ہوتی ہے۔ لٹریچر اور دوسرے ملکوں کے تجربات سے اخذ کردہ بعض مشاہدات پر یہاں بحث کی گئی ہے۔

²³ World Investment Report (2019), Special Economic Zones. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development

²⁴ Zeng, D. Z. (2015). *Global Experiences with Special Economic Zones: Focus on China and Africa*. Policy Research Working Paper No. 7240.

Washington, DC: World Bank

²⁵ Aggarwal, A. (2019). SEZs and Economic Transformation: Towards a Developmental Approach. *Transnational Corporations*, 26(2), 27-47

²⁶ Zheng, H. R. (1987). "Law and Policy of China's Special Economic Zones and Coastal Cities." *NYLS Journal of International and Comparative*

Law. Vol. 8: No. 2, Article 2

اندراج، اجازت نامے کے اجراء اور دیگر ضوابطی تقاضوں کو ایک ہی جگہ پورا کرنے والے ہوں بلکہ زیادہ اہم یہ ہے کہ کاموں کی تکمیل کی ترجیحی مدت واضح بتائی جائے اور ان اقتصادی زونز کے لیے طریقہ کار سادہ و آسان رکھا جائے۔³⁰

انفراسٹرکچر:

زون کے اندر مقیم افراد کے لیے انفراسٹرکچر، جس میں سڑکیں، ریلویز، پانی، بجلی، صحت، تعلیم، اور تربیتی سہولتیں شامل ہیں، بنیادی عنصر ہے۔ کھڈارو اور سینٹا (2008) نے ٹرانسپورٹ انفراسٹرکچر اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد کے درمیان مثبت ارتباط معلوم کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے مارشلس کا تجزیہ کیا اور اس کے نتائج کا اطلاق 20 دیگر افریقی ملکوں پر کیا۔³¹ دبئی، سنگاپور، چین اور ملائیشیا میں تمام کامیاب زونز میں معیاری انفراسٹرکچر موجود ہے، جبکہ جنوبی کوریا میں یہ زونز غیر ملکی سرمایہ کاروں کو جدید ترین تعلیمی اور طبی خدمات کے ساتھ ساتھ تفریحی سہولتیں بھی دیتے ہیں۔³²

مالی ترغیبات:

ٹیکس میں رعایت، منافع منقسمہ پراسٹٹی اور انکم ٹیکس، اور ڈیوٹی فری درآمدت جیسی مالی ترغیبات کا زون کی کارکردگی کے ساتھ یقیناً مثبت ربط (correlation) ہے اور ان سے ابتدائی سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں مدد ملتی ہے۔³³ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسی مالی ترغیبات عام طور پر کچھ ہی عرصے کے لیے مؤثر رہتی ہیں۔ یہ مالی ترغیبات ختم ہونے کے بعد طویل عرصے میں جو چیز کسی خصوصی اقتصادی زون کو کامیاب بناتی ہے اور صنعتوں کو زون سے باہر نکلنے سے روکتی ہے وہ جانے و قوع کا فائدہ اور انفراسٹرکچر اور دیگر خدمات کی فراہمی ہے۔³⁴

ضمانت دیتے ہیں۔²⁷ اس قسم کے قانون سے سرمایہ کاروں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے چنانچہ وہ طویل مدتی سرمایہ کاری کا ارادہ کر سکتے ہیں۔

فری اکنامک زون کے تقرر اور انظام پر جنوبی کوریا کا خصوصی ایکٹ 2017ء ایسے ضوابط کی عمدہ مثال ہے جن میں خصوصی اقتصادی زون میں متعلقہ فریقوں کے کردار کی وضاحت کی گئی ہو۔ اس میں مختلف سرکاری محکموں اور زون کی انتظامیہ کی ذمہ داریوں کی صراحت کی گئی ہے۔²⁸ اس قانون میں بیرونی سرمایہ کاروں کا معیار زندگی بہتر بنانے پر بھی قوانین موجود ہیں، مثال کے طور پر آرٹیکل 20 اور 22 غیر ملکی باشندوں کے لیے غیر ملکی زبانوں کی سہولت اور تعلیمی نظام کا وعدہ کرتا ہے۔

خصوصی اقتصادی زونز کی کارگزاری بہتر بنانے والے قانون کی ایک اور مثال بنگلہ دیش اکنامک زونز ایکٹ 2010ء ہے۔ اس قانون کا آرٹیکل 13 (ڈی) حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی زون کو الیکٹریٹیٹی ایکٹ 2010ء سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ اس طرح خصوصی اقتصادی زونز کی فرم کو یہ مدد ملتی ہے کہ اسے بجلی کا کنکشن اوسطاً 31 دن میں مل جاتا ہے جبکہ زون سے باہر بجلی کنکشن 100 دنوں میں ملتا ہے۔²⁹ آرٹیکل 13 (ایچ) بلڈنگ کنسٹرکشن ایکٹ 1952ء سے مستثنیٰ کرتا ہے، چنانچہ خصوصی اقتصادی زون میں فرم کو تعمیرات کا اجازت نامہ دو دن میں مل جاتا ہے جبکہ زون سے باہر 68 دن میں ملتا ہے۔

کاروبار دوست ماحول:

کامیابی کا ایک اور اہم عنصر ایک جگہ یا ایک چھت تلے تمام سہولتوں کی فراہمی کے ساتھ سازگار کاروباری ماحول ہے۔ یہاں ان زونز کی کامیابی کے لیے تمام ضوابطی اداروں کے نمائندوں کی ایک جگہ محض موجودگی کا ذکر نہیں ہو رہا جو

World Investment Report. (2019). *Special Economic Zones*. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development²⁷

ماخذ: قانون سازی کا تحقیقی کوریائی ادارہ، اس لنک پر دستیاب ہے: (www.elaw.klri.re.kr/eng_service/lawView.do?hseq=46782&lang=ENG)²⁸

Khandelwal, A. K., and M. Teachout (2016). *Special Economic Zones for Myanmar*. London: International Growth Centre²⁹

Farole, T., Baissac, C. and J., Gauthier (2013). *Special Economic Zones: A Guidance Framework for Policymaking. Draft*. Washington DC: World Bank³⁰

Khadaroo, A. J., and B. Seetana (2010). "Transport Infrastructure and Foreign Direct Investment". *Journal of International Development*, 22, 103-123³¹

Korean Free Economic Zone, available at: www.fez.go.kr/global/en/why/environment.do: ماخذ³²

Aggarwal, A. (2005). *Performance of export processing zones: a comparative analysis of India, Sri Lanka and Bangladesh*. Working Paper No. 155³³

New Delhi: Indian Council for Research on International Economic Relations

Farole, T. (2011). *Special Economic Zones in Africa: Comparing Performance and Learning from Global Experience*. Directions in Development; ³⁴

trade. Washington, DC: World Bank.

1960ء) میں حکومت نے سستی اراضی والی مخصوص جگہوں پر صنعت کاری کو سازگار ماحول دینے کا خیال اپنایا تھا۔ یہ اراضی سڑکوں، پانی، بجلی، سیدر تاج، ٹیلی فون لائنوں اور ریل کی سہولت سے آراستہ تھی۔³⁹ یہ اسکیم دوسری ترقی پذیر معیشتوں کے مطابق تھی، جیسے تھائی لینڈ، فلپائن اور سنگاپور، جنہوں نے اسی زمانے میں صنعتی علاقے (اسٹیشن) قائم کیے جو کہ صنعت کاری اور بعد ازاں تیزی سے معاشی ترقی کی جانب ایک قدم تھا۔⁴⁰

صوبائی سطح پر صنعتی علاقوں کا قیام:

تمام صوبوں نے 1970ء کی دہائی کے آغاز تک مخصوص صنعتی علاقے قائم کرنا شروع کر دیے، جن میں زیادہ تر ان کی چھوٹے پیمانے کی صنعتی کارپوریشنوں کے تحت قائم کیے گئے۔ مقامی طور پر دستیاب پیداواری عوامل کی بنیاد پر قائم کردہ یہ صنعتی علاقے ابتدائی طور پر چھوٹے اور گھریلو صنعتوں میں کلسٹر کی تشکیل کو فروغ دینے کے لیے بنے گئے تھے جس کے لیے انہیں مطلوبہ انفراسٹرکچر اور بنیادی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ ان میں سے کچھ صنعتی علاقوں نے انکم ٹیکس میں رعایتوں اور مشینری کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی سے چھوٹ کی صورت میں مالی مراعات بھی پیش کیں۔ یہ ترغیبات مختلف علاقوں میں مختلف تھیں اور ان کا انحصار علاقے میں ترقیاتی سطح پر ہوتا تھا۔⁴¹

کچھ ابتدائی صنعتی علاقے مختلف صنعتوں کا مرکز بن گئے۔ مثال کے طور پر سیالکوٹ میں جراحی کے آلات، چرمی لباس اور کھیلوں کے سازو سامان کو کامیابی سے ترقی ملی جبکہ گھریلو برقی سازو سامان، مشینری، فاؤنڈری، اور زرعی آلات کی صنعتوں نے گوجرانوالہ کے صنعتی علاقوں (اول، دوم اور سوم) کے

متعدد خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے پیچھے یہ اہم خصوصیت ہے، کیونکہ یہ اختلافات اور طویل قانونی چارہ جوئی سے بچاتی ہے۔³⁵ خاص طور پر زون کے انٹرپرائز سے متعلق تنازعات کے تیزی سے حل کے لیے قائم خصوصی عدالتیں یا ثالثی ٹریبونل غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش ثابت ہو سکتے ہیں۔ مختصر وقت میں مقدمات کا حل ان ممالک کے لیے اہم ہو جاتا ہے جہاں عدالتی نظام پر پہلے ہی بوجھ ہے۔ دبئی کی ڈیسیوٹ ریزولوشن اتھارٹی، دبئی انٹرنیشنل فنانشل سنٹر خصوصی اقتصادی زونز کے اندر معاملات حل کرنے کے لیے بنائے گئے خاص طریقہ کار کی عمدہ مثال ہے۔³⁶

جائے وقوع، مسابقتی فائدہ، اور زون کا حجم:

اسٹریٹجک جائے وقوع بھی زون کی کامیابی کے لیے بہت اہم ہے۔ فرک وغیرہ (2018) نے 22 ممالک کے 255 زونز کا ڈیٹا استعمال کرتے ہوئے، خصوصی اقتصادی زون کی نمو اور بڑی بندرگاہوں، شہروں اور مارکیٹوں سے فاصلے کے درمیان منفی ربط دکھایا۔³⁷ مزید یہ کہ، زون کی سرگرمیوں کے پہلے پانچ سال کے دوران زون کی نمو کا تخمینہ لگاتے ہوئے، یہ بھی ظاہر کیا کہ نسبتاً بڑے زونز کے کامیاب ہونے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ نیز، جائے وقوع کا فیصلہ کرتے وقت ہنرمند دور اور خام مال کی دستیابی کو مد نظر رکھنا چاہیے۔³⁸

17.3 اقتصادی زونز: پاکستان کے تجربے کا جائزہ

پاکستان میں حد بندی کے اندر صنعتی علاقوں کا تصور ملک کی ابتدائی معاشی پالیسیوں میں بھی ملتا ہے۔ اولین پانچ سالہ قومی ترقیاتی منصوبے (1955ء تا

Cheng, T. (2019). "From Special Economic Zones to Greater Special Economic Region – Hong Kong Special Administrative Region as a Model for

Legal Infrastructure Design." *Transnational Corporations Journal*, Vol. 26, No. 3, 2019

Sharar, D.Z., and M.A. Khulaifi (2016). "The Courts in Qatar Financial Centre and Dubai International Financial Centre: A Comparative Analysis." ³⁶

Hong Kong Law Journal, Volume 46, Part 2 of 2016

S. A. Frick, Andrés R., and W. Michael (2018). "Towards economically dynamic Special Economic Zones in emerging countries," *Papers in* ³⁷

Evolutionary Economic Geography (PEEG) 1816, Utrecht University

Aggarwal, A. (2005). *Performance of export processing zones: a comparative analysis of India, Sri Lanka and Bangladesh*. Working Paper No. 155 ³⁸

New Delhi: Indian Council for Research on International Economic Relations

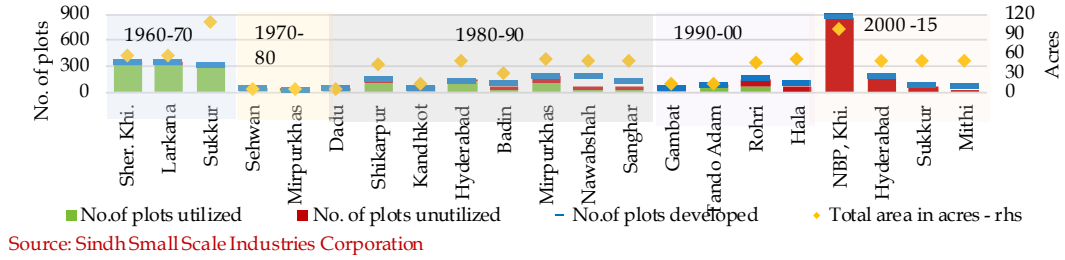
First, Five Year Plan 1955-60, Planning Commission of Pakistan: ماخذ ³⁹

ERIA Study Team (2016). 'The Development of Industrial Estates', in Nishimura, H., F. Kimura, M. Ambashi, and S. Keola (eds.), Lao PDR at: ماخذ ⁴⁰

the Crossroads: Industrial Development Strategies 2016-2030. ERIA Research Project Report 2015-2, Jakarta: ERIA, pp.61-98

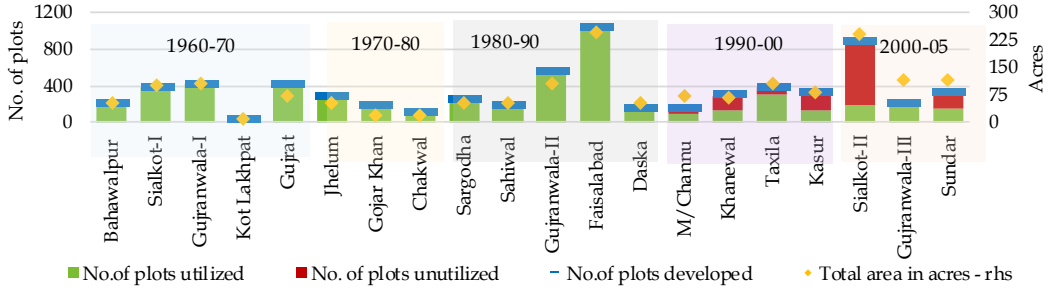
H. Pasha and Z. Ismail, (1988). "Determinants of Success of Industrial Estates in Pakistan." *Pakistan Economic and Social Review*, 26(1), 1-19 ⁴¹

شکل 7.6 الف: سندھ میں چھوٹے پیمانے کے صنعتی علاقوں کی صورت حال (31 جنوری 2021ء تک)



Source: Sindh Small Scale Industries Corporation

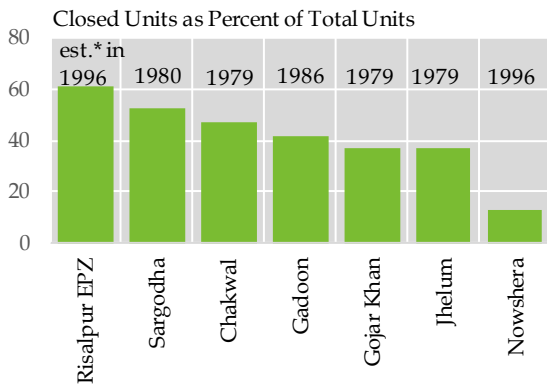
شکل 7.6 ب: پنجاب میں چھوٹے پیمانے کے صنعتی علاقوں کی صورت حال (5 مئی 2021ء تک)



Source: Punjab Small Scale Industries Corporation

حوصلہ شکنی ہوئی۔ صنعتی علاقوں میں صنعتی اراضی کے الاٹیز نے وہاں صنعتی یونٹ قائم کرنے کے بجائے اس امید پر پلاٹوں پر قبضہ جمائے رکھا کہ زمین کی قیمت بڑھ جائے۔ چنانچہ ایسے صنعتی پلاٹ غیر استعمال شدہ رہ گئے۔ یہ رجحان 1990ء کی دہائی کے بعد سنبھنے والے صنعتی علاقوں میں زیادہ نمایاں تھا، بشمول کراچی، حیدرآباد، سیالکوٹ، سکھر اور قصور میں واقع انڈسٹریل اسٹیٹس

شکل 7.7: مختلف صنعتی علاقوں میں بند کارخانوں کی صورت حال



* established

Source: Punjab Small Industrial Estates, KPK Industrial Directory 2020 by KPK Economic Zones Development and Management Company

اندر جگہ بنائی۔⁴² دریں اثنا، کچھ صنعتی علاقے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کے لیے موزوں ہیں۔ مثال کے طور پر، حب انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ نے بڑے آٹوموبائل اسمبلنگ یونٹس، آٹو ویڈیوز، نیز سیمنٹ، ٹیکسٹائل اسپننگ، فوڈ پروسیسنگ اور لائٹ انجینئرنگ کلسٹر کو اپنی طرف متوجہ کیا۔⁴³ کامیابی کی ان مثالوں سے قطع نظر، کئی صنعتی علاقے ایسے بھی تھے جو مالی مراعات کے باوجود زیادہ آباد نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ صنعتی علاقے بنیادی سہولتوں⁴⁴ اور دیگر مطلوبہ انفراسٹرکچر کا وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ جبکہ دیگر کو اپنے قیام کے وقت ہی سے نامناسب جائے وقوع کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔⁴⁵ یہاں تک کہ جب صوبائی حکومتوں نے نئے صنعتی علاقے بنائے تو نجی کاروباری اداروں نے ناقص منصوبہ بندی، ناکافی صنعتی جگہ، انفراسٹرکچر کی کمی اور اراضی کی زائد قیمتوں کی وجہ سے وہاں منتقل ہونے کی مخالفت کی۔⁴⁶

ایک اور وجہ جس کے باعث اگلے کئی برسوں میں کئی صنعتی علاقے کامیاب نہ ہوئے، ریٹیل اسٹیٹ کی سرگرمیاں تھیں جن سے زمین کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا اور ان صنعتی علاقوں میں صنعتی اداروں کے قیام کے لیے سرمایہ کاری کی

⁴² ماخذ: پنجاب اسمال انڈسٹریز کارپوریشن

⁴³ اسپڈا، ڈسٹرکٹ اکنامک پروفائل لسبیلہ

⁴⁴ پنجاب اسمال اسکیل انڈسٹریز کارپوریشن کے مئی 2021ء تک مرتب کردہ ڈیٹا کے مطابق (20 مئی سے 7 اپریل) 35 فیصد صنعتی علاقوں کو صنعتی یونٹوں کو گیس فراہم کرنے میں مسائل کا سامنا ہے۔

⁴⁵ H. Pasha and Z. Ismail (1988). "Determinants of Success of Industrial Estates in Pakistan." *Pakistan Economic and Social Review*, 26(1), 1-19

⁴⁶ ایضاً نوٹ 11

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

پاکستان میں ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی کارکردگی اس خطے کے دوسرے زونز کے مقابلے میں نمایاں نہیں رہی۔ مثال کے طور پر بنگلہ دیش میں ای پی زونز، جو کہ 1980ء کے بنگلہ دیش ایکسپورٹ پراسیسنگ ایکٹ کے تحت قائم ہیں، 1983ء میں پہلا ایکسپورٹ پراسیسنگ زون شروع ہونے کے بعد سے اب تک 5.2 ارب امریکی ڈالر کی مجموعی سرمایہ کاری راغب کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زون نے 2009ء اور 2019ء کے درمیان برآمدات میں 60.1 ارب امریکی ڈالر مالیت کا حصہ ڈالا جو اس عرصے کے دوران وہاں سے درآمد ہونے والی مجموعی تجارتی اشیا کا 18.5 فیصد بنتا ہے۔ یہ ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز متعدد عالمی برانڈز کے لیے سامان تیار کرتے ہیں، جن میں نانگی، ربووک، مدرکیٹر، نیکون، سونی اور متسوباشی شامل ہیں۔ ان زونوں نے 2019ء تک، تقریباً پانچ لاکھ کارکنوں کو براہ راست روزگار فراہم کیا۔⁴⁹

اس کے برعکس، پاکستان میں ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی طرف سے آغاز سے لے کر آج تک کی برآمدات تقریباً 10 ارب ڈالر ہیں، یعنی اس عرصے کے دوران ملک کی مجموعی برآمدات کا 1.9 فیصد (جدول 7.2)۔ ان میں سے تقریباً 70 فیصد برآمدات کراچی کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زون سے ہوئیں، جہاں مالی سال 21ء میں 49 فیصد برآمدات استعمال شدہ کپڑوں کی پراسیسنگ سے ہوئیں (مالی سال 20ء: 44 فیصد)۔ دیگر ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز جیسے رسالپور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کی برآمدات بہت کم رہیں۔ پاکستان کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز میں ناکافی سرگرمیوں کی عکاسی دیگر ترقی پذیر ممالک کے اسی طرح کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے مقابلے میں شہینہ سرگرمیوں کے ڈیٹا سیٹ سے بھی ہوتی ہے (شکل 7.8)۔⁵⁰

منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ انفراسٹرکچر اور بنیادی سہولتوں کی ناقص دستیابی اور وٹا اسٹاپ شاپ کی عدم موجودگی ملک میں مشترکہ منصوبوں کے تحت قائم ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی کامیابی میں آڑے آئی۔ ریئل اسٹیٹ

کے (شکل 7.6 الف اور ب)۔ دیگر صنعتی علاقے، جیسے گدون اکنامک زون کو صنعتی یونٹوں کی بڑے پیمانے پر بندش کا اس وقت سامنا کرنا پڑا جب ٹیکس کی چھوٹ کی مدت ختم ہوئی، سیلز ٹیکس میں رعایت واپس لے لی گئی اور یوٹیلیٹی پر زراعت ہٹا لیا گیا (شکل 7.7)۔

ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کا زمانہ

1980ء تک حکومت نے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کو ایک پالیسی ٹول کے طور پر زیر غور لانا شروع کیا تاکہ برآمدات سے نمونہ پر توجہ دی جاسکے۔ چنانچہ فروری 1980ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے خود مختار ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز اتھارٹی بنائی گئی، جسے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی منصوبہ بندی، قیام اور چلانے کا اختیار حاصل تھا۔

ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کاروباری اداروں کو بہت سی مراعات پیش کرتے ہیں، بشمول مشینری، سامان اور مواد کی ڈیوٹی فری درآمد، درآمدات اور زرمبادلہ کے ملکی ضوابط سے آزادی، سرمایہ اور منافع کی واپسی میں آسانی، اور بجلی اور گیس سمیت خام مال پر سیلز ٹیکس سے چھوٹ۔⁴⁷

مالی سال 20ء تک اس اتھارٹی نے پاکستان میں سات ای پی زیڈ بنائے۔ ان میں سے کراچی ایکسپورٹ پراسیسنگ زون ای پی زیڈ اے کی ملکیت ہے، اسی نے تیار کیا ہے اور وہی چلاتی ہے، جبکہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور رسالپور میں یہ زونز متعلقہ صوبائی حکام کی ملکیت، ترقیات اور آپریشن میں ہیں۔ مؤخر الذکر مشترکہ منصوبے کے معاہدوں⁴⁸ کے تحت ہیں، جہاں اتھارٹی کا کردار چند سرگرمیوں تک محدود ہے، مثلاً درآمد/برآمد کے لیے اجازت نامے جاری کرنا، اور انکم ٹیکس جمع کرنا۔ ان کثیر فریقی ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے علاوہ، تین سنگل انٹرپرائز زونز بھی قائم کیے گئے ہیں، یعنی سینڈک ای پی زیڈ، ڈاڈر ای پی زیڈ، اور طویرتی اسٹیل مل۔

⁴⁷ ماخذ: ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز اتھارٹی (www.epza.gov.pk/incentives/)

⁴⁸ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے زون پنجاب اسمبلنٹس کے ساتھ مشترکہ منصوبے کے تحت قائم کیے گئے جبکہ رسالپور زون سرحد ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ مشترکہ منصوبے کے تحت بنایا گیا۔

⁴⁹ بنگلہ دیش ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز اتھارٹی، سالانہ رپورٹ 2018-19ء

⁵⁰ شہینہ سرگرمیوں کے ڈیٹا سیٹ میں خلائی سیاروں سے لی گئی رات کی تصاویر استعمال کی جاتی ہیں۔ زیر مشاہدہ ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی حدود کی ان تصاویر میں روشنی یا جالے کا مطلب یہی لیا جاتا ہے کہ ان ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز میں بجلی کا استعمال ہو رہا ہے جو وہاں صنعتی سرگرمی کی علامت ہے (ماخذ: عالمی بینک)

جدول 7.2: ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی موجودہ حیثیت

رقبہ	فعال ہونے کا سال	شعبے پیداوار	فعال یونٹس	جون 2021ء تک کارکنوں کی تعداد	برآمدات	درآمدات
ایکڑ				کارکنوں کی تعداد	(ملین امریکی ڈالر میں)	مجموعی بہاؤ*
305	1981ء	مختلف النوع	266	30,000	7,088	4,442.6
92	2002ء	مختلف النوع	28	1,000	24.3	24.3
113	2004ء	مختلف النوع	13	100	5.8	4.6
238	2005ء	مختلف النوع	37	1,000	72.7	53.3
220	2006ء	فولادی بلٹ / ڈی آر آئی	1		29.3	182.8
1284	2007ء	بلسر شکل میں تانبا	1	1,500	2,445.8	994
1500	2009ء	زنک اور سیسہ	1	500	296.8	189.5
3752			310	34,100	9,962.6	5,891.1

* فعال ہونے کے سال سے اب تک

ماخذ: ایکسپورٹ پراسیسنگ زون اتھارٹی، 30 جون 2021ء کو

ماڈل اپنایا۔ یہ ایکٹ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ سرکاری یا نجی شعبے میں، یا سرکاری-نجی شراکت (پی پی پی) طریقے پر خصوصی اقتصادی زونز قائم کریں۔ ایکٹ کے تحت اڈیلین خصوصی اقتصادی زونز کا اعلامیہ لگ بھگ 16-2015ء میں جاری کیا گیا، جس کے ساتھ ہی قانون میں بڑی ترمیم کی گئی۔ تاہم کہیں 2019ء میں خصوصی اقتصادی زونز کی ضوابطی سرگرمیاں اور اعلامیہ جاری کیا گیا (شکل 7.9)۔

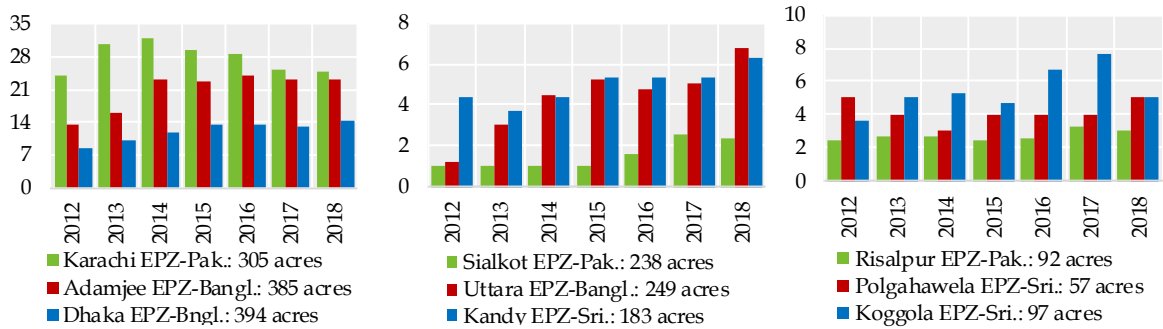
کی سرگرمیاں بھی ایک وجہ تھیں جس سے دیگر کثیر فریقی زونز ناکام ہوئے۔ کراچی کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زون کے برعکس جہاں صنعتی اراضی سالانہ کرائے پر دی گئی ہے، دیگر کثیر فریقی زونز میں زمین ممکنہ سرمایہ کاروں کو فروخت کر دی گئی جبکہ ریئل اسٹیٹ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کے لیے موثر حفاظتی تدابیر نہیں کی گئیں۔

خصوصی اقتصادی زونز کی آمد:

ابتدا میں خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء کے مطابق خصوصی اقتصادی زونز پاکستان کے کسٹمز علاقے سے باہر شمار ہوتے تھے،⁵¹ جس کا مطلب یہ نکلا کہ خصوصی اقتصادی زون کے اندر تیار کردہ سامان جب اس زون سے باہر کے

پاکستان نے خصوصی صنعتی علاقوں اور ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کی کامیابی میں حائل بنیادی مسائل کے تناظر میں 2012ء میں خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء کی منظوری کے ساتھ خصوصی اقتصادی زونز کا صنعت کاری

شکل 7.8: دنیا بھر کے ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز میں شہینہ سرگرمیوں کا موازنہ



Source: Devseed project by World Bank, for complete reference see foot note 50

⁵¹ کسٹمز کے علاقے سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں کسٹمز حکام سے کلینرنس سے پہلے درآمدی ایشیا ایشیا برائے برآمدات عارضی طور پر رکھی جاتی ہیں۔

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

بندی مکمل ہو چکی ہے، اب تک 3000 سے زائد پلاٹ متعین کیے جا چکے ہیں۔⁵⁶ صنعتی پلاٹوں کی فی ایکڑ قیمت 3.0 ملین روپے (خیر پور میں) سے 65 ملین روپے (کورنگی کریک آئی پی میں) ہے، جو زمین کے حصول اور ترقیاتی اخراجات پر منحصر ہے۔ تین خصوصی اقتصادی زونز کے تقریباً 100 فیصد پلاٹ فروخت ہو چکے ہیں (کورنگی کریک آئی پی، ایم تھری-آئی سی اور ویلیو ایڈیشن سٹی)۔ حطار اور خیر پور زونز میں بھی تقریباً 90 فیصد پلاٹ فروخت ہو چکے ہیں (شکل 7.10)، جبکہ دیگر فروخت کے مختلف مراحل پر ہیں۔

جنر افیائی لحاظ سے یہ خصوصی اقتصادی زونز زیادہ تر سندھ کے ساحلی علاقوں کے قریب یعنی 100 کلومیٹر سے کم قرب میں واقع ہیں۔ یا شمالی پنجاب میں (شکل 7.11)۔ بیشتر منظور شدہ خصوصی اقتصادی زونز ان اضلاع میں ہیں جو نسبتاً بہتر کثیر جہتی اشاریہ غربت (ایم پی آئی) اسکور کے حامل ہیں، جو کہ ضلع کی دیگر تفصیلی معلومات کی غیر موجودگی میں ان اضلاع میں انسانی ترقی کی حالت کے لیے نمائندہ سمجھے جاسکتے ہیں کیونکہ یہ اشاریہ تعلیم، صحت اور معیار زندگی کے اظہار یوں پر مبنی ہے۔

تاہم، چند خصوصی اقتصادی زونز ان اضلاع میں ہیں جن کا ایم پی آئی کم ہے۔ یہ ایک موقع بھی ہے اور چیلنج بھی۔ موقع یوں کہ ان خصوصی اقتصادی زونز نے آس پاس علاقوں⁵⁷ کے افراد اور کاروباری اداروں کی آمدنی پر مثبت اثرات مرتب کیے جو 50 کلومیٹر فاصلے تک قابل پیمائش ہیں۔⁵⁸ اس کی علامتی مثال چین کا شینزین (Shenzhen) ہے، جو ماہی گیروں کا گاؤں تھا لیکن یہاں خصوصی اقتصادی زون بننے کے بعد ایشیا سازی کا بڑا مرکز بن گیا۔⁵⁹ تاہم چیلنج ہنرمند مزدوروں کی دستیابی ہے، کیونکہ کچھ اضلاع میں شرح خواندگی

ملکی خریدار خریدیں گے تو ان پر درآمدی ڈیوٹی اور ٹیکس عائد ہو گا۔ چنانچہ مقامی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے جو بڑھتی ہوئی ملکی طلب کو پورا کرنا چاہتے تھے، زون کی کشش محدود ہو گئی۔ لہذا، ایکٹ میں 2015ء میں ترمیم کی گئی، جس کے تحت خصوصی اقتصادی زونز کو ملک کے کسٹم والے علاقے میں شامل کیا گیا۔ اس ترمیم کے علاوہ بھی خصوصی اقتصادی زونز کا ضوابطی فریم ورک ہموار کرنے کے لیے گزشتہ برسوں میں کئی قواعد و ضوابط منظور کیے گئے۔

فی الحال، 22 خصوصی اقتصادی زونز کی منظوری دی گئی ہے، جن میں سے 21 کا اعلامیہ جاری کیا گیا ہے۔⁵² ان 22 منظور شدہ زونز میں سے 13 پہلے انڈسٹریل اسٹیٹ اور انڈسٹریل پارکس کے طور پر موجود تھے، جبکہ سی بیک کے تحت نو خصوصی اقتصادی زونز کی منظوری دی گئی، جن میں سے چار ترقیاتی ہیں۔⁵³

اکثر خصوصی اقتصادی زون ڈیولپرز کے نقطہ نظر سے سرکاری شعبے کی ترقیاتی کمپنیوں کے ہیں، دوسری کاری۔ نجی شراکت کے طریقے پر،⁵⁴ اور تین خصوصی اقتصادی زون نجی شعبے کے ہیں، جن میں سے دو واحد انٹرپرائز ہیں۔ تاہم، نجی شعبے کے مزید دو خصوصی اقتصادی زون زیر تشکیل ہیں۔⁵⁵ صوبائی لحاظ سے تقسیم یوں ہے: پنجاب میں 10 خصوصی اقتصادی زون، سندھ میں 6، بلوچستان میں 3، خیبر پختونخوا میں 2، اور ایک اسلام آباد میں۔ اعلان کردہ خصوصی اقتصادی زون جون 2021ء تک ترقیات کے مختلف مراحل میں تھے، ان میں سے کوئی بھی مکمل فعال اداروں کے ساتھ پوری طرح آباد نہیں ہوا تھا۔

تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار کے مطابق 22 منظور شدہ خصوصی اقتصادی زونز کا مجموعی رقبہ 15,000 ایکڑ سے زائد ہے۔ گیارہ زونز کے پلاٹوں کی حد

⁵² دہائی خصوصی اقتصادی زون کی اصولی منظوری دی جا چکی ہے لیکن اعلان نہیں کیا گیا۔

⁵³ یہ چار ریشمی زون، علامہ اقبال انڈسٹریل سٹی، دہائی زون اور بوستان زون ہیں (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2020-21ء)۔

⁵⁴ یہ ریشمی اور دہائی خصوصی اقتصادی زون ہیں۔

⁵⁵ ان کے نام یہ ہیں: زمین خصوصی اقتصادی زون اور روشن خصوصی اقتصادی زون۔ ماخذ: بی او آئی سالانہ رپورٹ (2019ء)۔

⁵⁶ ماخذ: بورڈ آف انویسٹمنٹ۔ www.invest.gov.pk/sez

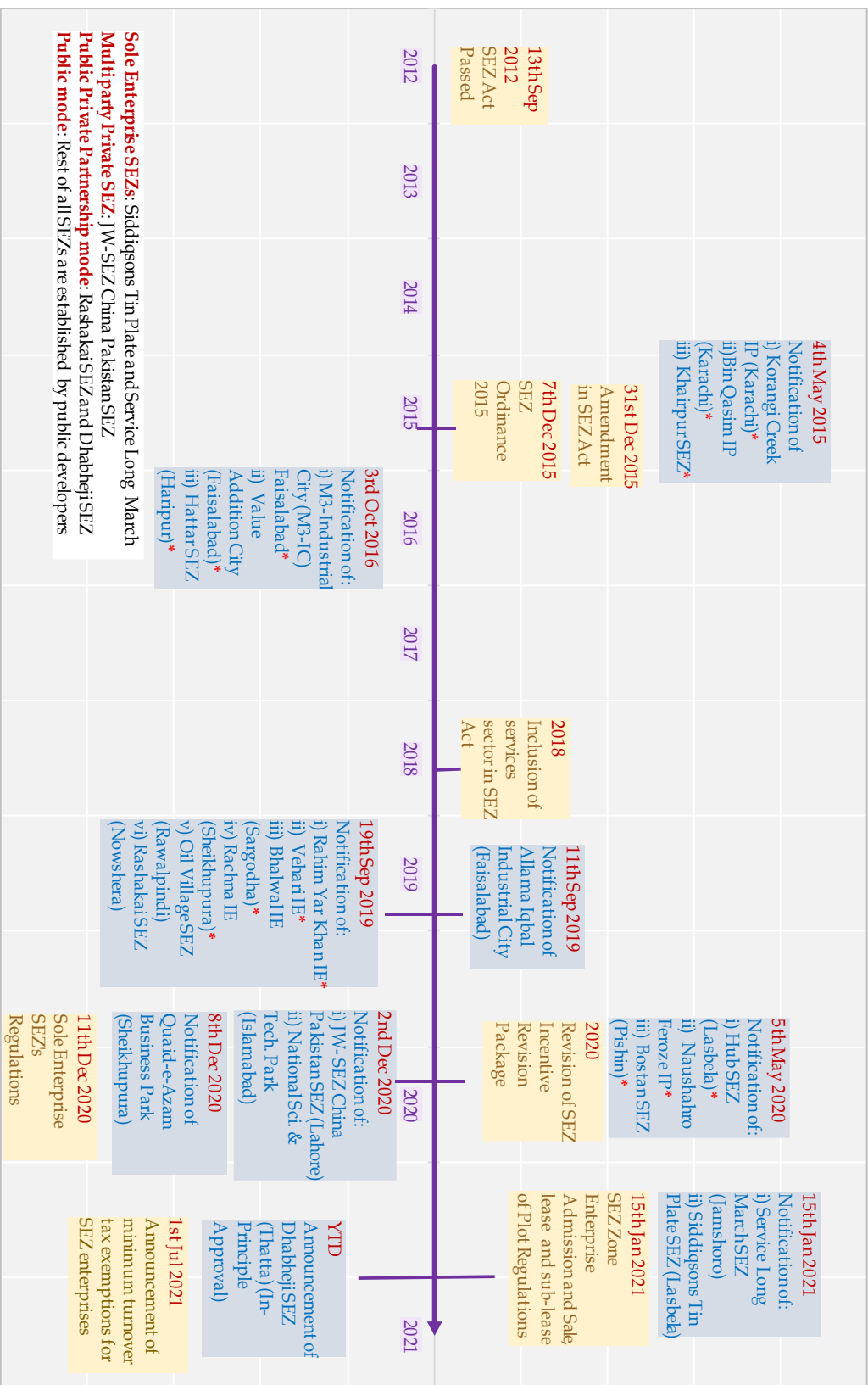
⁵⁷ Wang, J. (2013), "The Economic Impact of Special Economic Zones: Evidence from Chinese Municipalities". *Journal of Development Economics*, and Ciżkowicz, P., Ciżkowicz-Pękała, M., Pękała, P. and A. Rzońca (2015). *The effects of special economic zones on employment and investment: spatial panel modelling perspective*. NBP Working Paper No. 208, Warsaw: Narodowy Bank Polski, Economic Research Department.

⁵⁸ World Bank. 2017. *Special Economic Zones: An Operational Review of Their Impacts*. Washington, DC: World Bank

⁵⁹ Cheng, T. (2019). From Special Economic Zones to Greater Special Economic Region – Hong Kong Special Administrative Region as a Model for

Legal Infrastructure Design. *Transnational Corporations Journal*, Vol. 26, No. 3, 2019

شکل 9.7: خصوصی انحصاری زون کے ضوابطی فریم ورک اور ان کے اعلامیے کی زمانہ ترتیب



* shows the SEZ previously existed as an Industrial Estate
Source: Board of Investment, Pakistan Economic Survey 2019-20

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

سب سے بڑا زون ہے، جبکہ نوشہرہ و فیروز اشیا سازی کا سب سے چھوٹا خصوصی اقتصادی زون ہے جس کا رقبہ صرف 80 ایکڑ ہے (شکل 7.12)۔ تاہم، پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹس ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی پنڈ دادن خان میں 10,000 ایکڑ کا خصوصی اقتصادی زون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، جو اگر منظور ہو تو پاکستان میں منظور شدہ خصوصی اقتصادی زونز کے تحت کل رقبہ کا دو تہائی ہو گا۔⁶³

ترغیبات کا ڈھانچہ:

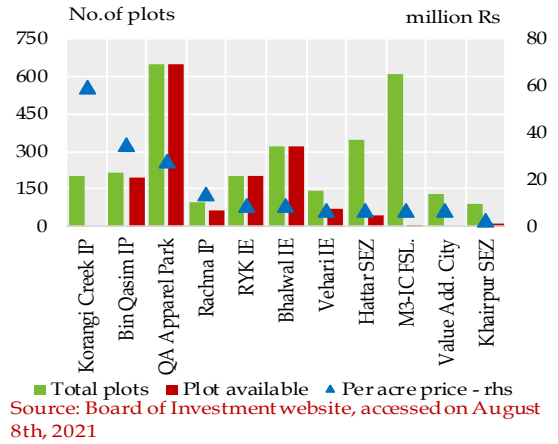
خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء میں ڈیولپرز اور زون انٹرپرائزز کے لیے مختلف مراعات بتائی گئی ہیں۔ زون ڈیولپرز، شریک ڈیولپرز اور زون انٹرپرائزز کے لیے اکم ٹیکس کو ترقیاتی معاہدے پر دستخط کی تاریخ سے 10 سالہ چھوٹ دی گئی ہے۔ ڈیولپرز اور زون انٹرپرائزز کو تمام کسٹم ڈیوٹی اور اشیائے سرمایہ کی درآمد پر بھی ٹیکس سے ایک بار کی چھوٹ ہے۔ پاکستان اپنے خصوصی اقتصادی زونز کو جو مالی مراعات دیتا ہے وہ علاقے کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں کچھ پیمانوں میں بہتر ہیں، جیسے کارپوریٹ ٹیکس پر چھوٹ کی مدت۔ تاہم، دوسرے پیمانوں میں، دیگر ممالک بہتر ترغیبات دیتے ہیں، جیسے سرمائے کے اخراجات پر چھوٹ کی زیادہ مدت (جدول 7.3)۔

کارکردگی کا پیمانہ:

خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء اور اس سے ملنے والے قواعد و ضوابط میں ایسے کسی معاشی یا سماجی پیمانوں کو شرط نہیں بنایا گیا ہے جن کو پورا کرنا خصوصی اقتصادی زونز کے لیے متعلقہ کمپنی کی منظوری کے لیے متعلقہ ایم آئی ایس پر درخواست کے اندراج کے موقع پر لازم ہو۔

تاہم بطور واحد مالک خصوصی اقتصادی زونز کے لیے درخواست دینے والے

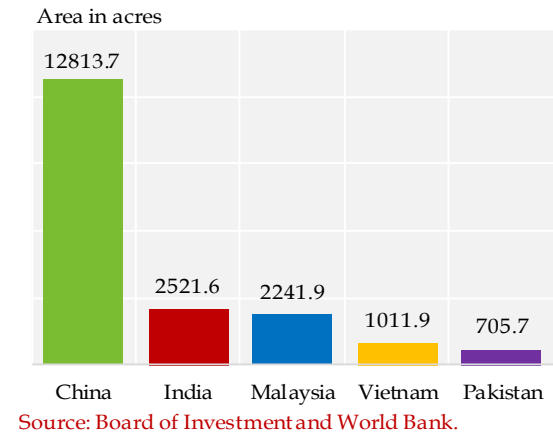
شکل 7.10: مختلف خصوصی اقتصادی زونز میں پلاٹوں اور زونوں کی صورت حال



ناقص ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہنرمند مزدور کی دستیابی خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے لیے اکثر مالی مراعات سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔⁶⁰

چین میں کچھ خصوصی اقتصادی زونز کا رقبہ صوبے کے برابر ہے،⁶¹ خطے کے دیگر خصوصی اقتصادی زونز کے مقابلے میں پاکستان کے منظور شدہ خصوصی اقتصادی زونز کا رقبہ اب تک چھوٹا ہے، جس میں فیصل آباد کا ایم تھری۔ انڈسٹریل سٹی 4,356 ایکڑ رقبہ کے ساتھ

شکل 7.12: مختلف ملکوں میں خصوصی اقتصادی زونز کا اوسط رقبہ



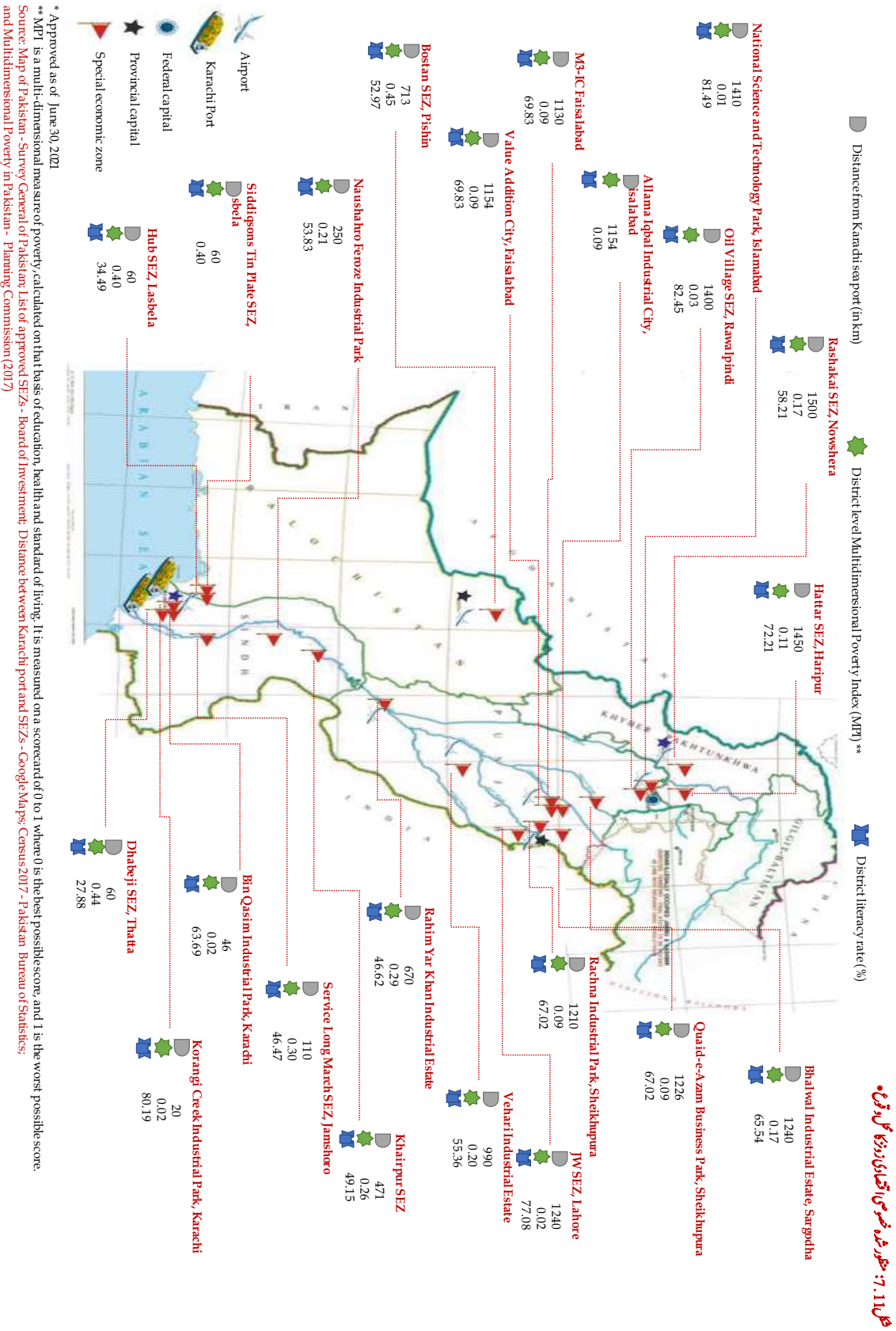
⁶⁰ UNESCAP (2017). *Handbook on Policies, Promotion and Facilitation of Foreign Direct Investment for Sustainable Development in Asia and the*

Pacific. Bangkok: UNESCAP

⁶¹ World Investment Report. (2019). *Special Economic Zones*. Geneva: United Nations Conference on Trade and Development.

⁶² جون 2021ء تک پاکستان کے تمام منظور شدہ خصوصی اقتصادی زونز کا اوسط رقبہ شکل 7.12 میں دکھایا گیا ہے، تاہم دوسرے ملکوں کے خصوصی اقتصادی زونز کا اوسط رقبہ صرف علامتی ہے۔ ان اواسط کے تخمینے کے لیے عالمی بینک کے اپریل 2021ء میں پراجیکٹ (P172858) کے تحت شائع علاقائی خصوصی اقتصادی زونز کے ذیلی سیٹ کے ڈیٹا سے مدد لی گئی ہے۔ یہ خصوصی اقتصادی زونز کے ذیلی سیٹ کا تازہ ترین دستیاب بین الملکی موازنہ ہے، جس میں ان زونز کی کل تعداد پوری دنیا میں 5000 سے زیادہ بتائی گئی ہے۔

⁶³ Punjab Industries Sector Plan 2018, Promoting Industrial Development and Investment, Government of Punjab



پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

ضوابطی ڈھانچہ:

خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابطی فریم ورک میں ارتقا جاری ہے، اور حکومت سامنے آنے والے امور اور مواقع سے نمٹنے کے لیے نئے ضابطے جاری کرتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر دسمبر 2020ء میں، 'سول انٹرپرائز اسپیشل اکنامک زون' کے ضوابط وضع کیے گئے تاکہ بڑے کاروباری اداروں کو اپنے لیے خصوصی اقتصادی زونز بنانے کی اجازت دی جائے، جبکہ جنوری 2021ء میں 'زون انٹرپرائز داخلہ اور فروخت، پلاٹ کی لیز اور سب لیز کے ضوابط کا اعلان کیا گیا۔ مؤخر الذکر نے خصوصی اقتصادی زون کی سرگرمیاں بڑھانے اور ریئل اسٹیٹ کی سٹہ بازی کے خطرات ختم کرنے میں مدد دی ہے

اداروں کو لازماً کئی کام کرنے ہوتے ہیں بشمول: منصوبے میں کم از کم 50 ملین ڈالر سرمایہ کاری،⁶⁴ جس میں سے کم از کم 30 فیصد ایکویٹی فنانس ہونا چاہیے۔ فعالیت کے پہلے پانچ سال میں کم از کم 75 ملین ڈالر کی برآمدات کرنا۔⁶⁵ یہ یقینی بنانا کہ آغاز کے تیسرے سال کے بعد زر مبادلہ کی خالص آمدنی ہو۔ خصوصی اقتصادی زون کی 50 فیصد ملازمتیں جائے وقوع کے ضلع والوں کو دینا۔ کم از کم 200 ملازمین کا ای او بی آئی میں اندراج۔ اپنے ویبڈر ڈیولپمنٹ پلان کے تحت مقامی لوگوں کو انٹرپرائیزور شپ ڈویلپمنٹ ٹریننگ دینا۔ یہ شرائط خصوصی اقتصادی زون کے واحد مالک کے معاملے میں نرم ہیں جو ملک کے پسماندہ علاقوں میں سرمایہ کاری کریں یا سرفہرست پانچ درآمدی شعبوں میں سرمایہ کاری کریں، جن کی فہرستیں قواعد و ضوابط میں دی گئی ہیں۔⁶⁶

جدول 7.3: مختلف ملکوں کے خصوصی اقتصادی زونز میں مالی ترغیبات کے نظام کا موازنہ

پاکستان	بھارت	انڈونیشیا	بھارت	ویت نام	ویت نام
ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	کوئی مقررہ نظام نہیں	ڈیولپر کو ترغیبات
مطلق چھوٹ	مطلق چھوٹ	فرم کی اہلیت پر منحصر	مطلق چھوٹ	مطلق چھوٹ	کارپوریٹ ٹیکس سے استثنیٰ کی کوئی قسم
100 فیصد	100 فیصد	20 سے 100 فیصد تک	100 فیصد	100 فیصد	کارپوریٹ ٹیکس سے استثنیٰ
10 سال	5 سال	5 سے 15 سال	5 سال	4 سال	کارپوریٹ ٹیکس سے استثنیٰ کی مدت
					درج ذیل پر استثنیٰ
					وہ ہولڈنگ ٹیکس
					جائیداد / اراضی کا ٹیکس
					استعمال اراضی کا ٹیکس ملتا ہی، معینہ اثاثے کی فرسودگی کی شرح دگنی
					وی اے ٹی / سیلز ٹیکس سے 100 فیصد استثنیٰ (مرکزی اور ریاستی)
					وی اے ٹی / سیلز ٹیکس سے 100 فیصد استثنیٰ (مرکزی اور ریاستی)
					سرماہ جاتی اخراجات پر درآمدی ڈیوٹی
					خام مال پر درآمدی ڈیوٹی
					سرماہ جاتی اخراجات کی مدت
					یادداشتی اجزا
					قانونی فریم ورک کا سال
					کم از کم مطلوبہ سرمایہ کاری
					یکساں کارپوریٹ ٹیکس

ماخذ: عالمی بینک 2017ء

⁶⁴ اراضی کے حصول اور ترغیبات کی لاگت اس کے علاوہ ہے۔

⁶⁵ البتہ ہر سال برآمدات 7.5 ملین ڈالر سے کم نہ ہوں۔

⁶⁶ ضابطہ نمبر 4 اور 5، واحد ملکی خصوصی اقتصادی زون، ضوابط 2020ء

جدول 7.4: خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابطی ڈھانچے کی اہم خصوصیات

ادارے / کمیٹی کا نام	تفصیل
منظوری دینے والا بورڈ (بی او اے)	وزیر اعظم کی زیر صدارت بی او اے ملک کی اعلیٰ سیاسی، تکنیکی اور کاروباری قیادت پر مشتمل ہے۔ اس کے اہم کام یہ ہیں: خصوصی اقتصادی زون ایکٹ کے نفاذ کے لیے ضوابط کی منظوری، زون کی درخواستوں اور ترقیاتی معاہدے کو منظور یا مسترد کرنا، پالیسی امور پر فیصلے کرنا، قانون کے مطابق ڈیولپر یا زون انٹرپرائز کے لیے اضافی فوائد کا اعلان کرنا، اور خصوصی اقتصادی زون اتھارٹیز کی سالانہ رپورٹوں کا جائزہ لینا۔
منظوری دینے والی کمیٹی	یہ کمیٹی بی او اے کے تفویض کردہ اختیارات اور ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے جس میں زون کی درخواستوں کی چھاننی بھی شامل ہے۔
بورڈ آف انویسٹمنٹ (بی او آئی)	اصل میں اسے سرمایہ کاری کے فروغ کے وفاقی ادارے کے طور پر قائم کیا گیا، بی او آئی خصوصی اقتصادی زون فریم ورک نافذ کرنے کے لیے منظوری دینے والے بورڈ اور منظوری دینے والی کمیٹی کے سیکرٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ خصوصی اقتصادی زون، ڈیولپر یا زون انٹرپرائز سے متعلق تمام سرگرمیوں کے لیے ایک رابطہ کار ادارہ ہے۔ یہ زونز کی ترقی کے لیے درخواستوں پر کارروائی کرتا ہے اور ان کی منظوری کے لیے بی او اے کو پیش کرتا ہے، اور یہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹیز کے تجویز کردہ تمام ترقیاتی معاہدوں کی بھی منظوری دیتا ہے۔ بی او آئی اسلام آباد دارالحکومتی علاقے میں خصوصی اقتصادی زونز کے لیے خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی بھی ہے۔
فروغ سرمایہ کاری کے صوبائی ادارے (آئی پی اے)	صوبائی آئی پی اے کی ذمہ داریوں میں متعلقہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کو اس کے تمام کاموں میں مدد دینے کے ساتھ ساتھ خصوصی اقتصادی زون سے متعلق مختلف معاملات میں ڈیولپر یا زون انٹرپرائز کو سہولت فراہم کرنا شامل ہے۔
خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی (ایس ای زیڈ اے)	ایکٹ کے تحت خصوصی اقتصادی زون اتھارٹیز کو صوبے کی خصوصی اقتصادی زون کی اعلیٰ ترین اتھارٹی کے طور پر قائم کرنا ضروری ہے۔ اس کی اہم ذمہ داریاں یہ ہیں: زون کی درخواستوں کی تیاری، ڈیولپر یا زون انتخاب، زون کے ضوابط کی تشکیل اور وفاقی اور صوبائی حکومت کے محکموں اور اداروں کے ساتھ رابطہ۔
خصوصی اقتصادی زون کمیٹی	ہر خصوصی اقتصادی زون کے لیے بی او اے کے تحت بنائی گئی خصوصی اقتصادی زون کمیٹی میں ڈیولپر، بی او آئی، صوبائی آئی پی اے، متعلقہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی اور متعلقہ ضلعی حکومت کے نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ خصوصی اقتصادی زون کمیٹی کا پیپر مقرر کرنا ہے، جو زیادہ تر معاملات میں خود ڈیولپر یا زون انٹرپرائز کا نمائندہ ہوتا ہے۔ خصوصی اقتصادی زون کمیٹی زون میں داخلے کی درخواستوں کی جانچ اور منظوری، زون انٹرپرائز کی توثیق کی فراہمی، کاروباری اداروں کی نگرانی، اور مختلف سرکاری محکموں کے ساتھ رابطے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔
زون انٹرپرائز	زون انٹرپرائز ایک ادارہ ہوتا ہے جو کسی ڈیولپر کی طرف سے ڈیولپر اور متعلقہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی پر مشتمل تفصیلی انتظامی عمل کے ذریعے خصوصی اقتصادی زون میں آتا ہے، اس عمل میں بی او آئی نگرانی اتھارٹی ہوتی ہے۔ واحد انٹرپرائز والے خصوصی اقتصادی زون کے معاملے میں، ڈیولپر اور زون انٹرپرائز ایک ہی ادارہ ہو سکتے ہیں۔
ڈیولپر	ڈیولپر وہ انٹرپرائز ہے جس نے متعلقہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کے ساتھ خصوصی اقتصادی زون تیار کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ ترقیاتی معاہدے کا جائزہ بی او اے لیتا ہے۔

ماخذ: خصوصی اقتصادی زون ایکٹ، 2012ء

اور اعلانات متعلقہ ایکٹ 2012ء کی منظوری کے چھ سال بعد ہوئی۔ آج بھی ملک میں مکمل طور پر فعال، اور آباد کوئی خصوصی اقتصادی زون نہیں ہے، اگرچہ خصوصی اقتصادی زونز کی تعداد قانون میں ترمیم اور نئے ضوابط کے نفاذ کے بعد سے بڑھنا شروع ہو چکی ہے۔

کسی ڈیولپر۔ سرکاری ہو یا نجی۔ کی طرف سے خصوصی اقتصادی زون کا تصور کرنے سے لے کر اس کی درخواست کی دستاویزات کی تیاری تک (جس میں مارکیٹ کی فہرستیں، اسٹڈی، ماسٹر پلان، ڈیولپمنٹ پلان اور دیگر دستاویزات شامل ہیں) اور درخواست کی منظوری اور حکومت کی طرف سے سرکاری اعلیٰ سطح تک تقریباً دو سال لگتے ہیں۔ اس کے بعد ڈیولپر کو ترقیاتی معاہدے کے مطابق زون تیار کرنے میں مزید دو سال لگتے ہیں، اس کے بعد ہی زون میں ادارے داخل ہو سکتے ہیں۔ اس میں دونوں طرح کے کام شامل ہیں یعنی سول

جس کے لیے حکومت کی جانب سے زونز کی منظوری کے لیے ڈیولپر کے لیے فراہم کیا گیا، اور زون کے اندر کاروباری اداروں کے لیے پلاٹ اور زون انٹرپرائز کا درجہ مختص کیا گیا (ضمیمہ اوّل)۔

خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابطی ڈھانچے میں کئی ادارہ جاتی سطحیں اور عاملین شامل ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی مختصر تفصیل، اور ان کے کردار اور ذمہ داریوں پر جدول 7.4 میں بحث کی گئی ہے، جبکہ مختلف ضوابطی اداروں اور کمیٹیوں کے ارکان کی فہرست ضمیمہ دوم میں ہے۔

7.4 پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کی نمو کو درپیش چیلنج

پاکستان نے خصوصی اقتصادی زونز کے لیے سست آغاز کیا تھا۔ جیسا کہ گذشتہ سیکشن میں بیان کیا گیا، خصوصی اقتصادی زونز کی زیادہ تر ضوابطی پیش رفت

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

میں سے کچھ چیلنجوں کو اجاگر کرے گا، جہاں وسیع تر پالیسی پر مبنی خدشات پر توجہ دی جائے گی۔⁶⁸

خصوصی اقتصادی زون کی پالیسی اور مقاصد:

خصوصی اقتصادی زون کو انویسٹمنٹ پالیسی 2013ء میں سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل تھی، چنانچہ پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کا مقصد کاروبار میں آسانی اور معیاری انفراسٹرکچر کے ساتھ صنعتی ترقی کی جانب ایک قدم بیان کیا گیا تھا۔⁶⁹ تاہم، یہ مقاصد خصوصی اقتصادی زون کی الگ الگ پالیسی دستاویز کے انداز میں واضح طور پر نہیں لکھے گئے۔

مختلف ممالک کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں، بعض صنعتی ترقی کو بہتر بنانا چاہتے ہیں، بعض بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو راغب کرنا اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ بعض ملکوں کا ہدف ٹیکنالوجی تک رسائی میں تعاون کرنا اور اپ گریڈیشن ہوتا ہے جبکہ بعض ملک مہارت کی منتقلی اور زر مبادلہ کی آمدنی چاہتے ہیں (جدول 7.5)۔ اگرچہ عالمی تحقیق بتاتی ہے کہ وسیع تر مقاصد ہمیشہ مطلوب نہیں ہوتے کیونکہ اکثر مسابقتی ترجیحات، قلیل وسائل، اور تفصیلی پالیسی اور ضوابطی فریم ورک بنانے کے لیے کوئی ادارہ نہیں ہوتا، اس

ورکس (جیسے زمین کو ہموار کرنا اور سیوریج نظام، سڑکوں کی فراہمی) اور ساتھ ساتھ بنیادی سہولتوں کے انفراسٹرکچر کی فراہمی۔ کسی زون میں کاروباری ادارے کو داخلے کے بعد اس کے کام شروع کرنے سے پہلے صنعتی یونٹ کے قیام میں مزید ڈھائی سال لگ سکتے ہیں۔ یعنی ایک خصوصی اقتصادی زون تصور سے لے کر مکمل آباد اور فعال ہونے تک تقریباً ساڑھے چھ سال لگا سکتا ہے۔

ان علامتی دورانیوں، اور اس حقیقت کے پیش نظر بیشتر خصوصی اقتصادی زونز کا اعلان 2009ء کے بعد جاری ہوا ہے، صورت حال واضح ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ عالمی تجربات بتاتے ہیں کہ خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ ان کے کم از کم ایک عشرے تک مکمل فعال رہنے اور کافی حد تک آباد ہو جانے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔⁶⁷ چونکہ پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز ابھی تک تشکیل کے مرحلے میں ہیں، اس لیے ان کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ کرنا فی الحال قبل از وقت ہے۔

تاہم، پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز کی ترقی اور کامیابی کے امکانات کو بعض چیلنج درپیش ہیں جن پر پالیسی سازوں کی توجہ درکار ہے۔ یہ سیکشن ان

جدول 7.5: خصوصی اقتصادی زونز کے بیان کردہ مقاصد کا خلاصہ

دیگر	زر مبادلہ	اپ گریڈنگ	تنوع	ٹیکنالوجی	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری	برآمدات	ملازمت	
✓		✓	✓	✓	✓	✓	✓	بنگلہ دیش
✓					✓	✓		بھارت
				✓	✓		✓	ویت نام
✓	✓		✓	✓	✓	✓	✓	گھانا
✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	کینیا
	✓	✓		✓	✓	✓	✓	نائیجیریا
	✓				✓	✓	✓	سینگال
✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	تنزانیہ
✓		✓	✓	✓	✓			جنوبی افریقہ
✓					✓			پاکستان

ماخذ: پاکستان اور جنوبی افریقہ کے خصوصی اقتصادی زونز کے قوانین کے جائزے سے یہ جدول بنایا گیا ہے۔ فیرو لئی (2011ء)، افریقہ میں خصوصی اقتصادی زونز: کارکردگی کا موازنہ اور عالمی تجربات سے حاصل سبق۔

⁶⁷ World Bank (2020). *Assessment of Special Economic Zones in Pakistan: Suggesting Steps towards Improved Performance*. Washington, D.C.: WB

⁶⁸ ہر خصوصی اقتصادی زون کی مارکیٹ فونڈیشنل اسٹریٹجی عوامی سطح پر عدم موجودگی کے سبب خصوصی اقتصادی زون کی مصنوعات کی پیداوار اور ان کے قابل فروخت ہونے کے عوامل کے ممکنہ پہلوؤں پر تبصرہ مشکل ہو گا۔

⁶⁹ Paras 1.4(b) & 4.1, Investment Policy 2013, Board of Investment of Pakistan

کمی کی بنا پر ایکسپورٹ پر اسینگ زونز (جہاں درآمدات مفت ہیں) پہلے کی طرح پرکشش نہیں رہے۔⁷² اس کے علاوہ، ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن میں خصوصی اقتصادی زون سے باہر کی صنعتوں کو بجٹ کے مختلف اقدامات میں خصوصی مراعات دی گئیں، جس سے اُس زون کے اندر واقع کمپنیوں کو دی جانے والی خصوصی مالی مراعات ختم ہو جاتی ہیں۔⁷³ اگرچہ یہ مماثل قوانین مکملہ سرمایہ کاروں کو پسند کا موقع بھی دیتے ہیں، یہ انہی سرمایہ کاروں کے درمیان مقابلہ بھی کراتے ہیں، نظم و نسق میں پیچیدگی بڑھاتے ہیں، اور خصوصی اقتصادی زونز کو اپنے امکانات حقیقت بنانے سے روک سکتے ہیں۔

ایک جگہ سب سہولتیں (ون اسٹاپ شاپ)

وہ کلیدی پالیسیاں اور اقدامات جو کسی خصوصی اقتصادی زون کو باقی صنعتی علاقوں سے واقعی 'خاص' بناتے ہیں، ان میں سے ایک کاروبار دوست ماحول ہے، جو اکثر ترقی پذیر ممالک میں پائے جانے والے ناقص نظم و نسق اور کاروبار کرنے میں مجموعی مشکلات سے الگ تھلگ ماحول ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے، ون اسٹاپ شاپ، جسے ون ونڈو آپریشن بھی کہا جاتا ہے، زون انٹرپرائزز کے لیے ایک اہم اقدام ہے۔ اندراج، پرمٹ، لائسنس، اور منظوری کے ساتھ ساتھ متعدد سرکاری اداروں سے ساز و سامان کی فراہمی میں تاخیر اور غیر یقینی صورتحال کو ون اسٹاپ شاپ کم کرتی ہے۔

خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء کے مطابق، ون اسٹاپ شاپ کی دو سطحیں ہیں۔ ایک طرف تمام وفاقی وزارتوں، اتھارٹی اور اداروں کے درمیان رابطے اور سہولت کاری کے لیے، اور دوسری طرف صوبائی خصوصی اقتصادی زون اتھارٹیز، ڈیولپر ز اور زون انٹرپرائزز کے ساتھ رابطے کے لیے بورڈ آف انویسٹمنٹ کو بطور ون اسٹاپ شاپ کام کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ صوبائی اور مقامی حکومت کی سطح پر متعلقہ محکموں، اتھارٹی اور اداروں کے ساتھ ڈیولپر ز اور زون انٹرپرائزز کے رابطے کے لیے، خصوصی اقتصادی زون کی صوبائی اتھارٹیز کو ایک رابطہ کار اور سہولت دینے والے ادارے کے طور پر

سے قطع نظر واضح بیان کردہ مقاصد پالیسی سازی کی رہنمائی کے لیے ضروری ہوتے ہیں، جن میں قواعد و ضوابط اور ترغیبات کا انداز، خصوصی اقتصادی زونز کے لیے سائٹ کا انتخاب، انڈسٹری کلسٹر، اور زون انٹرپرائزز کا انتخاب شامل ہے۔ فی الحال، پاکستان کو خصوصی اقتصادی زونز کی دفعات ان قوانین کی مدد سے حاصل ہیں: خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء، صوبائی صنعتی محکموں کے تحت صنعتی علاقے، اور اسپیشل ٹیکنالوجی زونز اتھارٹی ایکٹ 2021ء کے تحت اسپیشل ٹیکنالوجی زونز۔

دریں اثنا، ایکسپورٹ پر اسینگ زونز کی ایک علیحدہ اتھارٹی ہے جو ایکسپورٹ پر اسینگ زون اتھارٹی آرڈیننس 1980ء کے تحت نئے زون قائم کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک علیحدہ رعایتی معاہدے کے تحت گوادر فری ٹریڈ زون بھی بنایا جا رہا ہے جو خصوصی اقتصادی زون یا ایکسپورٹ پر اسینگ زون کے قانون کے تحت نہیں آتا، جبکہ ڈیجیٹل پاکستان پالیسی⁷⁰ کے تحت، وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ کے تحت ٹیکنالوجی کے خصوصی اقتصادی زونز کے لیے مراعات کی سفارش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سرمایہ کاری کی پالیسی کے ان قوانین میں اکثر ایک دوسرے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، ٹیکنالوجی خصوصی اقتصادی زون کو خصوصی اقتصادی زون ایکٹ کے ساتھ ساتھ ایس ٹی زیڈ اے کے تحت بھی قائم کیا جا سکتا ہے (جیسا کہ حال میں بنایا گیا خصوصی اقتصادی زون جسے نیشنل سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پارک کہا جاتا ہے)۔ اسی طرح، گوادر فری زون سے الگ، ایکسپورٹ پر اسینگ زون اتھارٹی ایک ہزار ایکڑ پر مشتمل گوادر ایکسپورٹ پر اسینگ زون قائم کر رہی ہے۔⁷¹ اسی طرح، ایسے وقت میں جب خصوصی اقتصادی زونز کو فروغ دیا جا رہا ہے، ایکسپورٹ پر اسینگ زونز پر پالیسی کا اصرار پیچیدگیوں کو بڑھانے کا کیونکہ یہ بات قابل غور ہے کہ کسٹم ڈیوٹی میں

⁷⁰ Digital Pakistan Policy (2018), Ministry of Information Technology and Telecommunication, Government of Pakistan

(www.moitt.gov.pk/SiteImage/Misc/files/DIGITAL%20PAKISTAN%20POLICY.pdf)

⁷¹ ایکسپورٹ پر اسینگ زون اتھارٹی کے مطابق، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام / سی بی کے رقوم کے ذریعے 500 ایکڑ کی تعمیر کے لیے پی سی-ون جمع کر دیا گیا ہے، اور بی او ٹی کی بنیاد پر مزید 500 ایکڑ کے لیے مالی اور تکنیکی تجاویز اظہار و تجویز کی غرض سے طلب کی گئی ہیں۔

⁷² ایضاً نوٹ 11

⁷³ مثال کے طور پر حکومت نے اُس وقت کے فنانس اور پائپائٹس واقع صنعتی یونٹوں کو فیڈرل ایکسائز لیوی سے مستثنیٰ کیا ہے۔ ماخذ: Finance Circular no. 02 of 2021, titled "Federal Board of Revenue (Circular no. 02 of 2021, titled "Finance

Act, 2021 – Explanation of Important Amendments in Sales Taxes Act, 1990 and Federal Excise Act, 2005.")

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

عملاً صورت حال یہ ہے کہ مختلف ڈیولپرز مختلف ماڈلز کا تجربہ کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، خیبر پختونخوا اکنامک زونز ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی، اور فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کے معاملے میں، ون اسٹاپ شاپ ان ترقیاتی اداروں کی طرف سے حاصل کیے گئے نئے افراد پر مشتمل ہے۔ تاہم، نئی ہائرنگ کے تجویز کردہ ماڈل (بکس 7.1) کے برعکس، ان ترقیاتی اداروں میں نئے ملازمین باقاعدہ کسی سرکاری محکمے یا ضابطہ ساز ادارے کی جانب سے کام نہیں کر رہے بلکہ ذاتی تعلقات کے ذریعے کام انجام دے رہے ہیں۔ دوسری طرف، پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹس ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی نے سیکنڈ منٹ یعنی عارضی تقرر کا ماڈل اپنایا تھا، حالانکہ تقرر یافتہ عملے کے پاس درخواستیں منظور یا مسترد کرنے کا اختیار نہیں تھا، اور وہ صرف متعلقہ محکموں کے لیے بطور ڈاک خانہ کام کرتا تھا۔

کام کرنا ہے۔⁷⁴ تاہم، دونوں صورتوں میں ون اسٹاپ شاپ پاکستان میں کسی بھی خصوصی اقتصادی زون میں حقیقتاً موجود نہیں ہے۔

جہاں تک زون کے اندر پلاٹوں کا تعلق ہے، یہ ڈیولپر کی ذمہ داری ہے کہ وہ زون کے کاروباری اداروں کو گیس، بجلی اور دیگر سہولتوں کی فراہمی عین پلاٹ پر یقینی بنائے، جبکہ متعلقہ صوبائی خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی عین اس زون پر یوٹیلیٹیز کی دستیابی یقینی بنائے گی اور بطور رابطہ کار اور سہولت فراہم کرے گی۔⁷⁵ اس کے ساتھ ساتھ، خصوصی اقتصادی زون کمیٹی زون انٹرپرائز اور یوٹیلیٹی فراہم کرنے والے اداروں کے درمیان بطور رابطہ کار کام کرے گی۔ انٹرپرائز اور سرکاری ضابطہ ساز اور ٹیکس حکام کے درمیان سہولت کاری کرے گی اور منظوری اور رجسٹریشن حاصل کرنے میں زون انٹرپرائز کو مدد دے گی (شکل 7.13)۔⁷⁶ لیکن ذمہ داریوں میں پائی جانے والی اس مماثلت اور ادارہ جاتی شکستگی کی وجہ سے خصوصی اقتصادی زونز کو درکار سرکاری سہولتوں کی فراہمی میں تاخیر ہوئی ہے۔⁷⁷

بکس 7.1: ون اسٹاپ شاپ کے تین ماڈل

منگل ایم (2019ء) کے مطابق خصوصی اقتصادی زونز کو تین آپریٹنگ ماڈلز کے تحت ادارہ جاتی حیثیت دی جاسکتی ہے۔ جن ذمہ داروں کی بنیاد پر ان ماڈلز میں فرق پایا جاتا ہے وہ فرنٹ اور بیک آفس اور ہائرنگ کی ضروریات ہیں۔ ان ماڈلز کی درجہ بندی عارضی تقرر (سیکنڈ منٹ)، نئے تقرر (یو ہائر) اور فرنٹ ڈیک کے طور پر کی گئی ہے۔

عارضی تقرر کا ماڈل فرنٹ آفس اور بیک آفس پر مشتمل ہے جو زون کے اندر واقع ہوتے ہیں۔ بیک آفس میں مختلف محکموں کے سرکاری نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ اس ماڈل میں، فرنٹ آفس دراصل سرمایہ کار اور سرکاری وزارتوں کے درمیان وساطت کا کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف اجازت ناموں کے حصول کے لیے سرمایہ کار کی درخواست فرنٹ آفس وصول کرتا ہے اور ان درخواستوں کو بیک آفس بھیج دیتا ہے۔ بیک آفس میں، مختلف وزارتیں اپنے نمائندے خصوصی اقتصادی زونز کے لیے تعینات کرتی ہیں، جو درخواست منظور یا مسترد کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ جو بھی فیصلہ ہو اسے فرنٹ آفس کو پہنچایا جاتا ہے، جو آگے سرمایہ کار کو مطلع کرتا ہے۔ یہ ماڈل موثر بہ لاگت ہے اور اس میں نئی بھرتی کی ضرورت نہیں، لیکن ساتھ ساتھ اس میں یہ بیوروکریسی کی روایتی رکاوٹیں حائل ہو سکتی ہیں، جیسے منظوری میں تاخیر، مناسب مہارت کا فقدان، اور خصوصی اقتصادی زونز میں قواعد و ضوابط نافذ کرنے پر آمادہ نہ ہونا۔

نئے تقرر والے ماڈل میں، وزارتوں کے نمائندے تعینات کرنے کے بجائے، ریگولیٹرز اپنا عملہ رکھتے ہیں اور اسے خصوصی اقتصادی زونز کی مخصوص ضروریات کے مطابق تربیت دے کر اسے بیک آفس میں تعینات کرتا ہے۔ یہ ملازمین مختلف وزارتوں کے تحت متعلقہ فرائض انجام دینے کے مجاز ہوتے ہیں۔ عارضی تقرر کا ماڈل کی طرح، فرنٹ آفس سرمایہ کار اور بیک آفس کے درمیان وساطت کا کام کرتا ہے۔ اگرچہ اس ماڈل میں بیوروکریسی کی روایتی رکاوٹوں سے بچا جاتا ہے، یہ نئے افراد کی خدمات حاصل کرنے اور ان کی تربیت کے حوالے سے خاصے مالی اخراجات کا سبب بن سکتا ہے۔

صرف فرنٹ ڈیک تیسرے ماڈل ہے جو خصوصی اقتصادی زون میں بیک آفس کے بغیر کام کرتا ہے، جبکہ فرنٹ آفس سرمایہ کاروں کی طرف سے مختلف سرکاری وزارتوں کے لیے انفرادی طور پر یا کسی ون اسٹاپ شاپ کے لیے درخواستیں وصول کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس ماڈل میں کم از کم انسانی اور مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم، یہ صرف مخصوص حالات کے تحت کام کر سکتا ہے، مثال کے طور

⁷⁴ سیکشن 29، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء

⁷⁵ کسی خصوصی اقتصادی زون کے زیر پوائنٹ سے مراد (سرکاری ایشیا کی فراہمی میں) وہ نقطہ آغاز ہے جو اس زون کے داخلے کے مقام سے قریب ترین واقع ہو۔ کسی پلاٹ کے زیر پوائنٹ سے مراد وہ نقطہ آغاز ہے جو زون میں اس پلاٹ سے قریب ترین واقع ہو۔

⁷⁶ سیکشن 23، 17 اور 27 خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء

World Bank (2020). *Assessment of Special Economic Zones in Pakistan: Suggesting Steps towards Improved Performance*. Washington, D.C.: WB ⁷⁷

پر جب کوئی خصوصی اقتصادی زون سرکاری دفاتر کے قریب واقع ہو۔ اسی طرح کے مقررہ آپریٹنگ طریقہ کار کا سامنا ہو جیسے غیر خصوصی اقتصادی زون اور کاروباری ادارے درخواست دینے اور اجازت نامے لینے کے لیے ڈیجیٹل ذرائع استعمال کر سکتے ہوں۔

ماخذ: Mangal M. (2019). "Institutional Structure of Special Economic Zones." Reference No. MYA-1903. London: International Growth Centre.

تاہم، یہ پورٹل درحقیقت ون سٹاپ ونڈوز ہیں جو دوسری ونڈوز کی طرف لے جاتی ہیں، یعنی یہ پورٹل دیگر سرکاری محکموں کی ویب سائٹس یا پورٹل کی طرف لے جاتے ہیں، کیونکہ ہر محکمے کے اپنے نظام اور ضروریات ہوتی ہیں۔ اجازت ناموں، لائسنسوں، منظور یوں وغیرہ کی حقیقی تیز رفتار ٹریکنگ ابھی تک نہیں ہوئی ہے، کیونکہ ایسی کوئی پالیسی یا ضابطہ نہیں ہے جو خصوصی اقتصادی زون ڈیولپرز اور کاروباری اداروں کے لیے حکومتی طریقہ کار کو تیز رفتار سے ٹریک کرے۔ نہ ہی ان اتھارٹیز کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ وفاقی یا صوبائی

ون اسٹاپ شاپ کے معاملے میں دوڑے چیلنج درپیش ہیں: اس کی اتھارٹی کی کمی، اور مجموعی طور پر پالیسیوں کا کمزور ربط۔ مثال کے طور پر، کاروبار کرنے میں آسانی کو بہتر بنانے کے لیے پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کی سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسیوں نے آن لائن پورٹل شروع کیے ہیں جن میں رجسٹریشن، لائسنس اور منظوری، اور وفاقی و صوبائی حکومت کی متعلقہ ویب سائٹس سے براہ راست معاملات کے لیے متعلقہ معلومات موجود ہیں۔⁷⁸

شکل 17.13 الف: ذمہ داری کا جدول - انفراسٹرکچر، سہولتیں اور تحفظ

	Infrastructure and utilities		Co-ordinate with Federal Govt. (FG)/ Provincial Govt. (PG)					Facilitate interaction of Developer. & Enterprises.	
	Ensure services within vicinity	Build and/or operate/distribute within the zone	To SEZ zero point	To facilitate Developer	To facilitate Zone Enterprise			With all FG/PG	With PG/LG
Fire fighting facilities	SEZA	Developer						BOI	SEZA
Medical facilities	SEZA	Developer						BOI	SEZA
Acad. & voc. training fac.**	SEZA	Developer						BOI	SEZA
Roads		Developer	FG & PG	SEZA				BOI	SEZA
Electricity		Developer	FG & PG	SEZA	SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee	BOI	SEZA
Natural gas	SEZA*	Developer	FG & PG	SEZA	SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee	BOI	SEZA
Water		Developer	FG or PG	SEZA	SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee	BOI	SEZA
Sewerage/drainage		Developer	FG or PG	SEZA	SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee	BOI	SEZA
Waste water treatment		Developer			SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee		SEZA
Security	SEZA/PG	Developer						BOI	

شکل 7.13 ب: ذمہ داری کا جدول - مختلف ایجنسیوں کے مابین رابطہ کاری

	Between FG and SEZA/Developer/Enterprise		Between PG/LG and Developer/Enterprise	
Liaison for approvals/registration with regulators/tax authorities	BOI	SEZ Committee	SEZA	SEZ Committee

*SEZA obtains commitment from concerned gas pipeline company; ** Academic and vocational training facilities
FG: Federal government; PG: Provincial government; LG: Local government; BOI: Board of Investment; SEZA: Special Economic Zone.

Source: Special Economic Zone Act 2012 and Special Economic Zones Rules, 2013

جدول 7.6: ڈیلیوے کے قانون کی حکمرانی کے اشاریے کے متعلقہ عوامل میں پاکستان کی درجہ بندی اور اسکور

پاکستان	بھارت	سری لنکا	چین	سنگاپور	کوریا
115	74	79	67	3	19
0.38	0.40	0.38	0.61	0.90	0.79
0.18	0.52	0.39	0.34	0.87	0.63
118	98	99	64	6	13
0.39	0.41	0.45	0.61	0.63	0.68
0.29	0.20	0.28	0.76	0.93	0.82
0.30	0.40	0.35	0.59	0.97	0.80
0.46	0.61	0.55	0.66	0.80	0.86

* ان جگہوں پر 1 بہترین اسکور ہے

ماخذ: ورلڈ جسٹس پراجیکٹ کا قانون کی حکمرانی کا اشاریہ 2020ء

عملاً، جب کسی ڈیولپر کو خصوصی اقتصادی زون کے نقطہ آغاز پر سرکاری سہولت کی فراہمی میں تاخیر کا سامنا ہوتا ہے، تو وہ متعلقہ خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی سے رجوع کرتا ہے، جو بورڈ آف انویسٹمنٹ سے رابطہ کرتا ہے جو متعلقہ وفاقی اتھارٹی کے ساتھ رابطہ کرتا ہے۔ تاہم، خصوصی اقتصادی زون کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے واضح مدت، اور ایک مقررہ ڈیوری یونٹ جو مختلف وفاقی اور صوبائی اداروں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرے، کی غیر موجودگی میں انتظامی تاخیر اور موثر ون اسٹاپ شاپ کا نہ ہونا پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کی کامیابی کے لیے ایک چیلنج ہے۔⁸¹

سرمایہ کاری کے ماحول کی دیگر رکاوٹیں

خصوصی اقتصادی زون ملک کے باقی حصوں میں نسبتاً کمزور نظم و نسق کے ماحول میں ناکافی انفراسٹرکچر اور رابطے کی ناکامی سے کاروباری اداروں کو الگ رکھنے میں مدد کرتا ہے، اس کے علاوہ کامیاب خصوصی اقتصادی زونز کاروبار دوست ماحول کو یقینی بنانے کے لحاظ سے مثالی موثر جزیرے بھی ہیں۔ اس مقصد کے لیے قانونی ماحول اور مسابقتی اجرت پر ہنرمند افرادی قوت کی دستیابی سے متعلق چیلنج قابل غور ہیں۔

اداروں کو جوابدہ ٹھہرائیں تاکہ خصوصی اقتصادی زون یا ان کے پلاٹوں کے نقطہ آغاز پر سرکاری سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے، یا مختلف اندراجات اور منظوریوں کو تیزی سے ٹریک کیا جاسکے۔⁷⁹

اسی طرح، جہاں تک زون سے باہر کے انفراسٹرکچر کا تعلق ہے، یہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ گیس، بجلی، دیگر سہولتوں کی فراہمی اور خصوصی اقتصادی زون کے نقطہ آغاز تک سڑک پہنچانے کو یقینی بنائیں۔ اس کے ساتھ ہی، قانون خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کو یہ فریضہ سونپتا ہے کہ متعلقہ گیس پائپ لائن کمپنی سے وعدہ حاصل کرے۔⁸⁰

ذمہ داری کا یہ ڈھانچہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ گیس کمپنیاں وفاقی حکومت کی ملکیت اور کنٹرول میں ہیں، بجلی کی پیداوار اور ترسیل وفاقی دائرہ ہے جبکہ تقسیم صوبائی معاملہ ہے۔ اسی طرح، کسی خصوصی اقتصادی زون تک رسائی کی سڑک فراہم کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ تاہم، اس سڑک کو انٹر چینج کے ذریعے قومی شاہراہ سے جوڑنا وفاقی معاملہ ہے۔

Source: JICA (2020). *Special Economic Zone Survey Report 2020*. Tokyo: JICA ⁷⁹

⁸⁰ سیکشن 27، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء اور ضابطہ 14 خصوصی اقتصادی زون ضوابط 2013ء

Source: JICA (2020). *Special Economic Zone Survey Report 2020*. Tokyo: JICA ⁸¹

قانونی ماحول:

جیسا کہ پچھلے سیکشن میں مختصر ذکر کیا گیا، عالمی بینک کے کاروبار کرنے کے اظہار یوں کے مطابق پاکستان کا قانونی ماحول کاروبار کے حوالے سے بہتر نہیں ہے۔ مقامی و غیر ملکی سرمایہ کار دونوں کو اکثر معاہدے پر ناقص عمل درآمد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمے کے اندراج، پیشی، مقدمے کی سماعت، فیصلے اور عدالتی فیصلے کے نفاذ میں تاخیر عام ہے⁸² (جدول 7.6)۔ پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون بھی فی الحال قانونی ماحول سے الگ نہیں ہیں۔

ہنرمند مزدور:

ہنرمند مزدور کی دستیابی ترقی پذیر معیشتوں میں سرمایہ کاروں کو پیش آنے والے مسائل میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لیے، خصوصی اقتصادی زونز نہ صرف مختلف لیبر پالیسیوں کے ساتھ تجربہ کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں، بلکہ وہ کاروباری اداروں کے لیے تربیت یافتہ کارکنوں کا ایک پُل بنانے میں بھی مدد کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، چین کے خصوصی اقتصادی زون شینزین کے ابتدائی دور میں متعلقہ فریم ورک کے تحت زیادہ لچکدار لیبر مارکیٹ اور مراعات پر مبنی معاوضے کے ساتھ تجربہ کیا گیا۔ اُس وقت یہ چین میں واحد جگہ تھی جہاں ملازمین کو مقررہ اجرت کے ساتھ ساتھ کارکردگی سے منسلک اجرت الگ سے دی جاتی تھی۔⁸⁶ اسی طرح، جنوبی کوریا کا فارن انویسٹمنٹ زون اپنے مختلف شعبہ جاتی کلسٹروں کے لیے مختلف لیبر سسٹم دیتا ہے۔⁸⁷ دوسری طرف افریقہ میں، کم ہنرمند افرادی قوت اور پیشہ ورانہ تربیت کے محدود مواقع بعض خصوصی اقتصادی زون کے لیے رکاوٹ ثابت ہوئے۔⁸⁸

پاکستان میں، خصوصی اقتصادی زون کا موجودہ قانون ڈیولپر اور کسی بھی سرکاری اتھارٹی یا ادارے کے درمیان تمام تنازعات کے حوالے سے اُس صوبے کی ہائی کورٹ کو سول دائرہ اختیار⁸³ تفویض کرتا ہے جس صوبے میں خصوصی اقتصادی زون واقع ہے۔ اسی طرح، ڈیولپر اور زون انٹرپرائزز، اور متعلقہ خصوصی اقتصادی زون کے درمیان تنازعات کے لیے اصل سول دائرہ اختیار اُس ضلع کی ضلعی عدالت ہے جس میں خصوصی زون واقع ہے۔⁸⁴ خصوصی اقتصادی زون کے باہر، یعنی زون کی انٹرپرائزز کے سپلائرز اور وینڈرز یا زون انٹرپرائزز کی طرف سے تیار کردہ سامان کے ملکی خریداروں کے درمیان تنازعات پر قانون خاموش ہے۔

پاکستان میں لیبر کی پیداواری صلاحیت بھی کمزور ہے اور تربیت یافتہ ہنرمند مزدوروں کی فراہمی بھی (شکل 7.14)۔ ورلڈ بینک انٹرپرائزز سرویز کے مطابق، پاکستان میں 24.2 فیصد فرموں کا خیال ہے کہ لیبر کی ناکافی تعلیم ایک بڑی رکاوٹ ہے، جبکہ بھارت میں یہ خیال 9.4 فیصد، بنگلہ دیش میں 15.7 فیصد اور سری لنکا میں 16 فیصد فرموں کا ہے۔⁸⁹ مثال کے طور پر پنجاب میں ایشیا سازی کے مقبول ترین 30 پیشوں کے لیے لیبر کی رسد کا یہ حال ہے کہ مجموعی طلب کا صرف 10.6 فیصد پورا ہو پاتا ہے۔ سندھ میں یہ رسد مجموعی طلب کا صرف 20.7 فیصد پورا کرتی ہے۔⁹⁰ اگرچہ ایم تھری-آئی سی اور ویلیو

دینا بھر میں خصوصی اقتصادی زون کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ جغرافیائی محل وقوع اور طبعی انفراسٹرکچر کے علاوہ، ایک عمدہ تشکیل شدہ قانونی انفراسٹرکچر بھی زون کی کامیابی کے لیے اہم ہے۔⁸⁵ چنانچہ کاروبار دوست قانونی فریم ورک کی عدم موجودگی پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کے لیے ایک چیلنج بن سکتی ہے۔

⁸² تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 7 "پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کئی معاشیات سے آگے" پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ مالی سال 19ء۔

⁸³ خصوصی دائرہ اختیار سے مراد کسی عدالت کو دیگر تمام عدالتوں سے کوئی مقدمہ خارج کرنے کا اختیار دینا ہے۔ کسی مقدمے کے اصل دائرہ اختیار سے مراد وہ عدالت ہے جو کسی مقدمے کو سب سے پہلے اس کے اختتام تک سنتی ہے۔

⁸⁴ سیکشن 38، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء

⁸⁵ Teresa C. (2019). "From Special Economic Zones to Greater Special Economic Region – Hong Kong Special Administrative Region as a Model for Legal Infrastructure Design," *UNCTAD Transnational Corporations Journal*, Volume 26, No.3.

⁸⁶ Khandelwal, A., and M. Teachout (2016). "Special Economic Zones for Myanmar." London: International Growth Centre, London

⁸⁷ World Bank (2020), "Assessment of Special Economic Zones in Pakistan: Suggesting Steps Towards Improved Performance". Washington, D.C. :

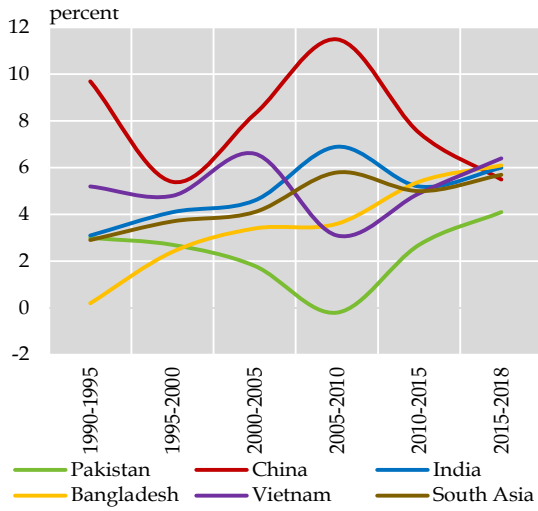
World Bank Group.

⁸⁸ Farole, T. (2011). "Special Economic Zones in Africa: Comparing Performance and Learning from Global Experience." World Bank.

⁸⁹ ماخذ: World Bank. *Enterprise Survey 2011-14*. Washington DC: World Bank.

⁹⁰ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے "خصوصی سیکشن 1: پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، پیداواریت بڑھانے میں مسائل اور دشواریاں" پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20ء۔

شکل 7.14: مزدور کی فی گھنٹہ پیداواریت میں نمو



Source: APO Productivity Databook 2020

اقتصادی زون میں بجلی فروخت کی جاسکے اور زیادہ رسد کی صورت میں زون سے باہر بھی۔ تاہم، ڈیولپرز نے ابھی تک اپنے کپیٹو بجلی گھر نہیں لگائے ہیں۔ دوسری طرف، ڈیولپرز ان کاموں کی دیکھ بھال کے عوض طبی سہولتوں اور پیشہ ورانہ تربیت کی سہولت دینے پر صرف 'نفع نہ نقصان' کی بنیاد پر رقم وصول کر سکتے ہیں۔⁹⁵

ان چیزوں کے علاوہ، ان آپریٹرز کے لیے جو خصوصی اقتصادی زون کو علیحدہ ادارے کے طور پر چلائیں یا ان ڈیولپرز کے لیے جو اس زون کو آپریٹرز کے طور پر چلائیں، مراعات کا کوئی واضح فریم ورک موجود نہیں ہے۔ پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کے موجودہ قانون اور ضوابط میں پہلی بار کی آباد کاری پر توجہ مرکوز ہے، جبکہ طویل عرصے میں خصوصی اقتصادی زون کے آپریشن اور دیکھ بھال پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ایسا ہونا ان سرمایہ کاروں کے لیے خصوصی اقتصادی زون کے منصوبوں کے طویل مدتی استحکام پر تشویش کا باعث بنتا ہے جو ماضی کی انڈسٹریل اسٹریٹجی اور ایکسپورٹ پراسیسنگ زونز کے معاملے میں پاکستان کے تجربے کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

ایڈیشن سٹی ابھی مکمل طور پر آباد اور مکمل فعال نہیں ہوئے ہیں، ان خصوصی اقتصادی زونز میں فرموں کو معیاری لیبر کی کمی کا سامنا ہے۔⁹¹

خصوصی اقتصادی زون کے موجودہ قانون کے تحت، یہ خصوصی اقتصادی زون ملک کے باقی حصوں میں لاگو ہونے والے لیبر اور روزگار کے قوانین سے الگ نہیں۔⁹² دوسری طرف، خصوصی اقتصادی زونز کے اندر لیبر کی تربیت کے ادارے ابھی تک قائم نہیں کیے گئے ہیں، کیونکہ ڈیولپرز کو انتظار ہے کہ خصوصی اقتصادی زونز فعال صنعتوں سے کافی حد تک آباد ہو جائیں۔

زون کی سرگرمیاں اور دیکھ بھال

خصوصی اقتصادی زونز پر جو عالمی لٹریچر موجود ہے اس میں ضابطہ ساز اداروں کے علاوہ تین بڑی اقسام کے اسٹیک ہولڈرز کا ذکر ملتا ہے: مالک، ڈیولپرز اور آپریٹرز۔⁹³ کچھ صورتوں میں تشکیل اور آپریشن چلانے کا کام مالک کرتا ہے۔ دوسری صورتوں میں مالک تشکیل کا ٹھیکہ ایک علیحدہ ادارے کو دے سکتا ہے، اور آپریشن چلانے کا کسی اور کو۔ پاکستان کے خصوصی اقتصادی زون کے قانون میں علیحدہ آپریٹرز یا منیجر کا تصور موجود نہیں ہے۔ اس کے بجائے، ڈیولپرز کو بنیادی ڈھانچے اور یوٹیلٹی کی دیکھ بھال کا کام سونپا گیا ہے۔⁹⁴ چنانچہ ڈیولپرز دیکھ بھال اور دیگر خدمات کا معاوضہ وصول کر سکتے ہیں، جیسے عدم اعتراض کے سرٹیفکیٹ (این اوس)، سبڈ ڈیڈ کے اجراء کے لیے، اور ڈائریکٹر شپ میں تبدیلی پر۔ تاہم، زمین کی فروخت سے حاصل آمدنی کا حصہ ڈیولپرز کی مجموعی آمدنی میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ ڈیولپرز اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں سے بلک ریٹ پر بجلی خریدی جائے اور اسے حکومت کے اعلان کردہ صنعتی نرخوں پر زون انٹراپرائز کو فروخت کریں، اور اس طرح دونوں نرخوں کے درمیان تفاوت سے کمائی کریں۔ خصوصی اقتصادی زون قانون کے مطابق، ڈیولپرز کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کپیٹو بجلی گھر لگائیں یا پن بجلی کے جزیرے نصب کریں تاکہ کسی خصوصی

⁹¹ ماخذ: JICA (2020). *Special Economic Zone Survey Report 2020*. Tokyo: Japan International Cooperation Agency.

⁹² سیکشن 30، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء

⁹³ Mangal M. (2019). "Institutional Structure of Special Economic Zones." Reference No. MYA-1903. London: International Growth Centre

⁹⁴ سیکشن 21، شیٹ (iv) خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء اور ضمیر (7) خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابط 2013ء۔

⁹⁵ سیکشن 27، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء، اور ضوابط (14) اور (15) خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابط 2013ء۔

زون کے اداروں کے لیے مالکاری

کے لیے بینک قرضہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو بینک قرضے کی رقم کو پلاٹ کی واپسی (سرنڈر) کی قیمت محدود کر دیتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

معمول کے کاروبار میں، مختلف بینک رہن شدہ جائیدادوں پر مختلف قرض تا قیمت کا تناسب پیش کرتے ہیں، جبکہ رہن شدہ جائیدادوں کے رہن کی مالیت مارکیٹ ویلیو کے مطابق ہوتی ہے۔ تاہم، خصوصی اقتصادی زون میں، زون انٹرپرائز کے خرید کردہ پلاٹ فروخت کرنے کی کوئی مارکیٹ نہیں ہے لہذا، خصوصی اقتصادی زون کے پلاٹ کی سرنڈر ویلیو رہن کی مالیت بن جاتی ہے۔ خصوصی اقتصادی زون کے پلاٹوں کی رہن کی مالیت متعلقہ سرنڈر ویلیو تک محدود ہے چاہے اسی زون میں نئے پلاٹوں کی قیمت فروخت زیادہ ہو۔

نگرانی اور قدر پیمائی

مؤثر نگرانی اور قدر پیمائی خصوصی اقتصادی زون پروگرام کی کامیابی کے لیے اہم ہے۔⁹⁹ خاص طور پر اگر ترقی پذیر معیشتیں پالیسی، قانونی اور ادارہ جاتی تجربات کو زون سے باہر تک وسعت دینا چاہتی ہیں، یا ملک بھر میں زونز کی تعداد بڑھانا چاہتی ہیں تو یہ چیز خصوصی اقتصادی زون پالیسی فریم ورک کا ایک اہم حصہ ہے۔ مناسب نگرانی اور قدر پیمائی سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ مطلوبہ مدت میں حاصل کردہ مالی اور غیر مالی معاشی مقاصد خصوصی اقتصادی زون کو فراہم کی جانے والی مراعات کی مالی لاگت سے زیادہ ہیں یا کم۔

اس سلسلے میں نگرانی اور قدر پیمائی کا مقصد ان امور کا تجزیہ کرنا ہوتا ہے: لاگت اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد، انفراسٹرکچر اور ضوابط کے بارے میں پالیسی تجربات کے معیار کی قدر پیمائی، اضافی امور (جیسے مقامی دکانداروں کی ترقی، ٹیکنالوجی کی منتقلی، کارکنوں کی تربیت)، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو راغب کرنا اور گلوبل ویلیو چین کے ساتھ مربوط ہونا اور کاروباری دوست ماحول کی طرف مسلسل پیش رفت کرنا۔¹⁰⁰

پاکستان کا موجودہ خصوصی اقتصادی زون فریم ورک زون انٹرپرائز کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ زون میں داخلے کی درخواست منظور ہونے کے چھ ماہ کے اندر وہ عمارات کی تعمیر شروع کر دیں۔ اسی طرح مذکورہ درخواست کی منظوری اور مطلوبہ لائسنسوں اور اجازت ناموں کے حصول کے 24 ماہ میں تجارتی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ علاوہ ازیں، کسی زون انٹرپرائز کی جانب سے خریدی گئی زمین کی ملکیت صرف اسی وقت اس کے نام پر کی جاسکتی ہے جب وہ متعلقہ خصوصی اقتصادی زون میں کم از کم چھ ماہ سے کام کر رہا ہو۔⁹⁶

اگر کوئی زون انٹرپرائز خصوصی اقتصادی زون کے اندر پلاٹ الاٹ ہونے کے بعد عمارات تعمیر کرنا نہیں چاہتا تو وہ پلاٹ کسی دوسرے سرمایہ کار کو فروخت بھی نہیں کر سکتا۔ پلاٹ صرف اصل قیمت خرید پر ڈیولپر کے حوالے کیا جاسکتا ہے، اور ڈیولپر کی طرف سے کٹوتی کردہ انتظامی فیس منہا کی جاسکتی ہے۔⁹⁷ اگر ایک زون انٹرپرائز اپنا کاروبار (بشمول زمین، پلانٹ اور مشینری اور دیگر سازوسامان) کسی دوسری کمپنی کو فروخت کرتا ہے، تو انٹرپرائز کا نیا مالک بعد میں پلاٹ کسی اور کو نہیں بیچ سکتا۔⁹⁸ وہ پلاٹ اصل قیمت خرید پر ڈیولپر کے حوالے کر سکتا ہے، انتظامی چارجز منہا کر کے۔ ان شرائط کا مقصد خصوصی اقتصادی زون میں ریئل اسٹیٹ کی طرف سے پلاٹوں کی سٹہ بازی کو روکنا اور فعال زون انٹرپرائز کے ساتھ آبادی کو تیزی سے بڑھانا ہے۔ تاہم، اس کے نتائج موجود ہیں۔

ایک طرف چونکہ کسی زون انٹرپرائز کے کام شروع کرنے کے کم از کم چھ مہینے تک زمین کی ملکیت منتقل نہیں کی جاتی، اس لیے کاروباری ادارے اشیا سازی اور دیگر عمارات کی تعمیر کے لیے بینک قرضے لینے کے لیے زمین رہن نہیں رکھوا سکتے۔ ایسا اس صورت میں بھی ہے جب زون انٹرپرائز نے زمین کی پوری قیمت ادا کر دی ہو۔ دوسری طرف، اس منظر میں جہاں کوئی زون انٹرپرائز کام شروع کرتا ہے، زمین کی ملکیت حاصل کرتا ہے، اور پھر توسیع یا کسی اور مقصد

⁹⁶ ضابطہ 44، خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابط 2013ء اور سیکشن 16، شق (g) خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ 2012ء۔

⁹⁷ یہ چارجز قیمت خرید کے 10 تا 6 فیصد تک ہوتے ہیں، اور زون کے ضوابط کے مطابق مختلف ڈیولپرز کے لیے مختلف ہیں۔

⁹⁸ سیکشن 16، شق (h) خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ 2012ء، اور ایس ای زیڈ زون انٹرپرائز کا داخلہ اور پلاٹ کی فروخت، لیڈ اور سب لیز کے ضوابط 2021ء کا ضابطہ 6۔

⁹⁹ M. Alexianu, M. Saab, M. Teachout and A.K. Khandelwal (2019). "Doing Special Economic Zones Right: A Policy Framework", IGC Policy

Note. London: IGC

¹⁰⁰ P. Manwaring, M. Teachout (2020). "Special Economic Zones Policy Considerations for Uganda." IGC Policy Note. London: IGC.

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

خصوصی اقتصادی زونز کے چیلنجز کی بنیاد پر، درج ذیل سفارشات ملک کو خصوصی اقتصادی زونز کے امکانات کو بروئے کار لانے میں مدد دے سکتی ہیں۔

خصوصی اقتصادی زون پالیسی اور مقاصد

خصوصی اقتصادی زون کا پالیسی فریم ورک جس کے واضح طور پر مقاصد بیان کیے گئے ہوں، دنیا بھر میں خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے اہم عوامل میں سے ایک ہے، جیسا کہ سیکشن 7.2 میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ چونکہ پاکستان میں اس طرح کا کوئی فریم ورک موجود نہیں اس لیے ضروری ہے کہ خصوصی اقتصادی زون کی پالیسی کا ایک تفصیلی مسودہ تیار کیا جائے تاکہ اسے تقابلی قانونی فریم ورک کی رہنمائی کی جائے اور صوبائی صنعتی پالیسیوں کے مختلف پہلوؤں سے نمٹا جائے۔ سرمایہ کاری پالیسی کے دیگر آلات، جیسے ایس ٹی زیڈ اے اور ای پی زیڈ اے، اور مختلف وفاقی و صوبائی صنعتی پالیسیوں، اقتصادی ترقی کے فریم ورک اور بجٹ اقدامات کے ساتھ خصوصی اقتصادی زون پالیسی کا ہم آہنگ ہونا بھی اتنا ہی اہم ہے۔

اگرچہ متعلقہ حکام اپنی جگہ پر خصوصی تشخیصی ریسرچ کریں گے اور اس کے مطابق مطلوبہ ضوابطی ردوبدل کو عمومی سمت کے طور پر نافذ کریں گے تاہم درج ذیل موضوعات پر غور کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک ایسے واضح پالیسی فریم ورک کی ضرورت ہے جو یہ بتائے کہ مختلف مقاصد مختلف خصوصی اقتصادی زونز کو تفویض کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کیے جاسکتے ہیں تو پھر خصوصی اقتصادی زونز کے لیے ڈیزائن، عمارات، انفراسٹرکچر اور تربیتی ڈھانچے کو اس کے مطابق بنانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

اسی طرح، پالیسی کو اس بات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے کہ خصوصی اقتصادی زونز کو غیر ترقی یافتہ علاقوں میں تبدیلی لانے کے لیے استعمال کیا جائے یا نہیں۔ اگر ہاں، تو پھر اس زون کے آس پاس سڑک، صحت اور تعلیمی سہولت جیسے سازگار ماحول کو یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں گے، اور بیک وقت دیگر خصوصی اقتصادی زونز کے کاروباری اداروں کے لیے عدم ترغیب پیدا کیے بغیر، ان خصوصی اقتصادی زونز کے لیے سہولت سازی کے کون سے آلات دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح، اگر ہائی ٹیک زونز کو پالیسی

پاکستان میں، ڈیولپرز اور خصوصی اقتصادی زون کی اتھارٹیز دونوں پر اس امر کی نگرانی لازم ہے کہ زون انٹری پر انٹرز تمام قابل اطلاق ضوابط پر عمل کریں اور ان کی تعمیل کو یقینی بنائیں۔ خصوصی اقتصادی زون کمیٹی کو زون انٹری پر انٹرز کی نگرانی کرنے کی بھی ضرورت ہے، جبکہ خصوصی اقتصادی زون کی صوبائی اتھارٹیز پر لازم ہے کہ اپنے متعلقہ صوبے میں خصوصی اقتصادی زون کے بارے میں بی او اے کو سالانہ رپورٹ دیں۔ انہیں ایک سالانہ رپورٹ بھی پیش کرنی ہے جس کے کلیدی اجزایہ ہوں گے: (الف) ہر خصوصی اقتصادی زون کی حیثیت کا خلاصہ، بشمول فعال زون انٹری پر انٹرز کی تعداد، سال میں فعال ہونے والے نئے زون انٹری پر انٹرز، باقی غیر فروخت شدہ یا غیر لیز شدہ زمین کی مالیت، اور (ب) خصوصی اقتصادی زون کے اندر مسائل یا امور کی تفصیلات جن میں اصلاح کی ضرورت ہے۔¹⁰¹

اسی طرح، سیکرٹری بی او اے / بورڈ آف انویسٹمنٹ کے لیے ضروری ہے کہ بی او اے کو سالانہ رپورٹ پیش کرے جس میں ان امور پر متعلقہ معلومات ہوں: (الف) خصوصی اقتصادی زونز کی سرگرمیاں، پیش رفت اور مستقبل، (ب) برآمدات، جی ڈی پی، روزگار اور عام قابل قبول کارکردگی کے اظہاروں میں ہونے والا تخمینہ شدہ اضافہ، (ج) منعقد کیے گئے سیمینار، کانفرنسیں، تربیتی پروگرام، اور (د) چیئرمین بورڈ آف انویسٹمنٹ کی سفارشات۔¹⁰² تاہم عملاً یہ رپورٹیں عوامی طور پر دستیاب نہیں ہیں۔

7.5 مستقبل کے لیے پالیسی کی راہیں

خصوصی اقتصادی زونز کے مسائل کے تجزیے اور ان کے حل کے لیے ایک لاٹھی سے سب کو ہانکنے کا طریقہ مناسب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خصوصی اقتصادی زونز مختلف ممالک میں مختلف مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ نہ صرف مطلوبہ نتائج کے لحاظ سے بلکہ ملک کے مخصوص وسیع تر معاشی اور نظم و نسق کے چیلنجز کے اعتبار سے بھی۔ تاہم، سیکشن 7.2 میں زیر بحث آنے والے کامیابی کے مشترک عوامل، عمومی طور پر پاکستان میں سرمایہ کاری اور صنعتی نمو کے لیے منفرد چیلنجز اور سابقہ سیکشن میں زیر بحث آنے والے

¹⁰¹ سیکشن 23، 20، 17 خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ 2012ء، اور ضابطہ 56 خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابط 2013ء۔

¹⁰² ضابطہ 58، خصوصی اقتصادی زونز کے ضوابط 2013ء۔

زون کے انٹریٹرز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ ضرورت اس بات کی ہے کہ خصوصی اقتصادی زون کے منظور شدہ قانونی فریم ورک کا نفاذ تیز کیا جائے، جس میں چار اہم اقدامات کو پیش نظر رکھا جائے۔

اول، مجوزہ قانونی فریم ورک کو واضح طور پر یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ مختلف وزارتوں اور محکموں کے ساتھ رابطے کے لحاظ سے حتمی ذمہ داری اور جواب دہی کس کی ہے۔ مثال کے طور پر، جنوبی افریقہ میں خصوصی اقتصادی زون پالیسی تشکیل اور آپریشنز کی ”نگرانی اور جوابدہی“ کی ذمہ داری متعلقہ وزیر یا میئر کو تفویض کرتی ہے، جیسا بھی معاملہ ہو۔¹⁰⁵

دوم، طریقہ کار کو آسان بنانے کے اقدامات میں یہ بات بھی شامل کرنے کی ضرورت ہے کہ کاروباری اداروں سے ایک جیسی معلومات بار بار نہ مانگی جائیں۔ کاروباری اداروں کی منفرد شناخت کے ساتھ مرکزی ڈیٹا بیس قائم کر کے اسے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ بھارت میں اس پر اسیس کو آسان بنانے کے لیے خصوصی اقتصادی زون ایکٹ نے حکومت کو اختیار دیا ہے کہ ڈیولپر زون اور انٹریٹرز کے لیے متعدد افعال کے تحت اجازت حاصل کرنے کے لیے وہ ایک ہی فارم جاری کر سکتی ہے۔¹⁰⁶

سوم، سسٹم کو یہ بھی یقینی بنانا چاہیے کہ انسانی عمل دخل اور واسطہ کم سے کم استعمال ہو، چنانچہ آٹومیشن اور ایسے پلیٹ فارمز کی تشکیل کے ذریعے جن کے تحت کاروباری ادارے تمام دستاویزات اور ادائیگیوں کے ہمراہ اپنی درخواستیں ایک ساتھ جمع کر سکیں، یہ ممکن بنایا جاسکتا ہے۔¹⁰⁷

اس طرح کے نظام میں درخواست کی وصولی سے لے کر درخواست کی تکمیل تک ہر مرحلے کا وقت معلوم یا درج ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر، چین کے ژونگ گوانگن ای-پارک میں ”ڈیجیٹل بیجنگ“ کے اقدام کے تحت ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوئے دستاویزات کے طریقہ کار کو سادہ اور آسان بنایا گیا ہے۔¹⁰⁸

میں ترجیح حاصل ہے تو ایسے ریگولیٹری فریم ورک موجود ہیں یا نہیں کہ ریسرچرز، اسٹارٹ اپس، وینچر سرمایہ دار اور مالکاری کے لیے دیگر اداروں، تعلیمی اداروں اور مستحکم متعلقہ کاروباری اداروں کا نیٹ ورک تشکیل دے کر فعال کیا جائے۔ آخر میں، خصوصی اقتصادی زون کی پالیسی ایسی ہونی چاہیے کہ پیچیدگیاں کم کرنے کی خاطر، مماثل مینیٹریٹ کا مسئلہ بھی حل کر سکے۔

ون اسٹاپ شاپ

ایک کامیاب خصوصی اقتصادی زون کو ایسے پالیسی نظام کی ضرورت ہوتی ہے جو تمام متعلقہ وزارتوں، محکموں، اور ایجنسیوں کے درمیان حکومت کی مختلف سطحوں پر ہم آہنگی کو بڑھائے۔ جیسا کہ پچھلے سیکشن میں نشاندہی کی گئی، اس وقت کئی اداروں کی ذمہ داریاں ایک دوسرے کے مماثل ہیں اور اس وجہ سے منصوبوں میں تاخیر ہوتی ہے۔ ان خطرات کو تسلیم کرتے ہوئے، خصوصی اقتصادی زون فریم ورک نے بی او اے، بی او آئی اور خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی سے تقاضا کیا ہے کہ وہ متعلقہ وفاقی اور صوبائی حکام اور ایجنسیوں کے حوالے سے خصوصی اقتصادی زون کے لیے آسان انتظامی طریقہ کار فروغ دیں، جس کے نتیجے میں وہ ڈیولپر زون اور انٹریٹرز کی سہولت کے لیے مکمل تعاون کریں۔¹⁰³

چنانچہ حکومت نے خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کی طرف سے ون ونڈو آپریشن کی منظوری پہلے ہی دے دی ہے جس کے تحت صوبائی حکومت لیبر، ماحول اور دیگر قوانین کے نفاذ اور خصوصی اقتصادی زون سے مقامی اور صوبائی ٹیکس وصولی کے لیے اختیارات یا تو تفویض کرے گی، یا مختلف محکموں کے نمائندوں کو خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کے دفتر میں تعینات کرے گی۔ اس کے علاوہ، وفاقی حکومت کے محکمے (ایف بی آر، ایس ای سی پی وغیرہ) زون میں اسی طرح کے کاموں کے لیے نمائندے تعینات کریں گے۔¹⁰⁴

¹⁰³ دفعہ 28 اور 29، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ، 2012ء۔

¹⁰⁴ بی او آئی، سالانہ رپورٹ (2018-19ء)۔

¹⁰⁵ Policy on the Development of Special Economic Zones in South Africa (2012) (www.thedtic.gov.za/wp-content/uploads/NIPF-1.pdf)

¹⁰⁶ Chapter V (Single Window Clearance), Section 19, The SEZ Act, 2005, India

¹⁰⁷ A. Stone (2006). *Establishing a Successful One Stop Shop: The case of Egypt*. Presented at IMF/AMF High-Level Seminar on Institutions and

Economic Growth in the Arab Countries. Washington, D.C.: IMF

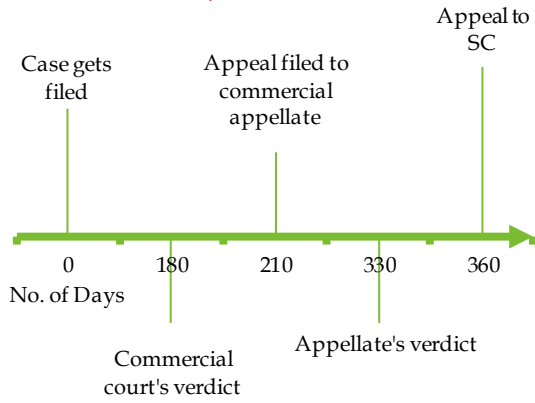
¹⁰⁸ V.D. Ndou (2004). "E-government for Developing Countries: Opportunities and Challenges",

کمپنیاں اس پارک میں آن لائن سسٹم استعمال کرتے ہوئے درخواستیں اور دستاویزات جمع کرا سکتی ہیں، سرکاری اداروں میں اپنا اندراج کرا سکتی ہیں اور سرکاری افسران کے ساتھ آن لائن بات چیت کر سکتی ہیں۔

باکس 7.2: پنجاب میں تجارتی عدالتوں کا قیام: ایک حالیہ پیش رفت

تجارتی عدالتیں تجارتی تنازعات، مثلاً معاہدے کی خلاف ورزی، حقوق املاک دانش کی خلاف ورزی، اور دھوکہ دہی کے نتیجے میں بننے والے مقدمات نمٹانے میں مہارت رکھتی ہیں۔ یہ خصوصی عدالتیں تجارتی قانونی چارہ جوئی کا وقت اور لاگت ضائع ہونے سے بچا کر کاروباری ماحول اور سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بہتر بناتی ہیں۔

شکل 7.2.1: تجارتی عدالتوں میں مقدمات پر کارروائی کی مدت



Source: Punjab Commercial Court Ordinance, 2021

بین الاقوامی بہترین روایات کے مطابق¹، حکومت پنجاب نے حال ہی میں 13 اپریل 2021ء کو اعلیٰ میں پنجاب کمرشل کورٹ آرڈیننس کے ذریعے صوبے میں تجارتی عدالتیں قائم کرنے کا طریقہ کار وضع کیا ہے۔ یہ آرڈیننس حکومت کو ضلعی سطح پر تجارتی عدالتیں بنانے کے اختیارات دیتا ہے۔ ان عدالتوں کو اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے تمام تجارتی تنازعات کی سماعت کا اختیار ہے، جن کے دعوے کی مالیت پانچ لاکھ روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ آرڈیننس میں تنازع کے فریقوں کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے، بشمول ملکی یا غیر ملکی کمپنیاں، شرکاء اور فرم اور افراد۔

آرڈیننس کے تحت کمرشل کورٹ سیکرٹریٹ بھی قائم کیا جائے گا جو کیس ریکارڈ رکھنے کے ساتھ ساتھ کاروباری اور مالیات سے متعلق معاملات پر کمرشل عدالت کے ججوں کی تربیت اور تعلیم کا ذمہ دار ہوگا۔

آرڈیننس مقدمات کے لیے ای فلنگ سسٹم کی بھی سہولت فراہم کرے گا۔ اس نے عدالت کو پابند کیا ہے کہ مقدمہ دائر ہونے کے بعد 180 دن میں فیصلہ دے، اور دو سے زیادہ التوا نہ ہوں۔ یہ پاکستان میں

تجارتی مقدمات کے حل میں فی الحال لگنے والے اوسطاً 1,071 یوم کی نسبت خاصا تیز تر ہے۔ درحقیقت، یہ بہترین کارکردگی والے سنگاپور کے قریب ہے، جہاں مقدمہ 164 دن میں نمٹایا جاتا ہے۔²

آرڈیننس میں کمرشل ایپلٹ ٹریبونل بنانے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ متاثرہ فریق عدالتی فیصلے کے 30 دن میں ٹریبونل میں اپیل کر سکتا ہے جو 120 دن کے اندر اپیل حل کرنے کا پابند ہے (شکل 7.2.1)۔

حوالہ جات:

¹ پنجاب پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ، "کاروبار کرنے میں آسانی کے تحت معاہدوں پر عمل درآمد 2021ء"

² ایضاً حوالہ 1

وزارتوں کی جانب سے اقدام کے لیے بااختیار بنانے کی ضرورت ہے۔¹⁰⁹ بصورت دیگر، کو آرڈیننس کی ناکامی برقرار رہے گی، اور ون اسٹاپ غیر موثر رہے گا۔ ایک طبعی ون اسٹاپ شاپ کا یومیہ دورانیہ طویل رکھنے پر بھی غور ہو سکتا ہے، جیسے مصر میں کامیاب تجربہ کیا گیا، تاکہ درخواستوں پر تیز رفتاری سے کام کیا جاسکے۔¹¹⁰

چہارم، یہ بھی اہم بات ہے کہ خصوصی اقتصادی زون سے متعلق درخواستوں پر عملدرآمد کے لیے مختصر وقت مختص کیا جائے۔ اسے محض اخلاقی ترغیب کا معاملہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ خصوصی اقتصادی زون کے سلسلے میں آنے والی درخواستوں پر کارروائی کو ترجیح دینا ہوگی اور اس کی تکمیل کا ایک دورانیہ مقرر کرنا ہوگا، تب ہی یہ کام ممکن ہوگا۔ ون اسٹاپ شاپ کے طبعی ماڈل کے معاملے میں مختلف وزارتوں، محکموں اور اداروں کے نمائندوں کو اپنی

The Electronic Journal of Information Systems in Developing Countries, 18(1), 1-24.

P. Manwaring and M. Teachout (2020). *Special Economic Zones: Policy considerations for Uganda*. IGC Policy Note. London: IGC. ¹⁰⁹

A. Stone (2006). *Establishing a Successful One Stop Shop: The case of Egypt*. Presented at IMF/AMF High-Level Seminar on Institutions and ¹¹⁰

Economic Growth in the Arab Countries. Washington, D.C.: IMF.

سرمایہ کاری کے ماحول کی دیگر رکاوٹیں

سرمایہ کاری کے مجموعی کمزور ملکی ماحول سے خصوصی اقتصادی زونز کو بچانے کے لیے درج ذیل اقدامات کاروبار دوست قانونی ماحول بنانے اور ہنرمند لیبر فورس کی دستیابی بڑھانے میں مدد کر سکتے ہیں۔

قانونی ماحول:

پنجاب حکومت نے اپریل 2021ء میں پنجاب کمرشل کورٹس آرڈیننس 2021ء نافذ کیا، جب تک پاکستان میں کوئی مخصوص تجارتی عدالت نہیں تھی۔ پنجاب میں تجارتی عدالتوں کا قیام ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے، خصوصاً اس لیے کہ تجارتی عدالتیں ملک میں معاہدوں کے نفاذ کی صورت حال بہتر بنا سکتی ہیں اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو فوری انصاف فراہم کر سکتی ہیں۔

اس پیش رفت کی روشنی میں یہ سفارش کی جاتی ہے کہ یہ عدالتیں ان اضلاع میں قائم کی جائیں جہاں خصوصی اقتصادی زونز قائم ہیں۔ متبادل کے طور پر قریبی واقع تجارتی عدالتوں کے دائرہ کار میں توسیع کی جاسکتی ہے تاکہ خصوصی اقتصادی زونز کو بھی شامل کیا جاسکے۔ پنجاب کے معاملے میں، حکومت موجودہ آرڈیننس کے تحت نوٹیفکیشن کے ذریعے تجارتی عدالت قائم کر سکتی ہے۔ دیگر صوبوں کو کمرشل عدالتوں کے قیام کے لیے اپنے قوانین منظور کرانے ہوں گے۔ ان قوانین میں فیصلوں کے ساتھ ساتھ ہر سطح پر اپیلوں کے لیے مقررہ ٹائم لائن بھی دینا ہوگی۔

ہنرمند مزدور:

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز میں بین الاقوامی سطح کے مسابقتی معاوضے پر مزدوروں کی دستیابی ایک چیلنج ہے جس سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ چار و سب سے شعبوں کا تجزیہ اور غور و خوض کیا جائے، اس کے بعد درست سمت میں اقدام کیا جائے۔

پہلا سوال مراعات کا ہے۔ زون انٹرپرائزز کو مزدوروں کو تربیت دلانے کی کوئی ترغیب پاکستان کے موجودہ خصوصی اقتصادی زون فریم ورک میں شامل نہیں۔ اس کے برعکس فلپائن میں، خصوصی اقتصادی زون انٹرپرائزز مزدوروں کو تربیت دینے پر جو اخراجات برداشت کرتے ہیں ان پر انہیں اضافی ٹیکس کوٹنی ملتی ہے۔¹¹² اسی طرح، جمہوریہ سلوواک اور سربیا تربیت

چونکہ خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء ضلعی اور اعلیٰ عدالتوں کو مختلف فریقوں کے درمیان تنازعات کے لیے خصوصی اصل دائرہ اختیار دیتا ہے، اس لیے متعلقہ قانونی فریم ورک کو ان تجارتی عدالتوں کو خصوصی اقتصادی زون سے متعلق تنازعات کے لیے دائرہ اختیار فراہم کرنے کی ضرورت ہوگی، جس میں زون انٹرپرائزز، ڈیولپرز، حکومتوں / سرکاری اداروں کے تمام درجے، اور وہ انٹرپرائزز جو خصوصی اقتصادی زونز میں شامل کسی انٹرپرائزز کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں، شامل ہوں گے۔

کمرشل عدالتیں قائم کرنے کے بعد، درمیانی سے طویل مدت میں، ایک اور حل یہ ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی کمرشل عدالت قائم کر کے بین الاقوامی جج

G. Dimitropoulos (2021). "International Commercial Courts in the 'Modern Law of Nature': Adjudicatory Unilateralism in Special Economic Zones", *Journal of International Economic Law*, Volume 24, Issue 2.

¹¹² دفعہ 42، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 1995ء (فلپائن ایس ای زیڈ ایکٹ)

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

اقتصادی زونز میں مستقبل کے روزگار کے مواقع پر ایک اسٹڈی حال ہی میں شائع کی۔¹¹⁶ ملٹی پہلو کے ایسے تجزیوں کے علاوہ، مختلف مہارتوں میں فرق کے سروے کے ذریعے رسدنی پہلو کی بھی قدر پیمائی کی ضرورت ہے جس میں مختلف پیشوں میں ہنرمند مزدوروں کی دستیابی اور اجرت کا جائزہ لیا جائے۔

رسدنی پہلو کے یہ سروے ان اضلاع میں کروانے کی ضرورت ہے جن میں خصوصی اقتصادی زونز واقع ہیں یا بنانے کا منصوبہ ہے، اور ان اضلاع میں جہاں سے حالیہ اور تاریخی رجحانات کو دیکھتے ہوئے مزدوروں کے سفر یا نقل مکانی کے لیے نکلنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ضلعی سطح پر افرادی قوت کا سالانہ سروے بہت کام دے گا، کیونکہ فی الحال پاکستان دفتر شماریاتی افرادی قوت کا جو سروے کرتا ہے وہ صرف صوبائی سطح پر نمائندگی کرتا ہے۔

تیسرا شعبہ موجودہ لیبر قوانین کے مقابلے میں کاروباری برادری کی ضروریات کا جائزہ لینے سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر، کاروباری برادری کی طرف سے تشویش ظاہر کی گئی ہے کہ کم از کم اجرت میں ہونے والا اضافہ مزدور کی پیداواریت میں اضافے سے زیادہ ہے، جس کی بنا پر دوسرے ممالک کے مقابلے میں مسابقت کم ہو رہی ہے۔¹¹⁷ اس مقصد کے لیے، مزدوروں کی پیداواریت کے اعداد و شمار¹¹⁸ کا باقاعدہ حصول، اور مزدوروں کے مصارف زندگی کا اندازہ لگانے کے لیے صنعتی مزدور¹¹⁹ کے صارف اشاریہ قیمت جیسے اظہاریے ایسی کم از کم اجرت مقرر کرنے میں مدد کر سکتے ہیں جو کاروباری اداروں اور مزدوروں کے لیے مناسب ہوں۔

اور ہنرمندی کی تجدید کے لیے گرانٹ اور امداد دیتے ہیں، جبکہ البانیہ تربیتی اخراجات کے 200 فیصد کے برابر ٹیکس کٹوتی کی اجازت دیتا ہے۔¹¹³

پاکستان کا موجودہ خصوصی اقتصادی زون فریم ورک زون کے ڈیولپر ز کو پابند کرتا ہے کہ وہ پیشہ ورانہ تربیتی مراکز نہ منافع نہ نقصان کی بنیاد پر چلائیں۔¹¹⁴ ڈیولپر ز کی، خاص طور پر جو نجی شعبے میں ہیں، حوصلہ افزائی کی خاطر اور یہ یقینی بنانے کے لیے کہ انڈسٹری کی بدلتی ہوئی ضروریات کے ساتھ ادارے ترقی کریں اور ارتقا حاصل کریں اور، ایک حل یہ ہے کہ منافع بخش تربیتی ادارے بنانے کی ڈیولپر ز کو اجازت دی جائے، اس کے ساتھ ساتھ خصوصی اقتصادی زون کے اندر تربیتی مراکز کی اجارہ داری بننے کے خدشات کو دور کیا جائے۔

پیشہ ورانہ تربیت کو عوامی بھلائی کا کام سمجھا جائے تو حکومت خصوصاً خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کے لیے ایک اور آپشن یہ ہے کہ ڈیولپر ز اور زون انٹرپرائزز کے ساتھ شراکت داری بنا کر پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) کے تحت وکیشنل ٹریننگ سینٹر قائم کیے جائیں۔ اس سے مہارتوں کو ترقی دینے کی ضروریات کی نشاندہی، ان ضروریات کو پورا کرنے کے منصوبے بنانے اور پائیدار فنڈنگ کے ذریعے تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ملائیشیا کے پینانگ اسکلز ڈیولپمنٹ سینٹر نے پی پی پی ماڈل کی پیروی کی، جو گذشتہ دو دہائیوں میں ملائیشیا کی معاشی ترقی کا ایک اہم عنصر ہے۔¹¹⁵

تجزیے کا دوسرا شعبہ خود ہنرمند مزدور کی دستیابی سے متعلق ہے۔ نیشنل وکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (این اے وی ٹی ٹی سی) نے ممکنہ صنعتوں اور مقامی صلاحیتوں کی روشنی میں فاسٹ ٹریک تربیتی سی پیک خصوصی

M. Petrovic (2017). *Tracking Special Economic Zones in the Western Balkans: Objectives, Features and Key Challenges*. Regional Study under¹¹³

Economic Reform Programmes. Paris: OECD

¹¹⁴ ضابطہ نمبر 15، خصوصی اقتصادی زون ضوابط 2013ء

Farole, T. (2011). *Special Economic Zones in Africa: Comparing Performance and Learning from Global Experience*. Directions in Development¹¹⁵

Series- Trade. Washington D.C.: WB.

¹¹⁶ یہ تحقیق "Job Market Forecast and Skilled Labour Profiling Fast Track Special Economic Zones – China Pakistan Economic Corridor" این اے وی ٹی ٹی سی

نے شائع کی، اس پر کام سینٹر آف ایکیٹس فار سی پیک اور پانڈے مل کر کیا تھا۔

¹¹⁷ Charter of Economy (2020), The Pakistan Business Council (www.pbc.org.pk/wp-content/uploads/PBCs-charter-of-economy.pdf).

¹¹⁸ مثال کے طور پر امریکی بیورو آف لیبر اسٹیٹسٹکس مزدور کی پیداواریت اور اخراجات (ایل پی سی) شائع کرتا ہے۔

¹¹⁹ مثال کے طور پر لیبر بیورو انڈیا صنعتی مزدوروں کے لیے ماہانہ صارف اشاریہ قیمت شائع کرتا ہے۔

آمدنی ہوتی ہے جو اکثر دوسرے خصوصی اقتصادی زون کے قیام کے لیے استعمال ہوتی ہے یا ڈیولپر کو بطور منافع ادا کی جاتی ہے۔ خصوصی اقتصادی زونز کو پائیدار بنانے کے لیے ڈیولپر کو مسلسل آمدنی کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے مختلف خدمات سے حاصل ہونے والی آمدنی۔

ایسی ایک مثال کیپیٹو پاور سے حاصل ہونے والی آمدنی کی ہے: جتنی جلد کوئی ڈیولپر خصوصی اقتصادی زونز کو فعال زون انٹری پر از سے آباد کرے گا، اتنی ہی جلد وہ بجلی فروخت کر کے آمدنی حاصل کرنا شروع کر دے گا۔ آرائل این جی کی فروخت، گودام کی خدمات کی پیشکش، فضلے کے ٹریڈنٹ پلانٹس، ڈی سیلنا ٹرینیشن پلانٹس اور ٹیننگ کے لیے لیبارٹری کی فراہمی، جائے کار کے ساتھ ساتھ کانفرنسوں، سیمیناروں اور میٹنگ ہالوں کا اہتمام اور منافع بخش پیشہ ورانہ تربیتی ادارے قائم کرنا، اسی طرح کے مواقع ہیں۔ ان پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا پالیسی فریم ورک خصوصی اقتصادی زون کے منصوبوں کی طویل مدتی پائیداری کے لیے ضروری سمت فراہم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

زون انٹری ائرز کے لیے مالکاری

خصوصی اقتصادی زونز میں رہن کے قابل اراضی کی عدم موجودگی میں، زون انٹری ائرز کی قرضے کی ضروریات کو صوبائی اور وفاقی حکومتیں آسان بنا سکتی ہیں، کیونکہ خصوصی اقتصادی زون کے موجودہ فریم ورک کے تحت پہلا چارج ڈیولپر کے پاس رہتا ہے، یعنی اس زون کا پلاٹ صرف ڈیولپر کو واپس کیا جاسکتا ہے، اس بنا پر بینک کاروباری اداروں کو قرض دینے سے ہچکچاتے ہیں۔ ان چیزوں کی بنا پر خصوصی اقتصادی زون کے لیے بینک قرضے کے واضح پالیسی فریم ورک کی ضرورت ہے، یہاں چین کے تجربے سے سبق لیا جاسکتا ہے۔ خصوصی اقتصادی زون پر چین کے لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ قرضے کی ترجیحی پالیسیاں، جیسے حکومت کی طرف سے بینک گارنٹی اور رعایتی قرضے، مختلف خصوصی اقتصادی زونز اور کلسٹرز کے زون انٹری ائرز کو پیش کیے گئے۔¹²³

آخر میں، قومی اور صوبائی لیبر پالیسیوں اور مہارت کی حکمت عملی کو خصوصی اقتصادی زونز کے ساتھ مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، موجودہ قومی ہنر برائے تمام حکمت عملی اور پاکستان کے لیے تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت (ٹی وی ای ٹی) پالیسی میں خصوصی اقتصادی زون کے لیے کوئی واضح اقدامات موجود نہیں۔¹²⁰ پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون پر بڑھتے ہوئے زور کی روشنی میں خصوصی اقتصادی زون سے متعلق وفاقی اور صوبائی پالیسیوں اور سروے پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے، بشمول غیر ملکی سرمایہ کاروں کی توجہ کی صورت میں مزدوروں کے لیے انگریزی اور چینی زبان کی تربیت کی ضرورت، اور اگر خصوصی اقتصادی زونز ہنر مند لیبر کے ذرائع سے بہت دور واقع ہیں تو مزدوروں کے لیے سفر اور رہائش کی سہولت۔

زون کی سرگرمیاں اور دیکھ بھال

خصوصی اقتصادی زون کا موجودہ فریم ورک ڈیولپر کو کیپیٹو پاور پلانٹس یا بجلی گھر لگانے کی اجازت دیتا ہے۔ مزید برآں، کابینہ نے ڈیولپر کو گیس، بجلی اور دیگر سہولتیں بڑی مقدار میں خریدنے اور اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کے مطلوبہ نرخوں پر کاروباری اداروں کو فراہم کرنے کی اجازت دینے کی پالیسی بھی منظور کی ہے۔¹²¹

یہ حوصلہ افزا پیش رفت ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسٹیک ہولڈرز کو واضح سمت دینے، اور اجارہ داری کے خدشات سے نمٹنے کے لیے پالیسی فریم ورک کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، کاروباری برادری میں اس لحاظ سے آگاہی پیدا کرنے، اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے کہ وہ بطور ڈیولپر اور آپریٹر ز اپنی انٹری ائرز سوچ کو خصوصی اقتصادی زون میں لے کر آئے، ضروری نہیں کہ سرکاری شعبے کے ڈیولپر نے سرکاری شعبے میں تربیتی ڈھانچہ دیا ہو۔¹²²

کامیاب خصوصی اقتصادی زونز کو آمدنی پلاٹوں کی فروخت کے بجائے اپنی خدمات سے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پلاٹ کی فروخت سے ایک بار

¹²⁰ National Vocational and Technical Training Commission, National Skills for All Strategy, (www.navttc.gov.pk/wp-content/uploads/2020/10/National-Skills-for-All-Strategy-2018.pdf); Technical and Vocational Educational Training Policy (www.navttc.gov.pk/wp-content/uploads/2020/10/NTP2018.pdf)

¹²¹ بورڈ آف انویسٹمنٹ کی سالانہ رپورٹ 2018-19

¹²² S. Burgess and M. Ratto (2003). "The Role of Incentives in the Public Sector: Issues and Evidence", *Oxford Review of Economic Policy*, 19(2): 285-300.

¹²³ Zeng D, 2010, Building Engines for Growth and Competitiveness in China Experience with Special Economic Zones and Industrial Clusters, World Bank

نگرانی اور قدر پیمائی

خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے لیے نگرانی اور قدر پیمائی کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس کی مطلوبہ معلومات کی اساس وسیع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خام مواد، پیداوار، نتائج اور اثرات کے مختلف اظہارے اس میں شامل کیے جاسکیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سالانہ سرمایہ کاری، کمپنیوں کی تعداد، پیداوار، فروخت، برآمدات اور ٹیکس سے متعلق روایتی ڈیٹا بیس کے علاوہ اسپل اور زون کی پیمائش کرنے والے اشاریوں کو بھی ٹریک کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں ملازمین کی تعلیم اور مہارت کی سطح شامل ہو سکتی ہے، کل ملازمین میں غیر ملکی ملازمین اور کنسلٹنٹ کا تناسب، تحقیق اور ترقی پر خرچ، مقامی وینڈرز سے سامان کا حصول بمقابلہ درآمدات، اور مقامی اور درآمدی اشیاء و خدمات کے سروے، نیز مقامی اشیاء لینے کی وجوہات بھی شامل کی جاسکتی ہیں۔

نگرانی اور قدر پیمائی کے مقصد کے لیے متعدد سرکاری اداروں پر انحصار کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، نیپرا بجلی کے تعلق کے دورانیے اور اس کے اوسط تعداد کا جائزہ لینے کے لیے خصوصی اقتصادی زون میں ماہانہ کارکردگی کا جائزہ لے سکتی ہے۔ اسی طرح سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیٹا اضافہ قدر کے درجے کے ساتھ ساتھ زون سے باہر کے وینڈرز سے رابطے پر روشنی ڈال سکتا ہے۔ خصوصی اقتصادی زونز کے لیے اشیاء سازی کا مشترکہ اشاریہ پاکستان دفتر شماریات کی طرف سے بنایا جاسکتا ہے تاکہ ان زونز کے اندر پیداواری رجحانات کا جائزہ لیا جاسکے۔

اس کے علاوہ، ضوابطی اثرات کی وقتاً فوقتاً تشخیص سے خصوصی اقتصادی زونز کے لیے ضوابطی اور قانونی ماحول کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ نگرانی اور قدر پیمائی کی ایک اور متحرک جہت موجودہ اور ممکنہ سرمایہ کاروں کا مطالعہ ہے، جو معیشت کے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاروں کی بدلتی ضرورتوں اور دلچسپیوں کا جائزہ لینے کے اہم طریقے ہیں۔

سرمایہ کاروں کے فیڈبیک کے لحاظ سے جنوبی کوریا سے سبق سیکھا جاسکتا ہے، جہاں سرمایہ کاروں کی آرا کا ایک مرکزی پورٹل بنایا گیا ہے، اس کا کام خصوصی اقتصادی زونز سے متعلق کاروباری اداروں کو یہ موقع دینا ہے کہ وہ اعلیٰ سرکاری دفاتر بشمول وزیراعظم آفس اور کلیدی وزارتوں کو براہ راست

اس کی روشنی میں، زون انٹرپرائز کی طرف سے لیے گئے بینک قرضے محفوظ بنانے کے لیے حکومتی ضمانت دی جاسکتی ہے جس کے لیے خصوصی اقتصادی زون فریم ورک میں اس کے مطابق نظر ثانی کرنی ہوگی، اس طرح زون انٹرپرائز کی قرضے کی ضروریات پوری کرنے میں بینکوں کو سہولت مل سکتی ہے۔ زون کی برآمدی اور غیر برآمدی انٹرپرائز کے لیے رعایتی قرضے کی سہولت بھی متعارف کرائی جاسکتی ہے جس میں رہن کی شرائط اراضی کی ملکیت اور زون میں زمین کی قدر پیمائی کے حقائق سے ہم آہنگ ہوں۔

ایک اور آپشن یہ ہے کہ خصوصی اقتصادی زون میں زون انٹرپرائز کو فروخت کیے گئے پلاٹوں کی منسوخی کی پالیسی کو مضبوط کیا جائے اگر وہ بروقت کام شروع نہ کریں یا دیگر معیارات پر پورا نہ اتریں، اور زمین کی ملکیت جلد از جلد کسی اور کو منتقل کی جائے۔ فی الحال، زون کے پلاٹ کی ملکیت زون انٹرپرائز کو اُس وقت تک منتقل نہیں کی جاتی جب تک آپریشن شروع ہوئے چھ ماہ نہ گزر جائیں، خواہ پلاٹ کی پوری قیمت ادا کر دی گئی ہو۔ حکومت اس مدت سے پہلے ملکیت منتقل کرنے سے ہچکچا رہی ہے کیونکہ اسے خدشہ ہے کہ زون انٹرپرائز شاید پیداواری کارخانے قائم ہی نہیں کر سکیں گے یا وقت پر قائم نہیں کر سکیں گے، جس سے خصوصی اقتصادی زون کی کارکردگی پر منفی اثر پڑے گا۔ تاہم تجارتی عدالتوں کے مجوزہ حل اور خصوصی اقتصادی زونز پر اُن کے ممکنہ دائرہ اختیار کی روشنی میں پلاٹ منسوخی کی ایک مضبوط پالیسی بنانے پر غور کیا جاسکتا ہے جس میں واضح متعین سگ میل درج ہوں۔

آخر میں، خصوصی اقتصادی زون کے پلاٹ زون انٹرپرائز کو فروخت کرنے کے بجائے، مکمل طور پر نئے طرز انتظام پر غور کیا جاسکتا ہے، جہاں حکومت ڈیولپرز کو کرائے پر زمین فراہم کرے اور ڈیولپرز زمین کرایے پر زون انٹرپرائز کو پلاٹ فراہم کریں۔ اس طرح ڈیولپرز اور زون انٹرپرائز کی جانب سے زمین کی پیشگی ادا کی جانے والی لاگت کافی حد تک کم کی جاسکتی ہے، جس سے منصوبے کے قیام کے لیے درکار سرمائے کی مقدار کم ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، یہ اقدام ڈیولپرز کو خصوصی اقتصادی زونز کی ترقی اور اسے چلانے کے ریئل اسٹیٹ ماڈل سے بھی دور کر سکتا ہے اور اس کے بجائے جدت طراز سروس پر مبنی کاروباری ماڈل کو فروغ دے سکتا ہے۔

زون میں کاروبار دوست ماحول کو یقینی بنانے کے لیے پالیسی فریم ورکس کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔

جہاں تک پالیسی اصلاحات کا تعلق ہے، خصوصی اقتصادی زون کا موجودہ فریم ورک پاکستان میں انہیں ایسے علاقوں کے طور پر نہیں دکھاتا جو کاروباری اداروں کو خصوصی پالیسی اور ضوابطی ماحول فراہم کرتے ہوں۔ موجودہ فریم ورک کے تحت، خصوصی اقتصادی زون کی تمام اٹھارہ ٹیرز، ادارے اور افراد کو جو کسی خصوصی اقتصادی زون کی تخلیق، ترقی، آپریشن اور انتظام میں مصروف ہیں، تمام متعلقہ قابل اطلاق قوانین اور معیارات پر عملدرآمد کرنا ہے، جن کا تعلق ماحول، روزگار، خریداری، اور بلڈنگ کوڈ سے ہے، جب تک کہ خصوصی اقتصادی زون ایکٹ میں خصوصی رعایت یا زمری وغیرہ نہ دی گئی ہو۔¹²⁶

تاہم، خصوصی اقتصادی زون کا موجودہ فریم ورک عمارتی ضوابط کے سوا، کوئی استثنا نہیں دیتا۔ بنگلہ دیش کا خصوصی اقتصادی زون ایکٹ کچھ مفید معلومات پیش کرتا ہے۔ یہ نہ صرف اپنے خصوصی اقتصادی زون کو مختلف ملکی و مقامی حکومتوں کے قوانین سے مستثنیٰ کرتا ہے، بلکہ حکومت کو اجازت دیتا ہے کہ خصوصی اقتصادی زون کی نمو اور ترقی میں حائل مشکلات دور کرنے کے لیے وہ کسی دوسرے قانون میں ترمیم یا کوئی اور ضروری کام کر سکتی ہے۔¹²⁷

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون کی نمو کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے، جس کے لیے خصوصی اقتصادی زون کے فریم ورک کو پہلی بار کی آباد کاری پر توجہ مرکوز کرنے کی سطح سے بلند کر کے اس سطح تک پہنچانا ہے جو اس کے ساتھ ساتھ آپریشن اور دیکھ بھال کی سمت متعین کرے، فنانسنگ، پائیداری، نگرانی اور آپریشن، اور اس کے علاوہ بہت کچھ کرے۔ چنانچہ ایک علیحدہ مرکزی خود مختار خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کے قیام پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو کئی کام انجام دے گی۔ زون اور ڈیولپر کی منظوری دینے کے علاوہ، اس کے افعال میں یہ چیزیں شامل ہوں گی: ضوابطی رہنمائی فراہم کرنا اور اسے اپ ڈیٹ کرنا، خصوصی اقتصادی زون

رائے بھجوا سکیں۔¹²⁴ آرا اور سروے کے لیے آن لائن رپورٹنگ پلیٹ فارم کا استعمال، طبعی شہادتیں مراکز کے مقابلے میں اس عمل کو بہتر بنا سکتا ہے، اور اسی لیے خصوصی اقتصادی زونز میں بعد کی دیکھ بھال کی خدمات کو بہتر بنانا ہے۔ آزادانہ قدر پیمائی کے مقصد کے لیے، ملک بھر میں خصوصی اقتصادی زونز میں کاروباری ماحول کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لیے ایک میعاد خصوصی سروے کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں، پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز کے نگرانی اور قدر پیمائی فریم ورک پر، بہترین عالمی روایات اپنانے کے لیے نظر ثانی کی جاسکتی ہے جس میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ خصوصی اقتصادی زون کی کون سی کارکردگی رپورٹیں پارلیمنٹ میں پیش کی جائیں گی، یا دوسری صورت میں کسی سرکاری ویب سائٹ کے ذریعے عام کی جائیں گی۔¹²⁵

7.6 اختتامی تبصرہ

دنیا بھر میں خصوصی اقتصادی زون کی اساس اور تصورات دو ہی ہیں: مثالی جزائر اور پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں۔ ان دونوں تصورات میں، پاکستان کے خصوصی اقتصادی زونز میں بہتری کی گنجائش ہے۔

خصوصی اقتصادی زون کا موجودہ فریم ورک اور اس کے نتیجے میں حکومتی فیصلے خصوصی اقتصادی زون کو ایسے مخصوص علاقوں کے طور پر پیش کرتے ہیں جو بہترین عالمی روایات کے مطابق کاروبار دوست ماحول فراہم کرتے ہیں۔ حال ہی میں کچھ مثبت پیش رفت ہوئی ہے، جیسے خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس ضوابط کی منظوری، جو نیل اسٹیٹ کی سٹریٹجی کو روکتے ہیں۔ تاہم، اس وژن کو ابھی مکمل طور پر نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ ون اسٹاپ شاپ قائم نہیں کی گئی ہے، جبکہ کوآرڈینیٹیشن میں ایک دوسرے کے مماثل و نفاذ بنیادی ڈھانچے اور سہولتوں کی فراہمی میں تاخیر کا باعث بنے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہنر مند مزدور اور سہولت کار قانونی ماحول کے حوالے سے خصوصی اقتصادی

Source: JICA (2020). *Special Economic Zone Survey Report 2020*. Tokyo: JICA ¹²⁴

M. Alexianu, M. Saab, M. Teachout and A.K. Khandelwal (2019). *Doing Special Economic Zones Right: A Policy Framework*. IGC Policy ¹²⁵

Note. London: IGC

شابطہ 35، خصوصی اقتصادی زون ضوابط 2013ء۔¹²⁶

L. Cotula (2017). "The State of Exception and the Law of the Global Economy: A Conceptual and Empirico-legal Inquiry", *Transnational Legal* ¹²⁷

Theory, 8(4), 424-454.

پی ایز شامل ہیں، بتاتا ہے کہ صرف 7.5 فیصد آئی پی ایز اپنے ملک میں خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

یو این سی ٹی اے ڈی کے سروے نتائج بہترین عالمی روایات کے عکاس ہیں، جو آئی پی ایز کو ضوابطی اختیارات نہ دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ عام طور پر، آئی پی اے کا دائرہ کار سرمایہ کاری کو آسان بنانا ہوتا ہے، جبکہ ضوابطی ذمہ داری مفادات کے تصادم کا باعث بن سکتی ہے اور اس کے بنیادی کاموں کی کارکردگی کو متاثر کر سکتی ہے۔¹³¹ اس کے بجائے خود مختار یا علیحدہ ادارے ایک ادارہ جاتی ڈھانچے کے طور پر قائم کیے جاتے ہیں، جن کو خصوصی اقتصادی زون کے لیے ضوابط سازی اور ان کے انتظام کا اختیار ہوتا ہے اور جو ڈیولپر زون اثر پر انرز کے ساتھ بنیادی رابطہ کار کے طور پر کام کرتے ہیں،¹³² جیسا کہ بنگلہ دیش، جمیکا، کینیا اور فلپائن میں ہے۔¹³³

کے امور پر مختلف سطحوں پر متعلقہ سرکاری محکموں کے ساتھ رابطہ کاری، زون کی کارکردگی کی مسلسل نگرانی، جس کا مقصد خصوصی اقتصادی زون میں بہترین انفراسٹرکچر اور سہولتیں فراہم کرنا ہے، اور خصوصی اقتصادی زون کے اندر کاروباری ماحول پر مختلف پالیسی اصلاحات کے اثرات کا جائزہ لینا۔¹²⁸

بعض ممالک میں خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی کا کردار موجودہ وزارتیں ہی انجام دیتی ہیں، مثال کے طور پر، کوسووا میں وزارت تجارت و صنعت اپنے تمام آزاد اقتصادی زونز کے لیے بطور ضابطہ کار کام کرتی ہے۔¹²⁹ دوسرے ملکوں، جیسے یوگنڈا اور سری لنکا میں انویسٹمنٹ پرموشن ایجنسیاں خصوصی اقتصادی زونز کو کنٹرول کرتی ہیں۔¹³⁰ تاہم، یو این سی ٹی اے ڈی کا ورلڈ انویسٹمنٹ پراسپیکٹس سروے 2019ء جس میں 110 ممالک کے 120 آئی

World Investment Report. (2019). *Special Economic Zones*. Geneva: UNCTAD ¹²⁸

M. Petrovic (2017). *Tracking Special Economic Zones in the Western Balkans: Objectives, Features and Key Challenges*, Paris: OECD ¹²⁹

Page, J. and F. Tarp (2017). *The Practice of Industrial Policy: Government-Business Coordination in Africa and East Asia*. *WIDER Studies in* ¹³⁰

Development Economics. Oxford University Press.

OECD (2021). *Middle East and North Africa Investment Policy Perspectives*. Regional Study under Economic Reform Programmes. Paris: OECD ¹³¹

A. Altbeker, K. McKeown and A. Bernstein (2012). *Special Economic Zones: Lessons for South Africa from International Evidence and Local* ¹³²

Experience. Proceeding of Round Table convened by CDE. Johannesburg: Centre for Development and Enterprise

¹³³ بنگلہ دیش، جمیکا، کینیا اور فلپائن میں خصوصی اقتصادی زونز کی ضوابط سازی اور نگرانی یہ ادارے بالترتیب کرتے ہیں: بنگلہ دیش خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی (پی ای زیڈ اے)، جمیکا خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی (جے ای زیڈ اے)، کینیا خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی، فلپائن آئناک زون اتھارٹی (پی ای زیڈ اے)۔ یہ ادارے ان ممالک کے خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی ایکٹ کے تحت تشکیل دیے گئے ہیں۔

ضمیمہ اول: زون انٹریپرائز کا چناؤ

تازہ ترین ضوابط کے مطابق، ممکنہ زون انٹریپرائز کو ڈیولپر سے زمین خریدنے کے لیے ایک درخواست جمع کرائی ہوگی اور زون انٹریپرائز کی حیثیت حاصل کرنے کے لیے ایک ایک درخواست آن لائن اسٹیٹس آن لائن اسٹیٹس انٹرنیشنل انکام زون بیجمنٹ انفارمیشن سسٹم (خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس) کے ذریعے دینا ہوگی جو بی او آئی کے زیر انتظام ہے۔ اس ریگولیٹری فریم ورک کا زون انٹریپرائز کے لیے درخواستوں کے سلسلے میں مقررہ دستاویزات اور دیگر معیارات طے شدہ ہیں جنہیں ممکنہ زون انٹریپرائز کو مذکورہ سسٹم کے ذریعے جمع کرنا ہوتا ہے۔ جب خصوصی اقتصادی زون کمیٹی زون انٹریپرائز کی درخواست منظور کر لے تو ڈیولپر زون انٹریپرائز کو خصوصی اقتصادی زون میں داخل کر لیتا ہے۔¹³⁴ اس ماڈیول کا مقصد شفافیت کو بڑھانا اور درخواست کے عمل کی تکمیل کم سے کم وقت میں کرانا ہے۔

خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس کو منظوری دینے والے بورڈ (بی او اے) کی منظوری سے جنوری 2021ء میں شروع کیا گیا۔ یہ بی او اے کی منظوری کے لیے زون کا اندراج کرنے، اور خصوصی اقتصادی زون کو دی گئی درخواست کے ذریعے زون کے اندر کاروباری اداروں کو پلاٹ اور زون انٹریپرائز کی حیثیت دینے کا ایک ڈیجیٹل طریقہ ہے۔¹³⁵ جب خصوصی اقتصادی زون کمیٹی کسی سرمایہ کار کو زون انٹریپرائز کا درجہ دے دیتی ہے، تو اسے چھ ماہ کے اندر تعمیرات شروع کرنا اور 24 ماہ کے اندر کاروبار شروع کرنا ہوتا ہے۔¹³⁶ دوسری طرف کاروباری اداروں کو مالی مراعات کا اہل ہونے کے لیے زون انٹریپرائز کی حیثیت حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جدول الف 1: خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس کے تحت منظوری

خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس سے قبل	خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس کے بعد
20-2012ء	جنوری تا مئی 2021ء
200	70
334.2	304
1,081.7	646.6

نوٹ: یہ رپورٹس بیرونی سرمایہ کاری کی حقیقی آمد نہیں بلکہ زون انٹریپرائز کے داخلے کے وقت

اس کا وعدہ ہے۔

ماخذ: بورڈ آف انویسٹمنٹ

خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس کے آغاز سے پہلے زمین مختص کرنے اور زون انٹریپرائز کا درجہ دینے کا عمل الگ الگ ہوتا تھا۔ نہ تو ایسے ضابطے موجود تھے جو الاٹمنٹ کو زون انٹریپرائز کی حیثیت حاصل کرنے کے لیے ایک مقررہ وقت کے اندر درخواست دینے کا پابند کرتے ہوں، اور نہ ہی زمین کی الاٹمنٹ اور زون انٹریپرائز حیثیت کے لیے ایک وقت درخواست دینے کا کوئی طریقہ کار موجود تھا۔ ڈیولپر زمین الاٹ کرتے تھے، اور زون انٹریپرائز کی حیثیت حاصل کرنے کے لیے درخواست ایک علیحدہ عمل کے ذریعے خصوصی اقتصادی زون کمیٹی کو پیش کی جاتی تھی۔ جو الاٹمنٹ ریٹیل اسٹیٹس کی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانے کے خواہاں ہوتے تھے وہ تعمیرات کی ڈیڈ لائن سے بچنے کے ارادے سے انٹریپرائز حیثیت کے لیے درخواست نہیں دیتے تھے، اور اس کے بجائے خصوصی اقتصادی زون کی الاٹ شدہ اراضی پر کیپٹل گین حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

یہ خامی خصوصی اقتصادی زون کے زون انٹریپرائز داخلہ اور فروخت، لیز، اور سب لیز آف پلاٹ ریگولیشنز، 2021ء میں دور کی گئی۔ اس ضابطے کا آرٹیکل 3(20) زون انٹریپرائز کی حیثیت کے ساتھ

سرمایہ کار کو بیک وقت داخلہ اور زمین کی ملکیت منتقلی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ نیز، آرٹیکل 3(3 تا 4) ممکنہ سرمایہ کاروں کو خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس پر رجسٹر کرنے کی ہدایت کرتا ہے، جس کے دوران تمام اسٹیک ہولڈرز کو پلاٹوں اور درخواستوں کی حیثیت سے آگاہ رکھنے کی بھی ہدایت شامل ہوتی ہے۔ چنانچہ خصوصی اقتصادی زون کمیٹی اس ایم آئی ایس کے ذریعے، ان چیزوں کی بیک وقت عارضی منظوری دیتی ہے: (الف) پلاٹ کی فروخت، (ب) پلاٹ کا قبضہ، (ج) سہولتوں کی فراہمی، اور (د) انٹریپرائز کی حیثیت، چنانچہ ریٹیل اسٹیٹس کی سٹ بازی کے لیے گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ڈیولپر بھی صرف وہی پلاٹ بیچ سکتے ہیں جن کو ان کے متعلقہ زیر پوائنٹس پر انفراسٹرکچر مل گیا ہو، یا اس کی ضمانت اور ٹائم فریم دیا گیا ہو۔

اس پورٹل کے ڈیزائن میں تمام ضروری ضوابط کی تعمیل کی گئی ہے، اور اس کا انٹرفیس تمام ضروری دستاویزات کے لیے ایک چیک لسٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ اسے صرف وہ کمپنی استعمال کر سکتی ہے جو ایس ای سی پی میں رجسٹرڈ ہو، اور جس کے دو قسم کے صارفین ہوں: زون ڈیولپر اور زون انٹریپرائز۔ پورٹل میں سائن ان کرنے کے بعد، ڈیولپر اور انٹریپرائز درخواست کے مراحل پر نظر رکھ سکتے ہیں، ہر مرحلے پر مختلف دستاویزات کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز، پورٹل کے ذریعے شکایات بھی درج کرائی جاسکتی ہیں۔ خصوصی اقتصادی زون ایم آئی ایس سے فناننگ سسٹم کی کارکردگی بڑھ جاتی ہے، یہ ملک میں کاروباری ماحول کو سازگار بنانے میں مدد کرتا ہے۔ اس ایم آئی ایس کے قیام کے پانچ ماہ کے اندر 70 فعال زون انٹریپرائز موجود ہیں، جبکہ اس سے پہلے کے آٹھ سال میں 200 انٹریپرائز تھیں (جدول الف 1)۔

¹³⁴ خصوصی اقتصادی زون، زون انٹریپرائز داخلہ اور فروخت، لیز، اور سب لیز آف پلاٹ ریگولیشنز، 2021ء

¹³⁵ خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء کے مطابق بی او اے سے زون کے لیے ایک کمیٹی بنائے گی۔

¹³⁶ دفعہ 16، شیڈ (1) (ہ)، خصوصی اقتصادی زون ایکٹ 2012ء

پاکستان میں خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں؟

ضمیمہ دوم: خصوصی اقتصادی زونز کی مختلف ضوابط ساز باڈیز کے ارکان کی فہرست

منظوری دینے والا بورڈ	منظوری دینے والی کمیٹی	خصوصی اقتصادی زون کی صوبائی اتھارٹی	خصوصی اقتصادی زون کی کمیٹی
چیئر پرسن: وزیراعظم، وائس چیئر پرسن: وزیر خزانہ	ایگزیکٹوز: صوبائی سرمایہ کاری بورڈ کے سربراہان	چیئر پرسن: متعلقہ صوبے کا وزیر اعلیٰ	ڈیپوٹری کمیٹی کا چیئر پرسن نامزد کرے گا
وزرائے صنعت، پیداوار، تجارت، ریاست اور سرحدی علاقہ ڈویژن	وزرائے صنعت، پیداوار، تجارت، ریاست اور سرحدی علاقہ ڈویژن کے نمائندے	وائس چیئر پرسن: وزیر محکمہ سرمایہ کاری	ڈیپوٹری کے نمائندے
مجلس شوریٰ سے دو ارکان	نجی شعبے کے نمائندے	چیف ایگزیکٹو آفیسر جسے صوبے کا وزیر اعلیٰ مقرر کرے	بی او آئی، سرمایہ کاری کے فروغ کے صوبائی ادارے کے نمائندے
بی او آئی کے چیئر مین اور سیکرٹری، چیئر مین ایف بی آر، ڈپٹی چیئر مین منصوبہ بندی کمیشن، گورنر اسٹیٹ بینک	وفاقی اور متعلقہ صوبائی حکومت سے ارکان جن سے ان کی مرضی معلوم کی گئی ہو	صوبائی محکمہ جات صنعت، خزانہ، تجارت، سرمایہ کاری، ورک اور خدمات، گھ بانی، زراعت اور منصوبہ بندی و ترقی کے سیکرٹریز	خصوصی اقتصادی زون اتھارٹی اور متعلقہ ضلعی حکومت کے نمائندے
ایگزیکٹوز: صوبائی سرمایہ کاری بورڈ کے سربراہان	صدر و رؤساء ایوان ہائے صنعت و تجارت، پاکستان بزنس کونسل، اور اوور سیز انویسٹرز چیئر آف کامرس	متعلقہ صوبے کے وزیر اعلیٰ کے نامزد کردہ دو ارکان	
وزیراعظم کا نامزد کردہ نمائندہ		متعلقہ ایوان ہائے صنعت و تجارت کا نامزد کردہ ایک رکن	

ماخذ: 31 دسمبر 2015ء تک تبدیل اور ترمیم شدہ خصوصی اقتصادی زونز ایکٹ 2012ء

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

(1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسب کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسب معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر با معنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

(2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔ طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے: <http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2>

(3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

(4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ میز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آئی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ میز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہر جانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بٹور ایگزیکوٹو) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ میز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیج موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری: وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

(5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد و شمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ (انگریزی - اردو)

accommodative	گنجائش	integration	انجذاب
asymmetry	عدم تشاکل	interbank	بین البینک
balance of payments	توازن ادائیگی	lending	قرض گاری
borrowing	قرض گیری	liabilities	واجبات
broad money	زیر وسیع	liberalization	آزاد کاری
budgetary support	اعانتہ میزانیہ	liquidity	سیالیت
capital adequacy ratio	شرح کفایت سرمایہ	maturity profile	خاکہ عرصیت
circular debt	گردشی قرضہ	monetary	زری
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں	monetary aggregates	زری مجموعے
collateral	ضمانت	money market	بازار زر
consumers' durables	پائیدار صارفی اشیاء	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
core inflation	قوزی مہنگائی	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
CPI	صارف اشاریہ قیمت	OMOs	بازار زر کے سودے
current account	جاری کھاتہ	one-off impact	یک بارگی اثرات
default	نادہندگی	penetration	نفوذ
deficit	خسارہ	perishables	تلف پذیر اشیاء
deflation	قیمتوں کی تقلیل	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
documentation	دستاویزیت	remittances	ترسیلات زر
exchange rate	شرح مبادلہ	revenues	محصولات، محاصل
external sector	بیرونی شعبہ	services account	خدمات کا کھاتہ
financial	مالی	speculation	سٹے بازی
financing	مالکاری	trade account	تجارتی کھاتہ
fiscal	مالیاتی	underserved	نیم محروم
foreclosure	قرقی	unserved	محروم
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	volatility	تغیر پذیری
forward guidance	پیشگی رہنمائی	Wholesale Price Index	تھوک اشاریہ قیمت
headline inflation	عمومی مہنگائی	working capital	جاری سرمایہ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

monetary	زری	commodity operations	اجناسی سرگرمیاں
monetary aggregates	زری مجموعے	budgetary support	اعانت میزانیہ
speculation	سٹے بازی	integration	انجذاب
liquidity	سیالیت	liberalization	آزاد کاری
capital adequacy ratio	شرح کفایت سرمایہ	money market	بازار زر
exchange rate	شرح مبادلہ	OMOs	بازار زر کے سودے
CPI	صارف اشاریہ قیمت	Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
collateral	ضمانت	external sector	بیرونی شعبہ
asymmetry	عدم تشاکل	interbank	بین البینک
headline inflation	عمومی مہنگائی	consumers' durables	پائیدار صارفی ایشیا
lending	قرض گاری	forward guidance	پیشگی رہنمائی
borrowing	قرض گیری	trade account	تجارتی کھاتہ
foreclosure	قرنی	remittances	ترسیلات زر
core inflation	توزی مہنگائی	volatility	تغیر پذیری
deflation	قیمتوں کی تقلیل	perishables	تلف پذیر ایشیا
circular debt	گردشی قرضہ	Wholesale Price Index	تھوک اشاریہ قیمت
accommodative	گنجائشی	balance of payments	توازن ادائیگی
financing	مالکاری	working capital	جاری سرمایہ
financial	مالی	current account	جاری کھاتہ
fiscal	مالیاتی	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
unserved	محروم	maturity profile	خاکہ عرصیت
revenues	محصولات، محاصل	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
default	نادہنگی	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
penetration	نفوذ	services account	خدمات کا کھاتہ
underserved	نیم محروم	deficit	خسارہ
liabilities	واجبات	documentation	دستاویزیت
one-off impact	یک بارگی اثرات	broad money	زر وسیع